وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ

فہم الحدیث

ان روایات پر محدثین، دیوبند، بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے

جلد دوم

میاں محمد جمیل ایم۔اے
فاضل اردو۔ علوم اسلامیہ

ابوہریرہؓ اکیڈمی
۳۔۷ کریم بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور
فون نمبر 5417233



سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حقوق بحق مؤلف

ترجمہ و تفہیم .... میاں محمد جمیل ایم اے

اشاعت اوّل .... اکتوبر 2003ء

اشاعت دوم .... جنوری 2004ء

اشاعت سوئم .... اکتوبر 2004ء

اشاعت چہارم .... ستمبر 2005ء

صفحات 616

قیمت 300

ناشر

ابوہریرہ اکیڈمی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام، نعمانی کتب خانہ، مکتبہ سلفیہ، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

آئینۂ کتاب

مہمان نوازی کے آداب-208

پینے کے آداب-209

نبیذ کا بیان-210

برتنوں کو ڈھانپنا-211

لباس اور اسکے آداب-212

انگوٹھی پہننے کے مسائل-213

جوتوں کی کیفیت اور ان کے احکام-214

نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات-270

نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات-271

نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز-272

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے مسائل

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا بھر میں اور بالخصوص عرب کے لوگوں میں لوگ چار طرح سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا رواج تھا۔

۱۔ باہمی رضامندی سے بدکاری کرنا

۲۔ کسی خوبصورت، بہادر یا مشہور آدمی کے ساتھ نسبت جوڑنے کے لیے خود خاوند کی مرضی سے عورت کا ازدواجی تعلق قائم کرنا

۳۔ چند افراد کسی لونڈی یا بازاری عورت کے ساتھ بدکاری کرتے اور پھر اس عورت کو اختیار ہوتا کہ پیدا ہونے والے بچے کو کسی ایک کا بچہ قرار دیتی۔ ۴۔ یہ طریقہ مروّجہ نکاح کے قریب تھا۔ رسول معظم ﷺ نے پہلی تینوں صورتوں کو حرام قرار دیتے ہوئے صرف چوتھی صورت، جو مروجہ نکاح کے قریب تر تھی اس کو جائز قرار دیا مگر اس میں بھی ضروری اور جامع اصلاحات فرماتے ہوئے امت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی، کہ نکاح محض ازدواجی جذبات کی تسکین کا نام نہیں، بلکہ یہ میاں بیوی کا رشتہ کاشت کار کی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح ایک اچھا کاشتکار اپنی زمین کی حفاظت اور اس میں لگائی جانے والی فصل کی ہر اعتبار سے نگہداشت کرتا ہے۔ میاں بیوی کے بھی اس قسم کے فرائض ہیں کہ وہ اولاد کی صحت و تربیت کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں جس سے نئی نسل کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے یعنی جس طرح لباس آدمی کے حسن و جمال اور اسے موسم کی حدّت و شدّت سے محفوظ رکھتا ہے ایسے ہی میاں بیوی کو ایک دوسرے کی عزت و وقار اور دکھ درد کا احساس ہونا چاہیے۔ آپ نے نیک بیوی کو دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ نکاح آدمی کی حیا کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (متفق عليه).

1-1304

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ نکاح نظر میں حیا پیدا کرتا ہے اس سے شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔ روزے اس کی جنسی خواہش دبا دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کو ازدواجی زندگی

اَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا. (متفق علیه) 2-1305

سے کنارہ کش ہونے کی اجازت نہیں دی اگر آپ اسے اجازت دیتے تو ہم خصّی ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (متفق علیه) 3-1306

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا چار باتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، خاندانی شرافت، حسن و جمال اور دینداری کی وجہ سے۔ تجھے دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْیَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ. (رواه مسلم) 4-1307

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا دنیا ساری کی ساری مفید ہے۔ لیکن دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ. متفق علیه 5-1308

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اونٹ کی سواری کرنے والی عورتیں یعنی عرب عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں۔ جو چھوٹے بچوں پر غایت درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّعَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. (متفق علیه) 6-1309

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد مردوں کے لیے شدید نقصان دہ عورتوں کا فتنہ سمجھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِیْهَا فَیَنْظُرُ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانَتْ فِی النِّسَاءِ. (رواه مسلم) 7-1310

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بلاشبہ دنیا ہری بھری اور پر لطف ہے۔ اور اللہ نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے تم کیا عمل کر رہے ہو۔ تم دنیا اور عورت کے فتنے سے بچے رہنا۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشُّوْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ (متفق عليه) وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَلشُّوْمُ فِيْ ثَلٰثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّآبَّةِ. 8-1311

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نحوست عورت، گھر اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے تین چیزوں میں نحوست ہو سکتی ہے۔ عورت، گھر اور سواری۔

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ ؟قُلْتُ نَعَمْ !قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ (متفق عليه). 9-1312

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرا حال ہی میں نکاح ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ نکاح کیا؟ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی رک جاؤ۔ ہم عشاء کے وقت مدینہ میں داخل ہوں گے۔ تاکہ پراگندہ بالوں والی عورتیں اپنے آپ کو سنوار لیں۔ اور جن عورتوں کے خاوند غیر حاضر رہے ہیں وہ صاف ستھری ہو جائیں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نکاح سے آنکھوں میں حیا پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

۲۔ رشتہ نہ ملنے یا نکاح کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں جوان آدمی کو روزے رکھنے چاہئیں۔

۳۔ لوگ مال، نسب اور حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح کرتے ہیں لیکن آپ نے دین کو مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی۔

۴۔ بہترین بیوی وہ ہے، جو بچوں کی تربیت اور خاوند کے مال و اقبال کی حفاظت کرے۔

۵۔ نحوست بیوی، گھر، سواری میں ہو سکتی ہے، لیکن فی نفسہ کسی چیز میں نحوست نہیں ہوتی۔

۶۔ عورتوں کے فتنے یعنی غیر محرم سے باہمی اختلاط اور بے حیائی سے بچنا چاہیے۔

۷۔ دنیا پوری کی پوری آزمائش گاہ ہے۔

بَابُ النَّظَرِ اِلَى الْمَخْطُوبَةِ وَبَيَانِ الْعَوْرَاتِ

شادی سے پہلے لڑکی دیکھنے اور پردے کے مسائل

نکاح ایک ایسا مقدس بندھن ہے جس کو انتہائی، غیر معمولی اور شدید ناگزیر حالات میں ہی توڑنے کی گنجائش دی گئی ہے۔ کامیاب شادی کے لیے نکاح سے پہلے اور بعد میں جن احتیاطوں کے بارے میں شریعت نے توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ شادی کرنے والا اگر رشتہ کروانے والوں سے پوری طرح مطمئن نہ ہو تو اسے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی کو (اس کی اور اس کے خاندان کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے کسی باوقار طریقے سے) دیکھ سکتا ہے۔ اور یہ اجازت اس لیے عنایت فرمائی تا کہ آگے چل کر ازدواجی زندگی میں کوئی تکدّر پیدا نہ ہونے پائے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر اس حرکت اور کام سے میاں بیوی کو بچنے کے احکام جاری فرمائے جن کی وجہ سے ازدواجی زندگی کے نازک آبگینے پر خراش لگ سکتی ہے۔ پردہ ہی کو لیجیے، جو کہ عورت کی شرم وحیا، عزت اور وقار کا محافظ ہونے کے ساتھ شادی شدہ عورت کی طرف سے اس کے خاوند کے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا (رواه مسلم). 1313-1

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں قبیلہ انصار کی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھ لینا، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا . (متفق عليه) 2-1314

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت عورت کے ساتھ شرم گاہ کو نہ ملائے اور نہ ہی اس کے وجود کے اوصاف اپنے خاوند سے بیان کرے۔ گویا کہ وہ اس کے جسم کو خود دیکھ رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَ لَا الْمَرْاَةُ اِلَى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِیْ

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کوئی مرد دوسرے مرد اور کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ مرد آپس میں اور عورت دوسری

ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ (رواه مسلم). 3-1315

عورت کے ساتھ برہنہ نہ لیٹے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ .(رواه مسلم). 4-1316

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، مرد کسی بیوہ عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ ہاں البتہ اس کے خاوند اور محرم کو اجازت ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے اس فرمان کے بالکل الٹ معنی لینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح موت کے آنے کا کوئی علم نہیں ہوتا ایسے ہی دیور کے گھر میں آنے جانے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ گھر کا اہم فرد ہے۔ جس طرح موت سے چھٹکارا نہیں لہٰذا دیور سے پردہ ممکن نہیں۔

اگر یہ معنی ہوتا تو آپ ﷺ واضح طور پر فرماتے کہ دیور سے پردہ ممکن نہیں ہے جب کہ آپ ﷺ پردے کی فرضیت ہی تو بیان فرمارہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیور سے پردہ کرنا چاہیے۔ یعنی گھریلو کام کاج کرتے ہوئے بھی جس قدر ممکن ہو سکے پردہ کرنا چاہیے باقی آمنے سامنے ننگے چہرے کے ساتھ بیٹھنا اور آپس میں بے تکلف ہونا قطعاً جائز نہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ . (متفق عليه) 5-1317

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا تنہائی میں عورتوں کے ہاں جانے سے بچو! ایک آدمی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ . (رواه مسلم) 6-1318

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ وہ اسے سینگی لگائے۔ حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں کہ ابوطیبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی تھا۔ یا ابھی نابالغ تھا۔(مسلم)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللهِ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے

اللّٰہِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ. (رواہ مسلم) 7-1319

آنحضرت ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے نظر ہٹا لینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَاَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ. (رواہ مسلم) 8-1320

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت جب سامنے سے آتی اور منہ پھیر کر جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں ہوتی ہے۔ تم میں سے جب کسی کو کوئی عورت اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے میل جول کرے اس طرح اس کے دل سے اس عورت کا خیال نکل جائے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ عِنْدَهَا وَ فِی الْبَیْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ اَخِیْ اُمِّ سَلَمَةَ یَا عَبْدَاللّٰہِ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ لَکُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَاِنِّیْ اَدُلُّکَ عَلٰی ابْنَةِ غَیْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ. (متفق علیہ) 9-1321

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ میرے پاس جلوہ افروز تھے کہ گھر میں ایک مخنث (ہیجڑا) آیا۔ اس نے میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا: اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل تمہارے لیے طائف فتح کر دیا تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کے بارے مشورہ دیتا ہوں جو کہ چار شکنوں کے ساتھ آتی اور آٹھ شکنوں کے ساتھ پلٹتی ہے۔ تب نبی محترم ﷺ نے حکم دیا "کسی مخنث کو اپنے ہاں نہ آنے دیا کرو۔" (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

عورت کے غیر شریفانہ انداز سے چالنے کو شیطان کی چال قرار دی ہے۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ؓ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِیْلًا فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَقَطَ عَنِّیْ ثَوْبِیْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَخْذَهٗ فَرَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لِیْ خُذْ عَلَیْکَ ثَوْبَکَ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً. (رواہ مسلم) 10-1322

حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں بھاری پتھر اٹھا کر چل رہا تھا کہ اچانک میری چادر نیچے گر گئی۔ میں اسے سنبھال نہ سکا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر کہا چادر باندھو ننگے بدن نہیں رہنا چاہیے! (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔

۲۔ عورت غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھ سکتی۔

۳۔ عورت کو اپنے دیور سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔

۴۔ مجبوری کی حالت میں عورت مرد ڈاکٹر سے سرجری کروا سکتی ہے۔

۵۔ پہلی اور نادانستہ نظر معاف ہے لیکن کسی غیر محرم کو مسلسل یا بار بار دیکھنا گناہ ہے۔

۶۔ بعض عورتوں کا آنا جانا شیطان کی طرح ہوتا ہے۔

۷۔ عورتوں کا مخنث کے ساتھ خلط ملط ہونا بھی گناہ ہے۔



بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِيذَانُ الْمَرْأَةِ

نکاح میں ولی کی موجودگی اور لڑکی سے اجازت طلب کرنا

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح میں جن شرائط کو لازم قرار دیا ہے ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ مزید احتیاط یہ لازم فرمائی کہ دونوں طرف سے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ولی سے مراد والد، بھائی ہیں ،اوران کی عدم موجودگی کی صورت میں قریبی رشتہ دار ولی ہونے کے فرائض سرانجام دے گا۔ اس شرط سے والدین کی ذمہ داری کا اولاد کے ساتھ مقدس رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ لڑکی کی شرم وحیا اور شعور پختہ نہ ہونے کا خیال رکھا گیا ہے۔

بعض فقہانے عواقب اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر نوجوان لڑکی کو اجازت دی کہ وہ ولی کے بغیر نکاح کرسکتی ہے! اس آزاد خیالی کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ معاشرے میں ایسے اخلاقی سانحے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ عدالت میں ایک طرف بہن، بھائی اور بوڑھے ماں باپ رو رہے ہوتے ہیں، تو دوسری طرف عدالت کے فیصلے کا سہارا لیتے ہوئے لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ جارہی ہوتی ہے۔ اس بد معاشی اور بے حیائی کو روکنے کے لیے سرورِ دوعالم ﷺ نے یہ پابندی لگائی ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

تاہم مطلقہ یا بیوہ عورت کو اس لیے اجازت مرحمت فرمائی کہ عمر اور حالات وواقعات کی وجہ سے اس کی سوچ میں پختگی اور جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ مگر ولی کا ہونا ہر ایک کے نکاح میں شرط ہے تاہم والدین کو یہ لازمی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اولاد کی رضا مندی اوران کے جذبات کا خیال رکھیں۔ انہیں بیٹے، بیٹی کا رشتہ ایسی جگہ پر نہیں کرنا چاہیے جہاں ان کی زندگی اجیرن بن کر رہ جائے

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ . (متفق عليه)1323-1

پہلی فصل

ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا! شوہر آشنا (بیوہ یا مطلقہ) عورت کا نکاح اس کی صریح اجازت سے کیا جائے۔ اور کنواری لڑکی کے نکاح کے لیے بھی اس سے اجازت طلب کی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اس کا خاموش hu رہنا اجازت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا وَ الْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا وَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا. وَ فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ الثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا! شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری عورت سے اس کے بارے میں اجازت طلب کی جائے گی، اس کا خاموش

لِيِّهَا وَ الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَ الْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا (رواه مسلم). 2-1324

رہنا اجازت ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شوہر آشنا اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت لی جائے گی اور اسکی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔

تیسری روایت میں ہے کہ شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا والد اجازت طلب کرے گا۔ اور لڑکی کا خاموشی اختیار کرنا اجازت تصور ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَ هِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا (رواه البخاری) 3-1325

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ وہ شوہر آشنا تھیں اور اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا۔ وہ خاوند اسے پسند نہ آیا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کا نکاح توڑ دیا۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَ هِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَ زُفَّتْ اِلَيْهِ وَ هِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَ لُعَبُهَا مَعَهَا وَ مَاتَ عَنْهَا وَ هِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ. (رواه مسلم) 4-1326

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ سے ان کا نکاح ہوا تو وہ سات سال کی تھیں۔ جب رخصتی ہوئی تو نو برس کی تھیں اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ نکاح میں ولی اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

۳۔ بیوہ یا مطلقہ ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔

۴۔ خاوند پسند نہ ہونے کی معقول وجہ ہو تو عورت کے مطالبہ پر نکاح توڑا جا سکتا ہے۔

۵۔ چھوٹی عمر میں نکاح ہو سکتا ہے۔

۶۔ نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ضروری نہیں۔ (ابو الفردوس)



بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ وَالْخُطْبَةِ والشَّرْطِ

اعلان نکاح، خطبہ اور نکاح کی شرائط

اعلانِ نکاح کا مقصد ڈھول ڈھمکا بجلی کے قمقمے، اخبارات میں اشتہارات اور مووی بنانا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس خوشی کے موقع پر اخلاقی حدود کے اندر رہ کر مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ اس میں یہ حکمت بھی پنہاں ہے کہ اعلانِ نکاح کے بعد دونوں فریق معاشرتی اخلاق کے دباؤ کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ سے زیادہ احساس کریں گے۔ اظہارِ نکاح سے غیر محرم نوجوان کے گھر میں آنے جانے سے ابتداءً جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی اس کا پہلے دن سے ہی تدارک ہو جاتا ہے۔ شادی کے لیے کسی دن یا مہینے کو منحوس قرار دینا جائز نہیں۔

الفصل الاول

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ. فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَ قُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ . (رواه البخاری) 1327-1

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ. (رواه البخاری) 1328-2

وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَ بَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ (رواه مسلم) 1329-3

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ

پہلی فصل

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں: جب میری رخصتی ہوئی تو نبی گرامی ﷺ آئے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے تو ہماری بچیوں نے دف بجانا شروع کی اور میرے شہداء بدر باپ دادا کے اوصاف بیان کرنا شروع کر دیے۔ پھر ایک لڑکی نے کہا "ہم میں اللہ کا پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے"۔ آپ نے فرمایا یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت کی انصاری مرد کے ساتھ رخصتی ہوئی تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا! کیا تمہارے ساتھ دف بجانے والی نہیں؟ کیونکہ انصار دف بجانے کو پسند کرتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ تو آنحضرت ﷺ کی کونسی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھی؟ (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام شروط سے سب سے زیادہ پورا

بِهِ الْفُرُوْجَ (متفق علیه) .4-1330

کرنے کے لائق وہ شرائط ہیں جن کے سبب تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

شادی کے موقع پر گھریلو بچیوں کا شرک و بدعت اور بے حیائی سے پاک اشعار گانا اور دف بجانا جائز ہے۔تاہم اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ پیشہ ور لوگوں کو بلا کر موسیقی کی محفلیں جمائی جائیں۔پیشہ وروں سے مراد صرف وہ لوگ نہیں جو گلوکار اور فنکار شمار ہوتے ہیں'ان میں وہ لڑکیاں اور لڑکے بھی شامل ہیں جو سکولز اور کالجز میں آرٹ سیکھنے کے بہانے ایسی حرکات کرتے ہیں۔ شریعت کی طرف سے صرف گھریلو بچیوں کو اس کی اجازت ہے جو نہایت سادگی کے ساتھ اور شریفانہ انداز سے کچھ گا سکتی ہوں۔ یہ احتیاط اس لیے ضروری ہے کہ احادیث کی دوسری کتب میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لیے مجھے مبعوث فرمایا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ میں موسیقی کے تمام آلات کو توڑ ڈالوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْكِحَ اَوْیَتْرُكَ (متفق علیه) 5-1331

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا!کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے۔یہاں تک کہ پہلا نکاح کرے یا منگنی ختم کر دے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَ لْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَلَهَا (متفق علیه) 6-1332

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں:رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا!کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کے حصہ کا رزق بھی اسے مل جائے بلکہ اس کی موجودگی میں نکاح کرلے۔اسے تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں لکھا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الشِّغَارِ وَ الشِّغَارُاَنْ یُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰی اَنْ یُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهُ وَ لَیْسَ بَیْنَهُمَا صَدَاقٌ (متفق علیه) .وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ .7-1333

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:رسولِ اکرم ﷺ نے وٹہ سٹہ کے نکاح سے منع فرمایا۔اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے' کہ دوسرا شخص بھی اس کو اپنی بیٹی کا نکاح دے گا اور دونوں نکاحوں میں حق مہر نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام میں شغار(وٹہ سٹہ کا نکاح) جائز نہیں ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ

حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں:رسولِ محترم ﷺ نے

مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ . (متفق عليه) 8-1334

خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷛ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا (رواه مسلم) 9-1335

حضرت سلمہ بن اکوع ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے جنگِ اوطاس کے سال تین دن کے لیے نکاحِ متعہ کی رخصت دی پھر اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مَعَنَانِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّسْتَمْتِعَ فَكَانَ اَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُاللّٰهِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ . (متفق عليه) 10-1336

حضرت ابن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے، ہمارے ساتھ ہماری عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور بعدازاں ہمیں متعہ کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ ہم میں سے بعض لوگ معیّن وقت کے لیے کپڑا بطور مہر دے کر عورت سے نکاح کرتے، پھر عبداللہ بن مسعود ﷛ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! ''اے مومنو! جو عمدہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ سمجھو''۔ (المائدۃ : ۵ - ۸۷) (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ شادی کے موقع پر ہلکے پھلکے شریفانہ انداز میں بچوں کے لیے گانا بجانا جائز ہے۔

۲۔ کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں ہوا کرتا۔

۳۔ متعہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔



بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ

محرّمات کے نکاح کا بیان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء ۴: ۲۳)

’’حرام کر دی گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں، اور تمہاری بھتیجیاں، اور تمہاری بھانجیاں، اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اور تمہاری رضاعی بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پا رہی ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں، اور (حرام کی گئیں) تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشتوں سے ہیں، اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو، مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے‘‘۔

دینِ اسلام نے گھریلو زندگی میں شرم و حیا، اتفاق اور یک جہتی کے قیام و دوام کے لئے مقدس رشتوں کی تقدیس کا تحفظ فرمایا ہے۔ نسب کے قریب ترین رشتوں کے ساتھ ساتھ رضاعت کے رشتوں کے احترام کا بھی تحفظ فرمایا تا کہ ایک ماں کی گود میں پرورش پانے والے ایک دوسرے کو بہن بھائی کے ناتے کی وجہ سے پاک نگاہوں کے ساتھ دیکھتے رہیں۔ پہلے رضاعی اور سوتیلے بہن بھائیوں کے رشتوں کا احترام نہ صرف ختم ہو چکا تھا بلکہ لوگ سوتیلی اور رضاعی ماں، بہن کو بیوی بنا لیا کرتے تھے۔ دین کی تعلیم سے ان رشتوں کی تقدیس بحال ہونے کے سبب عورت کو گھر کے آنگن میں ان رشتوں کے ساتھ شرم و حیا میں رہ کر آزادی نصیب ہوئی کہ وہ اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کے سامنے پردے کی پابندی سے آزاد ہو کر اپنا کام کاج کر سکے۔

ایک ہی وقت ایک مرد کے نکاح میں دو بہنوں کو اس لیے حرام قرار دیا تا کہ خاندان میں اکائی، باہمی محبت اور قریب ترین رشتوں کا احترام و مقام برقرار رہ سکے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَ عَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَ خَالَتِهَا. (متفق عليه) 1337-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ بیک وقت کسی کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (بخاری و مسلم)

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ . (رواہ البخاری) 2-1338

ﷺ نے ارشاد فرمایا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔(بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّکِ فَاْذَنِیْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِیَ الْمَرْاَةُ وَ لَمْ یُرْضِعْنِیَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّهٗ عَمُّکِ فَلْیَلِجْ عَلَیْکِ وَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَیْنَا الْحِجَابُ . (متفق علیہ) 3-1339

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا نے میرے ہاں آنے کی اجازت مانگی۔میں نے نبی محترم ﷺ سے پوچھے بغیر اجازت نہ دینے کا کہہ دیا۔جب رسولِ محترم تشریف لائے تو میں نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا! وہ آپ کے چچا ہیں ان کو اجازت دے دیں۔میں نے عرض کیا کہ مجھے دودھ اس کی بھابھی نے پلایا ہے اس کے بھائی نے نہیں۔ارشاد ہوا کہ وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آ سکتا ہے۔یہ واقعہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ؓ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ هَلْ لَکَ فِیْ بِنْتِ عَمِّکَ حَمْزَةَ ؓ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِیْ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ؟ . (رواہ مسلم) 4-1340

حضرت علی ؓ نے نبی مکرم ﷺ سے عرض: کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنے چچا حمزہ ؓ کی بیٹی سے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ وہ قریش کی حسین ترین لڑکی ہے۔آپ نے فرمایا! آپ کو معلوم نہیں کہ حمزہ ؓ میرے رضاعی بھائی ہیں' اور اللہ نے رضاعی رشتے نسبی رشتوں کی طرح حرام کر دیے ہیں۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ اَوِ الرَّضْعَتَانِ. وَ فِیْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ وَ فِیْ اُخْرٰی لِاُمِّ الْفَضْلِ رضی اللّٰہ عنہا قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ (هذه روایات لمسلم.) 5-1341

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ایک یا دو مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔(مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔(مسلم) اور ام الفضل رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک یا دو مرتبہ دودھ پلانا حرام نہیں کرتا۔(یہ مسلم کی روایات ہیں)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ فِیْمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔قرآن پاک میں

اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هِيَ فِيْمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ.(رواه مسلم)1342-6

نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ بعدازاں منسوخ کر کے پانچ مرتبہ پینے سے حرمت کا حکم دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات تک قرآن پاک میں اسی کی تلاوت ہوتی رہی۔(مسلم)

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهُ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ . (متفق عليه)1343-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں' کہ نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے' اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ کو اس کی موجودگی اچھی نہیں لگی۔ حضرت عائشہؓ نے وضاحتاً عرض کیا کہ یہ میرا (رضاعی) بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو اچھی طرح پہچانتی ہو؟ رضاعت دودھ پینے کی مدّت کے دوران ہوتی ہے۔ بھوک میں پیا جائے تو ثابت ہوتی ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ﷺ اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ ﷺ وَ الَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ قَدْ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَاَرْسَلَ اِلٰى اٰلِ اَبِيْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ ﷺ وَ نَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ (رواه البخاری) 1344-8

حضرت عقبہ بن حارث ﷺ فرماتے ہیں' کہ میں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی۔ ایک عورت نے آ کر کہا' کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے' نہ ہی تو نے مجھے بتایا۔ حضرت عقبہ ﷺ نے ابی اہاب کے خاندان میں پیغام بھیج کر ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس عورت نے ہماری بیٹی کو دودھ پلایا ہو۔ تب اس نے مدینہ طیبہ جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو رسول گرامی نے فرمایا تم کس طرح اس کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو جبکہ بتا دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہؓ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس لڑکی نے کسی اور سے شادی کر لی۔(بخاری)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے شک قوی ہونے کی وجہ سے رشتہ منقطع کروادیا' تا کہ میاں بیوی اوران کی اولاد کے لیے یہ بات ہمیشہ کے لیے الزام اور طعنہ نہ بن جائے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے

ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ فَظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ وَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا فَكَاَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَيْ فَهُنَّ لَهُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ . (رواه مسلم) 1345-9

موقع پر آپ ﷺ نے اوطاس کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جس کا دشمن سے آمنا سامنا اور جنگ ہوئی۔ جب ان پر فتح حاصل ہوئی تو عورتوں کو قیدی بنالیا گیا۔نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے نفسانی خواہشات کی تکمیل کو گناہ سمجھا کیونکہ ان کے مشرک خاوند موجود تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وہ شادی شدہ عورتیں حرام ہیں لیکن لونڈیاں نہیں'' (النساء ۴: ۲۴) مطلب یہ کہ ان کے لیے وہ حلال ہیں جب وہ عدت پوری کرلیں۔(مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حُرِّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَ مِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَاَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ اَلْاٰيَةَ . (رواه البخاری) 1346-10

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نسب اور سسرال کی جانب سے سات سات رشتے حرام ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''تم پہ تمہاری مائیں حرام کر دی گئیں ہیں''۔(النساء ۴: ۲۳) (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ رضاعی رشتے بھی نسب کے رشتوں کی طرح حرام ہیں۔

۲۔ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

۳۔ رضاعت کم از کم پانچ دفعہ دودھ پینے کی عمر میں دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔

۴۔ درج ذیل رشتے نکاح کے لیے ہمیشہ حرام ہیں۔(ماں اور اس سے اوپر کے رشتے، نانی، پڑنانی، دادی، پڑدادی) بیٹی (اور نواسیاں) بہن اور بھانجیاں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں (بھتیجیوں اور بھانجیوں کی بیٹیاں) رضاعی ماں، رضاعی بہنیں، خوش دامن (اور اس کی ماں، نانی، پڑنانی) سوتیلی ماں، سوتیلی بیٹی، بہو۔

۵۔ دو بہنیں بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔



بَابُ الْمُبَاشَرَةِ

بیوی کے ساتھ صحبت کے مسائل

رسول محترم ﷺ شرم وحیا کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی حیا کے منافی اور سطحی لفظ اپنی زبان سے کبھی نہیں نکالا۔ نبوت کے فرائض کی ذمہ داریاں ایسی تھیں کہ آپ کو بعض مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے واضح الفاظ استعمال کرنا پڑتے تھے جن کے بغیر چارۂ کار نہ تھا۔ اگر آپ وضاحت نہ فرماتے تو دنیا کو جائز، ناجائز کا کیسے علم ہوتا۔ اس لیے جب آپ سے اس قسم کے مسائل کے بارے میں استفسار ہوتا تو آپ وضاحت فرماتے۔ مثلاً یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر عورت سے پیچھے کی جانب سے صحبت کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور بچہ بھی اس طرح ناقص پیدا ہوتا ہے اس کی وضاحت میں قرآن مجید کی مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں ازدواجی زندگی کو کھیتی کے ساتھ مماثلت دی گئی۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک کاشت کار اپنی اور انسانیت کی بقا کے لیے موسم اور ضرورت کے مطابق بیج بوتا ہے۔ تاہم یہ خالق کی مرضی ہے کہ بیج کو اگنے کی اجازت دے یا زمین کے اندر ہی ختم کر دے۔ انسانی نسل کی بقا اور اس کی اصلاح کی خاطر میاں بیوی کو بھی اس نظریہ کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔ مخصوص ازدواجی عمل کے لیے کسی وقت اور طریقہ کی پابندی نہیں البتہ بیوی کی قُبل کی بجائے دُبر سے مباشرت کرنا حرام ہی نہیں بلکہ بدترین گناہ ہے۔ (یہاں آمنے سامنے کی بجائے پشت کے بل لیٹ کر مباشرت کرنا مراد ہے)

ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے عزل کی اجازت دی ہے۔ عزل کے معنی ہے صحبت کے وقت انزال سے پہلے الگ ہو جانا۔ اگر عورت کی صحت اور بچے کے دودھ پینے کی مدت کے خیال کے پیشِ نظر یہ کام کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس اجازت کے باوجود آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کا دنیا میں آنا لکھ دیا ہے اس کا آنا کوئی نہیں روک سکتا۔ رزق کی کمی اور معیشت کی تنگی کے نقطۂ نگاہ سے یہ کام کیا جائے تو بہت بڑا جرم ہوگا اور عملاً اللہ تعالیٰ کی رزّاقی کا انکار ہوگا۔ اور خصوصاً بچے میں جان پڑنے کے بعد حمل گروایا جائے تو یہ قتل کے مترادف ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا۝ (بنی اسرائیل: ۱۷۔ ۳۱)

”اور اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔ انہیں بھی اور تمہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے،،۔ (بنی اسرائیل: ۱۷۔ ۳۱)

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ "نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ. (متفق عليه) 1347-1

پہلی فصل

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں: یہودی کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے پشت کی جانب سے ہم بستری کی اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتی میں جیسے

چاہو آ ؤ۔" (البقرۃ ۲ :۲۲۳) (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ (متفق عليه) وَ زَادَ مُسْلِمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا . 2-1348

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں' کہ قرآن پاک کے نزول کے دنوں میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے یہ جانتے ہوئے بھی ہمیں روکا نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ لِيْ جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَ اَنَا اَطُوْفُ عَلَيْهَا وَ اَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَلَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا (رواه مسلم). 3-1349

حضرت جابر ؓ ہی یہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری لونڈی ہماری خادمہ ہے اور میں اس سے مباشرت کرتا ہوں اور یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر لے لیکن جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد وہی شخص آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَ اَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَّعْزِلَ وَ قُلْنَا نَعْزِلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهُ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا ؟مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّاوَهِيَ كَائِنَةٌ (متفق عليه). 4-1350

حضرت ابوسعید خدری ؓ ذکر کرتے ہیں: غزوۂ بنی مصطلق میں ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے' کچھ عرب قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔ ہم نے عورتوں سے مباشرت کرنا چاہی۔ اور ان سے دور رہنا ہمارے لیے مشکل ہو گیا۔ اور ہم نے عزل کو پسند کیا۔ ہم نے سوچا نبی گرامی ﷺ کی موجودگی میں کیسے عزل کریں؟ ہم کیوں نہ آپ سے پوچھ لیں۔ چنانچہ ہم نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے۔ عزل نہ کرو اس لیے کہ جو روح قیامت تک وجود میں آنے والی ہے وہ آ کر رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (رواه مسلم). 5-1351

حضرت ابوسعید خدری ؓ ہی بیان کرتے ہیں' کہ نبی مکرم ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا منی سے ہر وقت بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ (مسلم)

وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنِّیْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَاَتِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ ؟فَقَالَ الرَّجُلُ اُشْفِقُ عَلٰی وَلَدِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ ذٰلِکَ ضَآرًّا ضَرَّ فَارِسَ وَ الرُّوْمَ .(رواہ مسلم) 1352-6

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کس لیے عزل کرتا ہے؟ تو اس نے کہا بچے کے ڈر سے (جو دودھ پی رہا ہے)۔ تو آپ نے فرمایا اگر اس میں نقصان ہوتا تو یہ فارس اور روم کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچاتا۔ (مسلم)

عَنْ جُدَامَۃَ بِنْتِ وَھْبٍ رضی اللہ عنھا قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اُنَاسٍ وَ ھُوَ یَقُوْلُ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَنْھٰی عَنِ الْغِیْلَۃِ فَنَظَرْتُ فِی الرُّوْمِ وَ فَارِسَ فَاِذَا ھُمْ یُغِیْلُوْنَ اَوْلَادَھُمْ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَھُمْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَاَلُوْہُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلِکَ الْوَاْدُ الْخَفِیُّ وَ ھِیَ "وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ". (رواہ مسلم) 1353-7

حضرت جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ لوگوں کی موجودگی میں میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور آپ فرمارہے تھے' کہ میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے کے دوران عورت سے جماع کرنا منع کر دوں' پھر میں نے روم اور فارس کے لوگوں کو دیکھا (معلوم ہوا) کہ وہ دودھ پلانے کے دوران عورتوں سے جماع کرتے ہیں اس سے ان کو کچھ نقصان نہیں ہوتا (تو میں نے منع نہ کیا) لوگوں نے پوچھا عزل کے بارے کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو زندہ دفن کرنے کے برابر ہے اور اس آیت میں یہی ذکر ہے۔ "اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا" (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَۃِ عِنْدَاللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَاللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَ تُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا. (رواہ مسلم) 1354-8

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برا وہ شخص ہوگا کہ جب وہ اپنی عورت سے مباشرت کرے تو اس کی راز کی باتوں کو پھیلائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔عزل کرنا جائز ہے۔۲۔ بچے کے دودھ پینے کے دوران مباشرت سے بچا جائے تو بہتر ہے۳۔میاں' بیوی کا خلوت کی باتیں دوسروں بیان کرنا ذلیل ترین حرکت ہے۔



بَابُ خِيَارِ الْمَمْلُوْكِيْنِ

غلام اور لونڈی کو اختیار دینا

اسلام انسانوں کو فکری اور جسمانی غلامی سے نجات دلانے کے لیے آیا ہے۔ کیونکہ اسلام مظلوموں کو آزادی دلوانے کی حمایت کرتا ہے۔ اور مظلوموں لیکن لوگوں کے طبائع، سیاسی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر دین نے مجبوری کی حالت میں غلامی کی کچھ صورتوں کو کڑی شرائط کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ اس کے لیے کہ غریب الوطن لوگوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ علام الغیوب کو معلوم ہے کہ طاقتور لوگ ہمیشہ کمزور لوگوں پر غلبہ پانے کی کوشش کریں گے پھر ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جن کو کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہوگی۔ ان حقائق کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے غلاموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایسے اصول وضع فرمائے جن سے ایک غلام شخص اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ ہونے پائے ایسے غلامی کے طوق کو سونے کی زنجیر سمجھ کر پہن سکے۔ کیونکہ حالات کی مجبوری کے پیش نظر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

الفصل الاول

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا فِيْ بَرِيْرَةَ خُذِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْ هَا .(متفق عليه)1355-1

پہلی فصل

عروہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اسے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیں۔ اس کا خاوند غلام تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اختیار دیا تو اس نے اپنا نکاح ختم کردیا۔ لیکن اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو آپ اس کو اختیار نہ دیتے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ وَ دُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَاجَعْتِيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَاْمُرُنِيْ ؟قَالَ اِنَّمَا اَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ .(رواه البخاری.)1356-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ رنگ کا غلام تھا۔ اسے مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا کہ میں اب بھی وہ منظر دیکھ رہا ہوں جب وہ مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے پیچھے چلا کرتا اور روتے ہوئے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہوتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے عباس! تجھے مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہو رہا۔ نبی محترم ﷺ نے بریرہ سے فرمایا ہوتو اس سے رجوع کرلے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں صرف سفارش کررہا ہوں۔ اس نے

کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ نبی محترم ﷺ اپنا مشورہ دوسرے پر مسلط نہیں فرماتے تھے۔

۲۔ بیوی کو خاوند ناپسند ہو تو وہ خلع کر سکتی ہے۔

۳۔ خاوند طلاق نہ دے تو برادری یا عدالت کے ذریعے چھٹکارا پانا عورت کا حق ہے۔

۴۔ خلع کی صورت میں اگر خاوند حق مہر نہ دے تو عورت کو حق مہر چھوڑنا پڑے گا۔

۵۔ اسلام نے حالات کے مدّ و جزر کے پیش نظر غلامی کی کچھ شکلیں باقی رکھی ہیں۔



بَابُ الصَّدَاقِ

حق مہر کا بیان

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ○ وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○ (نساء ۴: ۲۰۔۲۱)

''اور اگر تم ارادہ کر لو کہ ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ بدلو اور دے چکے ہو تم اسے بہت سا مال تو اس مال سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا تم اپنا مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے لینا چاہتے ہو۔ اور تم مال کو کیوں لیتے ہو حالانکہ تم (میاں بیوی) تنہائی میں ایک دوسرے سے مل جل چکے ہو۔ اور وہ عورتیں تم سے پختہ وعدہ لے چکی ہیں''۔

حق مہر فریقین کی مرضی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس لیے قرآن وحدیث میں اس کی متعین مقدار مقرر نہیں کی گئی۔ مہر صرف عورت کا شرعی اور اخلاقی حق ہے۔ جو طے شدہ معاہدے کے مطابق فوری طور پر ادا کر دینا چاہیے۔ یہ بیوی کے لئے خاوند کی طرف سے ایک شرعی تحفہ اور مالی حوصلہ افزائی ہے۔ اور اس سے خاوند میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ بیوی میں احساس اطاعت اور خود سپردگی کا جذبہ بارآور ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ فِيْهَا حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ هٰذَا قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَ سُوْرَةُ كَذَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

پہلی فصل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں! وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ تب ایک صحابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: تیرے پاس اس کو حق مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس تو میری یہ چادر ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاش کرو، چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔ کوشش کے باوجود اسے کچھ نہ مل سکا۔ تو نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا: جی

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُکَہَا فَعَلِّمْہَا مِنَ الْقُرْاٰنِ .(متفق علیہ) 1357-1

ہاں مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سورتوں کے بدلے اس سے تیرا نکاح کردیا۔

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ! میں نے اس کے بدلے تیرا نکاح کردیا ہے۔اپنی بیوی کو یہ سورتیں یاد کروا دینا۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا کَمْ کَانَ صَدَاقُ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ کَانَ صَدَاقُہٗ لِاَزْوَاجِہٖ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَّۃً وَ نَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ؟ قُلْتُ لَا ! قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّۃٍ فَتِلْکَ خَمْسُ مِائَۃِ دِرْہَمٍ .(رواہ مسلم) 1358-2

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ، کہ رسول اللہ کتنا حق مہر دیا کرتے تھے۔نے فرمایا: آپ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا تو نش کے بارے میں جانتا ہے؟۔ میں نے کہا نہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ نصف اوقیہ ہے۔اس حساب سے کل پانچ سو درہم ہوئے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حق مہر طے شدہ شرائط کے مطابق ضروری طور پر ادا کرنا چاہیے۔

۲۔ حق مہر فریقین کی باہمی رضامندی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔

۳۔ شریعت نے حق مہر کی رقم متعین نہیں کی۔

۴۔ مہر صرف عورت کا حق ہے۔

۵۔ کچھ نہ ہونے کی صورت میں عورت کی تعلیم کا اہتمام کرنا بھی حق مہر ہوسکتا ہے۔



بَابُ الْوَلِيْمَةِ

ولیمہ

شریعت میں شادی کے موقع پر بارات کا کوئی شرعی تصور نہیں' تاہم اس کو حرام وحلال کے حوالے سے بیان کرنے کا جواز نہیں ملتا۔ کیونکہ نکاح کے موقع پر دولہا اور اس کے اعزاؤ اقرباء کا لڑکی کے گھر آنا ناگزیر عمل ہے۔ اور ان کی مہمان نوازی کرنا دینی واخلاقی تقاضا ہے۔ بارات ایک معاشرتی رسم ہے اگر اس میں بلاوجہ مبالغہ نہ کیا جائے تو ہمارے معاشرے میں اس کے کئی فوائد بھی پائے جاتے ہیں۔ بارات کے حوالے سے برادری میں کئی اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے' اس خوشی کے موقع پر تحائف کی شکل میں باہمی تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ عرب معاشرے میں عدم بارات کا استدلال کر کے اس کو حرام ٹھہرانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ شادی کے وقت دولہا کا دعوت کرنا آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔ اس کھانے کو حدیث کی اصطلاح میں دعوت ولیمہ کہا گیا ہے۔ اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ حسبِ استعداد اعزاء واقربا کو خورد ونوش کے لیے کچھ پیش کیا جائے تاہم محلے کے غریب لوگوں کو اس دعوت میں شریک نہ کرنا بری بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بے اعتنائی کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ وہ بدترین دعوت ولیمہ وہ ہے جس میں غربا کو کھانے سے محروم رکھا جائے۔

اگر کسی کو دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور شرکت کرنی چاہیے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰی وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ ! وَلَوْ بِشَاةٍ .(متفق علیه) 1359-1

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کیسا ہے؟ ابن عوف نے کہا میں نے گٹھلی سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تیرے لئے بابرکت بنائے۔ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ.(متفق علیه) 1360-2

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے جس طرح کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا تھا اس طرح کا کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ولیمہ کیا ایک بکری کے ساتھ۔ (بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ بَنٰی بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا. (رواه البخاری) 1361-3

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی' تو آپ ﷺ نے اس موقع پر ولیمہ کیا کہ لوگوں کو گوشت اور روٹی سیر کر کے

کھلائی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَ تَزَوَّجَهَا وَ جَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَ اَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ .(متفق عليه) 4-1362

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ نبی معظم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا اور اس کا آزاد کرنا ہی اس کا حق مہر مقرر کیا۔ اور اس کے ولیمہ میں حلوہ تیار کروایا۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَ الْاَقِطُ وَ السَّمْنُ (رواه البخاری) 5-1363

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ نبی معظم ﷺ نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر میں تین راتیں گزاریں اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح ہوا تھا۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ دعوت میں آپ کے حکم سے چمڑے کے دستر خوان بچھائے گئے۔ گوشت روٹی کے بجائے اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔(بخاری)

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ (رواه البخاری.) 6-1364

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ دو مُد جو(تقریباً ایک کلوگرام) سے کیا۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا (متفق عليه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْنَحْوَهٗ. 7-1365

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے' تو اسے اس میں شریک ہونا چاہیے۔(بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ دعوت قبول کرے خواہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ہو۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَ اِنْ شَاءَ تَرَكَ .(رواه مسلم)1366-8

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ قبول کرے۔ چاہے تو کھالے اگر حاجت نہ ہو تو چھوڑ دے۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے برا کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں امیروں کو

يُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ .(متفق عليه) 1367-9

بلایا جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت کا انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَاشُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِیْ طَعَامًا يَكْفِیْ خَمْسَةً لَعَلِّیْ اَدْعُو النَّبِیَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ يَا اَبَاشُعَيْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهُ وَ اِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهُ .(متفق عليه) 1368-10

حضرت ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کی کنیت ابوشعیب تھی۔ اس کا ایک قصاب غلام تھا۔ اس نے اس سے کہا: پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو تا کہ میں نبی محترم ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں۔ آپ پانچویں ہوں گے۔ اس نے مختصر سا کھانا تیار کیا۔ ابوشعیب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ کے ساتھ ایک شخص اور بھی چل پڑا۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: اے ابوشعیب! یہ شخص ہمارے ساتھ آ گیا' اگر آپ چاہیں تو اسے اجازت دے دیں اور اگر چاہیں تو واپس کر دیں۔ اس نے کہا میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دعوت ولیمہ سنت ہے۔ اور قبول کرنا واجب ہے۔

۲۔ بن بلائے کسی کی دعوت میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

۳۔ شادی کے موقعہ پر برکت کی دعا دینا سنت ہے۔

۴۔ دعوت ولیمہ میں غریب امیر کا امتیاز نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ دعوت ولیمہ اپنی حیثیت سے کرنا سنّت ہے۔



بَابُ الْقَسْمِ
بیویوں سے شب باشی میں باری مقرر کرنا

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (النساء ۴:۳)

''اوراگرتمہیں اندیشہ ہوکہ تم یتیم بچوں کے معاملہ میں انصاف نہیں کرسکو گے تو نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے' دو دو تین تین اور چار چار۔ اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک سے ہی نکاح کرو یا کنیزیں' جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ۔ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ''۔ (النساء۴:۳)

قرآنِ مجید کے فرمان اور آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے درمیان' نہ صرف خورد ونوش' بلکہ خلوت کے حوالے سے بھی عدل وانصاف ہونا چاہیے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں یا وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل نہ ہو کہ ازدواجی زندگی کے حقوق پورے کرسکے تو اسے ایک سے زائد نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں بھی اس بات کا خیال رکھنے کا حکم ہے کہ جب پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیا جائے تو ان کے درمیان وظیفۂ مباشرت میں بھی انصاف کیا جائے اور ان کے حقوق میں مساوات کا خیال رکھا جائے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَ کَانَ یَقْسِمُ مِنْھُنَّ لِثَمَانٍ (متفق علیہ) 1-1369

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا کَبُرَتْ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ جَعَلْتُ یَوْمِیْ مِنْکَ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْسِمُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا یَوْمَیْنِ یَوْمَھَا وَ یَوْمَ سَوْدَةَ . (متفق علیہ) 2-1370

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کر دیا ہے۔ رسولِ محترم ﷺ عائشہ کے ہاں سودہ کی باری کا دن بھی گزارا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَسْاَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مرض الموت کے ایام میں رسولِ محترم ﷺ پوچھتے تھے میں کل کس بیوی

يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا (رواه البخاری)1371-3

کے ہاں رہوں گا؟ آپ کا مقصد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا۔ آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ تب آپ نے وفات تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ . (متفق علیہ.)1372-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی محترم ﷺ سفر پر جانا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا آپ اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْيهِ عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَ قَسَمَ وَ اِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْقِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ . (متفق علیہ)1373-5

حضرت ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت انس ؓ نے بیان کیا: سنت یہ ہے کہ جب آدمی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے کنواری لڑکی سے نکاح کرے، تو اس کے ہاں سات راتیں گزارے، پھر باری مقرر کرے۔ اور جب بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے ہاں تین راتیں بسر کرے، اس کے بعد باری مقرر کرے۔ ابوقلابہ کا بیان ہے کہ حضرت انس ؓ نے اس روایت کو نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ رضی الله عنها وَ اَصْبَحَتْ عِنْدَهَا قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَ اِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهَا لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَ لِلثَّيِّبِ ثَلٰثٌ .(رواہ مسلم) 6-1374

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن ؓ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہ آپ کے ہاں آئیں تو آپ نے فرمایا: تو اپنے اہل خانہ کے ہاں حقیر تر نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو میں سات راتیں تیرے پاس گزارتا ہوں اور سات راتیں دوسری بیویوں کے پاس؟ اور اگر تو چاہے تو میں تین راتیں گزاروں پھر باری کے مطابق رہوں؟ انہوں نے آپ کو تین راتیں گزارنے کے لیے عرض کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا: کنواری کے لیے سات اور شوہر آشنا کے لیے تین راتیں ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِسَرِفَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَ ارْفُقُوْا بِهَا فَاِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ كَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ وَلَا يُقْسِمُ لِوَاحِدٍ قَالَ عَطَاءٌ : اَلَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْسِمُ لَهَا بَلَغَنَا اَنَّهَا صَفِيَّةُ رضی اللہ عنها وَكَانَتْ اٰخِرُهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ (متفق علیه). 1375-7

تیسری فصل

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں : ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سرف مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جب تم ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو جلدی نہ کرنا اور نہ جھٹکے لگنے دینا۔ آرام کے ساتھ لے جانا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔ عطاء کہتے ہیں، ہمیں معلوم ہوا کہ جس بیوی کی باری مقرر نہیں تھی، وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ سب سے آخر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس بارے میں عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو سہو ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھی۔ جیسا کہ اگلی روایت میں وضاحت موجود ہے۔

وَقَالَ رَزِيْنٌ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِيَ سَوْدَةُ وَهُوَ اَصَحُّ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهُ اَمْسِكْنِيْ قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ نِسَائِكَ فِي الْجَنَّةِ 1376-8

رزین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، کہ عطاء کے علاوہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور یہی صحیح ہے۔ جب نبی محترم ﷺ نے ان کو طلاق دینا چاہی تو انہوں نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے ہاں رہنے دیں، میں اپنا دن عائشہ کو ہبہ کر چکی ہوں تا کہ میں جنت میں بھی آپ کی بیویوں میں شریک ہو سکوں۔

خلاصۂ باب

۱۔ وفات کے وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔
۲۔ ابتداءً نئی کنواری بیوی کے لیے سات دن اور بیوہ کے لیے تین دن وقف کرنا سنت ہے۔
۳۔ سفر کے لیے بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالنا چاہیے۔
۴۔ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا کرنے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔
۵۔ جنازے کو آرام کے ساتھ لے جانا چاہیے۔

بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْحُقُوقِ

بیویوں کے ساتھ رہن سہن اور ہر ایک کے حقوق

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا کے کمزور طبقات ہر طرف سے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ بالخصوص حجاز کی سرزمین پر عورتوں اور غلاموں کو اس قدر جور واستبداد کا نشانہ بنایا جاتا اور یہ مظالم اس طرح سوسائٹی کے مزاج کا حصہ بن گئے کہ کوئی ایک دوسرے کا ہاتھ روکنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ عورتوں اور غلاموں پر اس قدر وحشیانہ ظلم کیے جاتے تھے کہ یہ واقعات پڑھ کر آج بھی جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے کمزور طبقات کے حقوق کی تحریک اس انداز سے برپا فرمائی کہ جس سے طبقاتی اور انتقامی کشمکش ابھرنے کی بجائے معاشرہ اعتدال کی راہوں پر اس طرح گامزن ہوا کہ ظالم ظلم کرنے کی بجائے مظلوموں کے حقوق کے محافظ بن گئے۔ بیوی کے بارے میں خاوندوں کا رویّہ اتنا تحقیر اور توہین آمیز تھا کہ یہودی مذہب میں خاوند کو یہ اختیارات حاصل ہو چکے تھے کہ وہ جب چاہے بلاوجہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال باہر پھینکے۔ خاوند کو اختیار حاصل تھا کہ وہ عورت کو قتل کر سکے۔ عیسائی مذہب میں عورت کو سانپ اور بچھو کے ساتھ تشبیہ دے کر اس سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ ہندو مذہب جس کو سب سے قدیم ہونے کا دعویٰ ہے اس میں عورت کو اس قدر ذلّت کا نشان بنا دیا گیا کہ عورت اپنے خاوند کے مرنے کے بعد نہ صرف اپنے گھر کی جائیداد سے محروم ہوتی بلکہ اسے خاوند کی میّت کے ساتھ ہی زندہ جلا دیا جاتا۔ یہ تو آپ ﷺ کی تشریف آوری کا معجزہ اور دینِ رحمت کا فیض ہے کہ عورت کو اس قدر ومنزلت کے ساتھ نوازا گیا کہ جو کل تک ایک دمڑی کا اختیار نہیں رکھتی تھی اسلام نے اسے بیک وقت باپ اور خاوند کی جائیداد میں ایک متعین حصہ کا مالک بنا دیا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے جیون ساتھی ہیں‘ مرد مالی اور سماجی معاملات کا حکمران‘ جبکہ بیوی گھر کی ملکہ ہے۔ ان کے درمیان جس قدر ہم آہنگی، باہمی اعتماد اور تعلقات خوشگوار ہوں گے‘ اسی قدر اولاد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر ماں باپ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں تو اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ گھر میں مایوسی اور کشیدگی کا ماحول رہے گا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اولاد میں بے اعتمادی پیدا ہوگی اور بچے دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ بسا اوقات گھر کا ماحول اس قدر غارت ہو جاتا ہے کہ بچوں کی شادی کا بھی فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ اولاد خاندان میں رسوائی محسوس کرتی ہے۔ بیٹیاں اپنے گھروں میں چلی جائیں تو ان کے لیے ماں باپ کا ماحول ایک طعنہ بن جاتا ہے۔ ماحول کو خوش گوار رکھنے کے لیے رسول ﷺ نے عورت کہ جب کسی مرد کو ایسی بیوی کے ساتھ واسطہ پڑے تو وہ اسے بات، بات پر ٹوکنے اور ہر حکم منوانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس جبلت کی عورت ٹوٹ تو سکتی ہے لیکن اس کے سدھرنے کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی لہٰذا ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا ماحول پیدا کر کے زندگی گزارنی چاہیے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح یا اس میں سے نیک اور فرماں بردار اولاد پیدا فرما دے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ. (متفق علیه) 1-1377

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کی بھلائی کا خیال رکھو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر اس کو چھوڑ دے گا تو ٹیڑھا پن باقی رہے گا۔ اس لیے تم عورتوں کو اچھی نصیحت کیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا. (مسلم) 2-1378

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ تمہارے حسب منشا ایک ہی طریقے سے نہیں رہتی' آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر تم اس کے ٹیڑھے پن کو ٹھیک کرنا چاہو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی فطرت بیان کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ یہ ٹیڑھی ہڈی سے پیدا کی گئی ہے۔ کئی عورتوں میں اس ٹیڑھے پن کے اثرات ان کی طبیعت پر غالب رہتے ہیں' جس کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اور اپنی ضد سے گھر کا ماحول خراب کر دیتی ہیں۔ بسا اوقات لڑائی جھگڑے سے بڑھ کر طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ آدمی کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں آدمی کو ہدایت فرمائی کہ اُسے اس ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنے کی بجائے افہام وتفہیم سے کام لینا چاہیے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ. (مسلم) 3-1379

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن (خاوند)، مومنہ (بیوی) سے نفرت نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو کوئی دوسری اسے پسند بھی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ لَا بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْ لَا حَوَّاءُ لَمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی باسی نہ ہوتا

تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ. (متفق علیہ)

اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی بھی عورت اپنے خاوند کی کبھی نافرمانی نہ کرتی۔ (بخاری و مسلم)

4-1380

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ. (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت کو غلاموں کی طرح کوڑے نہ مارے پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے مجامعت کرے۔ دوسری روایت میں ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارے، ہوسکتا ہے کہ اسے دن کے آخر میں اس سے مجامعت کرنی پڑے پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو "گوز" کی وجہ سے ہنسنے پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم ایسے فعل پر کیوں ہنستے ہو جو تم خود بھی کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

5-1381

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ. (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی محترم ﷺ کے ہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب نبی محترم ﷺ آتے تو وہ شرم سے چھپ جاتیں۔ آپ ان کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ (بخاری و مسلم)

6-1382

وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ. (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی ﷺ کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی لوگ مسجد میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ اور رسولِ کریم ﷺ نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا، تاکہ میں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان سے کھیل دیکھوں۔ آپ ﷺ میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی۔ ذرا اندازہ لگائیں، ایک کم عمر لڑکی کھیل کا شوق رکھنے والی کو کس قدر کھیل کا شوق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

7-1383

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ نے عام حالات میں عورتوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی، کہ وہ غیر محرم مردوں کو دیکھیں، لیکن جہادی

ٹرینگ کے لیے نہ صرف ان مشقوں کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے کی سہولت عنایت فرمائی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر خاوند کی طرف سے اجازت اور معقول انتظام ہو تو اپنے محرم کی موجودگی میں مناسب تفریح سے عورت لطف اندوز ہو سکتی ہے' کیوں ایسے موقعوں پر غیر محرم کو دیکھنا مطلوب نہیں ہوتا' بلکہ وہ فن دیکھنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ فن ماحول اور شریعت کے منافی نہ ہو۔

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ. (متفق عليه) 1384-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو میں اسے جانتا ہوں اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے اسے بھی میں سمجھ جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کیسے سمجھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے' تو کہتی ہے محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تو مجھ سے نالاں ہوتی ہے تو اس وقت کہتی ہے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اللہ کے رسول اللہ کی قسم میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ (متفق عليه)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوا امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰی يَرْضٰی عَنْهَا. 1385-9

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کے لیے کہے اور وہ انکار کر دے' اور خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گزارے' تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر دعوت دیتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے' تو آسمان والا اس کے خاوند کے راضی ہونے تک اس سے ناراض رہتا ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَيْرَ الَّذِیْ يُعْطِيْنِیْ فَقَالَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوتن ہے' اگر میں اپنے خاوند کے متعلق ایسے عطیات کا ذکر کروں' جو اس نے

اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ (متفق عليه). 1386-10

مجھے نہیں دیے تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ایسے عطیات کا ذکر کرتا ہے جو اسے نہیں ملے وہ اس شخص کی طرح گنہگار ہے جو سرتا پا جھوٹا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اٰلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَآئِهٖ شَهْرًا وَ كَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِىْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ (رواه البخاری) 1387-11

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ کے بائیکاٹ (لاتعلقی) کے لیے قسم اٹھائی۔ جب ہی آپ ﷺ کے پاؤں کو موچ آئی تھی آپ نے اپنے بالا خانے میں ۲۹ راتیں گزاریں۔ بعد ازاں آپ نیچے اترے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم اٹھائی تھی؟ آپ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ يَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِىْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَا النَّبِىَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاؤُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَاَ قُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِى النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ هُنَّ حَوْلِىْ كَمَا تَرٰى يَسْئَلْنَنِى النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا وَ قَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُوْلُ تَسْئَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَ اللّٰهِ لَا نَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں ابوبکر صدیق ﷺ رسولِ معظم ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے آپ کے دروازے پر کچھ صحابہ کرام ﷺ کو پایا جنہیں آپ سے ملاقات کی اجازت نہیں ملی تھی۔ جب حضرت ابوبکر ﷺ کو اجازت ملی تو وہ اندر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضرت عمر ﷺ نے اجازت مانگی انہیں بھی اجازت مل گئی۔ انہوں نے نبیِ گرامی ﷺ کو غمگین پایا۔ آپ خاموش تھے آپ کے ارد گرد آپ کی بیویاں تھیں۔ حضرت عمر ﷺ نے سوچا کہ میں ایسی گفتگو کروں جس سے آپ ہنس پڑیں چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر خارجہ کی بیٹی (ان کی بیوی) مجھ سے اخراجات کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیتا یا گھونسہ مارتا۔ آپ مسکرائے اور بتلایا یہ میری بیویاں ہیں اور میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہ مجھ سے اخراجات مانگتی ہیں۔ چنانچہ ابوبکر ﷺ عائشہ کی گردن اور عمر ﷺ حفصہ کو دبانے کے لیے اٹھے۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے تم رسول اللہ ﷺ سے ایسی

حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ أُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكِ اَمْرًا اُحِبُّ اَنْ لَا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الْآيَةَ قَالَتْ اَفِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْتَشِيْرُ اَبَوَيَّ؟ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ اَسْأَلُكَ اَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَاَةً مِّنْ نِسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لَا تَسْأَلُنِيْ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُّيَسِّرًا .(رواہ مسلم) 1388-12

چیزوں کا مطالبہ کر رہی ہو' جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ ہم کبھی بھی رسول معظم سے ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی' جو آپ کے پاس نہ ہوگی۔ بعد ازاں آپ ان سے ایک ماہ' یا انتیس دن الگ رہے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی طالب ہو تو جان لو تم میں سے جو نیکوکار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے'' (الاحزاب ۳۳:۲۸-۲۹) چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا اور فرمایا عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کے بارے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ لے۔ لو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ تجویز کیا ہے؟ آپ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' کہ اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو یقیناً اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ نیز میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کو یہ بات نہ بتائیں جو میں نے آپ سے عرض کی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی بیوی مجھ سے پوچھے گی تو میں اس کو ضرور بتاؤں گا مجھے اللہ نے تکلف کرنے والا یا مشکل میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو آسانیاں کرنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی کو خاوند کے ساتھ صبر و شکر والی زندگی گزارنی چاہیے' اور خاوند سے ایسی اشیاء کا مطالبہ قطعاً نہیں کرنا چاہیے' جو اس کی طاقت سے باہر ہو' اور جس سے اس کو تکلیف ہو۔ کیونکہ قناعت ایک بہترین زیور ہے جسے اپنانا ہر مسلمان کا شیوہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جو خود کو رسول معظم ﷺ کے لیے ہبہ کرتی تھیں۔ میں سوچتی تھی بھلا عورت خود کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب

اللّٰہُ تَعَالٰی تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ وَ تُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ قُلْتُ مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ (متفق علیہ) 13-1389

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "تمھیں یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ کرو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر دوبارہ اپنے پاس بلا لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں" تو میں نے برملا: کہا میں محسوس کرتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کو خوش رکھنا چاہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ضدی بیوی سے جھگڑا کرنے کے بجائے اسے سمجھانا چاہیے۔

۲۔ بیوی کو مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۔ بیوی بچوں کو شرعی ماحول میں تفریح کروانا سنتِ رسول کریم ہے۔

۴۔ میاں بیوی کا معمولی اختلاف ازدواجی زندگی کا حصہ ہے۔

۵۔ سوتن کو خاوند سے متنفر کرنا جائز نہیں۔

۶۔ عورتوں کو اپنے خاوندں سے ناجائز مطالبات نہیں کرنے چاہییں۔

۷۔ گھریلو معاملات میں عورت کا اپنے والدین سے مشورہ کرنا جائز ہے۔

۸۔ میاں بیوی کے جھگڑے میں بیوی کے خاندان والوں کو حتی المقدور اپنے داماد کا ساتھ دینا چاہیے۔ اس میں بیوی کی ضد اصلاح اور غلط فہمی کے ازالے کے ساتھ داماد کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ اور نتیجۃً وہ بھی ایثار اور ہمدردی کے ساتھ سوچنا شروع کر دے گا۔

۹۔ بیوی کو اپنے خاوند کی تابعداری اور خاوند کو بیوی کے احسانات کا خیال رکھنا چاہیے۔



بَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ

خلع اور طلاق کے مسائل

اسلامی معاشرت میں نکاح کو بڑی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔شریعت نے میاں بیوی کے حقوق کے تحفظ کے لئے وہ تمام اصول وضع اور واضح فرمائے جن سے ازدواجی زندگی خوش گوار پرسکون اور باہمی اعتماد واحترام کے ساتھ قائم رہ سکے اور پھر یہ بھی قرآن مجید میں واضح فرمایا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی غلط فہمی یا اختلاف رونما ہو جائے تو فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے جائیں اور وہ خلوصِ نیت کے ساتھ ان کے درمیان صلح اور آشتی کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ان ساری کوششوں کے باوجود اگر میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا اور دوسری طرف اگر بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو اسے خلع کی صورت میں ازدواجی تعلقات توڑنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ خلع کی صورت میں اگر مرد عورت سے مہر معاف کرنے کا مطالبہ کرے تو عورت کو حق مہر سے دست بردار ہونا پڑے گا اگر مرد طلاق دے تو اس کو طلاق کے حوالے سے کچھ ادا کرنے کا پابند نہیں کیا گیا۔ عورت پر حق مہر کی واپسی کی یہ پابندی اس لیے لگائی گئی کہ عورت مرد کے مقابلے میں زیادہ حساس اور جذباتی ہوتی ہے۔

خلع کے بعد میاں بیوی کے درمیان رجوع کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ خلع کی صورت میں رجوع نہیں ہوسکتا۔ البتہ عقد ثانی کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ طلاق دیتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) طلاق حیض کی بجائے طہر کی حالت میں جماع کے بغیر دی جائے۔

(۲) حمل کی صورت میں طلاق ہوسکتی ہے' تاہم حمل اور بچے کی رضاعت کی مدت پوری ہونے تک آدمی ان کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔

(۳) طلاقِ رجعی کی عدت کے دوران بیوی کے اخراجات خاوند کے ذمہ ہوں گے۔

(۴) اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ حیض اور جماع کی صورت میں دی ہوئی طلاق شمار ہوگی۔

(۵) صحیح مسئلہ یہ ہے کہ طلاق کے وقت دو گواہ ہونا چاہئیں۔

طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر جماع کے طلاق دی جائے۔ اور ایک طلاق کے بعد خاوند رجوع نہ کرے۔ اس طرح تین طہر کے بعد خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ عدت ختم ہونے سے قبل خاوند اور عورت کو باہم رجوع کرنے کا اختیار ہوگا تاہم عدت گزر جانے کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا۔ البتہ عقدِ ثانی ہوسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے احادیث کی دوسری کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ثابت

اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ نَعَمْ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً.(بخاری)1390-1

بن قیس ؓ کی بیوی نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ثابت بن قیس ؓ کی عادات اور دین دار ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ اسلام میں کفر کو اچھا نہیں سمجھتی ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس کا باغ واپس کر دے گی؟ اس نے کہا: جی ہاں! نبی گرامی ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ باغ واپس لے کر اسے طلاق دے دو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَةً لَّهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ

وَفِيْ رِوَايَةٍ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْحَامِلًا.(متفق علیه)1391-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر ؓ نے اس کا ذکر نبی گرامی ﷺ سے کیا۔ آپ نے اس کام پر ناراضگی کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے۔ اور اسے اپنے ہاں روکے رکھے۔ پھر جب حیض وہ سے پاک ہو تو اس کے بعد پھر اسے حیض آئے اور وہ اس سے فارغ ہو جائے تو اب اگر وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اسے پاک حالت میں بلا مجامعت طلاق دے' کیوں کہ یہی وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے اسے کہیں کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے حالت طہر یا حمل میں طلاق دے۔ بخاری و مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.(متفق علیه) 1392-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہم کو اختیار دیا۔ لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند فرمایا۔ آپ نے اس اختیار کو کچھ شمار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے فَلَمْ يَعُدَّ کے الفاظ ادا فرما کر اس بات کی تردید فرمائی ہے' کہ رسول محترم کا اپنی بیویوں کو یہ فرمانا کہ تم چاہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ' اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.(متفق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ بیوی کو حرام قرار دینے میں کفارہ ہے "بے شک اللہ کے رسول

عليه)4-1393

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَشَرِبَ عِنْدَهَا عَسَلاً فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ اَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذَالِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ شَرِبْتُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكِ اَحَدًا يَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِهٖ فَنَزَلَتْ "يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ الْاٰيَةَ". (متفق عليه)5-1394

ﷺ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں"۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر شہد نوش فرماتے۔ میں نے اور حفصہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں' وہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ جب نبی گرامی ﷺ ان میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہی جملہ کہا۔ آپ نے فرمایا: ایسی کوئی بات نہیں میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہد نوش کیا ہے۔ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ لیکن اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ آپ اپنی بیویوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔ اس بنا پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "آپ اپنی بیویوں کی خوشی کی خاطر ایسی چیزوں کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہیں۔ (التحریم:۱) (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ طلاق طہر کی حالت میں بلا جماع کیے دینی چاہیے۔

۲۔ عورت مرد سے طلاق لے سکتی ہے' اسے خلع کہا جاتا ہے۔

۳۔ حاملہ عورت کے بچہ جنم دینے اور بچے کی رضاعت تک' اخراجات اس کے خاوند کے ذمہ ہوں گے۔

۴۔ حاملہ عورت کو طلاق ہو جاتی ہے' لیکن وہ وضع حمل تک آگے نکاح نہیں کر سکتی۔

۵۔ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد رجوع نہ کیا جائے۔



بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلاثًا

تین طلاقیں دی گئی عورت کے مسائل

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ ! قَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ. (متفق عليه) 1395-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھے تین طلاقیں دیں اس کے بعد میں نے عبدالرحمان بن زبیر کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کے پاس تو کپڑے کا پھندنا ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا: کیا تو رفاعہ کی جانب واپس جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتی جب تک تو اس سے جماع نہ کرے۔ اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

(۱) ''کپڑے کا پھندنا'' کہنے سے مراد یہ تھی کہ وہ جنسی قوت کے لحاظ سے کپڑے کی طرح بے جان ہے۔

(۲) جس عورت کو پہلے خاوند نے تین طلاقیں دی ہوں۔ وہ اس سے اس وقت نکاح نہیں کر سکتی جب تک دوسرا خاوند اس سے مباشرت نہ کرے، لیکن ایک رات یا کچھ مدت کے لئے طلاق لینے کی شرط پر نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اس کو حلالہ کہتے ہیں جس پر نبی معظم ﷺ نے لعنت کی ہے۔



بَابٌ فِیْ وُجُوْبِ کَوْنِ الرَّقَبَةِ الْمُعْتَقَةِ کَفَّارَةً مُّؤْمِنَةً

کفّارہ میں مومن غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہوگی

الفصل الاول

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ لِیْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِیْ قِبَلَ اُحُدٍ وَالْجَوَانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا وَاَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ اٰسَفُ كَمَا يَاْسَفُوْنَ لٰكِنْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَیَّ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُعْتِقُهَا قَالَ ائْتِنِیْ بِهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا اَيْنَ اللّٰهُ ؟ قَالَتْ فِی السَّمَآءِ قَالَ مَنْ اَنَا ؟قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.(مسلم)1396-1

پہلی فصل

معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے علاقہ میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ایک روز میں نے دیکھا کہ ہماری بکریوں میں سے ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔میں انسان تھا جس طرح دوسروں کو غصہ آتا ہے' مجھے بھی غصہ آگیا۔میں نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔پھر میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے اسے میرا بڑا جرم قرار دیا۔میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ آپ نے حکم دیا: تم اسے میرے پاس لاؤ۔میں اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔آپ نے اس سے پوچھا' کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے۔آپ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔آپ نے فرمایا: اسے آزاد کردے یہ ایمان دار ہے۔(مسلم)



بَابُ اللِّعَان

میاں بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا

وَالَّذِينَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ○ (النور ۲۴: ۶ ـ ۱۰)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔ تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات فرمانے والا اور حکیم ہے''۔ (تو تم ہلاک ہو جاتے) (النور ۲۴: ۶ تا ۱۰)

لعان کا معنی ہے' میاں بیوی کا ایک دوسرے کے اوپر لعنت کی بددعا کرنا۔ یہ صرف اس شکل میں ہوگا' جب بدقسمتی سے خاوند اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے اور اس تہمت پر اس کے پاس مطلوبہ گواہ موجود نہ ہوں۔ اور عورت اس الزام کو مسترد کرتی ہو۔ اس صورت میں قرآن پاک کی مذکورہ آیتِ کریمہ میں لعان کا یہ طریقہ بتلایا گیا ہے' کہ پہلے مرد چار قسمیں اٹھاتے ہوئے کہے گا' کہ میں الزام لگانے میں سچا ہوں اور پانچویں قسم کے وقت ان الفاظ میں اپنے آپ پر لعنت کرے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ مجھ پر لعنت کرے۔

اس کے بعد عورت چار دفعہ حلف اٹھاتے ہوئے کہے گی کہ میرا خاوند جھوٹا ہے' اور پانچویں قسم پر اسے یہ الفاظ کہنا ہوں گے کہ مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو اگر یہ سچا ہو۔

لعان کے بعد میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جائے گی نہ یہ باہم رجوع کر سکتے ہیں اور نہ عقدِ ثانی۔ اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ باپ کی بجائے اپنی ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا اور اس کا باپ نان ونفقہ کا ذمہ دار نہ ہو گا۔ یہ عورت تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کرے گی۔

الفصل الاول

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَيَقْتُلُوْنَهٗ

پہلی فصل

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عویمر عجلانی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو وہ

اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ.(متفق علیہ) 1-1397

اسے قتل کردے؟ اس طرح تو اس کے وارث اس کو قتل کردیں گے ۔ پھر اس صورت میں اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں یہ حکم نازل ہوا ہے تم جاؤ اور اسے لے آؤ۔ سہل ؓ نے بیان کیا: پھر میاں بیوی نے مسجد میں لعان کیا۔ میں لوگوں کے ساتھ رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا: اگر میں اس کو بیوی بنا کر رکھوں تو میں جھوٹا ہوں۔ تو اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد رسول معظم ﷺ نے فرمایا: انتظار کرو! بچہ اگر سیاہ رنگ کا ہو اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور بہت زیادہ سیاہ ہوں اس کے سرین بڑے بڑے اور پنڈلیاں موٹی ہوئیں تو عویمر سچا ہے اور اگر بچہ سرخ رنگ کا ہوا گویا کہ وہ کچھیرا ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ عویمر جھوٹا ہے۔ جب اس بچے کو اس کی ماں نے جنا تو بچہ انہیں اوصاف پر پیدا ہوا جن پر رسول کریم ﷺ نے عویمر کو سچا قرار دیا تھا۔ تو اس کے بعد وہ اپنی ماں کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ (متفق علیہ)
وَفِيْ حَدِيْثِهٖ لَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ. 2-1398

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا۔ اس نے عورت سے پیدا ہونے والے بچے کا انکار کیا تھا تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی گئی۔ اور بچہ عورت کو دیا گیا۔ (بخاری ومسلم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے مرد کو سمجھایا اور متنبہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت کم ہے۔ پھر عورت کو بلا کر اس کو نصیحت کی اور ڈرایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی کم ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰهِ اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَاسَبِیْلَ لَکَ عَلَیْهَا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ قَالَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا. (متفق علیه) 3-1399

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی ذکر کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں کو خبردار کیا کہ اللہ تمہارا محاسبہ کرے گا۔ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ اور خاوند سے کہا تیرا اب اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا مال تجھے نہیں ملے گا' تو سچا ہے تب بھی تیرا مال تجھے نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے۔ اور تو جھوٹا ہے تو پھر بھی حق مہر کا ملنا تجھے ممکن نہیں بلکہ اب تو اور بھی تجھے اس سے دوری ہو گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ بِشَرِیْکِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْبَیِّنَةَ اَوْ حَدًّا فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَ اَرَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی امْرَاَتِهٖ رَجُلًا یَنْطَلِقُ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ الْبَیِّنَةُ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَایُبْرِئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَءَ حَتّٰی بَلَغَ وَاِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَوَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَهَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا کَانَتْ عِنْدَالْخَامِسَةِ وَقَفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَتَلَکَّاَتْ وَنَکَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اُفْضِحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہلال بن امیہ ؓ نے اپنی بیوی کو نبی مکرم ﷺ کے سامنے شریک بن سحماء کے ساتھ الزام لگا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہ پیش کرو' ورنہ تیری کمر پر کوڑے لگیں گے۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے' تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے شروع کر دے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں! گواہ پیش کرنا ہوں گے۔ بصورت دیگر تیری کمر پر کوڑے برسیں گے۔ اس پر ہلال ؓ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' بلاشبہ میں سچا ہوں اور یقیناً اللہ حکم نازل کرے گا جو میری کمر کو کوڑوں سے بچا دے گا۔ اس کے بعد جبرئیل نازل ہوئے اور آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں'' آپ نے مکمل آیات' وہ سچا ہے' تک تلاوت کیں۔ اس کے بعد ہلال آیا اس نے اپنی صداقت کی گواہی دی۔ جبکہ نبی مکرم ﷺ فرما رہے تھے بلاشبہ اللہ جانتا ہے' تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے کوئی ایک توبہ کرنے کے لئے

جَاءَ تْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَ تْ بِهٖ كَذَالِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ لَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَانٌ. (بخاری) 4-1400

تیار ہے؟ پھر اس کی بیوی کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی صداقت کی گواہی دی، جب وہ پانچویں بار گواہی دینے والی تھی، تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عورت جھجکی اور پیچھے ہٹ گئی ہم نے محسوس کیا کہ وہ اپنے موقف سے پھر جائے گی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوانہیں کر سکتی۔ پھر اس نے گواہی کو مکمل کر دیا۔ اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ اس نے بچہ سرمیلی آنکھوں، بھاری سرینوں اور موٹی پنڈلیوں والا جنا تو شریک بن سحماء کا ہے۔ جب انہی نشانیوں کا بچہ پیدا ہوا تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اس عورت سے نپٹتا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِيْ رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰى اٰتِيْ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ! قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهٗ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهٗ لَغَيُوْرٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ. (مسلم) 5-1401

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: سعد بن عبادہ ؓ نے کہا میں اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھوں تو اسے قتل نہ کردوں بلکہ چار گواہ تلاش کروں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہاں ایسے ہی کرنا ہے۔ حضرت سعد ؓ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں تو گواہ ڈھونڈنے سے پہلے تلوار سے اس کا کام تمام کردوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ یہ شخص بہت غیرت مند ہے، حالانکہ میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں۔ اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ (مسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ ؓ قَالَ قَالَ سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ ؓ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِيْ لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذَالِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ

حضرت مغیرہ ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے کہا: میں کسی آدمی کو اپنی عورت کے پاس پاؤں، میں تو اسے قتل کردوں گا۔ تلوار الٹی نہیں ماروں گا۔ جب نبی گرامی ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا: تم سعد کی غیرت پر تعجب کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ اللہ نے ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو غیرت کی بنا پر ہی تو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر معذرت کسی کو پسند

اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ وَعَدَاللّٰهُ الْجَنَّةَ.(متفق علیه)6-1402

نہیں۔اسی وجہ سے اللہ نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے جو ڈرانے اور خوش خبری سنانے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو حمد سے بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعریف کرنے والوں سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ لَّا يَاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.(متفق علیه)7-1403

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں۔اور بلاشبہ مومن بھی غیرت مند ہے۔اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ ایمان دار شخص محرمات کا ارتکاب نہ کرے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا ؟قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تَرٰی ذٰلِکَ جَآءَ هَا؟ قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ.(متفق علیه)8-1404

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: ایک بدوی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے: میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنم دیا ہے اور مجھے یہ بات پسند نہیں۔رسول محترم ﷺ نے اس سے سوال فرمایا کہ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا' ان کا رنگ کیسا ہے؟اس نے جواب دیا وہ سرخ رنگ کے ہیں۔آپ نے فرمایا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے؟اس نے کہا جی!ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ بھی ہیں۔آپ نے فرمایا: اس رنگ کے اونٹ کہاں سے آگئے؟اس نے کہا رگ کی وجہ سے یہ رنگ ہوتا ہے۔آپ نے فرمایا: شاید نسب کی وجہ سے بچے نے یہ رنگ اختیار کرلیا ہے۔آپ ﷺ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہ دی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰی اَخِيْهِ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّیْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْکَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ اِنَّهُ ابْنُ اَخِیْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِیْ فَتَسَاوَقَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِیْ كَانَ عَهِدَ اِلَیَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِیْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِیْ وُلِدَ عَلٰی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص ؓ کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرا ہے۔اسے لے لینا۔چنانچہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے (اور اسے اپنے قبضے میں لے لیا)۔زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا یہ میرا بھائی ہے۔وہ دونوں نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے بیان کیا، اے اللہ کے رسول! میرے

فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَلَکَ یَا عَبْدَبْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِیْ مِنْهُ لِمَا رَاٰی مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ هُوَ اَخُوْکَ یَا عَبْدَبْنَ زَمْعَةَ مِنْ اَجْلِ اِنَّهٗ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْهِ. (متفق علیه) 1405-9

بھائی نے اس بچے کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ نے عرض کیا یہ میرا بھائی ہے۔ میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! بچہ تجھے ملے گا۔ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، زانی کے لیے پتھر ہیں یعنی وہ محروم رہے گا۔ لیکن زمعہ کی بیٹی سودہ کو حکم دیا کہ تجھے اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بچے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی چنانچہ اس نے حضرت سودہ کو تاحیات نہ دیکھا۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کیونکہ اس نے عبد کے باپ کے بستر پر جنم لیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ اَیْ عَائِشَةُ ! اَلَمْ تَرَیْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلَجِیَّ دَخَلَ فَلَمَّا رَاٰی اُسَامَةَ وَزَیْدًا وَعَلَیْهِمَا قَطِیْفَةٌ قَدْ غَطَّیَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. (متفق علیه) 1406-10

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ خوش وخرم دکھائی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجزز مدلجی آیا ہوا ہ؟ اس نے اسامہ اور اس کے والد زید کو دیکھا۔ ان دونوں نے ایک چادر کے ساتھ اپنے سروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ جبکہ پاؤں چادر سے باہر تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت اسامہ پر لوگ الزام لگایا کرتے تھے کہ اپنے باپ سے نہیں۔ جس پر نبی اکرم کو رنج پہنچتا۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اسامہ کے ساتھ بڑا پیار تھا۔ لہٰذا جب قیافہ شناس نے دونوں کو باپ بیٹا قرار دیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَاَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ. (متفق علیه) 1407-11

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کی اور اسے یقین ہے کہ وہ اس کا والد نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَقَدْ كَفَرَ. متفق علیه 1408-12

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔ جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا' اس نے کفر کیا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَیْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَیْهِ فَجَاءَ فَرَاٰی مَا اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ یَا عَائِشَةُ اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَالِیَ لَا یَغَارُ مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ جَاءَكِ شَیْطَانُكِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَعِیَ شَیْطَانٌ؟ قَالَ نَعَمْ! قُلْتُ وَمَعَكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ نَعَمْ! وَلٰكِنْ اَعَانَنِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ حَتّٰی اَسْلَمَ. (مسلم) 1409-13

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم ﷺ رات کے وقت ان کے ہاں سے چلے۔ مجھے غیرت ہوئی۔ پھر آپ تشریف لائے اور دیکھا جو میں کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ کیا کر رہی ہو؟ کیا تو نے غیرت کی ہے؟ میں نے عرض کیا! مجھے کیا ہے کہ میرے جیسی بیوی آپ جیسے خاوند پر غیرت نہ کرے؟ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں البتہ اللہ نے اس کے خلاف میری معاونت کی ہے' چنانچہ میں اس کے وسوسہ سے محفوظ رہتا ہوں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے سمجھا کہ شاید اللہ کے نبی کسی اور بیوی کے پاس رات گزاریں گے۔ لیکن آپ جلد ہی واپس آئے اور آپ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ غیرت میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' کہ اے عائشہ شیطان نے تجھے اس طرح کے تاثر پر اُکسایا ہے۔ کیونکہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی شیطان ہو سکتا ہے؟ جواباً رسول محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ لعان کی صورت میں بچہ ماں کا ہوگا۔

۲۔ لعان کے وقت دونوں میاں بیوی کو اللہ کا خوف دلانا چاہیے۔

۳۔ لعان کی صورت میں حق مہر واپس نہیں ہوتا۔

۴۔ بچے کی رنگت اور نقش کی بنیاد پر بیوی پر تہمت نہیں لگانی چاہیے۔

۵۔ قانون کو ہاتھ میں لینے والے پر قانون لاگو ہوگا۔

۶۔ اپنے باپ کے انکار کرنے والے پر جنت حرام ہوگی۔

بَابُ الْعِدَّةِ

عدّت کے مسائل

قرآن مجید کی سورت بقرہ آیت نمبر ۲۲۱ سے لے کر آیت نمبر ۲۴۲ میں نکاح' طلاق' عدّت اور اس کے متعلقات کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ اس میں طلاق کے احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ طلاق دیتے وقت جس قدر ہو سکے سابقہ تعلقات کا احترام برقرار رہنا چاہیے۔ اور پھر طلاق ہونے کی صورت میں بیوی کو دیے ہوئے تحائف اور اس کا حق مہر واپس نہیں لینا چاہیے۔ اس کے ساتھ یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ اگر طلاق کے وقت بیوی حاملہ ہو تو بچے کی ولادت اور اس کی دو سال رضاعت پوری ہونے تک خاوند اپنی مالی استعداد کے مطابق ان کے اخراجات اٹھانے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس کے ساتھ عورت پر عدّت کے پورا ہونے کی پابندی عائد فرمائی' تا کہ پیش آمدہ معاشرتی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔ عورت کی عدّت مختلف صورتوں میں درج ذیل ہوگی۔

عدّت کی مدّت

(۱) بیوہ کی عدّت چار ماہ دس دن۔ (۲) بیوہ اور مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل۔ (۳) لعان کی صورت میں بھی تین حیض (۴) خلع میں اکثر اہل علم کے نزدیک تین حیض۔ (۵) رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو کوئی عدت نہیں (۶) رخصتی کے بعد طلاق ہو تو حیض والی عورت کی عدّت تین حیض (۷) حیض نہ آنے والی عورت کی عدّت تین ماہ ہوگی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ ﷺ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِوبْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا وَکِیْلُهٗ الشَّعِیْرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَکِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَتْ ذَالِکَ لَهٗ فَقَالَ لَیْسَ لَکِ نَفَقَةٌ فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّفِیْ بَیْتِ اُمِّ شَرِیْکٍ ثُمَّ قَالَ تِلْکَ امْرَاَةٌ یَغْشَاهَا اَصْحَابِیْ اعْتَدِّیْ عِنْدَابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِیْنَ ثِیَابَکِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِیْنِیْ قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَکَرْتُ لَهٗ اَنَّ

پہلی فصل

حضرت ابوسلمہ ﷺ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں: ابوعمرو بن حفص ﷺ جب یمن تھے تو انہوں نے مجھے طلاق بتہ (قطعی) دی۔ ابوعمرو کے وکیل نے فاطمہ بنت قیس کے لیے ''جو'' بھیجے' وہ اس پر ناراض ہوگئی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! تیری ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ فاطمہ نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تو خرچ کی حق دار نہیں ہے۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر عدت گزارے۔ پھر آپ نے واضح کیا کہ وہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے صحابہ کرام ﷺ کا آنا جانا ہے۔ تجھے ابن ام مکتوم کے ہاں

مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ وَاَبَاجَهْمٍ خَطَبَانِیْ فَقَالَ اَمَّا اَبُوْ الْجَهْمِ فَلَایَضَعُ عَصَاهُ مِنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ انْكِحِیْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهٗ ثُمَّ قَالَ انْكِحِیْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتُبِطْتُ

وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهَا قَالَ فَاَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَانَفَقَةَ لَكِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنِیْ حَامِلًا. [1410-1]

عدت گزارنی چاہیے۔وہ نابینا ہے تو پردہ بھی اتار سکتی ہے۔جب تیری عدت پوری ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا۔وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں حلال ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور ابوجہمؓ نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہمؓ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔اور معاویہؓ غریب ہے۔اس کے پاس مال نہیں ہے۔تجھے اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کرلینا چاہئے۔لیکن میں نے اسے ناپسند جانا۔آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اسامہؓ سے نکاح کرلو۔چنانچہ میں نے اس سے نکاح کرلیا۔اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی خیروبرکت عطافرمائی کہ مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔دوسری روایت میں ہے ابوجہمؓ عورتوں کی بہت زیادہ پٹائی کرنے والا ہے۔(مسلم)۔تیسری روایت میں ہے اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دے دیں،وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپؐ نے فرمایا تجھے خرچ نہیں مل سکتا۔ہاں اگر تو حاملہ ہوتی تو تجھے خرچ دیا جاتا۔

فہم الحدیث

امّ شریک انصار میں بہت معزز خاتون تھی۔انکی رشتہ داری بھی عام عورتوں سے زیادہ تھی اور پھر صاحب سخاوت ہونے کی وجہ سے لوگ معاونت کے لیے انکے ہاں آتے جاتے تھے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا' کہ فاطمہ اس کے ہاں عدت گزارے۔کیونکہ اس طرح خواہ مخواہ باتیں بننے کا امکان تھا۔ابن امّ مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے' پردے کے بارے میں سہولت کے سبب' اس کے ہاں عدت گزارنے کی ہدایت فرمائی۔

یاد رہے! کہ نابینا آدمی سے پردہ کرنے والی مشہور روایت ضعیف ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِیْ مَكَانٍ وَّحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰی نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ رَخَّصَ لَهَا النَّبِیُّ ﷺ تَعْنِیْ فِی النُّقْلَةِ

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَتْ مَالِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا غیر آباد مکان میں اقامت پذیر تھیں،ان کی رہائش غیر محفوظ تھی،نبی گرامی ﷺ نے ان کو وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت دی۔ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،فاطمہ کو کیا ہوگیا ہے؟ وہ یہ کہتے

تَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.(بخاری)[1411-2]

ہوئے ڈرتی نہیں۔ کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے رہائش ہے نہ خرچ۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِيْ ثَلَاثًا فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلٰى فَجُدِّيْ نَخْلَكِ فَاِنَّهُ عَسٰى اَنْ تَصَدَّقِيْ اَوْ تَفْعَلِيْ مَعْرُوْفًا.(مسلم)[1412-3]

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں میری خالہ کو تین طلاقیں ہوگئیں۔اس نے چاہا کہ وہ اپنے کھجوروں کے درختوں سے کھجوریں اتارے،ایک آدمی نے اسے باہر نکلنے سے منع کیا وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ نے فرمایا،کیوں نہیں!تو کھجوریں اتار سکتی ہے۔ممکن ہے کہ تو صدقہ کرے یا کوئی دوسری ضروریات پوری کرے۔(مسلم)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.(بخاری)[1413-4]

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں: سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد نفاس والی ہوگئی۔اس نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر نکاح کی اجازت طلب کی۔آپ نے اس کو اجازت دی۔چنانچہ اس نے نکاح کرلیا۔(بخاری)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَنَكْحُلُهَا ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا ! مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَالِكَ يَقُوْلُ لَا ! ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ.(متفق علیه)[1414-5]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہوگیا ہے۔اس کی آنکھوں میں درد ہے،کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ہر مرتبہ آپ نے منع فرمایا۔اس نے دو یا تین مرتبہ یہ پوچھا اور آپ نے فرمایا۔ اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ دورِ جاہلیت میں عورت سال کے اختتام پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

زمانہ جاہلیّت میں عورت بیوہ ہونے کی صورت میں ایک سال میلی کچیلی حالت میں رہتی اور پھر اونٹ کی مینگنی اپنے مخصوص حصہ پر پھینکتی۔اس رسم کا مقصد یہ لیا جاتا کہ میں اس تکلیف کو مینگنی کے برابر نہیں سمجھتی اسی بناء پر نبی محترم نے اس موقع پر پھر وضاحت فرمائی کہ حاملہ نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (متفق عليه)[6-1415]

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ (متفق عليه)[7-1416]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ رنگین لباس نہ پہنے ہاں البتہ یمنی سادہ چادریں۔ نہ سرمہ اور نہ خوشبو لگائے البتہ پاک ہونے پر قسط یا اظفار لگائے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ خاوند کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ نہیں کرنا چاہیے اس کا مقصد یہ ہے کہ تین دن کے بعد آدمی کو اپنی طبیعت پر قابو پاتے ہوئے معمول کے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ تاکہ غم ہلکا اور صدمہ کا زخم جلد مندمل ہو جائے۔ درحقیقت مسلمان ایک زندہ، حوصلہ منداور حقیقت پسندامت ہے۔ جسے سمجھایا گیا ہے کہ زندگی اور موت کو فطری عمل کے طور پر قبول کرنا چاہیے۔

اس فرمان سے برسی وغیرہ منانے کی خود بخود نفی بھی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ مشورہ دینے والے کو صحیح مشورہ دینا چاہیے۔

۲۔ مجبوری کی وجہ سے عدت والی عورت اپنی رہائش بدل سکتی ہے۔

۳۔ عدت والی عورت اپنی ملازمت اور اپنا کام کاج کر سکتی ہے۔

۴۔ تین دن سے زیادہ سوگ نہیں منانا چاہیے۔ صرف بیوی کے لیئے حکم ہے کہ وہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ میں رہے۔

بَابُ الْاِسْتِبْرَآءِ

لونڈی کا استبراء رحم

غلامی کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسلام نے اس کو ہرگز پسند نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف زبردست مہم بپا فرمائی۔ تاہم مجبوری کے عالم میں اس کی ایک صورت باقی رکھی۔ اس صورت حال میں کسی کو لونڈی ملتی ہے' تو اس کے لیے بھی اخلاقی قدروں کا خیال رکھا' تاکہ اس کی اولاد در بدر کی ٹھوکریں نہ کھاتی پھرے۔ اس لئے فرمایا کہ اس کا استبراء ہونا ضروری ہے۔ استبراءِ کا معنی ہے رحم کا بچے سے خالی ہونا۔ نبی کریم ﷺ نے غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے' ان کے مالکوں کو اس بات کا پابند فرمایا' کہ کوئی شخص اپنی لونڈی کے ساتھ اس وقت تک مجامعت نہیں کر سکتا' جب تک پہلے مرد کی مجامعت کے حمل سے فارغ نہ ہو جائے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ مُجِحٍّ فَسَالَ عَنْهَا فَقَالُوْا اَمَةٌ لِفُلَانٍ قَالَ اَيُلِمُّ بِهَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ فِیْ قَبْرِهٖ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ اَمْ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ. (مسلم) 1417-1

پہلی فصل

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا وہ فلاں شخص کی لونڈی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہ اس سے مجامعت کرتا ہے۔ صحابہ ؓ نے کہا، جی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایسی لعنت کروں جو قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ وہ اس بچہ سے کیسے خدمت کروائے گا؟ یا اس کو کیسے وارث بنائے گا' جبکہ اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کو علم تھا' کہ اس صحابی کو لونڈی فلاں دن دی گئی ہے۔ لہٰذا اتنی جلدی اس لونڈی کا جسم اس قدر بھاری نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کسی صحابی نے آپ کو بتلایا ہو جس پر آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

۱۔ لونڈی خریدنے یا غنیمت میں ملنے کے بعد اس کے ساتھ ایک مہینہ تک مباشرت کرنا جائز نہیں۔

۲۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس سے جماع کرنا حرام ہے۔



بَابُ النَّفَقَاتِ وَحَقِّ الْمَمْلُوكِ

اخراجات اور غلام کے حقوق

اسلام نے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے غلامی کی جس صورت کو برقرار رکھا ہے اس میں بھی ایسی پابندیاں عائد فرمائیں کہ مالک اپنے مملوک کے ساتھ آقا کا انداز اختیار کرنے کی بجائے بڑے بھائی اور مہربان سرپرست کا رویہ اختیار کرے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو اچھے کپڑے پہناؤ۔ اگر غلام کا کام مشکل ہو تو ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔ بالخصوص جب وہ روزہ سے ہوں تو اس کی ڈیوٹی میں نرمی کرنی چاہیے۔ کوتاہی سرزد ہو تو مارنے پیٹنے کی بجائے معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ کو عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو تاکید کی کہ وہ اپنے زیردست افراد کے حقوق کا خیال رکھیں حتی کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے جو آخری نصیحت سنی گئی وہ بھی یہی تھی: لوگو نماز اور زیردست لوگوں کا خیال رکھنا۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَلَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ. (متفق عليه) 1-1418

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابوسفیان بخیل انسان ہے وہ مجھے اور میری اولاد کو حسب ضرورت خرچ نہیں دیتا۔ الا یہ کہ میں اس کے علم میں لائے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اتنا خرچ لے سکتی ہے۔ جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ. (مسلم) 2-1419

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جب اللہ پاک تم سے کسی شخص کو مال و دولت سے نوازے تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال پر صرف کرے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ. (مسلم) 3-1420

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا، غلام کو خوراک و لباس دیا جائے اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے

اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَاِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 4-1421

ارشاد فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیردست کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے بھائی کو اس کے ماتحت کر رکھا ہو۔ تو وہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی طرح کا پہنائے جیسے خود پہنتا ہے۔ اور اس سے اتنا کام نہ لے جو اس کے لیے مشکل ہو۔ اگر اس سے مشکل کام لے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ؟ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَفٰى بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهُ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ. (مسلم) 5-1422

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ان کا نمائندہ آیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیا تو نے غلاموں کو کھانے کا سامان دیا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ تب انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ! ان کو کھانے کا سامان دو۔ اس لئے کہ نبی گرامی ﷺ کا فرمان ہے: کسی شخص کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں سے ان کا کھانا پینا روک رکھے۔ دوسری روایت میں ہے۔ ایک شخص کے لئے یہ گناہ کچھ کم نہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے خوراک کا انتظام نہ کرے جن کی خوراک کا انتظام اس کے ذمہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَآءَهُ بِهٖ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ. (مسلم) 6-1423

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا تیار کر کے اس کے سامنے پیش کرے چاہیے وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے۔ کیونکہ اسے اس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے۔ اگر کھانا کم مقدار میں ہو تو اسے چاہیے وہ اس کے ہاتھ میں ایک یا دو لقمے ضرور دے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ. (متفق عليه) 7-1424

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اچھے طریقے سے اللہ کی عبادت بھی کرے تو اسے دگنا ثواب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ يَّتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَطَاعَةِ سَيِّدِهٖ نِعِمَّا لَهٗ. (متفق علیه) 8-1425

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشادفرمایا غلام کے لئے یہ بات کتنی اچھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے فوت کرے تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت اور اپنے آقا کی اطاعت میں بخوشی مصروف ہو! (بخاری ومسلم)

عَنْ جَرِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ. (مسلم) 9-1426

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے ارشادفرمایا بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہ ہوگی۔ انہی سے ایک روایت میں ہے' جو غلام بھاگ جائے' وہ اسلام کی ذمہ داری سے نکل گیا۔ اور انہی سے ایک اور روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے جب تک وہ ان کے ہاں واپس نہ پلٹے اس پر کفر کا اطلاق ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ. (متفق علیه) 10-1427

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوالقاسم سے سنا۔ آپ ارشادفرمارہے تھے: جوشخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے' حالانکہ وہ اس سے بری ہے' تو مالک کو قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے۔ مگر یہ کہ غلام اسی طرح ہو جس طرح تہمت لگانے والے نے کہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهٗ حَدًّا لَمْ يَاْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ. (مسلم) 11-1428

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرمارہے تھے: جس شخص نے اپنے غلام کو حد لگائی جب کہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو یا اس کو طمانچہ مارا' تو اس کا کفارہ یہ ہے' کہ وہ اسے آزاد کردے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا: اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ! لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ. فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے غلام کو ماررہا تھا، میں نے اپنے پیچھے مڑکر سے سنا: ابومسعود خیال کرو! اللہ تعالیٰ کو جس قدر تجھ پر قدرت حاصل ہے تجھے اس پر نہیں۔ میں نے پیچھے دیکھا تو یہ رسول معظم ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)!

اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ. (مسلم) 1429-12

اسے میں اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا: اگر تو آزاد نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غلاموں کو اچھا کھانا اور بہترین لباس پہنانا چاہیے۔

۲۔ کام مشکل ہونے کی صورت میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔

۳۔ مارنے پیٹنے کی بجائے اسے آزاد کرنا بہتر ہے۔

۴۔ نسلاً بعد نسل گھریلو ملازم غلاموں جیسے ہی حقوق رکھتے ہیں۔

۵۔ اللہ کی عبادت اور اپنے مالک کی تابع داری کرنے والے خادم کو دہرا ثواب ملے گا۔

۶۔ کھانا پکانے والے ملازم کو کھانے سے کچھ نہ کچھ کھلانا چاہیے۔



بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ فِي الصِّغْرِ

بچپن میں نگہداشت اور بالغ ہونے کا ذکر

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَدَّنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ هٰذَا فَرْقُ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ.(متفق عليه)1430-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے سال میں چودہ برس کا تھا' مجھے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا' آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ جنگِ خندق کے سال جب میں پندرہ سال کا ہوا اور آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مجاہد اور کم عمر والوں کے درمیان فرق ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهٗ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ ! فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.(متفق عليه)1431-2

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صلح حدیبیہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شرائط پر صلح کی: جو مشرک آپ کے ہاں پہنچ جائے آپ اسے واپس کر دیں گے اور جو مسلمان کافروں کے پاس چلا جائے گا اسے وہ واپس نہیں کریں گے اور آئندہ سال آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور وہاں تین دن قیام کر سکیں گے۔ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے اور مدت ختم ہوگئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے آتے ہوئے آوازیں دے رہی تھی۔ چچا! چچا! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا علی نے ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کر لیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ باہم اختلاف کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔

زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے لڑکی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں دیتے ہوئے فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم تو شکل وصورت اور عادات میں میرے مشابہ ہو۔ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے دوست ہیں۔ (بخاری و مسلم) حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات تھی۔

خلاصۂ باب

۱۔ یتیم کی کفالت کا حق اور فرض قریبی رشتہ دار کا ہوتا ہے۔

۲۔ خالہ ماں کے مقام پر ہوتی ہے۔

۳۔ بلوغت کی عمر عام طور پر پندرہ سال کے قریب ہوتی ہے۔

۴۔ دینی اور قومی مصلحت کی خاطر کفار سے کمزور شرائط پر معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔



كِتَابُ الْعِتْقِ
غلاموں کو آزاد کرنا

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهٖ. (متفق عليه) 1432-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے عوض جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

غلام کو آزاد کرنے کی نبی محترم ﷺ اس قدر اہمیت بیان فرما رہے ہیں کہ ہر جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے جوڑ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا حتیٰ فرج کے بدلے فرج آزاد ہو گی۔ ایک ایک جوڑ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ جو پوام غلام آزاد نہیں کر سکتا وہ اس نیکی میں کسی کے ساتھ شراکت کی کوشش کرے۔ اس تحریک سے لوگوں میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ لوگ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے' تاکہ اس عظیم کام میں شراکت ہو سکے۔ اور مالک چھوٹی چھوٹی غلطی پر غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِيْلِهٖ قَالَ قُلْتُ فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ. (متفق عليه) 1433-2

حضرت ابو ذر ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے دریافت کیا: کون سی گردن آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو قیمت میں زیادہ اور اس کے مالک کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: تو ایسا کام کرنے والے کی اعانت کر' یا جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کو چیز بنا دے۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غلام آزاد کرنا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک' نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ۲۔ غلام کو آزادی دینے والا جہنم کے عذاب سے آزادی پائے گا۔ ۳۔ غلام کی آزادی میں تعاون کرنے والا اپنی نیت اور حصہ کے مطابق اجر پائے گا۔ ۴۔ اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔

بَابُ اِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَكِ وَشِرَى الْقَرِيْبِ وَالْعِتْقِ فِي الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے، قرابت دار کو خرید نے اور بیماری میں آزاد کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَاُعْطِيَ شُرَكَائُهُ حِصَصَهُمْ وَ عَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَ اِلَّافَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ (متفق علیه) 1434-1

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا' اور آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جس سے غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکتی ہو' تو اس کے لیے غلام کی عادلانہ قیمت کا تعین کیا جائے گا اور اس سے اس کے شرکاء کو حصے دیے جائیں گے۔ اور غلام اس کی جانب سے آزاد ہو گا اور اگر اتنا مال نہیں ہے' تو پھر غلام کا اتنا حصہ ہی آزاد ہو گا جس قدر اس نے آزاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِي عَبْدٍ اُعْتِقَ كُلُّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ . (متفق علیه) 1435-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا تو اگر آزاد کرنے والے کے پاس رقم ہے' تو مکمل غلام آزاد کر دیا جائے۔ اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو پھر غلام سے محنت کروائی جائے گی (کہ آزادی کے لیے روپیہ اکٹھا کرے) اور اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَ هُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَزَّاَهُمْ اَثْلَاثًا ثُمَّ اَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً وَ قَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيْدًا (رواه مسلم) 3-1436

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا' ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا' تو رسول معظم ﷺ نے سب غلاموں کو بلایا' ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی کی' تو دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا اور اسے تنبیہ فرمائی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ اِلَّا اَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ. (رواه مسلم) 1437-4

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکا اپنے والد کے حقوق کا بدلہ نہیں دے سکتا سوائے اس صورت کے' کہ اگر وہ باپ کو کسی کا غلام پائے تو اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ ﷺ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ (متفق عليه)

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں ایک انصاری شخص نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا۔ حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ نبی گرامی ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسکو مجھ سے کون خریدے گا؟ چنانچہ نعیم بن عبید اللہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَيَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ شِمَالِكَ. 5-1438

مسلم کی روایت میں ہے کہ نعیم بن عبد اللہ ﷺ نے اسے آٹھ سو درہم میں خریدا پھر وہ رقم لے کر نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے وہ رقم مالک کے سپرد کر دی اور فرمایا: پہلے یہ رقم اپنے آپ پر خرچ کر! اگر کچھ باقی بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو اگر اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو اپنے قرابت داروں پر خرچ کرنا! اگر قرابت داروں سے کچھ بچ رہے تو پھر ادھر ادھر خرچ کر! یعنی اپنے آگے، پیچھے دائیں، بائیں خرچ کرو!۔

فہم الحدیث

وہ غلام جسے اس کا مالک یہ اختیار دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اسے "مدبر" کہتے ہیں تیسری اور پانچویں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اور کوئی جائیداد نہیں اس کے پاس صرف ایک یا اس سے زائد غلام ہیں۔ طلب ثواب اور شوق سخاوت میں وہ ان کو آزاد کر دیتا ہے۔ اب اس کے مرنے کے بعد اس کے بچوں کو کما کر کھلانے والا اور کوئی نہیں۔ گویا کہ یہی اس کی جائیداد تھی۔ جس طرح فوت ہونے والے کو اپنی پوری جائیداد صدقہ کرنے کی اجازت نہیں، اسی اصول کے تحت صحابہ کو بعض حالات کے تحت آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ ایک صحابی کے بیچے ہوئے غلام کو واپس لے کر اس کی بولی چکائی اور وہ رقم اس کے مالک کو دی کہ وہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق خرچ کرے۔ تاکہ اس کے بچے اور دیگر حق دار محروم نہ رہیں۔



كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسم کھانے اور نذر ماننے کے مسائل

انسان کی جبلّت میں یہ بات شامل ہے کہ جب وہ اپنی بات کو مؤثر اور مضبوط کرنا چاہتا ہے تو وہ شواہد اور دلائل کے ساتھ کسی عزیز یا محترم چیز کی قسم اٹھایا کرتا ہے۔ تاکہ سننے والا اسکی بات پر اعتماد اور یقین کرلے۔ ہر دور کے مشرک اپنے باطل خداؤں کی قسمیں اٹھایا کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے اس طریقہ گفتگو کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ بلاوجہ قسمیں اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر قسم اٹھانا ناگزیر ہو تو غیر اللہ کی قسم اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانا چاہیے۔

دوسری طرف آپ ﷺ نے اس بات کو بہت ہی برا جانا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کو دنیاوی فائدے اور محض ڈھال کے طور پر استعمال کرے۔ کیونکہ یہ منافق کی عادت ہوتی ہے۔ قسم اٹھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانے کے مترادف ہے اس لئے آدمی کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ منہ سے نکلی ہوئی قسم اور بات کی پاسداری کرے بصورت دیگر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا۔ یا پھر ایک غلام آزاد کرنا اگر یہ کام مشکل ہو تو تین روزے رکھنا ہوں گے۔ (پ ۷ رکوع ۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ. (بخاری) 1-1439

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ قسم کھاتے وقت اکثر فرماتے تھے۔: اس ذات کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ. (متفق علیه) 2-1440

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے نام کی قسمیں کھاؤ۔ جسے قسم اٹھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِاٰبَائِكُمْ. (مسلم) 3-1441

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بتوں اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ

حضرت ابوہریرہ ؓ نبی رحمت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی وہ دوبارہ لا الہ الا اللہ پڑھے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا:

أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.(متفق عليه)4-1442

آؤ جوا کھیلیں، وہ صدقہ کرے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً.(متفق عليه)5-1443

حضرت ثابت بن ضحاک ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اسلام کے علاوہ دوسرے دین کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اسی دین پر سمجھا جائے گا جس کی اس نے قسم اٹھائی۔ اور جو چیز کسی کی ملکیت ہی نہیں اس کی نذر ماننا درست نہیں۔ اور کسی نے جس چیز سے دنیا میں خودکشی کی قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔ جو شخص کسی ایماندار پر لعنت بھیجتا ہے تو اس کا لعنت بھیجنا اسکے قتل کے مترادف ہے۔ اور جو کسی مومن کو کافر کہتا ہے یہ اسکے قتل کے برابر ہے۔ اور جو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے تا کہ اس کے ساتھ زیادہ مال جمع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

کسی پر لعنت کرنا یا کافر کہنا اسے اخلاقی لحاظ سے قتل کرنے کے مترادف ہے جس کی آپ ﷺ نے ہرگز اجازت نہیں دی

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.(متفق عليه) 6-1444

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو جس کام پر میں قسم اٹھاتا ہوں اگر میں اس کے بجائے دوسرے کام کو بہتر سمجھتا ہوں، تو قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو پہلے سے افضل ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ ﷺ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ(ﷺ)! خود عہدہ نہ مانگ! اس لئے کہ اگر تمہیں منصب تمہارے مطالبہ پر دے دیا گیا، تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر بلا مطالبہ تم کو ذمہ داری مل جائے تو اس پر تمہاری اعانت کی جائے گی۔ اور جب تم کسی کام پر قسم اٹھاؤ، لیکن اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھو تو قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ اور جو کام بہتر ہے اسے

يَمِيْنِکَ.(متفق عليه)7-1445

سرانجام دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو کام اچھا ہو اسے سرانجام دو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلْ. (مسلم 8-1446

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص کسی کام پر قسم اٹھاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کام کو اس سے بہتر سمجھتا ہے' تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جس کے نہ کرنے کی قسم اٹھائی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِىَ كَفَّارَتَهُ الَّتِیْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(متفق عليه) 9-1447

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اگر اپنے اہل کے بارے میں اپنی قسم پر اصرار کرے' تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ گار ہے' کہ وہ قسم کا وہ کفارہ ادا کرے' جس کو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ. (مسلم)10-1448

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تیری قسم کا وہی مطلب سمجھا جائے گا جو مفہوم قسم اٹھوانے والا سمجھ رہا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ.(مسلم)11-1449

حضرت ابو ہریرہؓ ذکر کرتے ہیں ارشاد رسول معظم ﷺ ہے: قسم لینے والے کی نیت کے مطابق قسم ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَيْمَانِكُمْ" فِیْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.(بخاری)12-1450

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہ آیت "تمہاری لغو قسموں کا اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں کرتے" اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی' جو کہتا ہے: نہیں اللہ کی قسم! ضرور اللہ کی قسم! (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ قسم اللہ کے نام کی اٹھانی چاہیے۔ ۲۔ غیر اللہ کے نام پر قسم اٹھانے والے کو توبہ کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔ ۳۔ کسی کو جوا کھیلنے کی دعوت دینا گناہ ہے' اس پر صدقہ کرنا چاہیے۔ ۴۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ یا کپڑے پہنانا۔ یا غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا ہے۔ ۵۔ مانگ کر منصب لینے والے کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں فرماتے۔ ۶۔ غلط کام پر قسم اٹھانا جائز نہیں اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ ۷۔ قسم کا وہی مطلب لیا جائے گا جو قسم لینے والا سمجھتا ہو۔ ۸۔ بغیر ارادہ اور بلا اختیار قسم منہ سے نکل جائے تو مواخذہ نہ ہوگا۔

بَابٌ فِي النُّذُوْرِ

نذروں کا بیان

جہاں تک نذر کا معاملہ ہے تو اکثر لوگ اس طرح نذر مانتے ہیں کہ اگر فلاں مشکل رفع ہو جائے یا اللہ تعالیٰ مجھے فلاں چیز عطا فرمائے گا تو میں اتنا صدقہ، روزے، عمرہ یا اتنی نماز پڑھوں گا۔ بصورت دیگر ایسا آدمی اپنے آپ کو اس کام کا پابند نہیں سمجھتا۔ اس طریقے کو نبی کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس طرح صرف اللہ تعالیٰ کنجوس کا مال نکلواتے ہیں۔ گویا کہ اسے حقیقی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ انسان اور یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ملکیت ہے، اس لئے شرعاً اور اخلاقاً کسی بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حقیقی خالق و مالک کے ساتھ اس قسم کی شرط لگائے۔

نذر ماننے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ آدمی مطلوبہ دعا کے قبول ہونے سے پہلے یا بعد میں اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق صدقہ وخیرات کرے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَنْذُرُوْا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ (متفق عليه) 1451-1

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ (رواه البخاری) 2-1452

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم نذر نہ مانا کرو، اس لئے کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اس طرح صرف بخیل سے کچھ نہ کچھ مال نکلوایا جاتا ہے (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے (بخاری)

فہم الحدیث

بظاہر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی نذر نہیں مانتا۔ اس سے مراد ایسی نذر ہے جس میں رب کریم کی نافرمانی پائی جاتی ہو۔ جب معلوم ہو جائے کہ اس نذر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے تو یہ نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ (رواه مسلم) وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ 3-1453

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا نافرمانی کی نذر کو پورا نہ کیا جائے اور جو چیز انسان کے قبضہ میں نہیں اس کی نذر نہ مانی جائے۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر نہیں ہے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ (رواه المسلم) 4-1454

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَبِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ (رواه البخاری) 5-1455

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے اسکے بارے میں دریافت کیا؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یہ شخص ابواسرائیل ہے' اس نے نذر مان رکھی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا' بیٹھے گا نہیں۔ اور نہ سائے میں جائے گا۔ نہ کلام ہی کرے گا۔ اور روزے سے رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو کہو وہ کلام کرے۔ سائے میں بھی رہے اور بیٹھ جائے' لیکن روزہ پورا کرے (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى شَيْخًا يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَابَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ أَنْ يَّمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَّرْكَبَ (متفق علیه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ 6-1456

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا' جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ ﷺ نے بتایا اس نے نذر مانی ہے۔ کہ وہ بیت اللہ تک پیدل چل کر جائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کرے اور آپ نے اس کو سواری پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم) اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بڑے میاں سوار ہو جاؤ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے پرواہ ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَّقْضِيَهُ عَنْهَا (متفق علیه) 7-1457

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی والدہ کے ذمے نذر کے بارے میں عرض کیا وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ آپ نے اسے حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کریں (بخاری و مسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا

حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ (متفق علیه)8-1458

رسول معظم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ توبہ قبول ہونے کی وجہ سے میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے صدقہ کروں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ مال اپنے پاس رہنے دو'' اس میں تیری بھلائی ہے اس پر میں نے عرض کیا: تو میں خیبر والے مال کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہوں (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص نیک جذبات میں آکر ایسے کام کی نیت کر لیتا ہے جس کے کرنے سے اسے آنے والے وقت میں مشکل پیش آئے گی۔ تو وہ اپنے ارادہ میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پورے کا پورا مال خرچ کرنا یا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اتنے ہزار نفل پڑھوں گا یا اتنی رقم صدقہ کرونگا لیکن وہ اتنا صدقہ نہیں کر سکتا اور نفل نہیں پڑھ سکتا تو اسے توبہ کرنی چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق صدقہ اور نفل پڑھنے چاہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشروط نذر ماننے پر ثواب نہیں ہوتا۔

۲۔ نذر اپنی ہی چیز کی ماننی چاہیے۔

۳۔ غیر اللہ اور شریعت کے خلاف نذر ماننا حرام ہے۔

۴۔ ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد ان کی مانی ہوئی نذر اولاد کو پوری کرنی چاہیے۔

۵۔ نذر جسمانی اور مالی استعداد کے مطابق ہونی چاہیے۔

۶۔ نذر پوری کرنے کی استعداد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا چاہیے۔

۷۔ گناہ کے کام پر نذر مانی ہو تو اس نذر کو پورا نہیں کرنا چاہیے۔

۸۔ نذر اور قسم کا کفارہ ایک ہی طرح ہے۔



كِتَابُ الْقِصَاصِ

قصاص کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ (البقرة: ۱۷۸ ـ ۱۷۹)

اے ایمان والو! جو ناحق مارے جاویں ان کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ پس جس کو مقتول کے وارث معاف کر دیں یا دستور کے مطابق خون بہا طلب کریں تو اسے اچھی طرح ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے پس جس نے اس کے بعد زیادتی کی اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور قصاص میں ہی تمہاری زندگی کی بقا ہے اے صاحب عقل و دانش لوگو! تم اللہ سے ڈرتے رہو۔''

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں عقیدۂ توحید، فکرِ آخرت، اخلاقی ضابطوں اور ہدایات کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی اصلاح خود کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کی راہنمائی فرمائی گئی ہے۔ لیکن انسان میں فطری طور پر کچھ کمزوریاں ہونے کی وجہ سے اس سے بعض اوقات بڑے بڑے جرائم سرزد ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا فوری محاسبہ اور مؤاخذہ نہ کیا جائے تو دنیا کا نظام تہس نہس ہو کر رہ جائے کیونکہ معاملات وقضیات کے فیصلے صرف آخرت کے حوالے کرنے سے نظام میں درستگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے جرائم کی روک تھام، مظلوموں کی دادرسی اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے قصاص کو انسانی حیات کی بقا اور حقیقی زندگی قرار دیا ہے۔

رسول محترم ﷺ رحیم وکریم ہونے کے باوجود قصاص اور حدود کے معاملے میں کسی سفارش اور رعایت کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ ملزم سے اچھی طرح چھان بین فرماتے۔ جرم ثابت ہونے کے بعد بلا امتیاز و رعایت اس پر حد یا تعزیر نافذ کرتے۔ اسی وجہ سے جرائم سے بھری ہوئی عرب دنیا چند سالوں میں جنت نظیر بن گئی۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم

اللّٰہِ ﷺ لا یَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ : اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِہٖ اَلتَّارِکُ لِلْجَمَاعَةِ.(متفق علیہ)1459-1

ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کا خون جائز نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔البتہ تین باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے اس کا خون جائز ہوگا (۱) جان کے بدلے جان (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین اسلام سے نکل جانے والا یعنی مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والے کا خون مباح ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَنْ یَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِیْ فُسْحَةٍ مِنْ دِیْنِہٖ مَا لَمْ یُصِبْ دَمًا حَرَامًا.(بخاری)1460-2

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مومن دین کے معاملہ میں ہمیشہ فراخی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا۔(بخاری)

فہم الحدیث

یعنی مومن کو نیک اعمال کی توفیق حاصل رہتی جب تک وہ قتل وغارت میں ملوث نہیں ہوتا۔
دوسرا اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مومن ہمیشہ امن وامان اور بے خوف وخطر زندگی گزارتا ہے جب تک کسی کا ناحق قتل نہیں کرتا جب کسی کا ناحق قتل کرے گا' تو ظاہر ہے اس کے بدلے میں ہمیشہ خوف زدہ رہے گا۔جس سے اس کی زندگی کا سکون تباہ ہو جائے گا۔اور مقدمات پر مال بھی ضائع ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِی الدِّمَاءِ.(متفق علیہ) 1461-3

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتلوں کا فیصلہ ہوگا۔(بخاری و مسلم)

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ ؓ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِنَ الْکُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَھَا ثُمَّ لَاذَمِنِّیْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَمَّا اَھْوَیْتُ لِاَقْتُلَہٗ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَاَقْتُلُہٗ بَعْدَ اَنْ قَالَھَا قَالَ لَا تَقْتُلْہُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت مقداد بن اسود ؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول رحمت ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میری کسی کافر سے لڑائی ہوجائے' ہم دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں' وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار کا وار کرکے اسے کاٹ ڈالے' پھر وہ ایک درخت کی اوٹ میں ہوکر مجھ سے بچنے کے لئے کہے' میں اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرتا ہوں' ایک اور حدیث میں ہے جب میں اسے قتل کا ارادہ کروں تو وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو کیا اس کے کلمہ پڑھنے کے

اللّٰہِ ﷺ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ. (متفق عليه) 4-1462

بعد میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تجھے اس کو قتل نہیں کرنا چاہیے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے؟ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تم: اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ تیرے اس مقام پر ہوگا' جو اس کے قتل کرنے سے پہلے تیرا تھا اور تو اس کے اس مقام میں ہوگا' جو اس کلمہ کے کہنے سے پہلے اس کا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أُنَاسٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَتَيْتُ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَهَبْتُ أَطْعَنُهُ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ وَقَدْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا فَعَلَ ذَالِكَ تَعَوُّذًا قَالَ فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةِ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَهُ مِرَارًا. (مسلم) 5-1463

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول مکرم ﷺ نے جہینہ قبیلہ کے چند لوگوں کی طرف بھیجا۔ جب میں ایک شخص کے سامنے ہو کر اسے نیزہ مارنے لگا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ میں نے پھر بھی نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ بعد ازاں میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: افسوس کہ تو نے اسے قتل کر دیا! حالانکہ وہ گواہی دے رہا تھا صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے تو بچاؤ کے لئے ایسا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر معلوم کر لیا تھا؟ (بخاری ومسلم)۔ اور جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے بار بار فرمایا جب قیامت کے دن کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تیرے پاس کیا جواب ہوگا؟ (مسلم)

فہم الحدیث

دین اسلام کی امن پسندی اور خیر خواہی کا اندازہ فرمائیں کہ وہ صرف اپنے چاہنے اور ماننے والوں کا ہی تحفظ نہیں کرتا' بلکہ وہ اپنے زیر دست رہنے والے حضرات کا اس قدر خیر خواہ اور محافظ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے ذمی کو ناحق قتل کر دیا اور دنیا میں کسی طرح سزا سے بچ بھی جائے تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ذمی کافر کو ناحق قتل کیا تو وہ

رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا. (بخاری) 1464-6

جنت کی خوشبو محسوس نہیں کرے گا۔ جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِيْ يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا. (متفق علیہ) 1465-7

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پہاڑ سے گرکر خودکشی کی وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں خود کو گراتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی تو زہر کا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کے پیالے کے گھونٹ پیتا رہے گا۔ اور جس نے نیزہ مار کر خودکشی کی تو وہ نیزہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَّذِيْ يَخْنِقُ نَفْسَهُ يَخْنِقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِيْ يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ. (بخاری) 1466-8

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرتا ہے تو وہ اسی طرح دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص خود کو نیزہ مار کر قتل کرتا ہے وہ جہنم میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ فِيْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (متفق علیہ) 1467-9

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے دور میں ایک زخمی شخص تھا تو اس نے گھبراہٹ کے عالم میں چھری کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا اور خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ فوت ہوگیا۔ تو اللہ نے اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا: میرے بندے نے خود کو قتل کرکے مرنے کے لئے جلدی کی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ طُفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ دوسی اور اس کی قوم کے ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ہجرت کی۔ یہاں آکر وہ آدمی بیمار ہوگیا۔ اس نے

فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ فِیْ مَنَامِهٖ وَهَيْئَتُهٗ حَسَنَةٌ وَرَاٰهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَلِیْ بِهِجْرَتِیْ اِلٰی نَبِيِّهٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَالِیْ اَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ لِیْ قِيْلَ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْكَ مَا اَفْسَدْتَّ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ رضی اللہ عنہ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ. (مسلم)10-1468

گھبراہٹ کے عالم میں تیز آلے سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ دیا۔اس کے ہاتھ سے خون بہہ نکلا اور وہ فوت ہوگیا۔توطفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس شخص کوخواب میں دیکھا: اس کی شکل وصورت نہایت اچھی ہے مگر اس نے ہاتھوں کو چھپا رکھا ہے۔طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے بتایا: میرے رب نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے کی وجہ سے معاف کردیا ہے۔انہوں نے مزید دریافت کیا: میں دیکھ رہا ہوں تو نے اپنے ہاتھوں کو چھپایا ہوا ہے' یہ کیوں؟ اس نے بتایا: مجھے کہا گیا ہے کہ ہم تیرے جسم کے اس حصے کو درست نہیں کریں گے' جس کو تو نے خود زخمی کیا ہے۔طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس خواب کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا: تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما! (مسلم)

فہم الحدیث

اسلام صبر وتحمل کا دین ہے۔وہ ہر قسم کی تکلیف اور آزمائش کو حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے اور اس کے بدلے آخرت کے اجر وثواب کا یقین دلاتا ہے۔اگر آدمی مصیبت کے وقت صبر سے کام نہیں لیتا تو اس دنیا میں بھی اس کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی مشکلات اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔جیسا کہ کوئی غربت سے تنگ آکر خودکشی کرتا ہے تو اس سے اس کی آخرت تباہ ہوگی اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا رہا سہا سہارا بھی ختم ہوجائے گا۔لہٰذا زندگی رب کریم کا عطیہ ہے اس میں نشیب وفراز تو آتے ہی رہتے ہیں جن پر صبر کرنا چاہیئے آخرت کی تکلیف کے بدلے میں یہ تکلیفیں ہلکی اور عارضی ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ؟ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّیَ الْيَهُوْدِیُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَجِیْءَ بِالْيَهُوْدِیِّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ. (متفق عليه)11-1469

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک لڑکی کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔لڑکی سے دریافت کیا گیا: تیرا سر کس آدمی نے کچلا ہے؟ کیا فلاں شخص نے؟ کیا فلاں نے؟ جب قاتل یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے بتایا۔جب اس یہودی کو لایا گیا تو اس نے اقرار کرلیا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس

کے سر کو بھی پتھر کے ساتھ کچل دیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ﷺ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَنَسُ ﷺ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ. (متفق عليه) 1470-12

حضرت انس ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: ربیع حضرت انس بن مالک ﷺ کی پھوپھی نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا تو وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر ﷺ جو انس بن مالک ﷺ کے چچا ہیں' انہوں نے کہا' نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ربیع کا دانت بدلے میں نہیں توڑا جائے گا۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب میں تو قصاص ہے۔ لیکن لڑکی والوں نے دیت لینا قبول کرلیا اور اس پر راضی ہوگئے۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ اللہ کے بھروسے پر قسم اٹھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دکھاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطٰى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ اَلْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری) 1471-13

حضرت ابو جحیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت علی ﷺ سے دریافت کیا: کیا آپ کے پاس ایسا علم ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا' ہمارے پاس وہی علم ہے جو قرآن مجید میں ہے اور دین کا فہم جو کسی انسان کو اللہ کی کتاب سے عطا کیا جائے۔ ہاں اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے دریافت کیا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے بتایا اس میں دیت اور قیدیوں کو آزاد کرانے کے مسائل ہیں اور اس بات کی وضاحت ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ شادی شدہ کا زنا کرنا' کسی کو ناحق قتل کرنا اور مرتد ہونا۔ ان تین میں کسی کا ارتکاب کرنے کا خون بہانا جائز ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ اسلامی عدالت کرے گی۔ ۲۔ قیامت کے دن حقوق العباد کے حوالے سے سب سے پہلے قتلوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ۳۔ کافر ذمی کو قتل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ ۴۔ خودکشی کرنے والے کو وہی سزا جہنم میں دی جاتی رہے گی۔ جس طریقے سے اس نے خودکشی کی ہوگی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی قسم کی لاج رکھتا ہے۔

بَابُ الدِّيَاتِ

دیتوں کا بیان

دیت سے مراد جرمانے کی ایسی رقم ہے جو شریعت نے مختلف جرائم کی تلافی کے لئے مظلوم کی حق رسی کے طور پر زیادتی کرنے والے پر لاگو کی ہے۔ بشرطیکہ مظلوم لینے کے لئے تیار ہو۔ اگر مظلوم پارٹی دیت لینے کی بجائے بدلہ ہی لینا چاہتی ہو تو حکومت اور عدالت کا فرض ہے، کہ وہ قصاص کا بندوبست کرے۔ دیت فوجداری مقدمات میں ہو گی۔ اخلاقی جرم یعنی بدکاری وغیرہ میں دیت اور قصاص نہیں ہو سکتا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ هٰذِهِ وَ هٰذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَ الْإِبْهَامَ. (بخاری) 1472-1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ أَنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَ زَوْجِهَا وَ الْعَقْلُ عَلٰى عَصَبَتِهَا. (متفق علیه) 1473-2

وَعَنْهُ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَ قَضٰى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا وَ وَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَّعَهُمْ .(متفق علیه)
وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَ هِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا یہ انگلی اور یہ دونوں برابر ہیں یعنی چھنگلی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے بنو لحیان کی عورت کے حمل کے بارے میں فیصلہ فرمایا، جو مردہ پیدا ہوا تھا۔ اس کی دیت غلام یا لونڈی ہے۔ پھر وہ عورت فوت ہو گئی جس کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ غلام یا لونڈی بطور دیت دے، تو رسولِ اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ وراثت اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کے لئے اور دیت قاتلہ کے عصبہ (رشتے داروں) پر واجب ہو گی۔ (بخاری و مسلم) عصبہ کی تعریف وراثت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: "ہذیل" قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا۔ وہ عورت اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا دونوں مر گئے۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اور عورت کی دیت قتل کرنے والی کے رشتہ دار ادا کریں گے۔ اس کے بچے اور دیگر وارثوں کو اس مرنے والی عورت کا وارث بنا دیا۔ (بخاری و مسلم)

إِحْدَاهُمَا لِحْيَانِيَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَ غُرَّةً لِمَا فِيْ بَطْنِهَا. 3-1474

مسلم کی روایت میں ہے، کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے اپنی سوتن کو خیمے کا بانس مار کر قتل کر دیا۔ وہ حاملہ بھی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک عورت قبیلہ لحیان میں سے تھی۔ رسول معظم ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبہ رشتہ داروں پر ڈال دی اور حمل کی دیت غلام یا لونڈی مقرر کی۔

خلاصۂ باب

۱۔ چھنگلی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔

۲۔ حمل گرانے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے۔

۳۔ قتل کرنے والی عورت کی دیت اس کے رشتہ دار ادا کریں گے۔

۴۔ جو کسی کے ساتھ برا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ فرمائے گا۔



بَابُ مَا لَا يُضْمَنُ مِنَ الْجِنَايَاتِ

جن جرائم پر جرمانہ نہیں

اسلام کا مجرم کو سزا دینے کے بارے میں تصور یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر لوگوں کو سزا دینے کی بجائے عادی مجرموں کو چھوڑ کر باقی کے ساتھ معافی اور درگزر کا معاملہ اختیار کیا جائے۔۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے

''حقیقی طاقت ور وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پائے اور جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا''

کسی کی غلطی پر پردہ پوشی کرنے والے کو خوش خبری عنایت فرمائی کہ محشر کے میدان میں رب کریم اسکے گناہوں پر پردہ ڈالتے ہوئے درگزر فرمائیں گے۔

اسلام چاہتا ہے جرائم پر قابو پانے کے لئے رائے عامہ کو منظم اور لوگوں میں چور اور ڈاکو کے مقابلے میں مزاحمت کرنے کا ماحول پیدا کیا جائے کیونکہ جب تک کسی جرم کے خلاف عوام میں صحتمند ردعمل بیدار نہیں ہوتا صرف قانون اور انتظامیہ کی طاقت سے معاشرے کو جرائم سے پاک نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

جو اپنی عزت و مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا تو شہید سمجھا جائیگا۔

دوسرے کے گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ کو پھوڑا جاسکتا ہے۔

اسلام نے قانون کی حکمرانی، عوام کا شدید ردعمل اور گناہوں سے نفرت اور فکر آخرت کا تصور دے کر جرائم کی بیخ کنی کے لیے قانون کا وہ جامع تصور ہمیں عطا فرمایا' جسکی مثال کسی دین، قانون اور تہذیب میں نہیں پائی جاتی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ نہایت مختصر مدت میں نیکیوں کی بہار آئی اور گناہوں کا قلع قمع ہوا۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ. (متفق عليه)[1475-1]

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا جانور کے زخمی کرنے پر مالک پر کچھ جرمانہ نہیں اور کان میں کان کن کے دب کر مرنے کی صورت میں مالک پر کوئی جرمانہ نہیں۔ اور کنویں میں گر کر مر جانے والے کی کوئی دیت نہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ﷺ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ

حضرت یعلی بن امیہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں غزوہ تبوک کے لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور میرے ساتھ میرا ایک خادم تھا۔ وہ ایک آدمی کے ساتھ لڑ پڑا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر دانت

فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ أَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ. (متفق علیه)[2-1476]

گاڑ دیے۔ جس کے ہاتھ میں دانت گڑے ہوئے تھے اس نے اپنے ہاتھ کو دوسرے کے منہ سے زور سے کھینچا اور اس کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے دانتوں کی دیت جائز قرار نہیں دی۔ فرمایا کیا وہ شخص اپنا ہاتھ تیرے دانتوں کے حوالے کیے رکھتا اور تو سانڈ کی طرح چباتا رہتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (متفق علیه) [3-1477]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ سے سنا: جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہوا، وہ شہید ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَخْذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَأَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ. (مسلم)[4-1478]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسولِ رحمت آپ بتائیں، اگر کوئی آدمی مجھ سے میرا مال چھیننے کا ارادہ کرے تو؟ فرمایا تو اسے اپنا مال نہ لینے دو۔ اس نے عرض کیا: آپ فرمائیں، کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے پر اتر آئے؟ آپ نے فرمایا تجھے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس نے عرض کیا: آپ بتائیں اگر وہ مجھے قتل کردے؟ آپ نے فرمایا پھر تو شہید ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ کا کیا ارشاد ہے، اگر میں اسے قتل کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ. (متفق علیه)[5-1479]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا: اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے جسے تو نے اجازت نہیں دی اور تو اس پر پتھر مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِيْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ. (متفق علیه)[6-1480]

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسولِ محترم ﷺ کے گھر کے دروازے کی دراڑوں میں سے جھانکا۔ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ میں سر کھجلانے والی لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو کھجلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تو میں یہی لکڑی تیری آنکھ میں مارتا۔ اجازت طلب کرنا اسی لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ

گھر والوں پر نظر نہ پڑے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ.(متفق عليه)[7-1481]

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ کنکریاں مار رہا ہے۔ انہوں نے کہا: کنکری نہ مارو کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے کنکری مارنے سے روکا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: کنکر مارنے سے نہ تو کسی پرندے کا شکار ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن زخمی ہوتا ہے، لیکن وہ دانتوں کو توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَنْ يُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ.(متفق عليه)[8-1482]

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ہماری مسجد اور ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو وہ تیر کے نوک دار حصے کو ہاتھ میں پکڑے رکھے، تاکہ اس سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.(متفق عليه)[9-1483]

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار اس کے بھائی پر گرا کر اس کو زخمی کر دے۔ اس طرح وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَضَعَهَا وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهٖ. (بخاری)[10-1484]

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی طرف نیزہ سے اشارہ کرتا ہے تو جب تک وہ نیزے کو نیچے نہیں رکھ دیتا اس وقت تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.(بخاری)
وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور ابوہریرہ ؓ نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم پر تلوار اٹھاتا ہے، وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے۔(بخاری ومسلم) مسلم میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جو شخص ہمیں دھوکا

دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

[11-1485]

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا. (مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مسلم)

[12-1486]

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْأَنْبَاطِ وَقَدْ أُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ فَقَالَ هِشَامٌ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا. (مسلم)

حضرت ہشام بن عروہ ﷺ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ہشام بن حکیم ﷺ کا شام کے علاقہ میں چند کاشتکاروں کے قریب سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے سروں پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ ہشام ﷺ نے پوچھا ان کا کیا قصور ہے؟ انہیں بتایا گیا ان کو ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اس تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے۔ ہشام بن حکیم ﷺ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں، میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا، جو دنیا میں لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ (مسلم)

[13-1487]

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرٰى قَوْمًا فِيْ أَيْدِيْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَةِ اللّٰهِ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تیری زندگی کچھ دراز ہوئی تو عنقریب ایسے لوگوں کو دیکھو گے، جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ اللہ کی ناراضگی میں صبح وشام صبر کرتے ہوں گے ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے وہ صبح شام اللہ کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ (مسلم)

[14-1488]

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے (۱) ایک گروہ وہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے۔ اور وہ ان کوڑوں کے ساتھ بلاجواز لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) اور دوسرا گروہ عورتوں کا ہے جنہوں نے بظاہر لباس پہنا ہوا ہوگا۔ لیکن درحقیقت ان کے بدن ننگے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل

[15-1489]

کرنے والی مٹک مٹک کر چلنے والی ہوں گی۔ ان کے سر لمبی گردنوں والے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ بلکہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکیں گی۔ جبکہ جنت کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے کی مسافت سے سونگھی جاسکے گی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہے کہ جنت کی خوش بو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

وَعَنْـهُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ إِذَا قَاتَلَ أَحَـدُكُـمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ ادَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ. (متفق عليه)[16-1490]

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑے، تو اس کے چہرے پر نہ مارے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی شکل پر پیدا فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جو اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہوگا۔
۲۔ گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے، تو کوئی گناہ نہیں۔
۳۔ مسجد اور بازار میں داخل ہونے کے بعد اسلحہ کو لاک (Lock) کر لینا چاہیے۔
۴۔ مذاق میں بھی اسلحہ نہیں تاننا چاہیے۔
۵۔ مسلمان پر بلاوجہ اسلحہ اٹھانا ملت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔
۶۔ کسی کے چہرے پر تھپٹر مارنا گناہ ہے۔
۷۔ فحاشی پھیلانے والی عورتیں اور ظلم کرنے والے افسران جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے۔ جبکہ جنّت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے



بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامہ کا بیان

یہاں قسم سے مراد ایک خاص قسم کا حلف ہے، جو قتل کے ایسے مقدمہ میں اسلامی عدالت لیتی ہے جسے قانون کی زبان میں اندھا قتل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا قتل جس کے موقع پر گواہ نہ ہوں، یا کوئی شہادت دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اس صورتحال میں قاتلوں تک پہنچنے کے لئے شریعت نے یہ اصول وضع فرمایا، کہ ایسے قتل کے لئے اس علاقے میں پچاس عادل اور ذمہ دار لوگوں سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ وہ قاتل کو نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں اسلامی حکومت مقتول کے ورثا کو سرکاری خزانے سے دیت ادا کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ مملکت کا مقدمہ سمجھا جائے گا۔

الفصل الاول

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ وَ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ ﷺ اَنَّهُمَا حَدَّثَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَ مُحَيِّصَةَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷺ اَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِی النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَ حُوَيِّصَةُ وَ مُحَيِّصَةُ بْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوْا فِیْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَ كَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيَی بْنُ سَعِيْدٍ ﷺ يَعْنِیْ لِيَلِیَ الْكَلَامَ الْاَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِسْتَحِقُّوْا قَتِيْلَكُمْ اَوْقَالَ صَاحِبَكُمْ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِیْ اَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ. وَ فِیْ رِوَايَةٍ تَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَ تَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اَوْصَاحِبَكُمْ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ بِمِائَةِ نَاقَةٍ (متفق عليه) 1491-1

پہلی فصل

حضرت رافع بن خدیج ﷺ اور سہل بن ابوحثمہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر میں آئے، تو کھجوروں کے جھنڈ میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ تو عبدالرحمان بن سہل ﷺ اور مسعود ﷺ کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ ﷺ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مقتول کے بارے میں بات کی۔ گفتگو کا آغاز عبدالرحمان بن سہل ﷺ نے کیا جو کہ ان میں سے چھوٹے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو۔ یحییٰ بن سعید نے کہا، کہ آپ کا مقصد تھا کہ وہ شخص بات کرے جو عمر میں بڑا ہے۔ اس نے بات کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی کے حقدار بن سکتے ہو، بشرطیکہ تم میں سے پچاس افراد قسمیں اٹھائیں۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ یہ ایسا معاملہ ہے، جس میں ہم موجود نہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم اٹھا کر براءت کا اظہار کریں گے۔ اس پر انھوں نے عرض کیا، کہ یا رسول

اللہ ﷺ وہ تو کافر لوگ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت خود ادا کر دی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے قاتل سے قصاص یا اپنے ساتھی کا فدیہ حاصل کرنے کے حقدار بن سکتے ہو۔ لیکن رسولِ محترم ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ایک سو اونٹنیاں ادا کر دیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اندھے قتل میں مدعی پارٹی کے پچاس دیانت دار آدمی قسم اٹھا کر قاتل نامزد کریں گے۔ اگر مدعی جماعت قسامہ کے لئے تیار نہیں ہوتی، تو پھر ملزم پارٹی کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں گے۔ کہ نہ ہم میں کوئی قاتل ہے۔ اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اور اگر دونوں فریق قسم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا ملزم پارٹی غیر مسلم یا نا قابل اعتماد قسم کے لوگ ہوں تو مقتول کے وارثوں کو قومی خزانے سے دیت دی جائے گی۔

اندھے قتل سے مراد یہ ہے کہ جس کے موقعہ پر گواہ اور ثبوت نہ ہوں

خلاصۂ باب

۱۔ اندھے قتل میں پچاس نیک اور عادل لوگوں کی گواہی سے فیصلہ کیا جائے گا

۲۔ وفد کی نمائندگی کسی بڑے آدمی کو کرنی چاہیے

۳۔ قاتل معلوم نہ ہونے پر مقتول کی دیّت حکومت ادا کرنے کی پابند ہوگی۔



بَابُ قَتْلِ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَالسُّعَاةِ بِالْفَسَادِ

مرتدین اور مفسدین کا قتل کرنا

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (البقره ٢:٢٥٦)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بیشک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہوگئی ہے۔''

اسلام نے اپنی دعوت کے بارے میں اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے، کہ اسلامی حکومت کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ غیر مسلموں کو جبراً حلقہء اسلام میں داخل کرے۔ اور کفار کے لئے کھلی چھٹی ہے کہ وہ اسلامی مملکت میں رہ کر اپنے معبد خانوں میں جس طرح چاہیں عبادت کریں۔ تاہم انہیں مسلم آبادی میں مسلمانوں کو اپنی دعوت دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور فکری آزادی کے ماحول میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے حلقہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے، تو پھر اسے مرتد ہونے کی شرعاً اجازت نہیں ہے کیونکہ اس طرح مذہب کے ساتھ انتہا درجے کا مذاق اور ناپختہ مسلمانوں میں دین کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔ مرتد ہونے والے کا یہ اقدام اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے خلاف بغاوت تصور کیا جائے گا جو دنیا میں کوئی مذہب اور حکومت گوارا نہیں کرسکتی۔ اسی بناء پر ایسے مجرم کے لئے قتل کی سزا تجویز کی گئی ہے

اور یہی سزا ان قومی مجرموں کو بھی دی جائے گی جو شاہراہوں پر ڈاکہ ڈالتے اور لوگوں کی عزتیں لوٹتے اور اسلامی معاشرے کو عدم استحکام کا شکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْآ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ . (پ ٦ .المائده ٣٣)

بلا شبہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں انکی سزا یہ ہے کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا پھانسی دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں، یا جلاوطن کیے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عِكْرِمَةَ ؓ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

(بخاری) 1492-1

پہلی فصل

حضرت عکرمہ ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت علی ؓ کے پاس کچھ مرتد لوگوں کو لایا گیا تو انہوں نے ان کو جلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اگر میں حضرت علی ؓ کی جگہ ہوتا تو میں ان کو نہ جلاتا، کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہے: تم کسی کو اللہ کے عذاب کی

طرح عذاب نہ دو۔ اور میں انہیں قتل کر دیتا کیونکہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص دین اسلام سے منحرف ہو جائے تم اسے قتل کر دو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ. (بخاری) 1493-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آگ کیساتھ صرف اللہ ہی عذاب دے سکتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (متفق علیه) 1494-3

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ وہ مخلوق کی باتوں میں سے بہترین باتیں زبان پر لائیں گے۔ جبکہ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے یوں نکل جائیں گے، جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں کہیں پاؤ انہیں قتل کر دو اس لئے کہ قیامت کے دن وہ لوگ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے جو انہیں قتل کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ اُمَّتِيْ فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِيْ قَتْلَهُمْ اَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ. (مسلم) 1495-4

حضرت ابوسعید خدری ؓ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں میری امت دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائے گی ان دونوں میں ایک جماعت نکلے (خروج یا بغاوت کرے) گی۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيْرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (متفق علیه) 1496-5

حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ اَحَدُهُمَا عَلٰى اَخِيْهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِيْ جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَاهَا جَمِيْعًا

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا

حضرت ابوبکرۃ ؓ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں لڑائی جھگڑا کریں ان میں سے ایک آدمی اپنے بھائی پر اسلحہ سے حملہ آور ہو تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں۔ اور جب ایک شخص دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور ایک روایتؒ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں

عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ. (متفق علیہ) 6-1497

تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ میں نے دریافت کیا قاتل تو جہنمی ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُکْلٍ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِیْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَیَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ فِیْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِیَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَیْدِیَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْیُنَهُمْ لَمْ یَحْسِمْهُمْ حَتّٰی مَاتُوْا
وَفِیْ رِوَایَةٍ فَسَمَّرُوْا اَعْیُنَهُمْ
وَفِیْ رِوَایَةٍ اَمَرَ بِمَسَامِیْرَ فَاُحْمِیَتْ فَکَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ یَسْتَسْقُوْنَ فَمَا یُسْقَوْنَ حَتّٰی مَاتُوْا. (متفق علیہ) 7-1498

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلہ کے کچھ لوگ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لے آئے۔ لیکن انہوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو موافق نہ پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زکوۃ کے اونٹوں کے پاس جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ ملا کر پئیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو صحت یاب ہوگئے۔ پھر وہ مرتد ہوگئے۔ انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ آپ ﷺ نے ن کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ اور ان کے بہتے ہوئے خون کو بند نہ کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

دوسری رو بت میں ہے کہ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوہے کی سلائیوں کو گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھیرا جائے۔ آپ ﷺ نے انہیں تپتے ہوئے پتھروں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے پانی طلب کرتے رہے، لیکن انہیں پانی نہ دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حدیث میں مذکورہ قاتلوں نے محافظ صحابہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق انہیں ویسی ہی سزا دی جس طرح انہوں نے ظلم کیا تھا۔

خلاصۂ باب

۱۔ کسی کو آگ کی سزا دینا حرام ہے۔ ۲۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت یہ حدیث نہیں پہنچی تھی۔ ۳۔ ہر میٹھی باتیں کرنے والا مخلص نہیں ہوا کرتا۔ ۴۔ خارجیوں کی بھاری تعداد نو جوانوں پر مشتمل تھی اور وہ بہت ملائم گفتگو کیا کرتے تھے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدود کا بیان

جن جرائم کی سزا شریعت نے متعین اور مقرر فرمائی ہے، انہیں قرآن میں حدود اللہ کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے۔ صدرِ مملکت، پارلیمنٹ یا چیف جسٹس یا کسی دوسرے کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ ان حدود میں ترمیم و اضافہ کر سکے۔ اور بعض حدود ایسی ہیں، کہ جرم ثابت ہو جانے کے بعد مظلوم، یا اس کے ورثاء بھی اسے معاف نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ زنا کی حد ہے۔ حدود اللہ نافذ کرنے میں کسی قسم کی نرمی اور مداہنت نہیں ہونی چاہیے البتہ اسکے نفاذ میں آپ ﷺ کی سنت یہ ہے، کہ آپ ﷺ حتی المقدور احتیاط فرماتے کہ کسی مجرم کو محض اسکے مبہم اقرار کی بنیاد پر حد نافذ نہ کی جائے۔ اس لئے نا چاہنے کے باوجود، آپ ﷺ بڑے واضح الفاظ میں مجرم سے تفتیش کیا کرتے تھے۔ مکمل اطمینان کے بعد مجرم پر حد نافذ کی جاتی اور جس پر حد نافذ ہوتی اس کے بارے میں کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ﷺ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ ائْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيَ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَ بِجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبَ عَامٍ وَ اِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَ جَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَاَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ فَاغْدُ اِلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا .(متفق علیه) 1499-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ اور زید بن خالد ﷺ بیان کرتے ہیں: دو شخص رسولِ مکرم ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ ایک نے کہا: ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا، کہ اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اجازت دی۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے۔ بعد ازاں میں نے علما (یہود) سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے بطورِ حد لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے اسے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کی جائیں۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں

اور ایک سال کے لئے اسے جلاوطن کردیا جائے گا۔ اور اے انیس! صبح اس کی بیوی کے پاس جائیں اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کردیا جائے۔ اس نے اقرار کیا لہٰذا اسے رجم کردیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُفِي مَنْ زَنٰى وَ لَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّ تَغْرِيْبَ عَامٍ . (رواه البخارى) 2-1500

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے غیر شادی شدہ زنا کرنے والے کو سو کوڑے لگانے اور ایک سال جلاوطنی کا حکم دیا۔ (بخاری)

عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَ رَجَمْنَا بَعْدَهٗ وَ الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَبَلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ . (متفق عليه) 3-1501

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق اور صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ اس پر عمل کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے رجم فرمایا۔ اور ہم نے آپ ﷺ کے بعد رجم کیا۔ اور رجم کا حکم اللہ تعالیٰ نے کتاب میں اس شخص پر لازم کیا ہے، جو مرد یا عورت شادی شدہ ہو کر زنا کرے۔ شرطیکہ شہادتیں موجود ہوں ، یا عورت حاملہ ہو جائے، یا زنا کا اقرار کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ خُذُوْا عَنِّي خُذُوْا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ (رواه مسلم) 4-1502

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جان لو! مجھ سے جانو! اللہ تعالیٰ نے (حسب وعدہ سورۃ نساء) ان کے لئے راہ (حد) بیان فرمائی ہے۔ غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور جلاوطن کیا جائے ، اور ادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو سو کوڑے لگائے جائیں اور رجم کیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَ امْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ قَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَ يُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضي الله عنه كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہودی رسول مکرم ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان میں ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے بتایا: ہم ان کو ذلیل کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تو

فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَمَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ﷺ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَافِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ فِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَبِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَا.

لاؤ تورات! انہوں نے اسے کھولا تو ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھا اور آیت کے ماقبل اور مابعد کو پڑھا اور رجم کی آیت کو نہ پڑھا۔ عبداللہ بن سلام ﷺ نے کہا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی۔ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ محمد ﷺ صحیح کہتے ہیں، تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم فرمایا۔

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا فِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ إِنَّ فِيهَا اٰيَةَ الرَّجْمِ وَلٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا فَاَمَرَبِهِمَا فَرُجِمَا. (متفق عليه) 5-1503

اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھاؤ! اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت نمایاں تھی۔ اس نے اقرار کیا: اے محمد! یقیناً تورات میں رجم کی آیت ہے لیکن ہم باہم مشورہ سے اس کو چھپاتے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے بارے رجم کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّي زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ اِنِّي زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ. (متفق عليه).

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں تھے۔ اس نے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا۔ وہ آپ کے سامنے ہوتے ہوئے، عرض کرنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ جب وہ چار بار گواہی دے چکا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں: اللہ کے رسول!۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے سنا، اس نے کہا۔ ہم نے اسے مدینہ منورہ میں رجم کیا، جب

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ ﷺ بَعْدَ قَوْلِهِ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَبِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ

اسے پتھر لگنے لگے تو وہ بھاگا، ہم نے اسے پتھر یلے میدان

الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِکَ فَرُجِمَ حَتّٰی مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ خَیْرًا وَ صَلّٰی عَلَیْهِ. 6-1504

میں جا لیا۔ اسے رجم کیا اور وہ فوت ہوگیا۔ (بخاری و مسلم) بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے، حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے اقرار کے بعد آپ ﷺ نے اسے رجم کا حکم دیا۔ اسے عیدگاہ میں رجم کیا گیا۔ جب اسے پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ گیا۔ لیکن اسے پکڑ لیا گیا۔ اسے رجم کیا گیا اور وہ فوت ہوگیا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا اَتٰی مَاعِزُبْنُ مَالِکٍ ؓ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ لَعَلَّکَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنِکْتَهَا لَا یَکْنِیْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِکَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ. (رواه البخاری) 7-1505

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ماعز بن مالک ؓ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: شاید تو نے بوس و کنار میں ملاپ کیا ہو یا اسے دیکھا ہو۔ اس نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے؟ آپ ﷺ کنایہ نہیں کر رہے تھے۔ اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

عَنْ بُرَیْدَةَ ؓ قَالَ جَآءَ مَاعِزُبْنُ مَالِکٍ ؓ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِیْ فَقَالَ وَیْحَکَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَیْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَهِّرْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْمَا اُطَهِّرُکَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبِهٖ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ لَیْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْکَهَهٗ فَلَمْ یَجِدْ مِنْهُ رِیْحَ خَمْرٍ وَقَالَ اَزَنَیْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِکٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّةٍ

حضرت بریدة ؓ بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک ؓ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اللہ رحم کرے! واپس جاؤ! اللہ سے مغفرت طلب کرو! بریدة ؓ کہتے ہیں، کہ وہ شخص زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ واپس آیا اور نبی گرامی ﷺ سے اسی طرح کہا: جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: میں تجھے کس گناہ سے پاک کروں؟ اس نے جواباً کہا: زنا سے! نبی گرامی ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے اس کا منہ سونگھا، لیکن اس سے شراب کی بدبو نہیں آئی پھر آپ ﷺ نے پوچھا: پھر کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپ

لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَآءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْاَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَ تُوْبِيْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ اَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَبْنَ مَالِكٍ اِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ اَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَاَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ اِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَ نَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهٗ مَنْ يُرْضِعُهٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِلَيَّ رَضَاعُهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَرَجَمَهَا.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اِنَّهٗ قَالَ لَهَا اذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِيْ فَاَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهٗ وَ قَدْ اَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَ اَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَهْلًا يَا خَالِدُ رضی اللہ عنہ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَ

ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ صحابہ کرام دو یا تین دن خاموش رہے، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت مانگو کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کیا جائے تو ان سب کو معاف کر دیا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس ازد قبیلہ کی عورت غامدی آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، چلی جا اور اللہ سے توبہ کر! اس نے عرض کیا: آپ مجھے بار بار اسی طرح لوٹانا چاہتے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کر دیا تھا۔ یقیناً میں تو زنا سے حاملہ ہوں۔ آپ نے پوچھا: تو حاملہ ہے تو اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے اسے فرمایا: وضع حمل کے بعد آنا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک انصاری نے اس کی کفالت کی۔ جب اس نے بچہ جنم دیا تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس غامدی عورت نے بچے کو جنم دیا ہے۔ فرمایا: کیا اس حالت میں ہم اسے رجم کریں گے کہ اس بچے کو دودھ پلانے والی کوئی نہ ہو؟ ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اس کی رضاعت کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ تب آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کہا: چلی جا حتی کہ تو بچے کو جنم دے، جب اس نے بچے کو جنم دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جا! اسے دودھ پلا حتی کہ اسے دودھ پلانا چھوڑ دے۔ جب اس نے بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دیا تو وہ بچے کو ساتھ لائی اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو دودھ پلانا ختم کر دیا ہے۔ اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لئے اس کی چھاتی تک گڑھا کھودا گیا۔ اور لوگوں کو رجم کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے اسے رجم کیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا، جس سے خون کے چھینٹے خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر

دُفِنَتْ. (رواہ مسلم) 8-1506

کہ بچے کو جنم! دے جب بچہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے گرے۔ خالد ؓ نے اسے برا بھلا کہا۔ نبی مکرم نے فرمایا! اے خالد! رک جاؤ! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے اگر ٹیکس لینے والا ایسی توبہ کرے تو اسے معاف بھی کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے حکم دیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِکُمْ فَتَبَیَّنَ زِنَا هَا فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ عَلَیْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَیَّنَ زِنَا هَا فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ (متفق علیه). 9-1507

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: جب تم میں سے کسی شخص کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے۔ تو وہ اسے کوڑے لگائے، لیکن اسے برا بھلا نہ کہے۔ اس کے بعد اگر وہ پھر زنا کرے، تو اس پر زنا کی حد لگائے لیکن اس کو ڈانٹ نہ پلائے۔ اگر تیسری مرتبہ زنا کرے اور اس کا زنا معلوم ہو جائے، تو وہ اسے بیچ دے، اگرچہ بالوں کی رسی کے بدلے بیچنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَقِیْمُوْا عَلٰی اَرِقَّائِکُمُ الْحَدَّ مَنْ اَحْصَنَ مِنْهُمْ وَ مَنْ لَمْ یُحْصِنْ فَاِنَّ اَمَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَجْلِدَهَا فَاِذَا هِیَ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِیْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُّهَا اَنْ اَقْتُلَهَا فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنْتَ. (رواہ مسلم). 10-1508

حضرت علی ؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے غلاموں پر خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں، حد لگاؤ اس لیے رسول اللہ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں۔ لیکن اسے ابھی نفاس کا خون آ رہا تھا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں اسے کوڑے لگاتے ہوئے قتل نہ کر بیٹھوں۔ میں نے اس بات کا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا کیا۔ (مسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ ؓ اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِیْ عَنْکَ قَالَ وَمَا بَلَغَکَ عَنِّیْ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قَدْ وَقَعْتَ عَلٰی جَارِیَةِ اٰلِ فُلَانٍ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ (رواہ مسلم) 11-1509

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ماعز بن مالک ؓ سے کہا: تیرے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے کیا وہ سچ ہے۔ اس نے کہا: آپ ﷺ کو کیا خبر پہنچی ہے؟ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے آل فلان کی لونڈی سے بدکاری کی ہے۔ اس نے چار مرتبہ (اقرار کی) گواہی دی۔ آپ نے اس کے متعلق حکم دیا

تو اسے رجم کیا گیا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰی وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰی افْتَضَّهَا فَجَلَدَهٗ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْهَا مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ اسْتَكْرَهَهَا. (رواه البخاری) 1510-12

تیسری فصل

حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا۔ کہ بیت المال کے غلاموں میں سے ایک غلام لونڈی سے جبراً زنا کر بیٹھا۔ جس سے اس کا پردہ بکارت ضائع ہو گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو کوڑے لگائے۔ جبکہ لونڈی کو کوڑے نہ لگائے گئے۔ کیونکہ یہ اس کے ساتھ جبراً ہوا تھا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ شادی شدہ زانی کو رجم اور غیر شادی شدہ کو ۱۰۰ کوڑے مارنے کے ساتھ ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے۔

۲۔ فیصلہ کرتے وقت ملزم سے مکمل تفتیش کرنی چاہیے۔

۳۔ حاملہ پر وضع حمل کے بعد حد نافذ کی جائے گی۔

۴۔ جس پر حد نافذ ہو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

۵۔ ایسے شخص کو برا کہنا گناہ ہے۔



بَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ

چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

قرآن حکیم کے نزدیک انسانی جان اس قدر محترم اور قیمتی ہے، کہ اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے، تو گویا کہ وہ ساری انسانیت کا قاتل ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نے دوسرے کا دانت توڑ دیا، آنکھ پھوڑ دی، یا کوئی عضو زخمی کر دیا تو احکم الحاکمین کا حکم ہے، کہ اس کے بدلے میں ایسے ظالم کو وہی سزا دی جائے۔ اور ایسا کرنے میں انسانی زندگی کی بقا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص چوری کرتا ہے یا کسی کے گھر جھانکتا ہے، تو گھر والے کو حق حاصل ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دے ایسا کرنے پر اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس طرح معاشرے کے لئے ناسور بن جانے والے چور کے ہاتھ کا کٹ جانا ہی بہتر ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا (متفق علیه) 1511-1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ. (متفق علیه) 2-1512

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ. (متفق علیه) 3-1513

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ دینار کے چوتھائی حصہ، یا اس سے زیادہ پر ہی کاٹا جائے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا۔ اور ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: چوری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو! کوئی انڈہ چوری کرلے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اگر کوئی رسی چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اسے فرشتوں سے سجدہ کروا کر معزز بنایا۔ ابلیس کو اسی کے ساتھ عناد کی وجہ سے شیطان قرار دے کر دربدر کیا۔



بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدود میں سفارش کا بیان

عدالتیں اس وقت تک انصاف مہیا کرسکتی ہیں جب تک رشوت، سفارش، دباؤ نیز مجرم اوراس کے جرم کا تعین کرتے ہوئے خارجی اثرات کے ناسور سے محفوظ رہیں گی۔ مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی خرابی عدالتی نظام پر اثر انداز ہو جائے تو مظلوم کو حق ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوا کرتا ہے، ملک کی عدالتیں جس قدر ان کمزوریوں سے پاک ہونگی اسی لحاظ سے لوگوں کو انصاف مہیا ہونے کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ اسلام کے عدالتی نظام کی ابتداء میں صحابہ کرام ﷢ کو ان چیزوں کے تباہ کن نتائج سے اس قدر آگاہی نہیں تھی، جس کی وجہ سے چوری کے ایک مقدمے میں آپ ﷺ کی عدالت میں حضرت اسامہ ﷜ سے سفارش کروانے کی کوشش کی گئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷢ کو عدالت پر اثر انداز ہونے کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے یہ خطاب فرمایا۔ جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ﷜ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ ﷜ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (متفق عليه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتِ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَ تَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰى اَهْلُهَا اُسَامَةَ ﷜ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش مخزومی عورت کی حالت زار پر غم ناک ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے باہم گفتگو کی کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی کی سفارش کروائی جائے انہوں نے کہا کہ اسامہ بن زید ﷜ جو نبی معظم ﷺ کے بہت پیارے ہیں، ان کے سوا یہ جرأت کوئی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامہ ﷜ نے آپ ﷺ سے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ ﷜ سے فرمایا: کیا تو حدودِ الٰہیہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کررہا ہے؟ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوگئے کہ جب ان میں کوئی بڑے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب ان میں کوئی چھوٹے درجے کا انسان چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری ومسلم)

اَلْحَدِیْثَ بِنَحْوِمَا تَقَدَّمَ. [1514-1] مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مخزومیہ عورت گھروں سے سامان ادھار لیا کرتی تھی اور پھر انکار کر دیا کرتی (یعنی مکر جایا کرتی) تھی۔ تو اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو عورت کے رشتہ داروں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے بات کی تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی معظم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں بات کی۔ اس کے بعد ساری حدیث اسی طرح بیان کی ہے جس طرح پیچھے گزر چکی ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ رشوت، سفارش اور دباؤ عدالتی نظام کو تباہ کر دیتا ہے۔

۲۔ قانون کے نفاذ میں چھوٹے، بڑے کمزور اور طاقتور میں فرق کرنا قوموں کی تباہی کے مترادف ہے۔



بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے کی حد

شراب عرب معاشرے کی گھٹی میں اس طرح رچ بس گئی تھی، کہ کئی لوگ پانی کی جگہ شراب پینے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے مشہور شاعر مرتے ہوئے اپنے ورثا کو وصیت کرتے، کہ میری قبر انگور کی بیل کے قریب بنائی جائے، تاکہ مرنے کے بعد بھی میں شراب کی لذت سے محظوظ ہوتا رہوں۔ اسلام نے دوسرے احکامات کی طرح شراب کی ممانعت کے لیے بھی تدریجی انداز اختیار کرتے ہوئے بالآخر انہیں شراب پینے سے یکسر روک دیا۔ جونہی مذکورہ حکم نازل ہوا، لوگوں نے لبوں تک پہنچے ہوئے شراب کے جام پٹخ دیے اور مٹکے توڑ ڈالے حتی کہ مدینے کی نالیوں میں اس طرح شراب بہہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی چل رہا ہو۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ کیا دوائی کے طور پر شراب استعمال کی جا سکتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بذات خود ایک مرض ہے۔

لہٰذا شدید تکلیف میں بھی اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ شراب کے مہلک اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے لوگوں میں اس قدر نفرت بیدار فرمائی کہ ابتدائی ایام میں شراب کے مخصوص برتنوں کو بھی استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ اور اگر کوئی غلطی سے شراب پی لیتا تو اس پر تعزیر لاگو کی جاتی

تعزیر وہ شرعی سزا ہے جس میں خلیفہ وقت اور عدالتیں حالات کے پیش نظر سزا میں کمی یا اضافہ کر سکتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَ النِّعَالِ وَ جَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ (متفق عليه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ اَرْبَعِيْنَ. 1515-1

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَنَقُوْمُ عَلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَ نِعَالِنَا وَ اَرْدِيَتِنَا حَتّٰى

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو جوتے اور چھڑیوں سے مارا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ شراب پینے والے کو چالیس جوتے اور چھڑیاں مارا کرتے تھے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ کے زمانے میں، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آغاز میں شرابی کو لایا جاتا تو ہم اسے گھونسوں، جوتوں اور کوڑوں سے مارا کرتے تھے۔ لیکن

كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ ﷺ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَ فَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ . رواه البخاری 2-1516

حضرت عمر ﷺ کے دور حکومت کے آخر میں چالیس کوڑے لگائے جاتے تھے۔ جب لوگ زیادہ سرکش اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے تو حضرت عمر ﷺ نے اسی کوڑے مارے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيْدِ النَّخْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ يَقُوْلُ مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ عَلٰى اَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوْتَ فَاَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَ ذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ . متفق عليه. 3-1517

حضرت عمیر بن سعید النخعی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اگر میں کسی شخص پر حد لگاؤں اور وہ فوت ہو جائے، تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں البتہ اگر شرابی فوت ہو جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس کی حد کا تعین نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عمر ﷺ کے زمانے میں بے شمار عجمی لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور وہ شراب کے بارے میں بے احتیاطی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے تعزیز میں اضافہ کیا۔ حضرت علی ﷺ کا فرمان ہے، کہ حدود کے نفاذ میں اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ شرابی سزا کے دوران مر جائے تو اس کی حکومت دیت ادا کرے گی۔ یہ اس لیے کہ شرابی کو شریعت کے مطابق جو سزا دی جاتی ہے وہ زیادہ شدید نہیں۔

خلاصہ باب

۱۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔
۲۔ شراب جرائم کی ماں ہے
۳۔ شراب کی سزا میں حالات کے مطابق ردو بدل ہو سکتا ہے۔



بَابُ مَالَا يُدْعٰى عَلَى الْمَحْدُوْدِ

جس پر حد نافذ ہوئی ہو اسے بد دعا نہ دی جائے

یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، کہ جس شخص پر حد یا تعزیر نافذ کی گئی ہو، اسے بد دعا نہیں دینی چاہیے۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی ہونے کا تادم مرگ احتمال رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے وہ خطا کار بھی اللہ کی بارگاہ میں معزز ہو جاتا ہے جو سچی توبہ کر لے چہ جائیکہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اپنے اوپر حد لگنا منظور کر لیتا ہے وہ تو گویا کہ اس گناہ سے بالکل پاک ہو گیا۔ لہٰذا اسے بد دعا دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَبِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. (رواه البخاری)1518-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا نام عبداللہ اور اس کا لقب "گدھا" تھا۔ وہ نبی گرامی ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی معظم ﷺ نے اسکو شراب نوشی کے کوڑے لگائے۔ ایک دن اسے لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے کوڑے لگائے گئے۔ ایک آدمی نے کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو کتنی دفعہ اسے لایا گیا ہے۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَ الضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَ الضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. (رواه البخاری)1519-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ کے ہاں ایک شرابی لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی پٹائی کرو۔ تو ہم میں سے کسی نے گھونسا، جوتا اور کسی نے کپڑا مارا۔ جب وہ واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی معاونت نہ کرو! (بخاری)



بَابُ التَّعْزِيْرِ

تعزیر کا بیان

عَنْ اَبِی بُرْدَةَ بْنِ نِیَارٍ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ (متفق علیه) 1520-1

حضرت ابو بردہ ﷛ بن نیار نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: دس سے زائد کوڑے صرف حدود الٰہیہ میں لگائے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

تعزیر کا لفظی معنیٰ ہے ملامت کرنا۔ ادب سکھلانا، ہلکی پھلکی سزا دینا۔ تاکہ ایسا شخص جسمانی سزا کے ساتھ معاشرے اور برادری میں اپنی خفت محسوس کرتے ہوئے دوبارہ بری حرکت کرنے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر ایسا آدمی بار بار ایسی حرکت کرتا ہے تو حاکم وقت اس کی تعزیر میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ شراب کی حد کے بیان میں گزر چکا ہے۔



بَابُ بَیَانِ الْخَمْرِ وَ وَعِیْدِ شَارِبِھَا

شراب کا بیان اور شرابی کے لیے وعید

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ النَّخْلَةِ وَ الْعِنَبَةِ. (رواه مسلم) 1-1521

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ نَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَ هِیَ مِنْ خَمْسَةِ اَشْیَاءَ الْعِنَبِ وَ التَّمْرِ وَ الْحِنْطَةِ وَ الشَّعِیْرِ وَ الْعَسَلِ وَ الْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ (رواه البخاری) 2-1522

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِیْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِیْلًا وَ عَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَ التَّمْرُ (رواه البخاری) 3-1523

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ وَ هُوَ نَبِیْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. (متفق علیه) 4-1524

وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا فَمَاتَ وَ هُوَ یُدْمِنُهَا لَمْ یَتُبْ لَمْ یَشْرَبْهَا فِی الْاٰخِرَةِ (رواه مسلم) 5-1525

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ یَشْرَبُوْنَهٗ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ یُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَوَ مُسْکِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: شراب ان دو درختوں، کھجور اور انگور سے ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر ﷺ نے منبر رسول پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان کیا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تب شراب پانچ چیزوں: انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار ہوتی تھی۔ شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، اس وقت انگور کی شراب کم ہی دستیاب تھی۔ اور ہماری شراب کچی پکی کھجوروں سے تیار ہوتی تھی۔ (بخاری)

حضرت عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ سے شہد کے نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہوا فوت ہوا' تائب نہیں ہوا' آخرت میں اسے شراب نہیں ملے گی۔ (مسلم)

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے نبی اکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا، جو وہ مکئی سے بنا کر پیتے تھے جسے "مزر" کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے

إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْعُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ (رواه مسلم) 6-1526

جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذمہ لیا ہے۔ کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا، اللہ تعالیٰ اسے طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ جوان کے بدن سے خارج ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ خَلِيْطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقَالَ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلٰى حِدَةٍ. (رواه مسلم) 7-1527

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجور، منقہ اور پکی کھجور، خام اور پکی تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے علیحدہ علیحدہ نبیذ بناؤ۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ يُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا! (رواه مسلم) 8-1528

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ سے شراب کا سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ایسا نہ کرو۔ (مسلم)

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ ﷺ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ ﷺ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ. (رواه مسلم) 9-1529

حضرت وائل حضرمی ﷺ بیان کرتے ہیں: طارق بن سوید ﷺ نے نبی گرامی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اُسے منع فرمایا۔ اُس نے کہا: میں اس سے علاج کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دوا نہیں ہے: بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

۲۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔

۳۔ شراب پینے والے کو جہنّمیوں کا پسینہ پلایا جائے گا۔

۴۔ شراب سے علاج کرنا اور کروانا حرام ہے۔

كِتَابُ الْاِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ

امارت اور قضا کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ امیر سے مراد مسلمانوں کا حکمران یا ان کا نمائندہ ہے۔ کیونکہ ان ارشادات کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ امیر ڈھال ہوتا ہے اور اس کی قیادت میں جہاد کیا جاتا ہے۔ جہاد کے لیے یہ شرط بھی ہے جس کے پاس باقاعدہ اختیارات ہوں وہ جہاد کی قیادت کرے۔ قرآن مجید نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تمام معاملات باہم مشاورت سے طے کرنے والا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت کا اس پر مطمئن ہونا بھی ضروری ہے۔ اس امیر کی اطاعت رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کے مترادف ہوگی۔

جہاں تک دینی، سیاسی اور فلاحی انجمنوں کے صدور اور اُمرا کا تعلق ہے ان کی تابع داری تو سفری امیر کی تابع داری کی مانند ہے۔ اپنے اپنے مقام اور منصب کے مطابق ایسے حضرات کی تابع داری اور وفا شعاری باہم طے شدہ امور کے مطابق کرنا لازم ہے۔ اس قسم کے امیر کو لوگوں سے خلیفۃ المسلمین کی تابع داری جیسا تصور نہیں کرنا چاہیے اور بوجوہ کوئی شخص ان تنظیمات سے الگ ہوتا ہے تو اس پر جہالت کی زندگی کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ صحابۂ کرام ؓ سے یہ ثابت ہے، کہ جب سیدنا علی مرتضیٰ ؓ اور امیر معاویہ ؓ کے درمیان اختلافات وسیع ہوئے تو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ ؓ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ فتنہ کے دور میں گوشہ نشینی کے بارے میں سرورِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ فتنہ کے دور میں جس نے اپنے آپ کو محدود کر لیا وہی ایمان سلامت رکھ سکے گا۔ تاہم اس صورت حال میں ایسے لوگوں کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ وَ اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَیُتَّقٰی بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِکَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَیْرِهٖ فَاِنَّ عَلَیْهِ مِنْهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 1530-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جو امیر کی اطاعت کرے گا اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ بلاشبہ امام ڈھال کی طرح ہے۔ اس کے حکم سے جہاد کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے تحفظ حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اُس کے لیے یہ باعثِ اجر ہوگا۔ اور اگر وہ اس کے برعکس چلے تو اس کی سزا بھی اس پر ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1531

نے فرمایا: اگر ناک کٹا غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے، جو اللہ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو تم اس کی بات بھی سنو اور اطاعت کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهُ زَبِيْبَةٌ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1532

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ سنو اور اطاعت کرو! اگرچہ تم پر حبشی غلام مقرر کیا جائے بے شک اس کا سر منقہ جیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1533

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان شخص کے لیے ضروری ہے کہ سمع و اطاعت کرے خواہ وہ پسند کرے، یا اسے ناگوار گزرے۔ جبکہ اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جا رہا ہو۔ مگر جب اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سمع و اطاعت نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1534

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: نافرمانی کے کاموں میں کوئی اطاعت نہیں۔ اطاعت تو صرف اچھے کاموں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَ الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَ عَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَعَلٰى اَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1535

حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی گرامی ﷺ سے بیعت اس بات پر کی، کہ ہم سنیں گے اور تنگی و آسانی، خوشی و ناخوشی میں اطاعت کریں گے۔ خواہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے پھر بھی اطاعت کریں گے۔ اور ہم ان لوگوں سے امارت نہیں چھینیں گے جو اس پر قابض ہوں گے۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے۔ اللہ کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہیں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے ہم امارت پر چھینیں گے۔ البتہ جب ان میں واضح کفر دیکھو اور اس صورت میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا اِذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی

بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1536

گرامی ﷺ سے بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: استطاعت کے مطابق اطاعت کرتے رہنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 8-1537

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی ناپسندیدہ بات دیکھے تو وہ صبر کرے۔ اس لیے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اور اُسی حالت میں فوت ہو گیا' تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ اَوْيَدْعُوْ لِعَصَبِيَّةٍ اَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِيْ بِسَيْفِهٖ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَ فَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 9-1538

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو اطاعت اور جماعت سے علیحدہ ہوا اور وہ اسی حالت میں فوت ہوا' تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑتا رہا' عصبیت کی خاطر غیرت میں آیا اور عصبیت کی بنیاد پر دعوت دیتا رہا، یا عصبیت کی وجہ سے مدد کرتا ہوا قتل ہوا' اس کا قتل' جہالت پر ہوگا۔ جو شخص میری امت کے خلاف تلوار سونت کر نیک و بد سب کو تہ تیغ کرتا چلا گیا اور کسی مومن کی اس نے پروانہ کی اور نہ ہی کسی عہد والے کے عہد کا پاس کیا، وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میرا کوئی اس سے تعلق ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَامَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَامَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اَلَا مَنْ وُلِّيَ

حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷺ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین امیر وہ ہیں، جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہوں۔ تم ان کے حق میں دعائیں کرتے ہو اور وہ تمہیں دعائیں دیتے ہوں۔ اور تمہارے بدترین امیر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے ہوں۔ تم ان پر لعنت کرتے اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حالات میں

عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)10-1539

انہیں معزول نہ کردیں؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ جب تک وہ تم میں اقامتِ صلوٰۃ کا فریضہ انجام دیتے اور اقامتِ صلوٰۃ پر کاربند رہیں۔ سنو جس شخص پر کوئی امیر بنایا گیا، اس نے امیر کو دیکھا کہ وہ کسی حد تک اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔تو اس کے عمل کو کراہت سے دیکھے،لیکن اپنا ہاتھ اسکی اطاعت سے نہ کھینچے۔(مسلم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلُّوْا لَا مَا صَلُّوْا أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)11-1540

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں: رسول محترم نے فرمایا: تم پر کچھ ایسے امیر مقرر ہوں گے،جن کو تم اچھا بھی جانو گے اور برا بھی سمجھو گے۔جس نے انکار کیا وہ بری ہے۔ جس نے ان کو برا جانا وہ محفوظ رہا ماسوائے اس کے جس نے ان کو پسند کیا اور ان کے مطابق چلا۔صحابۂ کرام ﷺ نے عرض کیا: کیا ہم ان سے لڑائی کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! جب تک وہ نماز کے نظام کو قائم رکھیں۔نہیں! جب تک وہ نظام نماز پر کاربند رہیں۔حدیث میں مذکورہ ,,انکار کیا،، اور ,,براجانا،، سے مراد یہ ہے کہ جس نے دل سے مکروہ جانا اور انکار کیا۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا أَفَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 12-1541

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول معظم ﷺ نے بتایا: مستقبل قریب میں تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے اور ایسے کام دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔صحابۂ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول !آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ان کے حقوق ادا کرو۔اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو(بخاری ومسلم)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ﷺ قَالَ سَأَلَ سَلَمَةُ ابْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْئَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت وائل بن حجر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں، اگر ہم پر ایسے امراء مقرر ہوں جو اپنے حقوق کا تو مطالبہ کریں لیکن ہمارے حقوق ادا نہ کریں،تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو! وہ اپنی ذمہ داریوں کے ذمہ دار ہوں گے۔اور تم پر وہ

ذمہ داریاں ہیں جو تمہارے سپرد ہیں۔ (مسلم)

13-1542

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ یَدًا مِّنْ طَاعَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ بغیر دلیل کے اللہ سے ملاقات کرے گا۔ اور جو شخص فوت ہوا اور اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرا۔ (مسلم)

14-1543

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بَیْعَۃَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاءِ کرام بنی اسرائیل کی سیاست کرتے رہے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ بن جاتا۔ بلاشبہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، البتہ کثرت کے ساتھ خلفا ہوں گے۔ صحابۂ کرام ؓ نے پوچھا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت کا خیال رکھو! اور ان کے حقوق پورے کرو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

15-1544

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْھُمَا۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو سعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب دو امیروں کی بیعت کی جائے تو بعد والے امیر کو قتل کر دیا جائے۔ (مسلم)

16-1545

عَنْ عَرْفَجَۃَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ ھَنَاتٌ وَّھَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّفَرِّقَ اَمْرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَھِیَ جَمِیْعٌ فَاضْرِبُوْہُ بِالسَّیْفِ کَائِنًا مَنْ کَانَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے۔ تو جو شخص امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے اُسے تہ تیغ کر دو، چاہے جو بھی ہو۔ (مسلم)

17-1546

وَعَنْہُ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اَتَاکُمْ وَاَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَّاحِدٍ یُرِیْدُ اَنْ یَّشُقَّ عَصَاکُمْ اَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عرفجہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے: جو شخص تمہارے پاس آئے، جبکہ تمہارا نظام ایک شخص کے سپرد ہے۔ اور وہ تمہارے اتفاق کو ختم اور تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہو

18-1547

تو تم اُسے قتل کر دو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1548-19

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص امیر کی بیعت کرے۔ اور اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھما دے' اپنے دلی جذبات کو اس کے تابع کر دے ،تو پھر استطاعت کے مطابق اس کی اطاعت کر۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے امارت چھیننے کے لیے کوشاں ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1549-20

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرة ؓ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امارت کی خواہش نہ کرنا! کیونکہ اگر تیری خواہش پر تجھے امارت مل گئی تو تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر بلا خواہش تجھے امارت تفویض کی گئی تو تیری معاونت کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1550-21

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم امارت کی خواہش کرو گے، جبکہ قیامت کے دن امارت باعثِ ندامت ہوگی۔ اقتدار بھلا لگتا ہے، جب کہ معزولیت دل خراش ہوتی ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِيْ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَهٗ يَا اَبَاذَرٍّ اِنِّيْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1551-22

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی عہدہ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! یقیناً تو کمزور آدمی ہے۔ اور یہ عہدہ امانت ہے جو بلاشبہ قیامت کے دن رسوائی اور ذلت کا باعث ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے حقوق کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا۔ اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نبھایا۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! میرے خیال میں تم کمزور آدمی ہو۔ اور میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں، جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو آدمیوں کی بھی ذمہ داری نہ اٹھانا اور نہ ہی یتیم کے مال کی ذمہ داری لینا۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰی بَعْضِ مَا وَلَّاکَ اللّٰهُ وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّا وَاللّٰهِ لَانُوَلِّیْ عَلٰی هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًاسَاَلَهُ وَلَا اَحَدًا حَرَصَ عَلَیْهِ
وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)23-1552

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے دو چچازاد بھائی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں کسی ایسے علاقے کا امیر نامزد فرمائیں، جس کو اللہ نے آپ کے زیرِ نگیں کر دیا ہے۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم امارت کی طلب اور لالچ رکھنے والے انسان کو امیر نامزد نہیں کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو امارت طلب کرتا ہے ہم اسے نہیں سونپتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ کَرَاهِیَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 24-1553

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں بہترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو امارت سے بہت اجتناب کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں امیر بنا دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)25-1554

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: خبردار! تم سب ذمہ دار ہو۔ تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لوگوں کا امیر ذمہ دار ہے اس سے عوام کے بارے میں سوال ہوگا۔ گھر کا فردِ اعلیٰ اپنے گھر والوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے، اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے۔ اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّةً مِنَ

حضرت معقل بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جو حاکم

الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1555-26

مسلمانوں کے کسی گروہ پر حکومت کرتا ہے، اور وہ اس حالت میں مرا کہ ان کے ساتھ دھوکا کرتا رہا ہو تو اللہ اُس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1556-27

حضرت معقل بن یسار ﷺ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جس شخص کو اللہ نے حاکم بنایا اور وہ رعیت کی خیر خواہی نہیں کرتا رہا تو وہ شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1557-28

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ,, بلاشبہ بدترین حکمران رعیت پر ظلم کرنے والے ہیں،،۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1558-29

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اے میرے رب! جو شخص میری امت کی کسی ذمہ داری پر مامور ہو اور امت کو مشقت میں ڈالے تو اے اللہ! تو اُسے مشقت میں ڈال۔ اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا ذمہ دار بنا اور ان پر نرمی و فراخی کی الٰہی تو بھی اُس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ يَّمِيْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَ اَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1559-30

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا۔ انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں، اللہ کی دائیں جانب، نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ جب کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دائرۂ اختیار میں اپنے اہل و عیال اور رعیت کے معاملات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یعنی اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ برکت کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا

حضرت ابو سعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم

بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَ تَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)31-1560

ﷺ نے فرمایا۔جس نبی کو اللہ نے مبعوث فرمایا اور جس شخص کو بھی منصب خلافت تفویض کیا' اس کے دو خصوصی مشیر ہوتے ہیں۔ایک مشیر اسے اچھی بات کا حکم اور ترغیب دلاتا ہے جبکہ دوسرا مشیر اسے برائی کا حکم اور برائی کی ترغیب دلاتا ہے۔جبکہ برے کاموں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے، جسے اللہ محفوظ فرمائے۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ ﷛ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ.(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)32-1561

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں۔حضرت قیس بن سعد ﷛ کا نبی گرامی ﷺ کے ہاں وہی مقام تھا، جو کسی پولیس افسر کا حاکم کے ہاں ہوتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ﷛ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)33-1562

حضرت ابوبکرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔جب نبی معظم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے: جنہوں نے حکومت کی زمامِ کار کسی عورت کے حوالے کر دی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ عادل اور نیک امیر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔

۲۔ غلام اور نکٹے امیر کی بھی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ وہ کتاب اللہ کے مطابق حکم دے۔

۳۔ امیر کی اطاعت صرف معروف میں واجب ہے۔

۴۔ امیر کے سامنے کلمۂ حق کہنا فرض ہے۔

۵۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے امیر کی گناہ میں اطاعت لازم نہیں۔

۶۔ جو جماعت سے الگ ہوا اس کی موت جہالت پر ہوگی۔

۷۔ بدترین امیر وہ ہے جس پر لوگ لعنت کریں۔

۸۔ امیر جب تک نظامِ صلوٰۃ قائم کرتا ہے اس کی تابع داری لازم ہے۔

۹۔ منصب کی خواہش کرنے والے کی اللہ مدد نہیں کرتا۔۱۰۔ امیر اپنی رعیت اور ماں باپ اپنی اولاد کے ذمہ دار ہیں۔۱۱۔ قوم سے دھوکا کرنے والے امیر پر جنت حرام ہے۔

بَابُ مَا عَلَى الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيْرِ

حکام کو رعایا پر آسانی کرنی چاہیے

تخلیقِ آدم علیہ السلام کے وقت ملائکہ نے حضرت انسان کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا تھا کہ انسان کرۂ ارض پر جا کر دنگا فساد کرے گا۔ کیونکہ انسان کی عادت یہ ہے کہ جوں ہی اسے کچھ اختیارات اور کسی معاملے میں قدرے استغناء اور بے نیازی حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسروں پر اپنی بالا دستی قائم کرتا ہے اور ان کے حقوق تلف کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ تسلط اور غلبہ کی اس خواہش کی وجہ سے طاقتور قوموں نے مجبور اور مقہور اقوام پر ایسے ایسے ظلم وستم کیے جن کی مثال وحشی درندوں کے حوالے سے بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ طاقتور لوگوں نے اس وحشت اور بربریت کا مظاہرہ صرف دشمنوں پر ہی نہیں کیا بلکہ اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں پر بھی اسی طرح ظلم کیا کہ خدا کی مخلوق الامان والحفیظ پکار اٹھی۔

رسالت مآب ﷺ سے پہلے رومن امپائر اور ایرانی بادشاہ ایک آدمی کی غلطی کی وجہ سے پورے کا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا کرتے تھے۔ شخصی رعب اور حکمرانی کا دبدبہ قائم کرنے کے لیے ایسی فضا قائم کی جاتی کہ کسی کو فریاد کرنے کی بھی جرأت نہ ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اس اندازِ حکمرانی کو یکسر تبدیل فرمایا۔ آپ ﷺ جن لوگوں کو کسی علاقے کا ذمہ دار ٹھہراتے تو خصوصی طور پر یہ ہدایات جاری فرماتے کہ لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنا اور عوام کو سہولیات بہم پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آسانیوں کے لیے اپنے دین کو آسان تر بنایا ہے۔ اس میں بدعات، مصنوعی تقویٰ اور خود ساختہ پابندیوں کے ذریعے مشکلات پیدا نہ کرنا۔ اور یہ بھی نصیحت فرماتے کہ مظلوم کی آہ و بکا سے بچنا کیونکہ اللہ کے عرش اور مظلوم کی بددعا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوا کرتی، اور فرماتے:

ظلم وزیادتی ظالموں کیلئے قیامت کے دن گھٹا ٹوپ اندھیرے ہوں گے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ أَبِي مُوسٰى ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ فِي بَعْضِ أَمْرِهٖ قَالَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1563-1

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے 'لوگوں کو خوش خبری دینا، ان کو متنفر نہ کرنا۔ ان کے ساتھ نرمی کرنا، مشکلات میں مبتلا نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1564-2

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: تم نرمی کرو! مشکلات میں نہ ڈالو! سکون پہنچاؤ! اور نفرت نہ دلاؤ۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ؓ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّهٗ أَبَا

حضرت ابو بردہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

مُوْسٰى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَ اوَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)3-1565

اس کے دادا ابوموسیٰ اشعری ﷺ اور معاذ ﷺ کو یمن بھیجا اور فرمایا۔لوگوں سے آسانی کا برتاؤ کرنا انہیں تکلیف میں نہ ڈالنا' لوگوں کو خوش رکھنا انہیں متنفر نہ کرنا' تم ایک دوسرے سے موافقت کرنا اور مخالفت سے باز رہنا۔(بخاری۔مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)4-1566

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔عہد شکنی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعْرَفُ بِهٖ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1567

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔نبی محترم ﷺ نے فرمایا ہر وعدہ خلافی بے وفائی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اس کی پہچان کرانے کے لیے اس پر جھنڈا لگایا جائے گا۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)6-1568

حضرت ابو سعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن ہر عہد شکن انسان کی مقعد کے نزدیک جھنڈا ہوگا۔ایک روایت میں ہے ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈ ہوگا، جو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔خبردار! سربراہِ مملکت سے بڑھ کر کسی کی عہد شکنی نہیں ہوتی۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ذمہ دار شخص کو لوگوں میں نفرت کے بجائے باہم محبت پیدا کرنی چاہیے۔

۲۔ دین آسان ہے' اسے آسان رہنے دیجئے۔

۳۔ انتظامیہ کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

۴۔ قیامت کے دن غدار اور عہد شکن کی پیٹھ پر جھنڈا ہوگا۔



بَابُ الْعَمَلِ فِی الْقَضَاءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

قضا کا منصب اور ان سے بچنے کا بیان

رسول اکرم ﷺ نے چوری کے ایک مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے فرمایا تھا> کہ پہلی قوموں کی بربادی کے اسباب میں مرکزی سبب یہ تھا، کہ ان میں عدل وانصاف کی بجائے ظلم اور زیادتی نے جڑیں پکڑ لیں تھیں۔ عدل وانصاف کے ترازو کو قائم رکھنے کے لیے جہاں آپ نے دوسری ہدایات جاری فرمائیں وہاں قاضی اور جج کے لیے یہ اصول بھی وضع فرمائے، کہ قاضی کرسی عدالت پر بیٹھ کر اس قدر احتیاط کرے کہ ذاتی معاملات، یا کسی فریق کے اشتعال انگیز بیان یا جملے کی وجہ سے غصے اور اشتعال میں آ کر فیصلہ نہ کرے کیونکہ غالب امکان ہے کہ وہ طیش میں آ کر کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھے گا۔ اس بات کی وضاحت بھی فرمائی کہ جج اگر جذبات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر کوئی غلط فیصلہ بھی کر بیٹھتا ہے، تو مفادات سے اجتناب اور اخلاص نیت کی وجہ سے اُسے غلط فیصلہ پر بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے حقیقت تک پہنچنے کے لیے کسی چیز کو آڑے نہیں آنے دیا۔ تاہم حقیقت معلوم ہونے پر اسے متاثرہ فریق کی دادرسی کرنی چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

1-1569

پہلی فصل

حضرت ابو بکرہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کسی قاضی کو دو فریقین کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 2-1570

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جب قاضی پورے انہماک کے ساتھ فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ بھی درست ہو تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ لیکن جب فیصلہ کوشش کے باوجود غلط ہو جائے تو اُسے ایک ثواب ملے گا۔ بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جج کو غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ نیک نیت جج کو غلط فیصلے پر بھی اس کی محنت کا ثواب ملے گا۔



بَابُ رِزْقِ الْوُلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حکّام کی تنخواہ اور تحائف

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سرکاری ڈیوٹی یا معاشرہ کی کسی ذمہ داری کو باضابطہ اٹھاتا ہے، تو اس کے ذاتی اور گھریلو اخراجات کی ذمہ داری حکومت یا اس کے متعلقہ افراد پر ہوگی۔ لیکن ایسے ذمہ دار شخص کو رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء ؓ کے طرزِ عمل کو سامنے رکھنا ہوگا۔ جس میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ کے خلفاء بیت المال سے ایک عام آدمی کی گزر کے مطابق ہی وظیفہ لیتے تھے۔ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ نہ خود اٹھاتے اور نہ ہی کسی کو ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے۔ اسی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر ؓ نے سرکاری منصب داروں پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ تحفہ قبول نہیں کر سکتے بلکہ اپنے زمانے کی شاہانہ سواری یعنی ترکی گھوڑا بھی نہیں رکھ سکتے۔ نیز نہ باریک لباس پہن سکتے ہیں اور اپنے دفاتر کے سامنے دربان بھی کھڑے نہیں کر سکتے۔ ان پابندیوں کا مقصد یہ تھا کہ حکمران کسی لحاظ سے اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھنے کی کوشش نہ کریں بلکہ انہیں عوام کے معیارِ زندگی کو اپناتے ہوئے انہیں ان کے قریب تر رہنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے بددیانت حکمرانوں اور خائن لوگوں کو یہ بھی باور کروایا کہ قیامت کے دن ان کو اپنی خیانتوں کے ساتھ ربِ کبریا کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ اس تعلیم اور خلفاء ؓ کے طرزِ زندگی کے اثرات تھے کہ اتنی کڑی پابندیوں کے باوصف خالی خولی ذمہ داریوں کی وجہ سے لوگ کسی قسم کا منصب حکومت لینے سے گریزاں ہوا کرتے تھے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اُعْطِیْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 1-1571

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ نہ میں تمہیں دینے والا ہوں اور نہ ہی تم سے روکتا ہوں۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رِجَالًا یَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللّٰهِ بِغَیْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 2-1572

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بلا جواز اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ دوزخ میں ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِیْ اَنَّ حِرْفَتِیْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُوْنَةِ اَهْلِیْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ جب حضرت ابو بکر ؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار، میرے اہل و عیال کی گزران کے لیے

وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاْكُلُ اٰلُ اَبِیْ بَكْرٍ ﷛ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 3-1573

کافی ہے۔اب میری مصروفیت مسلمانوں کے امور سرانجام دینے کے لیے ہے۔اس لیے ابوبکر ﷛ کے اہل وعیال بیت المال سے اخراجات لیں گے۔اور ابوبکر مسلمانوں کے امور سرانجام دینے میں مصروف رہے گا۔(بخاری)

الفصل الثانی

عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَمِيْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مَخِيْطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غَالٌّ يَأْتِیْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْبِلْ عَنِّیْ عَمَلَكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا اُوْتِیَ مِنْهُ اَخَذَهٗ وَمَا نُهِیَ عَنْهُ انْتَهٰى ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1574

دوسری فصل

حضرت عدی بن عمیرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے لوگو! تم میں سے جو شخص بھی ہمارے کسی کام کی ذمہ داری اٹھائے، اگر ہم سے سوئی یا اس سے کم تر چیز بھی چھپائے گا تو وہ خائن ہے۔ قیامت کے دن وہ اسے لائے گا۔آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے ذمہ داری سے سبک دوش کر دیں۔آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ اُس نے عرض کیا، کہ میں نے آپ سے سنا ہے، جو آپ نے ابھی فرمایا: آپ نے فرمایا: اور میں یہ بھی کہتا ہوں! کہ جس کو ہم کسی منصب پر مقرر کریں تو وہ وہاں سے تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں لائے پھر جو اس میں سے اسے دیا جائے اسے قبول کرے اور جس سے اسے روکا جائے رک جائے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بلا استحقاق بیت المال سے کھانے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۔ کسی منصب پر فائز شخص بیت المال سے تنخواہ لے سکتا ہے۔

۳۔ خائن آدمی قیامت کے دن اس خیانت کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔



بَابُ الْاَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ

فیصلوں اور شہادتوں کا بیان

رسول مکرم ﷺ نے دنیا کے بگڑے ہوئے عدالتی نظام کو سنوارنے کے لیے قانونی ضابطوں کے ساتھ عدالت کے متعلقہ افراد کی ذہنی تربیت کا اہتمام بھی فرمایا۔ کیونکہ عوام الناس، بالخصوص بااختیار لوگ محض قانون کی جکڑ بندیوں سے درست نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کی ذہنی تربیت اور فکری درستگی کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اچھی تربیت کے بغیر بددیانت جج، شاطر وکیل اور خائن مدعی کی چال بازیوں کے سامنے قانونی پیچیدگیاں پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ انصاف کو مظلوم کی دہلیز تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے اخلاقی اور دینی قدروں کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1575-1

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا "اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-1576

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ۔ (رواہ مسلم) 3-1577

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض ان کے دعووں پر دیا جائے، تو لوگ دوسروں کے خون اور مال کے بارے میں دعوے کرنے لگیں۔ البتہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص عمداً جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال چھیننا چاہتا ہے، قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہورہی ہے۔ "یقیناً وہ لوگ جو اللہ سے کیے گئے عہدوں اور اپنی قسموں کو معمولی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں، (ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں)" (آل عمران: ۷۷) (بخاری و مسلم)

حضرت ابی امامہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا حق چھینتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دوزخ کو لازم کردیا اور جنت اس پر حرام کردی ہے۔ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگرچہ معمولی چیز ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیَ لَہٗ عَلٰی نَحْوِمَا اَسْمَعُ مِنْہُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ فَلَا یَاْخُذَنَّہٗ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ (متفق علیہ)4-1578

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں انسان ہوں اور تم میرے پاس فیصلے لاتے ہو۔ شاید تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کی نسبت اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ فصیح ہوں۔ اور (ہوسکتا ہے)میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ فیصلہ کرتے ہوئے میں جس شخص کو اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دوں۔ تو وہ اُسے ہرگز وصول نہ کرے۔ بلاشبہ میں اسے دوزخ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)5-1579

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو جھگڑا کرنے میں تیز ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَشَاھِدٍ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)6-1580

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ ؓ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ کِنْدَۃَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا غَلَبَنِیْ عَلٰی اَرْضٍ لِّیْ فَقَالَ الْکِنْدِیُّ ھِیَ اَرْضِیْ وَفِیْ یَدِیْ لَیْسَ لَہٗ فِیْھَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِیِّ اَلَکَ بَیِّنَۃٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَکَ یَمِیْنُہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا یُبَالِیْ عَلٰی مَا حَلَفَ عَلَیْہِ وَلَیْسَ یَتَوَرَّعُ مِنْ شَیْءٍ قَالَ لَیْسَ لَکَ مِنْہُ اِلَّا ذٰلِکَ فَانْطَلَقَ لِیَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰی مَالِہٖ لِیَاْکُلَہٗ ظُلْمًا لَیَلْقَیَنَّ اللّٰہَ وَھُوَ عَنْہُ مُعْرِضٌ

حضرت علقمہ بن وائل ؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص حضر موت اور ایک دوسرا کندہ قبیلہ سے، نبی گرامی ﷺ کے پاس آئے۔ حضرمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ شخص میری زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کندی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری زمین ہے اس پر میرا قبضہ ہے۔ حضرمی کا اس زمین پر کوئی حق نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے حضرمی سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟۔ اُس نے کہا نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: پھر تجھے قسم اٹھانا ہوگی۔ اس (حضرمی) نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو فاسق ہے۔ قسم اٹھانے کی اسے کچھ پروا نہیں، اسے کسی شے سے دریغ نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو اس سے صرف قسم کا مطالبہ ہی کر سکتا ہے۔ جب کندی قسم اٹھانے

(راوہ مسلم) 7-1581

کے لیے چلا۔ اور جب اس کندی نے منہ اور پیٹھ پھیری تو نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس نے ظلماً مال ہضم کرنے کے لیے قسم اٹھائی تو جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمائیں گے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) 8-1582

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جو شخص ایسی چیز کا دعوٰی کرے جو اس کی نہیں، وہ ہم سے نہیں۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ (مسلم)

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ الشُّھَدَآءِ؟ اَلَّذِیْ یَاْتِیْ بِشَھَادَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَھَا (رواہ مسلم) 9-1583

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ میں تمہیں بہترین گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو گواہی کے مطالبہ سے پہلے گواہی دے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَھَادَتَہٗ (متفق علیہ) 10-1584

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ میرے زمانہ کے لوگ سب سے بہتر ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ اس کے بعد کچھ لوگ آئیں گے، جن کی گواہی ان کی قسم سے، اور ان کی قسم ان کی گواہی سے سبقت لے جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَرَضَ عَلٰی قَوْمٍ الْیَمِیْنَ فَاَسْرَعُوْا فَاَمَرَ اَنْ یُّسْھَمَ بَیْنَھُمْ فِی الْیَمِیْنِ اَیُّھُمْ یَحْلِفُ (رواہ البخاری) 11-1585

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو قسم اٹھانے کے لیے فرمایا۔ وہ قسم اٹھانے میں آپ ﷺ کو جلد باز دکھائی دیے، تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔ قسم اٹھانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے، کہ کون قسم اٹھائے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ محض دعوے کی بنیاد پر کسی کو کچھ نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ جھوٹی قسم اٹھا کر دوسرے کا مال ہتھیانے والے پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا۔

۳۔ جج کے غلط فیصلے سے ناجائز چیز، جائز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جہنم کا ٹکڑا ہے

۴۔ اللہ تعالیٰ جھگڑالو شخص کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۵۔ ناحق چیز کا دعوٰی کرنا امت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

جہاد کا لغوی معنیٰ ہے کوشش کرنا۔ شریعت کی زبان میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے زبان، جان اور وسائل کے ذریعے کوشش کرنا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ عادل کا عدل اور ظالم کا ظلم اس کے لیے عدم جواز کا سبب نہیں بن سکتے۔ اس باب میں جہاد سے مراد ہر قسم کی جدوجہد ہے۔ اور اس میں قتال فی سبیل اللہ بھی شامل ہے۔ قتال کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ یہ تمام اصلاحی کوششوں کے بعد ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ میدانِ کارزار میں بھی کفار کو دعوتِ اسلام دینا لازم قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص ایسے لوگ، جن تک پہلے اسلام کی دعوت نہ پہنچ پائی ہو۔ لہٰذا کوئی بندوق کی نالی کے سامنے اور تلوار کی دھار کے نیچے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کو بھی قتل کرنا جائز نہیں۔

جہاد کے اس تصور کے بعد دشمنانِ اسلام کے اس پروپیگنڈے کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی جو یہ کہہ کر لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حاکم بدہن اسلام مار دھاڑ، قتل و غارت اور تخریب کاری کا مذہب ہے۔ اسلام تو اس وقت اسلحہ اٹھانے کی اجازت اور حکم دیتا ہے جب مسلمانوں پر جنگ مسلط کر دی جائے، انسانیت کے شرف کو پامال کیا جا رہا ہو اور لوگوں کے سامنے دینِ حق کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دی جائے۔ گویا کہ نازک اور مشکل ترین حالات میں اسلام ایسے لوگوں کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے جو اسلام، شرفِ انسانیت اور امن و امان کے لیے ناسور بن چکے ہوں۔ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ ایسے سرطان کا علاج کیے بغیر انسانی وجود کی بقا مشکل ہو جاتی ہے۔

جہاد کی راہ پر چلنے والے کے خاک آلود قدم مبارک، اس کی کوششیں قابلِ تحسین اور اس کی موت قوم اور اس کے لیے حیات جاوداں بن جاتی ہے اور اس کے تمام گناہ ختم کر کے اللہ تعالیٰ اپنے عرشِ معلیٰ کے نیچے جگہ عنایت فرماتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَابَيْنَ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ

پہلی فصل

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ خواہ اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا یا اپنی آبادی میں رہا جہاں وہ پیدا ہوا۔ صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو ہم لوگوں کو یہ خوش خبری سنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت کی سو منزلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهُ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ. (بخاری) 1586-1

نے ان کو ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے' جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر دو منزلوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ اعلیٰ و افضل جنت ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (متفق علیه) 1587-2

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے' جو مسلسل روزے رکھتا ہے اور ہمہ وقت حالت قیام میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ روزے اور نماز میں کوتاہی نہیں کرتا۔ حتّٰی کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا مجاہد واپس لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (متفق علیه) 1588-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلتا ہے' اس کو مجھ (اللہ) پر اور پیغمبروں پر ایمان کا جذبہ ہی گھر سے نکالتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ میں ایسے شخص کو ثواب یا مالِ غنیمت کے ساتھ واپس لاؤں گا' یا پھر اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ. (متفق علیه) 1589-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا' کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں' جو مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے' لیکن میں ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر پاتا۔ تو میں اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے کسی بھی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا. (متفق علیه) 5-1590

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرہ دینا' دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا. (متفق علیه) 6-1591

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: صبح' یا شام اللہ کے راستے میں نکلنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' اس سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَّ قِیَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُهُ وَاُجْرِیَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ. (مسلم) 7-1592

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔اللہ کے راستے میں ایک دن اور رات کا پہرہ دینا ایک مہینہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے' اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کا عمل برابر جاری رہتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے' اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ عَبْسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (مسلم) 8-1593

حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے' اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَجْتَمِعُ کَافِرٌ وَّقَاتِلُهٗ فِی النَّارِ اَبَدًا. (مسلم) 9-1594

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا کافر اور اس کا قاتل جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔(مسلم)

فہم حدیث

جس نے قتال فی سبیل اللہ کے دوران کسی کافر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قتل کیا وہ غازی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔اگر اس نے دنیا کی شہرت یا کسی دنیاوی مفاد کے لیے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ مسلمان بھی جہنم میں جائے گا۔جیسا کہ دوسرے موقع پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ریاکار عالم، سخی اور شہید جہنم میں اوندھے منہ پھینکے جائیں گے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَیْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِکٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَطِیْرُ عَلٰی مَتْنِهٖ کُلَّمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔لوگوں میں اس شخص کی زندگی نہایت بہتر ہے، جس نے اللہ کے راستے میں اپنی سواری کی لگام کو تھاما۔جب وہ کسی کی طرف

سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ. (مسلم)

سے خطرے یا فریاد رسی کی اطلاع پاتا ہے تو برق رفتاری سے اس کی طرف جاتا ہے۔ وہ موت کے مواقع تلاش کرتا ہے۔ یا وہ شخص جو چند بکریوں کے ساتھ کسی پہاڑی پر مقیم ہے یا کسی وادی میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ وہ مرتے دم تک نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں سے خیر و بھلائی ہی میں ہے۔ (مسلم)

1595-10

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا. (متفق عليه)

حضرت زید بن خالد ؓ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو ساز و سامان مہیا کیا گویا اس نے جہاد کیا۔ اور جس نے کسی مجاہد کے اہل و عیال کی کفالت کی گویا کہ وہ جہاد میں شریک ہوا۔

1596-11

عَنْ بُرَيْدَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهِ فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَاشَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ. (مسلم)

حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: گھروں میں اقامت پذیر لوگ مجاہدین کی بیویوں کا احترام اس طرح کریں، جس طرح اپنی ماؤں کا احترام کرتے ہیں۔ جو لوگ گھروں میں موجود ہیں اور ان میں سے اگر کوئی کسی مجاہد کے اہل و عیال سے خیانت کرے گا۔ تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد جس قدر چاہے گا اس کے اعمال سے لے سکے گا، تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

1597-12

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ یعنی یہ کتنے نقصان کا سودا ہے۔ کہ جب ایک ایک نیکی کی ضرورت ہوگی تو مجاہد سے زیادتی کرنے کی وجہ سے تمام نیکیاں مظلوم کے رحم و کرم پر چھوڑ دی جائیں گی۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ. (مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص لگام والی اونٹنی لا کر کہنے لگا۔ یہ اللہ کے لیے ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور وہ سب لگام والی ہوں گی۔ (مسلم)

1598-13

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ هُذَیْلٍ فَقَالَ لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا.(مسلم)1599-14

حضرت ابوسعید ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے بنو ہذیل کے قبیلہ بنولحیان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے نکلے ثواب دونوں کے لیے برابر ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ یَّبْرَحَ هٰذَ الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ.(مسلم)1600-15

حضرت جابر بن سمرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: دینِ اسلام ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی خاطر جہاد کرتی رہے گی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجُرْحُهٗ یَثْعَبُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ.(متفق علیه)1601-16

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں زخمی ہو جاتا ہے اور یہ اللہ جانتا ہے کہ حقیقتاً کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔ تو وہ زخمی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا' اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَهٗ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ.(متفق علیه)1602-17

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی شخص دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرے گا۔ اگرچہ اسے دنیا کی تمام چیزیں بھی دی جائیں۔ مگر شہید آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں جائے اور دس بار شہید کیا جائے۔ کیونکہ وہ عزت وشرف دیکھ چکا ہوتا ہے۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ(اَلْاٰیَةُ)قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم نے اس آیت کے بارے میں عبداللہ بن مسعود ﷺ سے پوچھا "جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں' انہیں مردہ نہ سمجھو' بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق مل رہا ہے۔" عبداللہ بن مسعود ﷺ نے جواب دیا: ہم نے اس کے بارے میں نبی گرامی سے استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْکَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ اطِّلَاعَةً فَقَالَ ھَلْ تَشْتَھُوْنَ شَیْئًا قَالُوْا اَیُّ شَیْئٍ نَشْتَھِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِکَ بِھِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّھُمْ لَنْ یُّتْرَکُوْا مِنْ اَنْ یُّسْاَلُوْا قَالُوْا یَارَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تُرَدَّ اَرْوَاحُنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَیْسَ لَھُمْ حَاجَةٌ تُرِکُوْا. (مسلم)1603-18

شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں، ان کے لیے عرش کے نیچے فانوس معلق ہیں، وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ پھر ان فانوسوں میں رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوکر پوچھتا ہے کہ تمہیں کچھ چاہیے؟ وہ کہتے ہیں ہمیں کیا چاہیے جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں؟! تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے استفسار فرمایا ہر بار انہوں نے یہی عرض کیا۔ اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ ان سے پوچھا جاتا رہے گا' تب انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ہم چاہتے ہیں آپ ہماری ارواح کو ہمارے جسموں میں داخل فرمائیں' تاکہ ایک مرتبہ پھر تیرے راستے میں کٹ مریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انہیں ضرورت نہیں تو ان کو ویسے چھوڑ دیا جائیگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فِیْھِمْ ذَکَرَ لَھُمْ اَنَّ الْجِھَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرَ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ قُلْتَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَیُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ قَالَ لِیْ ذٰلِکَ. (مسلم 19-1604)

حضرت ابوقتادہ ﷛ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر انہیں بتایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل ترین عمل ہے تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں اللہ کے راستے میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہوجائیں گے؟ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کے راستے میں، صبر کرتے ہوئے طلب ثواب میں پیش قدمی کرے اور بغیر پسپا ہوئے قتل ہوجائے گا' تو تیرے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ پھر رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا آپ فرمائیں اگر میں اللہ کے راستے میں قتل ہوجاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہوجائیں گے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہاں جب تو صابر، طالب ثواب، اور پیش قدمی کرنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہو۔ لیکن قرض معاف نہیں ہوگا۔ جبرائیل ؑ نے (ابھی) اس بارے میں مجھے بتلایا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ. (مسلم) 1605-20

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں شہید ہونا قرض کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْتَشْھَدُ. (متفق علیہ) 1606-21

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (اور وہ اس طرح کہ) ایک شخص اللہ کے راستے میں لڑتا ہوا قتل ہو جاتا ہے۔ (وہ تو ظاہر ہے جنتی ہوا) پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور وہ (بھی فی سبیل اللہ) شہید ہو جاتا ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَاَلَ اللّٰہَ الشَّھَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ. (مسلم) 1607-22

حضرت سہل بن حنیف ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے شہادت کی تمنا کی اللہ تعالیٰ اسے مقامِ شہدا عطا فرمائیں گے اگرچہ وہ بستر پر ہی فوت ہو جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ الرُّبَیِّعَ بِنْتَ الْبَرَاءِ ؓ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَۃَ بْنِ سُرَاقَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَۃَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَہٗ سَھْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ اجْتَھَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَاءِ فَقَالَ یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی. (بخاری) 1608-23

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: ربیع بنت براء، حارثہ بن سراقہ کی والدہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں! وہ جنگِ بدر میں اندھے تیر سے شہید ہوا اگر وہ جنتی ہے تو میں صبر کرتی ہوں۔ اگر وہ جنتی نہیں تو میں اس پر جی بھر کر رولوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے امِ حارث! جنتی بہت سے ہیں اور تیرا بیٹا بلند ترین جنت الفردوس میں ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اندھے تیر سے مراد یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ کافر کے تیر سے شہید ہوا یا گھمسان کے دن میں کسی مسلمان کے تیر سے شہید ہوا

وَعَنْہُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ مشرکوں سے پہلے مقام بدر میں پہنچ گئے اور

الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَيْرُ ابْنُ الْحَمَّامِ بَخٍ بَخٍ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰی اٰكُلَ تَمَرَاتِيْ اِنَّهَا لَحَيٰوةٌ طَوِيْلَةٌ قَالَ فَرَمٰی بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ. (مسلم)1609-24

مشرکین بھی آگئے نبی معظم ﷺ فرمانے لگے: تم ایسی جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام ؓ نے کہا واہ واہ!! نبی گرامی ﷺ نے کہا: یہ بات تو نے کیوں کہی؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! صرف اس امید پر کہ جنتی ہو جاؤں! آپ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو جنتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانا شروع کر دیں۔ پھر سوچا کہ اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ لمبی زندگی ہے!۔ تب انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے!۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (مسلم) 1610-25

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم شہید کسے کہتے ہو؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جو شخص اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح سے تو میری امت میں شہید بہت کم رہ جائیں گے، جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے، وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کے راستے میں (طبعی موت) مر گیا وہ شہید، طاعون کی بیماری سے اور پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ. (مسلم)1611-26

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو لشکر جہاد کر کے مال غنیمت حاصل کرتا ہے اور صحیح سالم رہتا ہے، تو اس نے اپنے ثواب کا دو تہائی حصہ جلدی حاصل کر لیا۔ اور جو لشکر مال غنیمت حاصل نہیں کرتا تو انہیں اجر و ثواب مکمل ملے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ. (مسلم)1612-27

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی دل میں جہاد کا خیال لایا۔ تو وہ منافقت کی ایک قسم پر فوت ہوا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. (متفق علیه) 28-1613

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ایک آدمی غنیمت کے لیے لڑتا ہے' ایک شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی اعلیٰ مرتبہ کی شجاعت دکھلانے کے لیے جہاد کرتا ہے' تو اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے' وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ
وَفِیْ رِوَایَةٍ اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. (متفق علیه) 29-1614

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورۃ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ تم جہاں کہیں بھی گئے اور جس وادی کو بھی سر کیا تو وہ تمہارے ساتھ تھے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہتے ہوئے بھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں کیونکہ ان کو کسی عذر نے روک لیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَاْذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ. (متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. 30-1615

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کے لیے اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ان کی خدمت کرو! ایک روایت میں ہے واپس جا کر ان کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارو!۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَنِیَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا. (متفق علیه) 31-1616

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں' البتہ جہاد اور اس کی نیت ہے' اور جب تم سے جہاد کرنے کے لیے مطالبہ کیا جائے تو نکلو۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا و بِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. فَعَجِبَ لَهَا اَبُو سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ. مَا بَیْنَ كُلِّ دَرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. قَالَ وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ (مسلم) 1617-32

تیسری فصل

حضرت ابوسعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کو رب تسلیم کیا، دینِ اسلام کو اپنایا اور مجھ کو اللہ کا رسول مانا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ۔ابوسعید ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے دوبارہ بتایئے! آپ ﷺ نے اس کے سامنے ان کلمات کو دوبارہ دہرایا، نیز فرمایا ایک دوسری بات ہے، جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جنت میں سو(۱۰۰) درجے عطا کرے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین وآسمان جتنا فاصلہ ہوگا ۔اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (اللہ کی راہ میں جہاد کرنا)!۔(مسلم)

عَنْ اَبِی مُوسٰی ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَیْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ (رواه مسلم) 1618-33

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ نے میدان جنگ میں حدیث بیان فرمائی کہ: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ایک پراگندہ حال شخص کھڑے ہوکر ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے پوچھنے لگا: اے ابو موسیٰ ﷺ! کیا تو نے نبیِ گرامی ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! تو وہ شخص اپنے رفقا کی جانب پلٹ کر کہنے لگا: میرا تمھیں سلام ہو! پھر تلوار کی میان کو توڑ کر پھینک دیا اور دشمن کی طرف گیا اور تلوار چلاتے ہوئے شہید ہوگیا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے۔

۲۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھنے اور ہمہ وقت، قرآن اور نماز پڑھنے والے کی طرح ہے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ بار بار اللہ کے راستے میں شہید ہونے کو پسند کرتے تھے۔

۴۔ ایک دن کا جہاد دنیا اور اس کی نعمتوں سے افضل ہے۔

۵۔ جہاد میں ایک دن کی چوکیداری ایک مہینے کے نفلی روزوں اور نمازوں سے بہتر ہے۔

۶۔ مجاہد کے اہل وعیال کی کفالت کرنا جہاد ہے۔

۷۔ مجاہد کی بیوی کا احترام اپنی ماں کے برابر کرنا چاہیے۔

۸۔ جہاد کے لیے خرچ کرنے والے کو سات سو گنا ثواب ملے گا۔

۹۔ مجاہد کے خون کی خوشبو قیامت کے دن کستوری کی مانند ہو گی۔

۱۰۔ شہید دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔

۱۱۔ قرض کے علاوہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ طبعی موت مرنے کے باوجود شہادت کی تمنا رکھنے والے کو شہادت کا ثواب ملے گا۔

۱۳۔ اچانک فوت ہونے والے کو شہید کا درجہ ملے گا۔

۱۴۔ جہاد کی تمنا نہ کرنا منافقت کی ایک نشانی ہے۔

۱۵۔ ذاتی فائدے شہرت اور ریاء (دکھاوے) کے لیے لڑنے والا شہید نہیں ہوتا۔



بَابُ اِعْدَادِ اٰلَةِ الْجِهَادِ

جہاد کے لیے وسائل مہیا کرنا

جہاد فقط میدانِ کارزار میں لڑنے مرنے ہی کا نام نہیں' بلکہ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے پہلے ہر قسم کے وسائل کو یک جا کرنا' ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہونا اور نہایت ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ دشمن کی قوت کا اندازہ کر کے بھرپور منصوبہ بندی کرنے کا نام جہاد ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے جہاد کی تیاریوں اور عسکری قوت وطاقت کی نمائش اور ہر اعتبار سے دشمن کو مرعوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمانوں کو اسلحہ کی قوت کا شعور بخشنے کے لیے ستائیسویں پارے کی ایک سورۃ کا نام "الحدید" رکھا اور اس میں یہ الفاظ ذکر فرمائے:

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ. (الحدید. ۵۷:۲۵)

"اور لوہا اتارا جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے۔"

اس کی روشنی میں سرورِ دوعالم ﷺ نے اسلحہ کو مسلمانوں کی قوت شمار فرمایا ہے۔ آپ نہ صرف عرب کے روایتی اسلحہ نیزہ، تلوار اور ڈھال کے استعمال کی ٹریننگ کے لیے توجہ دلایا کرتے تھے' بلکہ جدید اسلحہ کے لیے فتح مکہ کے بعد دو مجاہدوں کو صرف اس لیے اردن کے شہر جُرش کی طرف روانہ فرمایا کہ وہاں جا کر جدید اسلحہ کی تربیت حاصل کریں۔ اور طائف کے غزوہ میں آپ سے توپ کے استعمال کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

آپ ﷺ نے اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے غفلت کرنے کو گناہ قرار دیا۔ لیکن افسوس آج جدید اسلحہ سے ناواقفیت اور اس امت کا عسکری تربیت سے عدم دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان کفار کے سامنے سرنگوں اور ذلت و رسوائی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے ذمہ داران کو اپنی غفلت کا تدارک اور عیش وعشرت سے نکل کر اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الفصل الاول

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ" اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ. (مسلم) 1619-1

پہلی فصل

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے "جہاں تک ہوسکے دشمن کے لیے تیار رہو" خبردار! قوت تیر اندازی میں ہے۔ سنو! قوت تیر اندازی میں ہے۔ خبردار! طاقت تیر اندازی میں ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّوْمُ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ فَلَا يَعْجِزُ

وہی صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: مستقبل میں تم روم کو فتح کرو گیا اور

اَحَدُكُمْ اَنْ يَلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ (رواہ مسلم) 2-1620

اللہ تعالیٰ ہی تمہیں کافی ہوگا۔ تو تم میں کوئی مال ودولت میں مگن ہوکر تیروں کے ساتھ کھیلنے سے پیچھے نہ رہ جائے (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰى. (مسلم) 3-1621

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ فرمارہے تھے: جس شخص نے تیر اندازی کی تربیت حاصل کی اور پھر اسے چھوڑ دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔ یا اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ؟ فَقَالُوْا كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ؟ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ. (بخاری) 4-1622

حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل علیہ السلام! تیر اندازی کرتے رہو بلاشبہ تمہارا والد تیر انداز تھا۔ اور دونوں جماعتوں میں سے میں فلاں کے ساتھ ہوں۔ اس پر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کیسے ان کی طرف تیر چلائیں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ. (بخاری) 5-1623

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر اندازی کرتے تو نبی اکرم ﷺ سر اٹھا کر ان کے تیر گرنے کی جگہ دیکھتے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ. (متفق علیه) 6-1624

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْوِيْ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِاِصْبَعِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلْاَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ. (مسلم) 7-1625

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول محترم ﷺ اپنی انگلی سے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو لپیٹتے ہوئے فرمارہے تھے: تاقیامت گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت رکھی گئی ہے یعنی اجر وثواب اور غنیمت ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(بخاری)8-1626

فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے گھوڑا وقف کیا تو گھوڑے کی شکم سیری، آمد ورفت، اس کی لید اور پیشاب کو قیامت کے دن ترازو میں رکھا جائے گا۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ فِي الْخَيْلِ وَالشِّكَالُ اَنْ يَّكُوْنَ الْفَرَسُ فِيْ رِجْلِهِ الْيُمْنٰى بَيَاضٌ وَفِيْ يَدِهِ الْيُسْرٰى اَوْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى وَرِجْلِهِ الْيُسْرٰى.(مسلم)9-1627

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ ”شکال“ گھوڑوں کو معیوب گردانتے تھے۔اور وہ گھوڑا شکال ہوتا ہے جس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ اَمْيَالٍ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيْلٌ.(متفق علیه)10-1628

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے: ہیں نبی مکرم ﷺ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کے درمیان ”حفیاء“ سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کروایا۔ان کے درمیان چھ میل کی مسافت تھی۔اور جو گھوڑے تضمیر شدہ نہ تھے ان میں ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک دوڑ مقابلہ کروایا۔ان کے درمیان ایک میل کی مسافت تھی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ.(بخاری)11-1629

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی اونٹنی کا نام ”عضباء“ تھا۔کوئی جانور اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔لیکن ایک اعرابی اونٹ پر آیا اور اس سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ ہادئ اعظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے۔کہ دنیا میں جب کوئی چیز عروج پر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیچا بھی کر دیتے ہیں۔(بخاری)

فہم الحدیث

گھوڑے کو جہاد کی خاطر تیار کرنے کے لئے پہلے ایک مخصوص مدت تک خوب کھلایا پلایا جاتا ہے۔جب وہ خوراک کھا کھا کر اس قدر موٹا ہو جائے کہ اب زیادہ کھانے کو پسند نہ کرتا ہو۔تو پھر اس کی خوراک آہستہ آہستہ کم کی جاتی ہے۔حتی کہ اسے کئی کئی دن بھوکا رکھا جاتا ہے۔اس طرح وہ بظاہر کمزور نظر آتا ہے۔لیکن حقیقتاً وہ طاقتور اور پھرتیلا ہو جاتا ہے۔ایسے گھوڑے کو تضمیر شدہ گھوڑا کہتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ اسلحہ قوت کا باعث ہوتا ہے۔

۲۔ عسکری تربیت کو بھولنا گناہ ہے۔

۳۔ مجاہد کے گھوڑے کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔

۴۔ مسلمانوں کو ہر حال میں جنگی تیاری پر توجہ دینی چاہیے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے لوہے میں قوت اور برکت رکھ دی ہے



کِتَابُ اٰدَابِ السَّفَرِ

آدابِ سفر

دنیا میں بہت ہی کم ایسے انسان ہوں گے جو زندگی بھر ایک ہی مقام پر مقیم یا ٹھہرے رہے ہوں۔ ورنہ ہر آدمی کو اپنی حاجت و ضرورت کے لیے سفر کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ سفر کاروباری، سماجی، تمدنی، خالص علمی اور دینی یا جہادی بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مطالعہ اور عبرت آموزی کے لیے بھی لوگوں کو سفر اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ قدرت کے مناظر دیکھیں قوموں کے عروج و زوال اور ان کے احوال سے علم و معرفت حاصل کریں نیز اسبابؔ میں غور و فکر کریں جن کی وجہ سے ان قوموں کو ہلاکت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ اور اس سے نصیحت و عبرت پکڑیں

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ ○ (آل عمران: ۱۳۷)

''اے نبی! فرما دیجیے! زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔''

سفر چاہے کتنا آسان اور خالص دینی جذبہ سے ہی کیوں نہ ہو، اس میں تھکاوٹ اور مشکلات کا ہونا طبعی امر ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ ''سفر عذاب کا حصہ ہے''

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو سفر کی صعوبتوں کا ادراک ہو جائے تو کوئی شخص بھی جان بوجھ کر تنہا سفر کرنا پسند نہ کرے۔ بالخصوص عورتوں کو تو تنہا سفر کرنے سے منع کر دیا ہے اور یہ شرط عائد کی کہ وہ محرم کے بغیر سفر نہ کریں۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہ صرف سفر کے آداب سے آگاہ فرمایا بلکہ مسافت کا تعین کر کے سنن و نوافل کی چھوٹ دینے کے ساتھ ساتھ فرض نماز کو بھی نصف کر دیا کیونکہ سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو گھر جیسا سکون میسر نہیں آسکتا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ گھر سے نکلنے والے غریب الدیار مسافر کی قدم قدم پر رہنمائی اور سہولت کا اہتمام کیا جائے۔ آپ ﷺ لوگوں کو سمجھایا کرتے کہ جو شخص اپنے کام سے فارغ ہو جائے تو اسے جلد از جلد اپنے وطن کو پلٹنا چاہیے۔

اس کے ساتھ یہ فرمان بھی تھا کہ جہاں تک ممکن ہوسکے گھر والوں کو اپنے واپسی کے وقت کی اطلاع کی جائے۔ سفر کے دوران ایک سے زیادہ افراد ہونے کی صورت میں کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینے کی تعلیم دی۔ پھر اس زمانے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صبح سویرے سفر کا آغاز پسند فرماتے۔ موسم اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ساری رات کو سفر کرنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ، اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ اَهْلِهَا.

''اے اللہ! میں اس سرزمین اور یہاں کے رہنے والوں کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ الٰہی! مجھے اس شہر اور اس کے باسیوں کی طرف سے خیر و برکت نصیب ہو۔''

گھر سے نکلتے وقت اور واپسی کے لیے بھی آپ ﷺ سے کئی دعائیں ثابت ہیں۔

پرانے زمانے میں لوگ گھوڑوں، اونٹوں اور بیلوں کے گلے میں گھنگرو اور گھنٹیاں باندھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ گھنٹیوں کی آواز سے دشمن چوکنا ہو جاتا تھا۔ جب کہ دشمن کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یک بارگی حملہ کرنا بہت بڑی عسکری کامیابی شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ سفر کے دوران سونے والے حضرات اور ذکر و اذکار کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گھنٹی کو شیطان کی بانسری قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کی حقیقت اور فائدہ اس وقت فوری سمجھ میں آتا ہے جب آپ ایسی سواری پر سفر کر رہے ہوں جس میں گانا بجانا اور شور و غوغا ہو۔ ایسا یہ ماحول نہ صرف ذہنی پراگندگی پیدا کرتا ہے، بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی بے جا تھکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ شریعت کی تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان شیطانی ماحول سے محفوظ اور مامون رہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ (بخاری) 1630-1

حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے جمعرات کو غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ اور آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ (بخاری) 1631-2

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کی وہ مشکلات و شرور جانتے ہوں جو میں جانتا ہوں، تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ (مسلم) 1632-3

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قافلے کے لوگ اپنے ساتھ کتا اور گھنٹی رکھتے ہیں فرشتے ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ (مسلم) 1633-4

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ بَشِيْرِ نِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا لَا تُبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ (متفق علیه) 1634-5

حضرت ابو بشیر انصاری ؓ بیان کرتے ہیں: ایک سفر میں وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو نبی مکرم ﷺ نے قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تندی کا قلادہ یا مطلق قلادہ باقی نہ رہنے دیا جائے، اسے کاٹ دیا جائے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّهَا مِنَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اگر تم سبزے والے علاقے میں سفر کرو تو اونٹوں کو

الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَاسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّيْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِ وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا نَقِيَّهَا (مسلم) 1635-6

زمین سے ان کا حق کھانے دو اور اگر تم قحط سالی (یعنی خشک اور بنجر علاقے) میں سفر کرو تو تیزی سے سفر مکمل کرو۔ رات کو پڑاؤ راستے سے ہٹ کر کرو، کیونکہ راستہ چار پاؤں کے چلنے کے لیے ہوتا ہے اور رات کے وقت وہاں زہریلے جانور پھرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے اگر تم قحط سالی (یعنی بے آب وگیاہ) میں سفر کرو تو جانوروں کے کمزور ہونے سے قبل جلدی سفر مکمل کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِنَّا فِيْ فَضْلٍ (مسلم) 1636-7

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی گرامی ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک شخص دائیں بائیں دیکھتا ہوا (یعنی لڑکھڑاتا ہو) آیا، جیسے وہ کچھ تلاش کر رہا ہو۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس سواری ہے، وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ اور جس کے پاس زائد زادِ راہ ہے وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ نے اموال کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا حتی کہ ہم نے سمجھا کہ زائد مال پر ہم میں سے کسی کا حق نہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ (متفق عليه) 1637-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا حصہ ہے، وہ تمہیں نیند، کھانے اور پینے سے روکے رکھتا ہے۔ اس لیے جب کسی کا کام مکمل ہو جائے تو وہ جلدی گھر لوٹے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهِ وَاَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْئَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو گھر کے بچے رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو لایا گیا، آپ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو ایک سواری پر تین سوار تھے۔ (مسلم)

آپ کی ملاقات کے لیے نکلتے۔ آپ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے آپ کے پاس لایا گیا

فَاَدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلٰثَةً عَلٰى دَابَّةٍ (مسلم)1638-9

آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کیا۔ پھر حضرت فاطمہ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ. (بخاری)1639-10

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پیچھے سواری پر سوار تھیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا وَكَانَ لَا يَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً (متفق علیه)1640-11

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہیں لوٹتے تھے۔ بلکہ آپ صبح یا شام کو تشریف لاتے تھے۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا طَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا (متفق علیه)1641-12

حضرت جابر بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کافی عرصہ تک گھر سے باہر رہے تو وہ رات کے وقت گھر نہ آئے۔ (بخاری ومسلم)

فہم حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص کچھ مدت کے بعد واپس پلٹے تو اپنی آمد کی گھر والوں کو اطلاع دے دے۔ بالخصوص رات کے وقت آمد سے محلّہ میں غلط فہمیوں کے ساتھ مالی اور جانی نقصان کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔

۱۹۷۳ میں پاکستانی قیدیوں کے ساتھ ایک قیدی ہندوستان کی قید سے رہا ہو کر لاہور آیا۔ اور اطلاع دیے بغیر رات کے وقت میانوالی کے ایک گاؤں میں اپنے گھر گیا۔ اس کے گھر اس کا بھائی سویا ہوا تھا۔ اس نے چور سمجھ کر فائر مارا وہ بے چارا موقع پر مر گیا۔ صبح ہونے پر اسے پتہ چلا کہ یہ تو میرا قیدی بھائی تھا۔ اس غم کا وہی خاندان اندازہ کرسکتا ہے جن کے ساتھ یہ عظیم المیہ پیش آیا۔ دیکھیے اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات میں کتنی حکمتیں اور فائدے ہیں۔

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (متفق علیه)1642-13

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو رات کے وقت گھر آئے تو اپنی بیوی کے پاس اس وقت تک نہ جا، جب تک وہ نظافت اختیار نہ کرلے۔ اور جس کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھی چوٹی نہ کرلے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ لِلنَّاسِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ اور جب مدینہ منورہ پہنچتے تو پہلے مسجد میں تشریف فرما ہو کر دو رکعت نماز

(متفق علیه)1643-14

اداکرتے۔ پھرلوگوں سے ملاقات کرتے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِيَ ادْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (رواه البخاری)1644-15

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی محترم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے، تو آپ نے مجھے مسجد میں دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا۔(بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا اَوْ بَقَرَةً (رواه البخاری)1645-16

حضرت جابر ﷺ ہی بیان فرماتے : ہیں کہ نبی محترم ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِينِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ (مسلم)1646-17

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ جب سفر میں آرام کے لیے پڑاؤ کرتے تو دائیں جانب اور جب صبح سے ذرا پہلے آرام کے لیے پڑاؤ کرتے، تو اپنی کلائی کو کھڑا کرتے ہوئے، اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھتے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ تنہا سفر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۲۔ گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔

۳۔ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے۔

۴۔ کافی عرصہ گھر سے باہر رہنے والے کو اچانک رات کے وقت گھر نہیں آنا چاہیے۔

۵۔ جب سفر سے واپس آئے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے گھر پہنچے۔

۶۔ سفر سے واپسی جانور ذبح کر کے اعزہ واقارب کی دعوت کرنا سنت ہے۔

۷۔ دوران سفر سواریوں اور ہم سفروں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔

۸۔ سفر سے واپس آنے والوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا جائز ہے۔

۹۔ سفر سے واپی پر گھر والوں کو اطلاع دے کر آنا چاہیے، چھاپہ مارانداز سے گھر آنا درست نہیں۔



بَابُ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ وَدُعَآئِهِمْ اِلَى الْاِسْلَامِ

کفار کی جانب خط اور انہیں اسلام کی دعوت دینا

اللہ تعالیٰ نے نبیِ اکرم ﷺ کو دنیا کے ہر دور کے تمام انسانوں کے لیے رسول مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ نے اپنی امت کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں دنیا جہاں کے لوگوں میں اس لیے ممتاز اور منفرد بنایا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہو۔ اس شہادتِ حق اور تبلیغ دین کے لیے رحمت دو عالم ﷺ نے اس قدر احساس اور جاں فشانی کے ساتھ فریضۂ تبلیغ سرانجام دیا کہ صحابہ ؓ پکار اٹھے' کہ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

آپ ﷺ چونکہ سب کے لیے رسول بنائے گئے تھے اس لیے آپ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے چھٹے سال کچھ صحابہ ؓ کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دور دراز کی مملکتوں کے حکمرانوں کے پاس بھیج رہا ہوں' تاکہ میرے مراسلات کو تم ان تک پہنچاؤ۔ آپ نے اس زمانے کے بڑے بڑے فرماں رواؤں کو خطوط لکھے جن میں چند ایک کا تذکرہ درج ذیل احادیث میں ہو رہا ہے۔ ان میں سے چند خطوط مبارک جرمنی اور ترکی کی سرکاری لائبریریوں میں آج بھی موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ملاحظہ فرمائیں جس میں تمام خطوط مبارک کا عکس بھی دیا گیا ہے۔

جب آپ ﷺ نے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا' تو صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ جب تک ان خطوط پر آپ اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے' اس وقت تک ان خطوط کی طرف وہ حکمران توجہ نہیں کریں گے۔ اس موقعہ پر ہی آپ ﷺ نے مہر نبوت بنوا کر ان خطوط پر ثبت فرمائی۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ فَاِذَا فِيْهِ ,,بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے قیصرِ روم کی طرف حضرت دحیہ کلبی کو اسلام کی دعوت کے لیے خط دے کر بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اسے بصرہ کے امیر کو پہنچاؤ' تاکہ وہ اسے قیصرِ روم تک پہنچا دے۔ اس خط میں لکھا تھا ,,شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے، روم کے حاکم ہرقل کی طرف۔

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایتِ الٰہی کی اتباع کرے۔

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ اسلام

اَلْاَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1647-1

لائیں اس طرح محفوظ رہیں گے۔ آپ ایمان لائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دوگنا اجر عطا فرمائیں گے۔ اگر آپ نے اسلام سے انحراف کیا تو آپ کی وجہ سے جو لوگ ایمان نہ لائے ان کا گناہ بھی آپ پر ہوگا۔

”اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اور ہم اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو کہہ دو گواہ رہنا ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔“ آل عمران ۳-۶۵ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَءَ مَزَّقَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ. (رَوَاهُ بُخَارِيٌّ) 1648-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اپنا مکتوب حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسریٰ کی طرف بھیجا اور ان سے کہا یہ خط بحرین کے رئیس کو پہنچادیں۔ چنانچہ بحرین کے گورنر نے وہ خط کسریٰ کی جانب بھجوایا اس نے نامہ مبارک پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان (مجوسیوں) کے خلاف نبی گرامی ﷺ نے بددعا کی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَاِلٰى قَيْصَرَ وَاِلَى النَّجَاشِيِّ وَاِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِيْ صَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 1649-3

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر سردار کی طرف خط لکھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اس نجاشی سے مراد وہ نجاشی نہیں جس کی نبی گرامی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيْدًا وَاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ

سلمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں جب کبھی سرور عالم ﷺ کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر مقرر فرماتے، تو اس کو اپنے معاملات میں اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت فرماتے۔ نیز فرماتے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے نام کے ساتھ جہاد کرو۔ اس شخص سے لڑو جو اللہ کا انکار کرتا ہے۔ جہاد میں خیانت، عہد شکنی اور کسی کا مثلہ نہ کرو۔ کسی بچے کو قتل نہ کیا

اِلٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ عَنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يُجْرٰى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِىْ يُجْرٰى عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِى الْغَنِيْمَةِ وَالْفَىْءِ شَىْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَ ذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَاِنَّكُمْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَاتَدْرِىْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1650-4

جائے۔ جب تمہارا مشرک دشمنوں سے آمنا سامنا ہوتو انہیں تین باتوں کی دعوت دو۔ ان میں سے جس بات کو وہ تسلیم کریں مان لو، اسلام کی دعوت دیے بغیر ان پر حملہ نہ کرو اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کرو اور ان پر حملہ نہ کرو۔ انہیں کہو دارالحرب چھوڑ کر دارالہجرت چلے آئیں۔ اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ چلے آئیں گے تو انہیں مہاجرین کے حقوق میسر ہوں گے اور ان پر مہاجرین کی سی ذمہ داریاں عائد ہوں گی اور اگر وہ دارالہجرت کی طرف منتقل ہونے سے انکار کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کا معاملہ مسلمانوں کی طرح ہوگا کہ ان پر دیگر ایمان داروں کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ ہوں گے، لیکن انہیں غنیمت اور مالِ فئے سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کیے بغیر کچھ نہیں ملے گا۔ اگر وہ اس بات کو تسلیم نہ کریں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کرو۔ اگر وہ مان لیں تو ان سے جزیہ لو اور انہیں کچھ نہ کہو۔ اور اگر وہ جزیہ سے انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاؤ۔ جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ کا تقاضا کریں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کے علاوہ اپنا اور اپنے رفقا کا ذمہ دو۔ کیونکہ اگر تم اپنے اور اپنے رفقا کے ذمہ کو توڑ ڈالو تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کے مقابلہ میں معمولی ہے۔ جب تم کسی قلعہ کے مکینوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر اتارنے کا مطالبہ کریں تو انہیں اپنے فیصلہ پر اتارنا، کیونکہ تمہیں علم نہیں کہ اللہ کے فیصلے کے بارے میں درستی کو پاسکو گے یا نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِىْ لَقِىَ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں نبی مکرم ﷺ نے دشمنوں کا مقابلہ کیا ان میں سے ایک موقع پر

فِيهَا الْعَدُوَّ وَانْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1651

آپ نے سورج کے زوال کا انتظار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی آرزو کی بجائے عافیت طلب کرو۔ اور جب تمہارا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو صبر کرو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی "اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے۔ جماعتوں کو شکست دینے والے! انہیں شکست سے دوچار کر اور ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما! (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُوبِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ. قَالَ فَخَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسَ فَلَجَأُوا إِلَى الْحِصْنِ فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ! اللّٰهُ أَكْبَرُ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1652

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ ہمیں لے کر صبح صادق نمودار ہونے پر لڑائی کرتے۔ ان (اہل شہید) کا جائزہ لیتے اگر وہاں سے اذان سنتے تو ان پر حملہ نہ کرتے، وگرنہ ان پر حملہ کر دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم خیبر رات کے وقت پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اذان نہ سنی آپ ﷺ سوار ہوئے۔ میں ابوطلحہ (اپنے سوتیلے باپ) کے پیچھے سوار ہوا۔ میرا قدم نبی گرامی ﷺ کے قدم کو چھو رہا تھا۔ خیبر کے لوگ اپنے ٹوکرے اور کدال لے کر ہمارے طرف نکلے۔ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو دیکھتے ہی شور مچادیا "محمد ہے اللہ کی قسم محمد اور اس کا لشکر ہے۔ چنانچہ وہ قلعہ میں پناہ گزین ہوگئے۔ نبی گرامی ﷺ نے انہیں دیکھ کر کہا: اللہ بہت بڑا ہے! اللہ بہت بڑا ہے! خیبر تباہ ہوگیا! اس میں شک نہیں کہ جب ہم کسی قوم کی آبادی میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح پریشان کن ہوتی ہے، جن کو برے انجام سے پہلے خبردار کر دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الرِّيَاحُ وَتَحْضُرَ

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول محترم ﷺ کی معیت میں غزوات میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ اگر شروع دن میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر

الصَّلٰوۃُ. (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) 7-1653

انتظار کرتے حتی کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہو جاتا (تب جنگ شروع فرماتے)۔ (بخاری)

خلاصہ باب

١۔ دعوت کا کام خط و کتابت سے بھی کرنا چاہیے۔
٢۔ لڑائی کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔
٣۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔
٤۔ اذان اسلام کا شعار ہے۔
٥۔ عوام سے پہلے خواص کو دعوت دینا سنت ہے۔
٦۔ جنگ کی آرزو یا دعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جنگ شوق سے نہیں مجبوراً لڑی جاتی ہے۔
٧۔ جنگ سے پہلے ترغیب اور جوش دلانے کے لئے تقریر کرنا سنّت ہے۔
٨۔ اگر موقع ہو تو جنگ کا آغاز مناسب اور معتدل اوقات میں کرنا چاہیے۔
٩۔ اللہ اکبر کے نعرے اور تحریکی جملوں کے ساتھ حملہ آور ہونا سنّت ہے۔
١٠۔ مجاھدین کو جنگ سے پہلے حدیث عبداللہ ابن ابی اوفی (١٦٥٠۔٥) میں مذکورہ دعاء ضرور مانگ لینی چاہیے۔



بَابُ الْقِتَالِ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں لڑائی کرنا

دنیا کی جنگوں اور قتال فی سبیل اللہ میں جو باتیں حد امتیاز ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جنگجو لوگ جب کسی علاقے پر پیش قدمی اور یلغار کرتے ہیں تو کسی امتیاز کے بغیر وہ ہر چیز کو تہس نہس کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس طرح حال میں روس اور امریکہ نے افغانستان میں نہتے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے ہیں۔ اور پھر میرے یہ کتاب ترتیب دیتے وقت 2003 مارچ کے آخری اور اپریل کے پہلے عشرے میں امریکہ، برطانیہ اور ان کی اتحادی افواج نے عراق پر بلا جواز حملہ آور ہو کر معصوم بچوں کو قتل کیا، عورتوں کی بے حرمتی کی اور عراق کے تمام شہروں پر اس قدر بمباری کی کہ دس دس منزلہ عمارتوں کے نشان مٹ گئے۔

اس کے برعکس اسلام نے حالت جنگ میں بھی انسانی حقوق کا تحفظ، دشمن کی جائیداد کی حفاظت، مذہبی لوگوں کی عزت، معصوم بچوں کی نگہداشت اور عورتوں کی عفت و عصمت کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ سوائے غزوۂ بنی نضیر کے، کہ وہاں صرف یہودیوں کو اپنی کمین گاہوں سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے صرف بُوَيْرَہ نامی باغ کے چند درختوں کو کاٹا، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس موقع پر حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے غزوات اور خلفاءِ راشدین ﷺ کے دور میں درختوں کو کاٹنے کی کوئی مثال تک نہیں ملتی۔

، گویا کہ رسول محترم ﷺ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ صلح اور جنگ میں بھی اصولوں کی پاس داری ہونی چاہیے۔ یہی وہ امتیازات ہیں جو قتال فی سبیل اللہ کو دنیا کی جنگ و جدال سے ممتاز کرتے ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا ؟ قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1654-1

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جنگ احد کے دن نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو جنت میں جائے گا۔ اس نے اپنے ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ يَعْنِيْ غَزْوَةَ تَبُوْكَ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ جب کسی طرف جہاد کا ارادہ کرتے تو "توریہ" (یعنی ابہام و اخفاء) فرماتے حتی کہ جنگ تبوک پیش آئی۔ نبی ﷺ نے یہ جنگ شدید گرمی میں لڑی، سفر بھی دور دراز کا تھا، جنگلات کو عبور کیا، دشمن بھی تعداد میں زیادہ تھا لہٰذا آپ ﷺ نے مسلمانوں

اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِىْ يُرِيْدُ. (رواه بُخَارِىٌّ) 2-1655

کے سامنے تمام معاملہ واضح کر دیا تاکہ وہ جہاد کے لیے پورے سازوسامان کے ساتھ لیس ہو کر نکلیں اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی منزل کے متعلق واضح طور پر بتا دیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

توریہ کا معنی ہے کسی بات کو چھپانا یا آنکھ پھیرنا۔ یہاں توریہ سے مراد ہے کہ آپ ﷺ جنگی حکمت عملی کے تحت ایسا کرتے کہ اگر جانا مشرق کی طرف ہوتا تو اکثر ذکر مغرب کی جانب کا کیا کرتے تھے۔ تاکہ منافقوں جاسوسوں کے ذریعے کفار کو جنگی منصوبہ کی خبر نہ ہو سکے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1656

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا لڑائی میں دھوکا دینا جائز ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِاُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهُ اِذَا غَزَا يَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى. (رواه مسلم) 4-1657

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ جہاد کے لیے نکلتے تو ام سلیم اور انصار کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب لڑائی ہوتی تو وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِىْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِى الْجَرْحٰى وَاَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى. (مُسْلِمٌ) 5-1658

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جنگوں میں شریک ہوئی۔ میں ان کے پیچھے خیموں میں کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کا خیال رکھتی تھی۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1659

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ ؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ

حضرت صعب بن جثامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ سے کسی علاقہ کے ان مشرکوں کے بارے پوچھا گیا جن پر شب خون مارا جاتا تھا۔ ان میں ان کی عورتیں اور بچے

قَالَ هُمْ مِّنْهُمْ . وَفِیْ رِوَایَةٍ هُمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 1660-7

بھی ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ انہیں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے زمرے میں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

کفار کے بچوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ بچوں کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ مجبوری کے عالم میں جہاں اس کے سوا کوئی چارا کار نہیں رہتا۔ تو ایسے مواقع پر ان کے بچوں کا انجام بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ باقی آخرت میں ان کے انجام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ جن میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ان کا وہاں ابتلاء یعنی امتحان ہوگا۔ کامیاب جنتی اور ناکام دوزخی ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا یَقُوْلُ حَسَّانُ ؓ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے بنو نضیر کے کھجور کے درختوں کو کاٹا اور جلا دیا اور اسی بارے میں حضرت حسان ؓ کہتے ہیں

وَهَانَ عَلٰی سَرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرٌ وَفِیْ ذٰلِکَ نَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 1661-8

بنی لوئی کے سرداروں نے بویرہ میں پھیلی ہوئی آگ کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور یہ آیت بھی اسی بارے میں نازل ہوئی۔ "اے مومنو! تم نے جو کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے ہیں یا کھڑے رہنے دیے یہی اللہ کا حکم تھا۔" (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْنٍ رَحِمَهُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّ نَافِعًا کَتَبَ اِلَیْهِ یُخْبِرُهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَغَارَ عَلٰی بَنِی الْمُصْطَلِقِ غَارِّیْنَ فِیْ نَعَمِهِمْ بِالْمُرَیْسِیْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَی الذُّرِّیَّةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 1662-9

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہ خط لکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا نبی گرامی ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا جب وہ "مریسیع" جگہ پر اپنے چوپاؤں میں بے خبر تھے۔ آپ ﷺ نے لڑائی کرنے والوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَنَا یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالنَّبْلِ

حضرت ابو اسید ؓ بیان کرتے ہیں: سرور گرامی ﷺ نے جنگ بدر میں جب ہم قریش کے مقابل ہوئے اور وہ ہمارے سامنے صف آرا ہوئے تو ہمیں فرمایا جب وہ تمہارے قریب

وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَکُمْ. (رواه البخاری)1663-10

آئیں تو تیر چلاؤ۔ایک روایت میں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں تو تیر چلاؤ اور اپنے تیر بچاؤ۔(یعنی بے تحاشا اور بے تکی تیر اندازی نہ کرو۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ جہاد میں کفار سے دھوکا کرنا جائز ہے۔

۲۔ حسب ضرورت عورتیں مجاہدین کی معاونت کے لیے شریک ہو سکتی ہیں۔

۳۔ جنگ میں عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔

۴۔ جنگ کی حکمتِ عملی کے تحت دشمن کی فصلوں کو آگ لگائی جا سکتی ہے۔

بَابُ حُکْمِ الْاُسَرَاءِ

قیدیوں کے احکام

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت اور اس سے پہلے فاتح لوگ اپنے مدّ مقابل پر قابو پا کر نہ صرف ان کی لاشوں کا مثلہ (قطع وبرید) کرتے بلکہ قیدیوں کو زمین میں گاڑ کر ان پر کتے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات قیدی کو اذیّت دینے کے لیے وقفے وقفے سے اس کے اعضا کاٹ کر اس کے جسم پر نمک پاشی کی جاتی تھی۔ قیدیوں کو کئی کئی دن تک بھوکا پیاسا رکھنا تو ان کے ہاں معمولی بات تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ کی فتح سے سرفراز فرمایا' تو آپ نے صرف تین چار' اسلام اور سماج کے بدفطرت دشمنوں کو قتل کرنے کے سوا باقی سب کو معاف کر دیا۔ قیدیوں کے ساتھ تو اس قدر بہتر سلوک روا فرمایا کہ جب بدر کے ستر کافروں کو گرفتار کیا تو حکم فرمایا کہ ان کو وہی کھلایا پلایا جائے جو تم خود کھاتے پیتے ہو۔ پھر ان قیدیوں کی رہائی کے لیے بالکل معمولی فدیہ مقرر فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا میں یہ پہلی مثال قائم فرمائی کہ پڑھے لکھے قیدیوں کو صرف یہ حکم ہوا' کہ ہمارے لوگوں کو معمولی پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے' تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ گویا کہ عادی مجرم اور دشمن کو نہ صرف اپنے جیسا آرام و قیام عطا فرمایا بلکہ دنیاوی علوم وفنون سکھانے کے لیے ان کو استاد ہونے کے شرف سے بھی سرفراز فرمایا۔

البتہ معرکۂ کارزار میں مجاہدین کے حوصلے بڑھانے اور ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر یہ اجازت عنایت فرمائی کہ جو اپنے مدّ مقابل کو قتل کرے گا' مقتول کا سامان اس غازی کو عنایت کیا جائے گا۔ گویا کہ جذبۂ جہاد، جرأت و جواں مردی کو دو آتشہ کرنے کے لیے یہ ترمیم فرمائی کہ مالِ غنیمت فقط فوج کے سربراہ کا حق نہیں' بلکہ اس کی تقسیم جرأت و شجاعت کی بنیاد پر کی جائے گی۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِی السَّلَاسِلِ وَفِی رِوَایَةٍ یُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ (رواه البخاری) 1664-1

حضرت ابو ہریرۃ ؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا: اللہ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو بیڑیوں میں جنت جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے جنہیں بیڑیاں ڈال کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ جنتی ایسے ہوں گے' جو کفر کی حالت میں قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا۔ اور یہ مسلمان ہو گئے۔ جن میں اکثر غلامی کی حالت میں دنیا سے چل بسے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قسمت پر خوش ہوتا ہے کہ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ ؓ قَالَ اَتَی

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں' کہ نبی محترم

النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ سَلَبَهٗ. (متفق عليه) 1665-2

ﷺ کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ آپ ﷺ سفر میں تھے۔ وہ آپ کے اور صحابہ کرام ﷺ کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ بعدازاں چلا گیا۔ تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تلاش کرو اور قتل کر دو۔ تو میں نے اسے قتل کر دیا' تو آپ نے مجھے اس کا مال دے دیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَهٗ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ مِنَ الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ اِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَاَتٰى جَمَلَهٗ فَاَثَارَهٗ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ حَتّٰى اَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَاَنَخْتُهٗ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ فَضَرَبْتُ رَاْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ اَقُوْدُهٗ وَعَلَيْهِ رَحْلُهٗ وَسِلَاحُهٗ فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْاَكْوَعِ فَقَالَ لَهٗ سَلَبُهٗ اَجْمَعُ. (متفق عليه) 1666-3

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ ہوازن کی جنگ لڑی۔ ایک مرتبہ ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا' اس نے اونٹ بٹھایا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا' جبکہ ہم کمزور تھے اور سواریاں بھی کم تھیں اور ہم میں کچھ پیدل چلنے والے تھے۔ اچانک اس شخص نے بھاگنا شروع کر دیا اور اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اسے اٹھایا اور وہ اونٹ اپنے سوار سمیت تیزی سے بھاگ نکلا میں بھی تیز بھاگا یہاں تک کہ میں نے اس کے اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا اور اسے بٹھایا۔ پھر میں نے تلوار نیام سے نکالی اور اس شخص کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد میں اس کے اونٹ کو ہانکتا ہوا لایا' اس پر اس کافر کے ہتھیار اور اسباب تھے۔ رسول اکرم ﷺ اور لوگ مجھے سامنے سے ملے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: اس شخص کو کس نے قتل؟ کیا تو صحابہ ﷺ نے کہا کہ ابن اکوع ﷺ نے کہ آپ نے فرمایا اس کا تمام مال واسباب ابن اکوع کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ نے سعد بن معاذ پر فیصلہ چھوڑ دیا' تو رسول رحمت ﷺ نے سعد کو بلایا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ گدھے پر سوار ہو کر قریب پہنچے' تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ سعد آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ آپ کا فیصلہ تسلیم

اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بِحُكْمِ اللّٰهِ.(متفق علیه)1667-4

کرتے ہیں۔ سعد نے کہا: میرا فیصلہ یہ ہے' کہ لڑائی کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان کے بارے میں تمہارا فیصلہ بادشاہ حقیقی کے فیصلے کی طرح ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَیِّدُ اَهْلِ الْیَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَاذَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ یَا مُحَمَّدُ خَیْرٌ اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَاشِئْتَ فَتَرَکَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی کَانَ الْغَدُ فَقَالَ لَهُ مَاعِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَ اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَاشِئْتَ فَتَرَکَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی کَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ لَهُ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یَا مُحَمَّدُ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ایک لشکر نجد کی طرف بھیجا۔ وہ دستہ بنو حنیفہ کے آدمی ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لایا' جو یمامہ کے علاقے کا رئیس تھا۔ انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا: اے ثمامہ! تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا حال اچھا ہے' اگر مجھے قتل کر دیں تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ اور اگر آپ احسان کریں گے تو احسان کا شکریہ ادا ہوگا۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو طلب کریں جتنا چاہتے ہوئل جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے حال دریافت کیا: ثمامہ تمہارا کیا ذہن ہے؟ اس نے جواب دیا اگر آپ احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہتے ہیں اتنا ہی دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا! تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا۔ اگر آپ احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جسکے خون کا

وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ كُلِّهِ اِلَيَّ وَ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ اَصَبَوْتَ؟ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَسْلَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.
(مسلم) (واختصره البخاری) 1668-5

بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو اس قدر مال دیا جائے گا جتنا آپ چاہیں گے۔ تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ثمامہ کو کھول دو۔ چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے باغ میں گیا غسل کیا۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس نے اقرار کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ ایسا نہ تھا' جو مجھے آپ کے چہرے سے برا لگتا ہو مگر اب آپ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین میرے لیے برا نہیں تھا مگر اب آپ کا دین تمام ادیان سے مجھے بہتر لگتا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے شہر سے زیادہ برا مجھے کوئی شہر نہیں لگتا تھا۔ مگر اب آپ کا شہر تمام شہروں سے مجھے اچھا لگتا ہے۔ اور آپ کے لشکر نے مجھے اس وقت گرفتار کیا' جب میں عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اسے خوشخبری دی اور کہا جاؤ' عمرہ ادا کرو۔ جب وہ مکہ آیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا: تو صابی ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں میں تو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا' جب تک اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے۔ (مسلم اور بخاری نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے۔)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ.
(بخاری) 1669-6

حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان فتنہ پرور پلید لوگوں کے بارے سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر (بغیر فدیہ کے) ان کو رہا کر دیتا۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں اہل مکہ سے اسی (۸۰) افراد تنعیم پہاڑ کی جانب سے مسلح ہو کر آئے۔ وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ کو بے خبری میں نقصان

فَاَخَذَهُمْ سَلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَعْتَقَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ. (مسلم)1670-7

پہنچانا چاہتے تھے۔آپ نے انہیں قیدی بنالیا لیکن انہیں قتل نہ کیا۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کردیا اور اسی واقعہ کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی۔"اور وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ سے تم کو اور تمہارے ہاتھ سے ان کو بچالیا۔" (الفتح ۲۴:۴۸)(مسلم)

وَعَنْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ ذَكَرَلَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِيْ طُوًى مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِالرَّاحِلَةِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى وَاتَّبَعَهُ اَصْحَابُهُ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ يَافُلَانَ بْنَ فُلَانَ اَيَسُرُّكُمْ اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَاوَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا؟ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ مَااَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ. (متفق عليه)
وَزَادَالْبُخَارِيُّ قَالَ قَتَادَةُ اَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتّٰى اَسْمَعَهُمْ قَوْلَهٗ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا 1671-8

حضرت قتادۃ ؓ فرماتے ہیں: انس بن مالک ؓ نے ہمیں ابوطلحہ ؓ کے حوالہ سے بیان کیا نبی اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر قریش کے چوبیس (۲۴) سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے گندے کنوؤں میں سے ایک بدبودار کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کسی قوم پر غالب آتے تو ان کے علاقہ میں تین راتیں قیام فرماتے۔جب بدر میں رہتے ہوئے تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ کے حکم پر آپ کی سواری پر پالان باندھا گیا پھر آپ ﷺ پیدل چلتے ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام ؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ مذکورہ کنویں کے کنارے کھڑے ہوئے ان کا اور ان کے باپ دادوں کا نام لے کر انہیں بلا رہے تھے: اے فلاں کے بیٹے! اے فلاں کے بیٹے! اب تم چاہتے ہوگے کہ کاش تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے؟ بلاشبہ ہم سے ہمارے پروردگار نے جو وعدہ (فتح ونصرت کا) کیا تھا' ہم نے اس کو درست پایا ہے۔کیا تم سے تمہارے رب نے جو (عذاب کا) وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو سچا پایا؟ حضرت عمر ؓ نے یہ کلمات سن کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ ایسی لاشوں سے مخاطب ہو رہے ہیں' جن میں روح نہیں ہے؟ نبی معظم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے' تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری میں اضافہ ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ نے ان کو زندہ کیا اور ان کو آپ ﷺ کی باتیں سنوائیں۔اس سے مقصود ان کو ڈانٹنا' ذلیل کرنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا تھا' تا کہ وہ حسرت کریں اور پچھتائیں۔

عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوْا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا الْمَالَ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا.(بخاری)1672-9

مروان اور مسور بن مخرمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں ہوازن قبیلے کا وفد اسلام لانے کے بعد آیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انہیں ان کا مال اور ان کے قیدی واپس کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرلو! قیدی یا مال! انہوں نے عرض کیا: ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔اس پر رسولِ محترم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ کی شایانِ شان مدح فرمائی' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھائی توبہ کرکے تمہارے پاس آئے ہیں۔اور میں چاہتا ہوں ان کے قیدی واپس کردوں۔تم میں سے جو شخص بخوشی ایسا کرنا چاہتا ہے' وہ ایسے کردے۔اور تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے عوض ہم اسے سب سے پہلے ملنے والے مال فی سے دیں تو وہ اسی شرط پر قیدی واپس کردے۔ لوگوں نے اعلان کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم بخوشی اس کی اجازت دیتے ہیں۔یہ سن کر رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کس شخص نے اس بات کو قبول کیا' اور کس نے نہیں۔تم واپس جاؤ! تمہارے نمائندے تم سے گفتگو کرکے مجھے اطلاع دیں۔تو لوگ واپس چلے گئے اور ان کے نمائندوں نے ان سے مشورہ کیا۔ پھر ان کے نمائندے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کو اطلاع دی کہ انہوں نے (آپ کا فیصلہ کے مطابق) بخوشی قیدی آزاد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔(بخاری)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ ثَقِيْفُ حَلِيْفًا لِبَنِيْ عُقَيْلٍ فَاَسَرَتْ ثَقِيْفُ رَجُلَيْنِ مِنْ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: کہ ثقیف قبیلہ بنو عقیل کا حلیف تھا۔ثقیف قبیلے نے رسولِ مکرم ﷺ کے

اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَسَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ عَقِیْلٍ فَاَوْثَقُوْهُ فَطَرَحُوْهُ فِی الْحَرَّةِ فَمَرَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُ یَا مُحَمَّدُ ﷺ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ اُخِذْتُ قَالَ بِجَرِیْرَةِ حُلَفَائِکُمْ ثَقِیْفٍ فَتَرَکَهٗ وَمَضٰی فَنَادَاهُ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَ فَقَالَ مَا شَاْنُکَ قَالَ اِنِّیْ مُسْلِمٌ فَقَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَاَنْتَ تَمْلِکُ اَمْرَکَ اَفْلَحْتَ کُلَّ الْفَلَاحِ قَالَ فَفَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالرَّجُلَیْنِ الَّذَیْنَ اَسَرَتْهُمَا ثَقِیْفٌ. (مسلم) 1673-10

صحابہ کرام ؓ میں سے دو آدمیوں کو قید کرلیا۔ اور صحابہ کرام ؓ نے بنو عقیل کے آدمی کو قید کرلیا اور اس کو جکڑ کر پتھریلی زمین میں پھینک دیا۔ رسولِ محترم ﷺ اس کے پاس سے گزرے، تو اس نے آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے محمد! مجھے کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے حلیف، بنو ثقیف کے جرم میں۔ یہ جواب دے کر آپ اس کو چھوڑ کر چل دیے۔ اس نے پھر آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے محمد! رسولِ رحمت ﷺ کو اس پر رحم آگیا۔ آپ ﷺ واپس گئے اور اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں تو مسلمان ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس وقت یہ بات کہہ دیتا، جب تو آزاد تھا تو ہر طرح سے کامیاب ہوجاتا۔ راوی کہتا ہے رسولِ اکرم ﷺ نے اس کے عوض اپنے ان دو آدمیوں کو رہا، کرایا جن کو بنو ثقیف نے قید کرلیا تھا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ جَذِیْمَةَ فَدَعَاهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَلَمْ یُحْسِنُوْا اَنْ یَقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ یَقْتُلُ وَیَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰی کُلِّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِیْرَهٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ یَقْتُلَ کُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِیْرَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِیْرِیْ وَلَا یَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِیْ اَسِیْرَهٗ حَتّٰی قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَکَرْنَاهُ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبی رحمت ﷺ نے خالد بن ولید ؓ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید ؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے اسلمنا نہ کہا بلکہ کہا ہم صابی ہوگئے ہیں اپنے دین سے دوسرے دین میں داخل ہوگئے۔ یہ سن کر خالد بن ولید ؓ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کردیا۔ اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی سونپ دیا۔ اس کے بعد ایک دن خالد بن ولید ؓ نے حکم دیا، کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کردے۔ میں نے کہا: میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور اسی طرح میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی

خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ. (بخاری) 1674-11 اپنے قیدی کو قتل نہیں کرے گا' یہاں تک کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! خالد بن ولید ﷺ نے جو کام کیا ہے میں تیری بارگاہ میں اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ کچھ لوگ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

۳۔ کلمہ پڑھنے والے مدِ مقابل کو بھی قتل نہیں کرنا چاہیے۔

۴۔ دشمن کے ساتھ قیدیوں کا تبادلہ کرنا سنت ہے۔

۵۔ دشمن کے جاسوسوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کرنا جائز ہے۔

۶۔ خصوصی کارنامے پر خصوصی انعام و اکرام عطا کرنا سنت ہے۔

۷۔ کسی کافر کے اہل اسلام کے ساتھ حسن سلوک کے عوض اس کے ساتھ امتیازی و اعزازی سلوک کرنا جائز ہے

۸۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو فوت شدگان بعض اوقات زندوں سے بھی بہتر ین سن سکتے ہیں لیکن لڑائی' یا معذرت یا کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

۹۔ کفار کے مقتولین کو اجتماعی طور پر دفن کرنا جائز ہے۔

۱۰ کسی مسلمان جرنیل کے کسی غیر شرعی حکم کو ماننا مجاہدین کے لیئے ضروری نہیں۔



بَابُ الْاَمَانِ

امان دینے کے بارے میں

حالتِ جنگ میں دشمن کے کسی آدمی کو پناہ دینے کو امان کہا جاتا ہے۔ یہ امان مُلکی مصلحت، جنگ کے قوانین کے مطابق اور اتھارٹی کی اجازت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ ہر آدمی کو اپنے طور پر اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر معافی کے اعلانِ عام کے ساتھ یہ فرمایا' کہ جو شخص اپنے گھر کے کواڑ بند کر لے اُسے کچھ نہ کہا جائے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کی چچازاد بہن ام ھانی رضی اللہ عنھا نے اپنے کسی قریبی کو پناہ دی' تو آپ ﷺ نے اس کی پناہ کو منظور کر لیا۔ اس سے اسلام کی امن پالیسی کی ترجمانی ہوتی ہے اور غیر مسلم کو نورِ ایمان کی طرف آنے کا موقع دینے کے لئے ان کی جان و مال کے تحفظ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ عَلِیٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانُ ابْنُ هُبَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَذَالِكَ ضُحًی.

(متفق علیه) 1675-1

پہلی فصل

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنھا بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں: میں فتح مکہ کے سال رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب میں وہاں پہنچی تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا نے ایک کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لیے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ام ھانی ابوطالب کی بیٹی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام ھانی کے لئے خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر' ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعت نفل ادا کیے۔ پھر آپ ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا بھائی علی ؓ کہتا ہے کہ وہ ایک شخص فلاں بن ھبیرہ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' جس کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی! جس شخص کو تو نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ چاشت کا وقت تھا (بخاری ومسلم)



بَابُ قِسمَةِ الغَنَائِمِ وَالغُلُولُ فِيهَا

مالِ غنیمت کی تقسیم اوراس میں خیانت

پہلے انبیاء علیہ السلام پر مالِ غنیمت حرام تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے لیے مالِ غنیمت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید سورۃ انفال (دسویں پارے کی ابتدا) میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا ایک طریقہ کار بتلایا ہے۔ اور آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا' کہ پیدل مجاہد کے مقابلے میں گھوڑ سوار کو تین حصے دیے جائیں گے۔ لیکن اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ جس کے ہاتھ جو چیز آئے اٹھا کر لے جائے' بلکہ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ جو مال جس کے ہاتھ آئے وہ امیرِ لشکر کے سامنے پیش کرے۔ امیرِ لشکر اپنی اعلیٰ کمان کی ہدایت کے مطابق تقسیم کرنے کا مجاز ہوگا۔ اگر دینی اور ملکی مصلحت کا تقاضا ہو تو تقسیم کے طریقِ کار کو تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی مرضی سے کوئی چیز رکھ لینا بدترین قسم کی خیانت ہے اور ایسے شخص کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

ان ارشادات میں آپ ﷺ نے حسبِ ضرورت دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے فخریہ کلمات کہنے کی اجازت عنایت فرمائی لیکن شرکیہ نعرے اور کلمات کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ ﷺ قَالَ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَیَّبَهَا لَنَا. (متفق علیه) 1-1676

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسولِ معظم ﷺ کا بیان ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی امت کے لیے غنائم حلال نہ تھیں۔ ہمارے لیے اس وجہ سے حلال ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کا احساس فرماتے ہوئے انہیں ہمارے لیے حلال کردیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ عَامَ حُنَیْنٍ فَلَمَّا الْتَقَیْنَا کَانَتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ جَوْلَةٌ فَرَاَیْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَدْ عَلَا رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَضَرَبْتُهٗ مِنْ وَرَائِهٖ عَلٰی حَبْلِ عَاتِقِهٖ بِالسَّیْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَیَّ فَضَمَّنِیْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِیْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَکَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِیْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعُوْا

حضرت ابوقتادہ ﷺ فرماتے ہیں: ہم جنگِ حنین میں نبی محترم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ابتداء مسلمانوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ تو میں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان پر غالب آچکا تھا' میں نے پیچھے سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیانی پٹھے پر تلوار ماری میں نے اس کی زرہ کاٹ دی وہ میری جانب لپکا اور اس نے مجھے اتنے زور سے دبوچا کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی۔ تاہم موت اس پر وارد ہوگئی۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں

وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُلِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَارْضِهِ مِنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهُ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ فَاَعْطِهِ فَاَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ. (متفق عليه) 2-1677

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی تقدیر! بعدازاں وہ (صحابہ) مڑے (اور فتح یاب ہوئے) اور نبی کائنات ﷺ (جنگ کے بعد) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جس شخص نے کسی دشمن کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس بات کا ثبوت ہو تو اس کا مال واسباب اسے ملے گا۔ میں نے اٹھ کر کہا: میرا گواہ کون ہے؟ یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی بات کو دہرایا۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور پہلی بات کہہ کر بیٹھ گیا۔ تیسری بار جب آپ نے فرمایا تو میں کھڑا ہوا۔ آپ نے دریافت کیا: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ کو واقعہ بتایا۔ ایک شخص نے کہا:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سچا ہے۔ اس کا مال واسباب میرے پاس ہے۔ اسے فرمائیں کہ یہ مال میرے پاس رہنے دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور مال غنیمت اسے نہ ملے۔ یہ سن کر نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ مال واسباب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو دیا جائے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا مال واسباب مجھے عطا کر دیا گیا اور میں نے اس کے عوض بنوسلمہ (کی زمینوں) میں ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْهَمَ لِلرَّجُلِ وَلِفَرَسِهِ ثَلٰثَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ. (متفق عليه) 3-1678

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول مکرم ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے۔ ایک حصہ مجاہد اور دو حصے گھوڑے کے لیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْاَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيْدَ اكْتُبْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ اِلَّا اَنْ يُحْذَيَا.

یزید بن ہرمز رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: کہ نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک خط ارسال کیا' اس نے ان سے غلام اور عورت کے بارے میں استفسار کیا کہ اگر وہ دونوں مال غنیمت تقسیم کرتے وقت موجود ہوں تو کیا ان کو حصہ دیا جائے؟ انہوں نے یزید سے کہا: اس کو لکھیں ان دونوں کا کچھ حصہ نہیں۔ البتہ انہیں بطور عطیہ تھوڑا

وَفِيْ رِوَايَةٍ كَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّكَ

كَتَبْتَ تَسْأَلُنِيْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُوْبِهِنَّ يُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. (رواه مسلم)1679-4

سا مال دیا جا سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی جانب لکھا: تو نے میری جانب تحریر بھیجی اور مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے عورتوں کو لے جایا کرتے تھے اور ان کو حصہ دیتے تھے؟ آپ ﷺ ان کو جہاد میں لے جاتے تھے وہ بیماروں کا علاج کرتیں۔ اور انہیں غنیمت سے عطیہ کے طور پر مال دیا جاتا۔ مگر آپ ﷺ نے ان کا حصہ مقرر نہیں کیا۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَاصَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ اٰثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَمَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُبِهِمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِيْ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً وَ ثَلٰثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ اٰرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَحِقَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَ خَيْرُ رِجَالَتِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے اپنے اونٹ رباح کے ساتھ بھیجے جو رسولِ محترم ﷺ کے غلام تھے۔ اور میں اس کے ساتھ تھا۔ صبح کے وقت عبدالرحمان فزاری نے رسولِ رحمت ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کر دیا۔ میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا اور مدینہ کی جانب منہ کر کے تین بار آواز دی: لوگو! ہم صبح کے وقت لوٹے گئے! پھر میں نے ان کا تعاقب شروع کیا۔ میں انہیں تیر مارتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں ان پر تیر پھینکتا رہا اور انہیں زخمی کرتا رہا یہاں تک کہ رسولِ محترم ﷺ کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان کو چھڑا کر اپنے پیچھے محفوظ کر لیا۔ پھر بھی میں ان کے پیچھے پیچھے انہیں تیر مارتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں اور تیس نیزوں سے زیادہ پھینک دیے۔ وہ فرار ہونے کے لیے خود کو ہلکا کر رہے تھے وہ جس چیز کو پھینکتے میں اس پر پتھر بطور علامت کے رکھتا جا رہا تھا تاکہ رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ﷺ ان کو پہچان لیں۔ یہاں تک کہ میری نظر رسول اللہ ﷺ کے سواروں پر پڑی۔ اور رسولِ محترم ﷺ کا خاص شہسوار ابوقتادہ ﷺ عبدالرحمان فزاری کو جا ملا اور اسے قتل کر دیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے دن ہمارا بہترین سوار ابوقتادہ ہے اور ہمارا بہترین پیادہ سلمہ ہے۔ راوی نے بیان کیا: پھر

وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ .(رواہ مسلم)

رسول معظم ﷺ نے مجھے سوار اور پیادہ دونوں حصے اکٹھے عطا کیے۔اور جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو آپ نے مجھے اپنی "عضباء" نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کیا۔(مسلم)

5-1680 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قِسْمَةِ عَامَّةِ الْجَيْشِ. (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول محترم ﷺ جن دستوں کو بھیجتے' ان میں سے بعض کو خاص طور پر لشکر کے عام فوجیوں کے حصے کے علاوہ بھی عطیات دیتے۔(بخاری ومسلم)

6-1681 وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ نَفَّلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفَلاً سِوٰى نَصِيْبِنَا مِنَ الْخُمُسِ فَاَصَابَنِيْ شَارِفٌ وَالشَّارِفُ اَلْمُسِنُّ الْكَبِيْرُ. (متفق علیہ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ہمیں ہمارے خمس میں سے حصہ کے علاوہ زائد عطیہ بھی دیا' چنانچہ مجھے زیادہ عمر کا اونٹ ملا۔(بخاری ومسلم)

7-1682 وَعَنْهُ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهُ فَاَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اوران ہی سے روائت ہے کہ ان کا گھوڑا بھاگ کر دشمن کے قبضہ میں چلا گیا۔جب مسلمان ان پر غالب آئے تو میرا گھوڑا مجھے واپس دے دیا گیا۔اور رسول اللہ کے زمانے کی بات ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. (رواہ البخاری)

ایک روایت میں ہے۔کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام بھاگ کر روم چلا گیا۔جب رومیوں پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے بعد وہ غلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس کر دیا۔(بخاری)

8-1683 عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ اِنَّمَا بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُوْ الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا. (رواہ البخاری)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم نے عرض کیا: آپ ﷺ نے خیبر کے خمس سے بنو مطلب کو عطا کیا ہے' لیکن ہمیں کچھ نہیں دیا' حالانکہ ہمارا آپ سے ایک ہی جیسا رشتہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: بنو ہاشم اور بنو المطلب دونوں ایک ہیں۔جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی گرامی ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو مال تقسیم کرتے وقت کچھ نہ دیا۔(بخاری)

9-1684 عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُمُوْهَا وَاَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جس بستی میں تم آ ؤ اس میں اقامت اختیار کرو تو

وَاَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ. (رواه مسلم)10-1685

اس میں تمہارا (عام مسلمانوں جیسا) حصہ ہے۔ اور جس بستی والے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں تو اس کا خمس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے اور باقی تمہارے لیے ہے۔ (مسلم)

عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (راوه البخاری)11-1686

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ اللہ کے مال میں بلا جواز تصرّف کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہوگی۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے غنیمت کے مال میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا گناہ گردانا اور اس خیانت کو کبیرہ گناہ قرار دیا۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے تو اس کی گردن پر ایسا اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو۔ وہ شخص کہے گا: اے اللہ کے رسول! میری مدد فرمایئے! میں کہوں میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک (فریضہ زکوۃ کی) بات پہنچا دی تھی۔ پھر فرمایا تم میں کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد فرمایئے۔ میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر بکری ممیا رہی ہو۔ وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں کہوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں بتا دیا تھا۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ

يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ (متفق عليه) وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَهُوَ اَتَمُّ- 12-1687

قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سوار انسان چلا رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں کہوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچادی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کپڑے پھڑ پھڑا رہے ہوں اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجیے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچادی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو۔ اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجئے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچادی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور اس کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ اَصَابَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ. (متفق عليه) 13-1688

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام مدعم تھا۔ ایک مرتبہ مدعم رسولِ معظم ﷺ کی سواری سے کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک اس کو نامعلوم جانب سے آنے والا تیر لگا، جس سے وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا: مبارک ہو! یہ شخص جنتی ہے! رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک وہ چادر، جس کو اس نے جنگِ خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھایا تھا، وہ اس پر آگ بن کر مشتعل ہے جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا (رواه البخاری) 14-1689

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا سامان اٹھانے پر ایک آدمی مقرر تھا جس کا نام 'کرکرہ' تھا۔ وہ فوت ہو گیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے۔ لوگ اس کا سامان دیکھنے لگے تو انہیں پتہ چلا اس نے ایک چادر کی خیانت کی تھی۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر ہم لڑائی

نُصِيبُ فِي مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ. (رواه البخاری)1690-15

میں شہد اور انگور پاتے تو انہیں کھا لیتے تھے اور بیت المال میں جمع نہیں کراتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لَا اُعْطِي الْيَوْمَ اَحَدًا مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ اِلَيَّ. (متفق علیہ)1691-16

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ فرماتے ہیں کہ خیبر کی جنگ میں مجھے چربی کا ایک تھیلا ملا‘ میں نے اُسے دبوچ لیا‘ اور میں نے کہا: آج اس چربی سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو رسول محترم ﷺ میری جانب دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یہ کھانے کی معمولی چیز تھی جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے دیکھنے کے باوجود سکوت فرمایا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ اَيْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَاَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا قَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ قَالَ وَغَمَزَنِيَ الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا تَرَيَانِ هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِيْ تَسْاَلَانِيْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَاهُ فَقَالَ اَيُّكُمَا قَتَلَهُ

حضرت عبدالرحمان بن عوف ﷺ فرماتے ہیں: میں جنگِ بدر کے دن صف میں کھڑا تھا۔ اچانک میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو انصاری لڑکے کھڑے تھے‘ جن کی عمریں کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ ان میں سے ایک نے میرا کندھا چھوتے ہوئے دریافت کیا: چچا! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ عبدالرحمان کہتے ہیں: میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا: بھتیجے تجھے اس سے کیا مطلب ہے؟ اس نے بتایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسولِ مکرم ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے‘ اگر میں نے اس کو دیکھ لیا‘ تو میں اس سے الگ نہیں ہوں گا‘ جب تک ہم میں سے وہ شخص نہ مر جائے‘ جس کی موت کا وقت زیادہ قریب ہے۔ حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں: اس کی یہ بات سن کر میں متعجب ہوا۔ انہوں نے کہا: دوسرے نے بھی مجھے وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی۔ زیادہ

فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا فَقَالاَ لاَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلاَ كُمَا قَتَلَ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَلَبِهٖ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ. (متفق عليه)1692-17

دیر نہ گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم دونوں مجھ سے پوچھ کر رہے تھے۔ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ لڑکے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور مار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر وہ دونوں رسول محترم ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم دونوں نے تلواروں کو صاف تو نہیں کیا؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا: آپ ﷺ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کر فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کے جنگی سامان کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموح کے حق میں فرمایا۔ دونوں نوخیز نوجوانوں سے مراد معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء ہیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں دونوں میں سے ایک کا نام معوذ آیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِيْ. (متفق عليه)1693-18

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کون دیکھ کر ہمیں بتائے گا' کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلے' انہوں نے دیکھا کہ ابوجہل کو عفرا نامی عورت کے بیٹوں نے تلواریں ماریں اور وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ابن مسعود نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا' کہ کیا تو ابوجہل ہے؟ اس نے جواب دیا: اس شخص سے بڑھ کر جس کو تم نے قتل کیا ہے کوئی سردار نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے اس نے کہا: کاش! ایک دھقان کے علاوہ کوئی (قریشی جنگجو) مجھے قتل کرتا (بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے چند افراد کو عطیہ دیا' جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ نے ان میں سے ایک شخص کو عطیہ نہ دیا۔ حالانکہ وہ شخص مجھے ان سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا: تو آپ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَاَجَابَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ (متفق عليه).
وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَنَرٰى اَنَّ الْاِسْلَامَ اَلْكَلِمَةُ وَالْاِيْمَانُ و الْعَمَلُ الصَّالِحُ. 1694-19

ﷺ نے فلاں کو نہیں دیا' کیا وجہ ہے؟ اللہ کی قسم! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں' مسلم کہو۔ سعد نے اپنی بات کو تین بار دہرایا۔ آپ نے بھی اپنے ارشاد کو تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ نے وضاحت فرمائی: بے شک میں ایک شخص کو اس خدشہ کے پیش نظر عطیہ دیتا ہوں کہ کہیں یہ شخص اوندھے منہ دوزخ میں نہ گرایا جائے۔ حالانکہ اس کی بجائے دوسرا شخص مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت میں ہے' زہری راوی نے بیان کیا: اس بات سے ہم نے سمجھا کہ اسلام صرف کلمۂ شہادت کے اقرار کا نام ہے جبکہ ایمان عمل صالح کا نام ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا رَجُلٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا.
زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک پیغمبر جہاد کے لیے نکلے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے' جو کسی عورت کے ساتھ نکاح کر چکا ہے اور اس کا ارادہ اسے گھر لانے کا ہے' لیکن ابھی تک گھر نہیں لایا۔ اور وہ شخص بھی نہ چلے جو گھر تعمیر کر رہا ہے۔ اور ابھی تک چھت نہیں ڈال سکا۔ اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے حاملہ اونٹنیاں یا بکریاں خریدی ہوئی ہیں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پس اس پیغمبر نے جہاد کیا وہ عصر کے وقت' یا اس کے قریب بستی کے نزدیک پہنچا۔ اس نے سورج سے کہا۔ بلاشبہ تو (اللہ کے) حکم کا پابند ہے اور مجھے بھی حکم ملا ہے۔ اے اللہ! سورج کو ہمارے لیے ٹھہرا! تو سورج ٹھہرا دیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح سے ہم کنار فرمایا۔ اس نے غنائم جمع کرنے کا حکم دیا' تو آگ غنائم کو جلانے کے لیے آئی لیکن اس نے مال غنیمت کو نہ جلایا۔ اس پیغمبر نے کہا: یقیناً تم میں خیانت ہے۔ ہر قبیلہ کا ایک (سردار) شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے آخر

فَاَحَلَّهَا لَنَا. (متفق عليه)20-1695 ایک شخص کی ہتھیلی پیغمبر کی ہتھیلی سے چمٹ گئی۔ پیغمبر نے فرمایا تم میں خیانت ہے۔ تو وہ آدمی (تحقیق کرکے) گائے کے سر کے برابر سونے کا ایک گولہ لایا۔ اور اسے غنیمت میں شامل کردیا۔ اس کو رکھنے کے بعد آگ آئی اور اس نے غنیمت کے مال کو جلا دیا۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ ہم سے پہلے کسی کے لیے غنائم حلال نہ تھیں اللہ نے ہمارے لیے غنائم کو جائز قرار دیا۔ اللہ کو ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کا معلوم ہے تو غنائم کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَ فُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلٰثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا. (رواه مسلم)21-1696

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جس دن جنگ خیبر ہوئی اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے انہوں نے کہا: فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں ایک چادر یا چغے کی خیانت کے سبب میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ جاؤ لوگوں میں تین مرتبہ اعلان کرو کہ جنت میں صرف ایمان والے لوگ ہی داخل ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چلا اور تین بار اعلان کیا کہ جنت میں صرف ایمان والے (امانت دار) لوگ ہی داخل ہوں گے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ دشمن کے سامنے اسے مرعوب کرنے کے لیے فخر کی بات کرنا جائز ہے۔

۲۔ جہاد میں نمایاں بہادری دکھانے والے مجاہد کو اعزاز دینا چاہیے۔

۳۔ جہاد میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے والے کو نقد انعام دیا جاسکتا ہے۔

۴۔ حکمت ومصلحت کی خاطر مال غنیمت کی تقسیم میں عدم مساوات جائز ہے۔

۵۔ مال غنیمت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے۔

۶۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جہنم میں جائے گا۔

۷۔ جہاد میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْجِزْيَةِ

جزیہ

اسلام نے فاتح مسلمان کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مفتوح علاقے کے غیر مسلم عوام' جنہیں شریعت کی زبان میں ذمی کہا جاتا ہے' ان سے معمولی واجبات وصول کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ اس میں بھی اس بات کی رعایت رکھی گئی ہے' کہ جو لوگ یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے ان پر کسی قسم کا جبر نہ ہو۔ اسی اصول کی روشنی میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک عیسائی بوڑھے کو مانگتے ہوئے دیکھا تو یہ کہہ کر ایسے لوگوں پر ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا کہ ''یہ بات کس طرح گوارا ہو سکتی ہے کہ جوانی میں یہ لوگ ٹیکس ادا کریں اور بڑھاپے میں یہ غربت کے ہاتھوں مانگنے پر مجبور ہو جائیں''؟

اسی اصول کے تحت مسلمان حکمران ذمیوں کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرتے تھے اور جب وہ کسی فوجی مصلحت کی خاطر کسی مفتوحہ علاقے کو چھوڑتے' تو وہاں سے وصول کی ہوئی رقم کی ایک ایک پائی واپس کیا کرتے تھے۔ اور یہ با اصول طرز عمل کا غیر مسلم رعایا پر بڑا مثبت اثر پڑتا اور اہل اسلام کے گرویدہ ہو کر رہ جاتے' جیسے کہ ایک دفعہ جب شام کے ایک مفتوحہ علاقے سے مسلمان افواج واپس آنے لگیں اور انہوں نے لوگوں سے وصول کیے ہوئے جزیہ کا ایک ایک درہم واپس کیا۔ تو وہاں کے عیسائی آسمان کی طرف چہرے اٹھا کر زار و قطار روتے ہوئے دعائیں کرتے تھے: الٰہی ان جیسے دیانت دار اور فرشتہ صفت لوگوں کو پھر یہاں آنے کی توفیق نصیب فرمانا۔

الفصل الاول

عَنْ بُجَالَةَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعٰوِيَةَ عَمِّ الْاَحْنَفِ فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسَنَةٍ اَنْ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ. (رواه البخاری) 1697-1

پہلی فصل

حضرت بجالہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں احنف رضی اللہ عنہ کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب ان کی وفات سے ایک سال قبل پہنچا کہ مجوسیوں کے محرم جوڑوں کے درمیان علیحدگی کرواور عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک مجوسیوں سے ٹیکس وصول نہ کیا' جب تک عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر شہر کے مجوسیوں سے ٹیکس لیا تھا۔ (بخاری)

آتش پرستوں کے نزدیک بیٹی، بہن، بھانجی یعنی محرم رشتوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت عمر نے ایسے جوڑوں کے نکاح ختم کیے اور ان کو ایک دوسرے سے الگ کردینے کا حکم صادر فرمایا۔

خلاصۂ باب

۱۔ عام طور پر اسلام ذمیوں کو ان کے اپنے مذہب و طریقہ کار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن انہیں اپنے کفریہ عقائد کی کھلے عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح ان کے بعض وہ فحش اعمال جن کی اجازت دینے سے معاشرے پر منفی اثر پڑتا ہو ان پر پابندی لگائی جائے گی۔

۲۔ قرآن نے اہل کتاب پر جزیہ مسلط کیا ہے۔ اور مجوسیوں سے جزیہ لینے سے ان کے اہل کتاب ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

بَابُ الصُّلحِ

صلح کرنا' کروانا

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس معاہدہ سے مکہ اور حجاز کی فتح کا دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جس بنا پر رسولِ معظم ﷺ نے بظاہر کمزور شرائط پر اہلِ مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔ بدر' احد' خندق کی جنگوں اور اہلِ مکہ کے اکیس سال کے پراپیگنڈے نے عوام الناس کو اسلام سے دور کر رکھا تھا۔ اس صلح کے بعد باہمی تعصبات کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ لوگ مسلمانوں کے قریب آئے۔ جب انہوں نے اپنے ہی اعزاء و اقرباء میں اس قدر نمایاں تبدیلی دیکھی تو وہ اسلام کی طرف والہانہ طور پر لپکے۔ اِن اسرار و رموز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا جس کی وجہ سے لوگ فوج در فوج حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

اس معاہدہ میں امّت کو حضرت ابو جندل ؓ کے حوالے سے سبق دیا گیا ہے کہ چاہے کسی کے ساتھ کتنی ہی دشمنی کیوں نہ ہو اگر ان کے ساتھ کوئی معاملہ طے پا جائے تو اس کی ہر حال میں پابندی کرنا مسلمانوں پر لازم ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعِ عَشَرَةَ مِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِّيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

پہلی فصل

مسور بن مخرمہ ؓ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: حدیبیہ کے سال نبی مکرم ﷺ ایک ہزار سے کچھ زیادہ صحابۂ کرام ؓ کے ساتھ نکلے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کی گردنوں میں پٹے ڈالے اور اونٹوں کا شعار کیا۔ وہاں عمرہ کا احرام باندھا اور آگے چل پڑے۔ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس کے آگے کفار کا سامنا تھا تو آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے آواز لگائی: اُٹھو اُٹھو قصواء اڑ گئی' قصواء اڑ گئی۔ تو نبیِ معظم ﷺ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے۔ اسے تو اس ذات نے روکا ہے جس نے ابرہہ کے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (قریش) مجھ سے ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہوں تو میں ان کی ہر ایسی بات تسلیم کرلوں گا۔ تب آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کو ڈانٹا

ﷺ الْعَطَشَ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ
أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَازَالَ يَجِيْشُ
لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ
إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِنْ
خُزَاعَةَ ثُمَّ أَتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَسَاقَ
الْحَدِيْثَ إِلٰى أَنْ قَالَ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سُهَيْلٌ لَوْ كُنَّا
نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا صَدَدْنَاكَ
عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ إِنِّيْ
لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى أَنْ لَا يَأْتِيَكَ
مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ
عَلَيْنَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ
احْلِقُوْا ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ
تَعَالٰى يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا جَآءَكُمُ
الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ اَلْاٰيَةَ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى
أَنْ يَرُدُّوْهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهُ أَبُوْ بَصِيْرٍ رَجُلٌ مِنْ
قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ
فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهٖ حَتّٰى إِذَا بَلَغَا
ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُوْ
بَصِيْرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرٰى سَيْفَكَ
هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ

تو وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ آپ ﷺ مکہ کے راستے سے
ہٹ گئے اور حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے
آخری کنارے پر اترے جہاں معمولی پانی کا کنواں تھا۔ لوگ
وہاں سے تھوڑا تھوڑا پانی حاصل کر رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر
میں لوگوں نے اس کا پانی ختم کر دیا۔ جب رسولِ اکرم ﷺ
کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے
اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس تیر کو
اس کنویں میں پھینکیں۔ راوی بیان کرتا ہے اللہ کی قسم! تیر
ڈالنے سے پانی جوش سے نکلنے لگا یہاں تک کہ لوگ واپسی
تک خوب سیر ہو کر پیتے رہے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ بدیل
بن ورقاء خزاعی بنوخزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ آیا۔ پھر
آپ ﷺ کے پاس عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے۔ اور راوی
نے سارے حالات بیان کیے۔ اس کے بعد سہیل بن عمرو آیا
تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لکھو یہ معاہدہ ہے جو محمد اللہ کے
رسول ﷺ نے ..... سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا
: اللہ کی قسم! اگر ہم اس بات پر یقین رکھتے کہ تم اللہ کے رسول
ہو تو تجھے بیت اللہ میں داخل ہونے سے نہ روکتے اور نہ آپ
سے لڑائی کرتے۔ تم محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ یہ سن کر نبی کریم
ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے جھٹلانے کے باوجود میں
اللہ کا پیغمبر ہوں۔ محمد بن عبداللہ ہی تحریر کیا جائے۔ اور (سہیل
نے دیگر شرائط کے ساتھ یہ بھی) تحریر کروایا کہ ہماری طرف
سے جو شخص آپ کے پاس چلا آئے چاہے وہ آپ کے دین
پر ہو تو آپ اسے ہماری طرف واپس کرنے کے پابند ہوں
گے۔ جب صلح نامہ کی تحریر لکھنے سے فارغ ہوئے تو رسولِ
محترم ﷺ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: اٹھو قربانیاں ذبح کرو
پھر سر کے بال مونڈواؤ۔ بعد میں چند عورتیں آئیں جو ایمان

فَضَرَ بَهُ حَتّٰی بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰی اَتَی الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ یَعْدُوْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَقَدْ رَاٰی هٰذَا ذُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِیْ وَاِنِّیْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَصِیْرٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَیْلَ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَیَرُدُّهٗ اِلَیْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰی اَتٰی سِیْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ سُهَیْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِیْ بَصِیْرٍ فَجَعَلَ لَا یَخْرُجُ مِنْ قُرَیْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِیْ بَصِیْرٍ حَتّٰی اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا یَسْمَعُوْنَ بِعِیْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَیْشٍ اِلَی الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ قُرَیْشٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ اللّٰهَ وَالرَّحِمَ لَمَّا اَرْسَلَ اِلَیْهِمْ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِمْ. (رواہ البخاری)1698-1

لا چکی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں؟ تو تم ان کا امتحان کرلیا کرو! ان کے ایمان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ تو اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومنات ہیں' تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کیونکہ نہ وہ عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ اور جو کچھ ان کافروں نے ان پر خرچ کیا ہو وہ ان کو ادا کردو۔'' پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اس دوران آپ ﷺ کے پاس قریش سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو کر آیا۔ کفار مکہ نے اس کو واپس لانے کے لیے دو آدمیوں کو بھیجا۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کردیا تو وہ اس کو لے کر مکہ چل پڑے۔ جب وہ ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو وہ دونوں آدمی وہاں رک کر کھجوریں کھانے لگے۔ تو ابو بصیر نے ان دونوں میں سے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں! اللہ کی قسم! مجھے یہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے' ذرا مجھے دکھاؤ' میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں اس نے وہ تلوار ابوبصیر کو

پکڑا دی' تو ابوبصیر نے اسے تلوار ماری تو وہ مر گیا۔ اور دوسرا آدمی بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچا اور ہانپتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کا کسی خوف ناک واقعہ سے واسطہ پڑا ہے۔ اس نے جلدی سے کہا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے۔ بلاشبہ میں بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ پہنچا۔ اس کو دیکھ کر نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تیری ماں مر جائے تو لڑائی آگ بھڑکانے والا ہے اگرچہ تیرا ایک ہی ساتھی کیوں نہ ہو۔ ابوبصیر نے یہ سن کر یقین کرلیا کہ نبی کریم ﷺ اس کو واپس بھیج دیں گے' تو وہ وہاں سے نکلا اور ساحلِ سمندر پر جا پہنچا۔ اس دوران ابوجندل بن سہیل بھی بیڑیاں توڑ کر نکلا اور ابوبصیر سے آ ملا۔ پھر جو شخص بھی قریشِ مکہ سے مسلمان ہو کر نکلتا وہ ابوبصیر کے ساتھ آ ملتا۔ یہاں تک کہ وہاں ان کی ایک جماعت قائم ہوگئی۔ راوی نے بیان کیا: اللہ کی قسم! جب وہ قریش کے کسی قافلے کے بارے میں سنتے کہ وہ شام کی جانب جا رہا ہے تو وہ اس قافلے پر حملہ کردیتے۔ قافلے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور ان کے مالوں پر قبضہ کر لیتے۔ قریش نے گھبرا کر نبیِ معظم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو صلۂ رحمی اور اللہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ ﷺ

ان (ابوبصیر گروپ) کو پیغام بھیجیں اور انہیں مدینہ منورہ بلا لیں' نیز جو شخص آپ ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ جائے امن والا ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ مدینہ منورہ آ جائیں۔ (بخاری)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَالسَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَاءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهُ اِلَيْهِمْ. (متفق علیہ) 2-1699

حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مشرکین سے تین باتوں پر مصالحت کی (۱) جو مشرکین میں سے آپ ﷺ کے پاس آئے گا آپ ﷺ اس کو ان کی جانب واپس لوٹا دیں گے اور جو مسلمان ان کے پاس جائے گا وہ اسے واپس نہیں لوٹائیں گے (۲) نیز آپ ﷺ آئندہ سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور وہاں تین دن قیام کریں گے اور ہتھیار تلوار کمان وغیرہ میان میں ڈال کر آئیں گے پس جب ابو جندل بیڑیوں میں چلتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے اس کو کفار کی جانب واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ ﷺ فَاشْتَرَطُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ مَنْ جَاءَ نَا مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَنْ جَاءَ كُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوْهُ عَلَيْنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَكْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهٗ فَرَجًا وَمَخْرَجًا. (رواہ مسلم) 3-1700

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: قریش نے نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کی کہ تمہاری جانب سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا' ہم اسے تمہاری جانب واپس نہیں لوٹائیں گے۔ اور ہماری جانب سے جو شخص تمہارے پاس آئے گا تمہیں اسے واپس کرنا ہوگا۔ صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ شرط تحریر کر دیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہماری جانب سے جو شخص ان کے پاس چلا گیا' اللہ نے اسے دور کر دیا۔ اور ان کی جانب سے جو شخص ہمارے پاس آیا' یقیناً اللہ اس کے لیے کشادگی اور راستہ نکالے گا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فِيْ بَيْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ "يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ" فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کے بارے بیان کرتی ہیں۔ رسول معظم ﷺ اس آیت کی روشنی میں ان کا امتحان لیتے۔ "اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کو آئیں...... الآیۃ" تو ان میں سے جو عورت اس شرط کا اقرار کرتی تو آپ ﷺ اس سے

يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ. (متفق عليه) 4-1701

مخاطب ہو کر فرماتے: میں نے تجھ سے بیعت لے لی' آپ ﷺ اس کے ساتھ صرف زبانی کلام فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے کبھی آپ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ يَعْنِيْ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يُقِيْمُ بِهَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لَا نُقِرُّبِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامَنَعْنَاكَ وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِالسِّلَاحِ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا قَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. (متفق عليه) 5-1702

تیسری فصل

حضرت براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ ادا کرنا چاہا' لیکن مکہ والوں نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ ان سے طے ہوا کہ آپ آئندہ سال آئیں گے اور مکہ مکرمہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔ جب کفار نے صلح نامہ تحریر کرنا چاہا تو آپ نے یوں تحریر لکھوائی' کہ اس معاہدے پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ انہوں نے فوراً اعتراض کیا۔ ہم آپ کی رسالت تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو کبھی آپ کو نہ روکتے۔ آپ تو بس محمد بن عبداللہ ہیں: یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دے۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم! میں ہرگز ان الفاظ کو نہیں مٹاؤں گا۔ تو رسولِ معظم ﷺ نے قلم پکڑا' جبکہ آپ بہتر انداز میں لکھ نہیں سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ تحریر کیا "صلح محمد بن عبداللہ نے کی ہے۔ آئندہ برس جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے تو صرف تلواریں ساتھ ہوں گی' جو میان میں رکھیں گے۔ اور مکہ والوں میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے' اگرچہ کوئی آپ ﷺ کے ساتھ جانا بھی چاہے۔ اور اگر آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے' تو آپ ﷺ اسے نہیں روکیں گے (اگلے سال) جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور مدتِ اقامت ختم ہوگئی تو کفار حضرت علی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اپنے ساتھی سے کہیں' کہ وہ یہاں سے نکل جائے کیونکہ مدتِ اقامت ختم ہو چکی ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے روانگی اختیار کی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ امت کے وسیع تر مفاد کی خاطر کفار سے نرم شرائط کے ساتھ معاملہ طے کرنا جائز ہے۔

۲۔ معاہدہ کی تکمیل سے پہلے انحراف کا حق ہوتا ہے۔

۳۔ کفار سے کیے گئے عہد کی بھی پاس داری فرض ہے۔

۴۔ چھینکنے سے کنویں کے پانی کا ابل پڑنا آپ کا معجزہ ہے

۵۔ اسباب ونتائج اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں بظاہر نقصان دہ نظر آنے والے شرائط کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں کر دیا

۶۔ گوریلا وار کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ مجبور اور پسے ہوئے مسلمان کسی خلافت وامارت کے بغیر ہی کفار کے خلاف چھاڑہ مار جنگ شروع کر دیں تو جائز ہے

۷۔ امت کے باپ پیغمبرﷺ نے بیعت کے وقت بھی عورتوں کو نہ دیکھا نہ ان کا ہاتھ پکڑا

۸۔ کفار بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ رشتے داری کا بہت لحاظ کرتے ہیں

۹۔ کفار لاتوں کے بھوت ہیں باتوں سے نہیں مان سکتے اس لیئے ان سے امن کے لیئے مذاکرات نہیں طاقت بڑھانی چاہیں۔



بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکالنا

دنیا میں بڑے بڑے جرائم پیشہ سازشی شرارتی لوگ اور قومیں موجود ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بدترین سازشی اور شرارتی یہودی قوم ہے۔ یہ قوم اتنی بدباطن خبیث النفس سفاک مکار چالاک اور عیار ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر ایک یہودی اپنے حقیقی باپ کو بھی معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ معظمہ میں قیام فرما تھے تو یہودی مسلمانوں کو پھسلانے کے لیے اہلِ مکہ کی نہ صرف معاونت کرتے بلکہ ایسے عجیب وغریب سوالات اور اعتراضات انہیں بتلاتے کہ جن سے عام آدمی چکرا کر رہ جاتا۔ نبیِ معظم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں نے آپ اور مسلمانوں کو اپنا پہلا حریف قرار دے کر سازشوں کا ایسا تانا بانا تیار کیا کہ اب تو بزعم خود مکھی جالے میں پھنس چکی ہے۔ لیکن جب آپ ان کی سازشوں کو بھانپ جاتے تو یہ لوگ لومڑی کی طرح مکاری کر کے آپ کے سامنے معذرت اور منت سماجت کرتے۔ مدینہ کے دس سال کے عرصہ میں یہودیوں نے منافقوں کو کئی دفعہ استعمال کیا' مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں کیں' پورے عرب کو مدینے پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار کیا۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر نہ صرف نبی کریم ﷺ سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ جہاں مسلمان خواتین پناہ کے طور پر ٹھہری ہوئی تھیں' ان کو ہراساں اور بے آبرو کرنے کا منصوبہ بنایا گویا کہ یہ لوگ مرکزِ اسلام مدینہ میں آستین کے سانپ اور بے پناہ وسائل اور اثر ورسوخ رکھنے والا بدترین سازشی گروہ تھا۔ آپ نے غزوۂ خندق کے بعد آخری دفعہ سمجھایا کہ ان سازشوں سے باز آ جاؤ۔ لیکن انہوں نے انکار اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے ان کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ان سازشوں اور خباثتوں کے باوجود آپ نے انہیں اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ جو سامان تم لے جا سکتے ہو تو تمہیں لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان کی جبلت اور فطرت کو جانتے ہوئے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کو سرزمین حجاز سے جلاوطن کیا جائے تاکہ مرکزِ اسلام اندرونی طور پر ہمیشہ کے لیے محفوظ اور مامون ہو جائے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِد خَرَجَ النَّبِیُّ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِیُّ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ. (متفق علیه) 1703-1

حضرت ابوہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں ہم مسجد میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی جانب چلو۔ ہم آپ کے ساتھ چلے اور ان کے مدرسہ میں پہنچے۔ نبی مکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر کہا اے یہود مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ رہو گے اور یقین کر لو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قبضہ میں ہے میں تمہیں اس سرزمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔ تو تم میں سے جس شخص کو اس

کے مال کے بدلے کچھ دستیاب ہوتا ہے تو وہ اسے فروخت کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْرَاَيْتُ اجْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَتَاهُ اَحَدُ بَنِيْ اَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَعَامَلَنَا عَلَى الْاَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْبِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِنْ اَبِي الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَاِبِلًا وَعُرُوْضًا مِنْ اَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. (رواه البخاری) 2-1704

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کی زمینوں کے بارے میں مزارعت کا معاملہ کیا اور فرمایا جب تک تمہیں اللہ برقرار رکھے گا' ہم بھی انہیں برقرار رکھیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے تمہیں اس مقام سے جلا وطن کر دوں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلاوطن کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان کے پاس ابوالحقیق کے بیٹوں میں سے ایک آیا اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ ہمیں جلا وطن کر رہے ہیں حالانکہ ہمیں محمد ﷺ نے آباد کیا اور زمینوں میں کام ہمارے ذمہ کیا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا خیال ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کو فراموش کر دیا ہے جب تجھ سے آپ نے فرمایا تھا تیرا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب تجھے خیبر سے جلاوطن کیا جائے گا؟ تیری جوان اونٹنی مسلسل کئی راتیں تجھے اٹھا کر تیز چلتی رہے گی اس نے کہا یہ تو ابوالقاسم ﷺ کا مزاحیہ جملہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زور دے کر کہا اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کر دیا اور انہیں ان کے پھلوں کی قیمت کے بدلے مال' اونٹ' سامان' پالان' رسیاں وغیرہ دیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصٰى بِثَلٰثَةٍ قَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْقَالَ فَاُنْسِيْتُهَا. (متفق علیہ) 3-1705

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ آپ نے حکم دیا مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا باہر سے آنے والے وفود کو اسی طرح عطیات دینا جس طرح میں ان کو دیتا ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تیسری بات سے انہوں نے خاموشی اختیار کی یا آپ کی تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے

الْخَطَّابِ ؓ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا اَدَعُ فِيْهَا اِلَّا مُسْلِمًا رواه مسلم وَفِيْ رِوَايَةٍ لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. 4-1706

حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔ یہاں میں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا اور اللہ نے چاہا تو میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَاَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلٰى اَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَاَقَرُّوْا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِيْ اِمَارَتِهٖ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ. (متفق علیه) 5-1707

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز کے علاقے سے جلاوطن کر دیا اور جب رسول اکرم ﷺ نے خیبر پر غلبہ پایا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے یہودیوں کو جلاوطن کیا جائے کیونکہ اس علاقے پر جب غلبہ حاصل ہوا تو یہ زمین اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی تھی۔ یہودیوں نے رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی وہ زمینوں اور باغات میں کام کریں گے اور انہیں پھلوں سے نصف حصہ دیا جائے۔ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تک ہم پسند کریں گے تمہیں یہاں رہنے دیں گے تو وہ وہاں آباد رہے یہاں تک کہ حضرت عمر ؓ نے ان کو اپنے دور خلافت میں شام کے ملک میں تیما اور اریحا بستیوں کی جانب جلاوطن کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ذمیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔
- ۱۔ بدترین سازشی دشمن کو جلاوطن کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ یہودی بدترین اور دغاباز قوم ہے۔
- ۴۔ وفود کو تحائف دینے اور انکی عزت کرنا سنت ہے۔
- ۵۔ نصف پیداوار کے عوض بٹائی پر زمین دینا جائز ہے۔
- ۷۔ غیر مسلم کے ساتھ مزارعت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْفَئِ

مال فئ

مال فئ دشمنوں سے حاصل ہونے والے اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر مڈ بھیڑ کے حاصل ہو جائے۔ یہ مال غنیمت ہی کی ایک قسم ہے۔ جس کو سربراہ مملکت دینی اور قومی مصلحت کے تحت جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ صلی اللہ علیہ وسلم فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ (مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ) اِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ. (متفق عليه)1708-1

پہلی فصل

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے مال فئ میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو یہ اختیار نہ تھا۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی ''اور جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے بغیر لڑائی کے دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو یہ مال رسول اکرم کے لیے خاص تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے گھر والوں کے لیے سال کا خرچ لیتے تھے۔ اور باقی مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (متفق عليه)1709-2

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو نضیر کا مال وہ مال تھا جو اللہ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر عطا کیا تھا اس لیے کہ مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے گھوڑے اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے تھے تو یہ مال خالصتاً اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر اس مال سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے تھے اور باقی مال کو جہاد کی تیاری کے لیے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید پر صرف فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)



كِتَابُ الصَّيدِ وَالذَّبَائِح

شکاراور حلال جانوروں کے مسائل

کتاناپاک اور پلید جانور ہے۔اس کے منہ میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں، جن سے کئی خطرناک بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عام کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو ایک دفعہ مٹی سے رگڑنے اور چھ دفعہ پانی سے دھونے کا حکم دیا ہے۔ موجودہ میڈیکل سائنس سے یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ اس طرح دھوئے بغیر کتے کے جراثیم ختم نہیں ہوتے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے بے مقصد کتا رکھنے کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ بلکہ آوارہ کتوں کو ماردینے کا حکم دیا۔ تاہم کتے کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جس کو سکھلایا جائے تو وہ خود کھانے کی بجائے شکار کو اپنے مالک کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شکار پر کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ گویا علم اور تربیت کی وجہ سے یہ کتا دوسرے ہم جنسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور شکاری کتے کی یہ خوبی بھی ہے کہ وہ دوسرے کتوں کی طرح ہر چیز کو چاٹنا پسند نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ شکاری کتے کے منہ میں دوسرے کتوں کی طرح مہلک جراثیم نہیں ہوتے۔

الفصل الاول

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَإِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قُتِلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَإِنْ اَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قُتِلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَ وَإِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ إِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ إِنْ شِئْتَ وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيْقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ (متفق عليه) 1710-1

پہلی فصل

حضرت عدی بن حاتم ﷺ بیان کرتے ہیں: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا: جب تو اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑے تو بسم اللہ پڑھ۔ اگر کتا شکار کو تمھارے لیے پکڑے اور شکار تمھیں زندہ مل جائے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے ذبح کر لے اور اگر شکار زندہ نہیں ہے اور کتے نے اس سے کھایا بھی نہیں ہے تو تمھارے لیے اس کو کھانا جائز ہے۔ اور اگر اس نے شکار میں سے کچھ کھایا ہے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے نہ کھاؤ، اس لیے کہ کتے نے اسے اپنے لیے شکار کیا ہے اور اگر تمھارے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا شامل ہو گیا اور شکار زندہ نہیں بچا، تو اسے نہ کھاؤ، اس لیے کہ تمھیں نہیں معلوم کہ اسے کس نے شکار کیا ہے۔ اور تم شکار کی جانب تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ اگر شکار تم سے ایک دن اوجھل رہا اور اس میں تمھارے تیر کے علاوہ کسی دوسری چیز کا نشان نہیں لگا تو اس شکار کو کھاؤ۔ اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو اسے نہ کھایا جائے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

ایک دن اوجھل رہنے کا مفہوم یہ ہے کہ شکاری نے جانور کو نشانہ بنایا' جانور گر پڑا لیکن شکاری کو نہیں مل سکا اور اتفاق سے اگلے دن زخمی ہونے کی حالت میں یا مرنے کی صورت میں ملا اور ابھی کھانے کے قابل ہے' تو فرمان ہے کہ اسے کھا سکتے ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ (متفق علیه) 2-1711

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس شکار کو وہ تمھارے لیے روک لے تو اسے تم کھاؤ۔ میں نے دریافت کیا اگر شکار مر جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر شکار مر بھی جائے تب بھی۔ پھر میں نے عرض کیا: ہم بھالا مار کر شکار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر سوراخ کر دے تو اسے کھاؤ اور اگر اسے چوڑائی کے بل لگے اور شکار اس کے لگنے سے مر جائے تو وہ لکڑی کی چوٹ کھا کر مرا تصور ہوگا۔ ایسا شکار نہیں کھانا چاہیے۔ (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اگر کتے کو تکبیر پڑھ کر چھوڑا گیا ہو اور کتے کے شکار کرنے سے جانور مر جائے' تو اسے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ کتے نے اس سے کچھ نہ کھایا ہو۔ اسی طرح تکبیر پڑھ کر فائر کرنے سے جانور مر جائے' تو وہ بھی حلال ہوگا۔

عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِيَ الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ اَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ اٰنِيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهٗ فَكُلْ. (متفق علیه) 3-1712

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا اے اللہ کے پاک نبی ﷺ ہم اہل کتاب کے علاقے میں ہوتے ہیں' تو کیا ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ اور جب ہم شکار کے علاقے میں ہوتے ہیں' تو ہم کمان اور ایسے کتے کے ساتھ شکار کرتے ہیں جو سُدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ نیز اس کتے کے ساتھ جو سُدھایا ہوا ہوتا ہے تو ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ تمھیں اور برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاؤ۔ اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی دوسرا برتن دستیاب نہ ہوں تو انہیں دھو کر ان میں کھاؤ۔ اور جب تم کمان کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو' تو شکار کھاؤ۔

اور اگر سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو تو شکار کو کھاؤ۔ اور اگر اس کتے کے ساتھ شکار کرو جو سدھایا ہوا نہیں لیکن شکار زندہ ہے تو اسے ذبح کر کے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَأَدْرَكْتَهُ فَكُلْ مَالَمْ يُنْتِنْ. (رواه مسلم) 1713-4

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم شکار کو تیر مارو اور تیر لگنے کے بعد اگر شکار غائب ہو جائے اور (پھر ایک دو دن کے بعد) تلاش کرنے سے مل جائے تو اگر وہ بدبودار نہیں ہوا تو اسے کھالو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكُلْهُ مَالَمْ يُنْتِنْ. (رواه مسلم) 1714-5

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تین روز کے بعد اپنے شکار کو پائے اور وہ بودار نہیں ہوا تو اسے کھالے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سردیوں میں یا ٹھنڈے علاقے میں شکار کئی کئی روز خراب نہیں ہوتا۔ ایسا شکار کھایا جاسکتا ہے۔ جو محفوظ رہا ہو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِيْ أَيَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوْا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا (رواه البخاری) 1715-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہاں کچھ لوگ ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور اسے کھاؤ۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ إِلَّا مَا فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا فَأَخْرَجَ صَحِيْفَةً فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ.
فَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ.

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں کوئی خاص چیز بتائی تھی؟ انہوں نے کہا: مجھے کوئی خاص چیز نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو نہ بتائی ہو، سوائے اس تحریر کے، جو میری اس تلوار کے میان میں ہے۔ تو انہوں نے اس میں سے رکھا ہوا کاغذ نکالا اس میں تحریر تھا: اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا. (رواہ مسلم)1716-7

زمین کی حد بندی میں چوری کرتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے جو شخص زمین کی حد بندی کی علامت کو بدل دیتا ہے۔اور اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والد پر لعنت کرتا ہے۔نیز اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں' کہ انکے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ علمِ لدنی تھا۔یعنی جو نبی محترم ﷺ نے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سکھلایا تھا۔بالخصوص صوفیاء نے ایسی باتیں انکی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے واضح طور پر ایسے نظریے کی تردید ہوتی ہے۔

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذَا الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا (متفق علیہ) 1717-8

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کل کے دن دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم سرکنڈوں کے ساتھ ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز خون بہائے اور اس پر بسم اللہ پڑھی جائے' تو اسے کھانا جائز ہے۔البتہ دانت اور ناخن نہ ہوں اور میں تمھیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں دانت ہڈی ہے اور ناخن، حبشہ کی چھری ہے۔راوی بیان کرتے ہیں: ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگیں جن میں سے ایک اونٹ بھاگ' گیا تو ایک شخص نے اس کو تیر مارا اور اسے روک لیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض اونٹ بھاگ جاتے ہیں' جس طرح جنگلی جانور ہوتے ہیں' اگر ان میں سے کوئی قابو نہ آئے تو اُسے اسی طرح تیر مارا جائے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ تُرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا. (رواہ البخاری)1718-9

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری چند بکریاں تھیں جو 'سلع' نامی پہاڑی پر چرا کرتیں تھیں۔انہوں نے بتایا کہ ہماری لونڈی نے ایک بکری قریب المرگ دیکھی' تو اس نے ایک پتھر کو توڑا اور اس کے ساتھ بکری کو ذبح کر دیا۔پس انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔(بخاری)

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ. (رواه مسلم) 10-1719

حضرت شداد بن اوس ؓ رسول اللہ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان واجب قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کا خیال رکھو۔ اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اپنی چھری کو تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ (متفق عليه) 11-1720

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے چوپائے کو باندھ کر قتل کرنے اور نشانہ لگانے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. (متفق عليه) 12-1721

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی جو ذی روح چیز کے ساتھ نشانہ بازی کرتا ہے۔ (بخاری۔مسلم)

فہم الحدیث

کافر کو قتل کرنے، قصاص لینے اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔ جہالت کے دور میں لوگ نشانہ بازی کیلئے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. (رواه مسلم) 13-1722

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: کسی ذی روح چیز سے نشانہ بازی نہ کرو بناؤ۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ. (رواه مسلم) 14-1723

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عليه حِمَارٌ عَلَيْهِ وَقَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ. (رواه مسلم) 15-1724

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پہ اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو (اس طرح) داغا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ غَدَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو

(متفق علیه)16-1725

رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گیا' تا کہ آپ اسے گھٹی دیں۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ کے ہاتھ میں داغنے کا ٹھپہ تھا' آپ اس سے زکوٰۃ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِي آذَانِهَا. (متفق علیه) 17-1726

حضرت ہشام بن زید ؓ حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ جانوروں کے باڑے میں بکریوں کو داغ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ان کے کانوں کو داغ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ معمولی قسم کا داغ ہوتا۔ جس سے جانور کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ جب ریوڑ مختلف مالکوں کی ملکیت ہو تو ایسے نشان لگانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کے جانوروں کو نشانی کے طور پر پر شغار کرنا یعنی گردن سے خون بہا کر ملا دینا جائز ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ شکاری کتے کا پکڑا ہوا جانور حلال ہے۔ ۲۔ کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنا چاہیے۔ ۳۔ ذبح کرتے وقت جانور کا خون بہنا ضروری ہے۔ ۴۔ ٹھوکر کھا کر مرنے والے جانور کا گوشت حلال نہیں۔ ۵۔ غیر مسلموں کے برتن دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ۶۔ شک کی صورت میں نو مسلم کا کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا جائز ہے۔ ۷۔ اللہ کے نام کے سوا دیا ہوا نذرانہ کھانا حرام ہے۔ ۸۔ ذبح کرتے وقت چھری تیز ہو تا کہ جانور کو کم از کم تکلیف ہو۔ ۹۔ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنا حرام ہے۔ ۱۰۔ چہرے پر تھپڑ مارنا یا داغ لگانا منع ہے۔ ۱۱۔ قربانی کے جانوروں کو معمولی داغ لگانا جائز ہے۔ ۱۲۔ عورت کا ذبیحہ جائز و حلال ہے ۱۳۔ شکار کرنا جائز اور شکار کھیلنا حرام ہے۔ ۱۴۔ بدکے ہوئے پالتو جانور کو شکار کی طرح مار کر روک لینا جائز ہے ۱۵۔ حد بندیوں میں ہیرا پھیری کرنا موجب لعنت حرام کام ہے ۱۶۔ صوفیاء اور پیروں میں مروج صدری علوم یا علوم لدنیہ باطل اور بے بنیاد اصطلاحات ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۱۷۔ باڑ کو لعنت کرنے والا خود اللہ کی لعنت اور غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ۱۸۔ کسی بدعتی شخص کو مساجد میں امام خطیب یا مدرس نہیں رکھنا چاہیے اس پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔ ۱۹۔ بدعتی کو پناہ دینے پر اللہ کی لعنت ہے خود بدعتی پر اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ ہوگا۔



بَابُ ذِکْرِ الْکَلْبِ

کتے کے متعلق احکامات

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ. (متفق عليه) 1727-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حفاظت یا شکار کی خاطر رکھے ہوئے کتے کے علاوہ (شوقیہ) کتا رکھا تو روزانہ اس کے اعمال میں سے دو قیراط کٹوتی کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ صَيْدٍ اَوْزَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ. (متفق عليه) 1728-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے چوپایوں کی حفاظت، شکار یا کھیتی کی رکھوالی کی غرض کے علاوہ کتا رکھا تو روزانہ اس کے اعمال سے ایک قیراط کم ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اِنَّ الْمَرْاَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهٗ ثُمَّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا وَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ ذِى النُّقْطَتَيْنِ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ. (رواه مسلم) 1729-3

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ہمیں کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اس کتے کو بھی مار دیتے تھے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے کتوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا تم ایسے کتے کو مارو جو بالکل سیاہ رنگ کا ہو جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں بے شک وہ شیطان ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ اَوْمَاشِيَةٍ. (متفق عليه) 1730-4

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ نے شکاری اور بکریوں یا چوپایوں کی حفاظت کے لیے پالے گئے کتوں کے علاوہ دیگر کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

ایسا بالکل سیاہ اور نقطوں والا کتا دیکھنے میں بھی خطرناک لگتا ہے اور اچانک کاٹ لیتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ حفاظت یا شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔ ۲۔ بے مقصد یا شوقیہ کتا رکھنا نیکیوں میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ ۳۔ آوارہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۴۔ کتے کی قیمت کھانا حرام ہے۔ ۵۔ شیطان بعض اوقات کالے کتے کا بہروپ بھر لیتا ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ اَكْلُهُ وَمَا يَحْرُمُ

ان اشیا کا بیان جن کا کھانا حلال یا حرام ہے

دینِ شہری، دیہاتی اور صحرائی لوگوں کی بیک وقت رہنمائی کا اہتمام کرتا ہے۔ دیہاتوں اور صحراؤں میں پالتو جانوروں کے ساتھ قدرتی ماحول میں پرورش پانے والے پرندے اور جانور بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں شکار کرنا انسانی ضرورت بھی ہے اور شوق بھی۔ ان جانوروں کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں نبی محترم ﷺ نے نہایت آسان اصول بیان فرمایا۔ ہر کچلی والا جانور یعنی درندہ اور پنجے سے شکار کرنے والا جانور حرام قرار دیا۔ پھر شریعت نے جس جانور یا پرندے کو حلال قرار دیا ہے اس کے کسی عضو کو مکروہ قرار نہیں دیا۔ تاہم یہ بات طبع انسانی پر چھوڑ دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھتے ہوئے کوئی شخص طبعًا کوئی چیز نہیں کھانا چاہتا تو اسے کوئی گناہ نہیں' جیسا کہ ابھی آپ اس باب میں ''گوہ'' کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا عمل ملاحظہ فرمائیں گے۔ البتہ آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ کوئی چیز نیچے گر جائے اور وہ کھانے کے قابل ہو لیکن محض اسے حقارت کی وجہ سے نہ کھایا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی ناقدری کے ساتھ ساتھ اس کا ضیاع ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهُ حَرَامٌ. (رواه مسلم) 1731-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ. (رواه مسلم) 1732-2

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ذکر کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ ؓ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ. (متفق عليه) 1733-3

حضرت ابو ثعلبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. (متفق عليه) 1734-4

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ بخاری اور مسلم کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس موقع پر گدھے کی حرمت کا اعلان ہوا اسی موقع پر آپ نے گھوڑے کے حلال ہونے کا اعلان فرمایا چنانچہ ابوحنیفہؒ کے سوا تمام آئمہ بشمول اہلحدیث کے مذکورہ حدیث کی بنا پر گھوڑے کی حلت کے قائل ہیں۔ ابوحنیفہ نے جس روایت کو گھوڑے کی حرمت کے فتوہ کی دلیل بنایا وہ روایت بطیہ بن ولید نا قابل اعتبار راوی کی اختراع ہے۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے گھوڑے کو حرام قرار دینے کے فتوی سے رجوع کر لیا تھا اور اس مسئلہ میں بھی دیگر بہت سے مسائل کی مانند اپنی غلط فہمی کا اعتراف کر لیا تھا۔ اور یہی جوانمردی اور اخلاقی جرأت ہے جو ہر عالم دین کا شیوہ ہونا چاہیے۔ اور پھر یاد رہنا چاہیے کہ اگر امام ابوحنیفہ اس مسئلہ میں رجوع نہ بھی کرتے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ حلال اور حرام قرار دینا اللہ اور اس کے رسول کے اختیار میں ہے۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کسی چیز کی حلت وحرمت بدل نہیں جایا کرتی۔

۲۔ عرب نیل گائے کو جنگلی گدھا کہا کرتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ گھریلو گدھا حرام اور جنگلی گدھا (یعنی نیل گائے) حلال ہے۔

۳۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا جائز ہے۔ کسی عضو (کپورے وغیرہ) کو مکروہ یا حرام قرار دینے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ تاہم کوئی شخص حلال جانور کے کسی حصہ کا کوئی گوشت طبعاً پسند نہیں کرتا تو اسے کھانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

گوہ صحرائی جانور ہے جو چوہے کی طرح بل بنا کر رہتی ہے۔ یہ حجاز کی سرزمین میں زیادہ نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لیے عربوں کے ہاں اس کے کھانے کا رواج نہیں تھا۔ یہ شام اور دوسرے علاقوں میں پائی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے حلال قرار دیا ہے۔ لیکن خود کھانا پسند نہیں فرمایا۔ اگر کوئی اسے کھاتا ہے تو اس پر آوازیں کسنا حدیث اور اخلاق کے منافی بات ہے۔ بعض لوگوں نے گوہ سے مراد سانڈا لیا ہے، جس کا آج بھی چولستان کے علاقے میں شکار کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّهُ رَاٰی حِمَارًا وَحْشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا. (متفق عليه) 5-1735

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور اسے شکار کیا۔ نبی مکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ باقی ہے۔ ابوقتادہؓ نے جواب دیا: ہمارے پاس اس کی ٹانگ ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو لیا اور تناول فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ ﷺ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نے "مرّ الظہران" نامی وادی میں خرگوش پکڑا۔ میں اسے لے کر ابوطلحہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی سرین اور ٹانگیں

(متفق علیه) 6-1736

رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجیں، تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ. (متفق علیه) 7-1737

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ''گوہ'' کھاتا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَنْ ضَبٍّ فَقَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَيَّ. (متفق علیه) 8-1738

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ رسولِ مکرم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ میمونہ ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ تھیں۔ انہوں نے ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ دیکھی۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں گوہ پیش کی تو رسولِ اکرم ﷺ نے گوہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی، اس لیے میں اس کے کھانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اسے اٹھایا اور کھالیا، جبکہ رسولِ محترم ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ. (متفق علیه) 9-1739

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. (متفق علیه) 10-1740

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئے ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ عَلَيْنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے جیش الخبط کی جنگ لڑی۔ ہمارے امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے شدید بھوک محسوس کی تو سمندر نے ساحل پر مردہ مچھلی پھینکی ہم نے

مِنْـهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَـاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَـامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ وَاَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْـهُ فَـاَكَلَهٗ. (متفق عليه) 11-1741

اتنی بڑی مچھلی نہیں دیکھی تھی' اس کا نام عنبر تھا۔ ہم اسے پندرہ روز تک کھاتے رہے۔ ابوعبیدہ ؓ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کھڑی کی' تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے' تو ہم نے آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے تمھارے لیے جو رزق نکالا اسے کھاؤ بلکہ اگر تمھارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ' راوی نے بتایا کہ ہم نے اس میں سے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْاٰخَرِ دَاءً. (رواه البخاری) 1742-12

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبو دے' پھر اسے نکال دے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں' کہ اس کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔ (بخاری)

فہم حدیث

آج میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعتاً مکھی کے ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہیں اور دوسرے پر میں جراثیم کُش قوت ہوتی ہے مکھی اس پر کو ڈوبنے نہیں دیتی۔ رسولِ اکرم ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے اگر کوئی ایسی چیز کھانا چاہے تو اسے مکھی ڈبو کر وہ چیز کھا لینی چاہیے۔ اس طرح وہ نقصان دہ نہیں رہتی اگر برتن بہت بڑا ہے اور اس میں چوہا گر جائے چوہا نکالنے سے باقی چیز سلامت رہے تو اسے کھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسی چیز کھانے یا استعمال کرنے پر طبیعت آمادہ ہو۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ فَاْرَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ. (رواه البخاری) 1743-13

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا۔ اس کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چوہے اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دیں اور (بقیہ) گھی کھا لیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً اَقْتُلُهَا نَادَانِيْ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: دھاری دار سانپوں کو قتل کرو۔ یعنی جن کی پشت پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ نیز دم کٹے سانپ کو قتل کرو یہ دو قسموں کے سانپ نظر کو

لُبَابَةَ لَاتَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ. (متفق علیہ)
14-1744

ختم کردیتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مزید بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ مجھے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی اسے قتل نہ کرنا میں نے اسے بتایا کہ رسول مکرم ﷺ نے سانپوں کو قتل کا حکم دیا ہے۔ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کردیا تھا۔ (بخاری) اور وہ (جنات وغیرہ میں سے) آبادکار ہوتے ہیں۔

فہم الحدیث

یعنی ایسے زہریلے سانپ بھی ہوتے ہیں جن کے اثرات سے آدمی کی نظر ختم اور عورت کا بچہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِي السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِيْهِ حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَبُوْ سَعِيْدٍ يُصَلِّيْ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِيْهِ فَتًى مِّنَّا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ يَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَاَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَاِذَا امْرَاَتُهٗ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهٖ وَاَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْ اَخْرَجَنِيْ

حضرت ابو السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے ان کی چارپائی کے نیچے سے آہٹ سنی۔ ہم نے غور کیا تو وہاں سانپ تھا۔ میں اسے مارنے کے لیے اٹھا۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ میں ان کے اشارے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے محلے کے ایک گھر کی جانب اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: وہ تمہیں گھر نظر آرہا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خندق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول محترم ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر آجاتا۔ ایک روز اس نے اجازت طلب کی تو رسول محترم ﷺ نے اس کو اجازت عطا کرتے ہوئے فرمایا: اپنے ہتھیار ساتھ لے جاؤ میں تیرے بارے میں بنوقریظہ سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ تو اس شخص نے ہتھیار لیے اور اپنے

فَدَخَلَ فَاِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا اَلْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا ادْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلٰثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ. (رواه مسلم)1745-15

گھر کی جانب چل دیا۔ وہ گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے میں کھڑی ہے۔ اس نے بیوی کو مارنے کے لیے اس کی طرف نیزہ بڑھایا، اس کی غیرت نے اسے ایسا کرنے پر اکسایا۔ بیوی نے اسے کہا: اپنے نیزے کو روکئے جب آپ گھر میں داخل ہوں گے تو معلوم ہوگا کون سی چیز نے مجھے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اچانک اس کی نگاہ ایک سانپ پر پڑی' جو بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی جانب نیزہ بڑھایا اور اس کو نیزے میں پرولیا۔ پھر وہ کمرے سے باہر نکلا اور نیزے کو صحن میں گاڑھ دیا۔ سانپ اس پر پیچ وتاب کھانے لگا لیکن یہ علم نہ ہوسکا کہ سانپ اور نوجوان میں سے پہلے کون فوت ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ ہم رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا اور ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے زندہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بلا شبہ ان گھروں میں جنات رہتے ہیں' جب اپنے گھروں میں کسی سانپ کو دیکھو تو تین بار اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کرو۔ اگر وہ چلا جائے تو بہتر ورنہ اسے مارڈالو کیونکہ وہ کافر جن ہے۔ آپ نے مزید فرمایا: جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک مدینہ منورہ میں کچھ جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو انہیں تین دن تک مطلع کرتے رہو۔ اگر اس کے بعد بھی وہ تمھیں نظر آئے تو اسے مارڈالو۔ یقیناً وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ سانپ غیر معمولی ساخت کا ہوتا ہے۔ اس کی حرکات بھی دوسرے سانپوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ایسے سانپ کو مارنے سے پہلے وارننگ دینی چاہیے۔ اگر یہ جن ہوگا تو نکل جائے گا بصورت دیگر اسے ماردینا چاہیے۔

عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ. (متفق عليه)1746-16

حضرت ام شریک ؓ بیان کرتی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے واضح کیا یہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے آگ میں پھونک مارتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا. (رواه مسلم) 17-1747

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور اس کو بدترین نقصان پہنچانے والا فاسق جانور قرار دیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ. (رواه مسلم) 18-1748

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے پہلی چوٹ سے ہی گرگٹ کو مار دیا تو اس کے لیے سو نیکیاں ثبت ہو جاتی ہیں اور دوسری بار میں مارنے سے اس سے کم اور تیسری بار میں مارنے سے اس سے بھی کم نیکیاں ملتی ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ. (متفق عليه) 19-1749

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چیونٹی نے ایک پیغمبر کو کاٹا انہوں نے چیونٹیوں کی بلوں کو جلانے کا حکم دے دیا۔ اور انہیں جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب وحی کی تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا تھا' لیکن تو نے ایک جماعت کو جلا دیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی تھی؟۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کیڑے مکوڑے ایسی جگہ ہوں' جہاں آدمی کو تکلیف دیں تو انہیں مارنا جائز ہے۔ البتہ جن سے تکلیف اور کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو' تو انہیں مارنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بھی اپنے خالق کی تسبیحات پڑھتے ہیں۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّیْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ. (رواه البخاری) 20-1750

حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان دیگچوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا' جن میں گھریلو گدھوں کا گوشت تھا۔ اچانک منادی کرنے والے نے اعلان کیا' کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ کچلی والے جانور اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے۔
۲۔ گدھے کا گوشت حرام ہے۔
۳۔ جنگلی گدھا یعنی نیل گائے حلال ہے۔
۴۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا حلال ہے۔
۵۔ شرعاً حلال سمجھنے کے باوجود طبعاً کوئی چیز کھانا پسند نہ ہو تو گناہ نہیں۔
۶۔ گری ہوئی چیز کھانے کے قابل ہو تو اسے اٹھا کر کھا لینا چاہیے۔
۷۔ موذی جانور کو مار دینا چاہیے۔
۸۔ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔
۹۔ گھر میں سانپ ہو اور اس کی حرکات غیر معمولی دکھائی دیں تو اسے مارنے سے پہلے وارننگ دینی چاہیے' ممکن ہے' وہ جن ہو۔



بَابُ الْعَقِيقَةِ

عقیقہ اور اس کے احکام

عربی زبان میں "حنك" کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا یا ادب سکھلانا۔ اسی سے عربی کا محاورہ ہے۔ "حنك الصبی" فلاں نے بچے کو ادب سکھایا "تحنیك" کا معنی یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر نرم کر کے بچے کے تالو میں لگائی جائے۔ جس سے بچے کا منہ، رگیں اور معدہ صاف ہو جاتا ہے۔ یہ عمل فوری طور پر جسم میں انسولین کا کام کرتا ہے۔ تحنیك سے بچے کو دودھ پینے کا سلیقہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کو اردو زبان میں گھٹی دینا کہا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے گھر میں سے سب سے نیک آدمی بچے کو گھٹی دے۔ بعض صحابیات رضی اللہ عنھن "گھٹی" دینا کیلئے اپنے بچے کو نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرتی تھیں۔

مدینہ پہنچنے کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور تمام مہاجرین کو ان کی پیدائش پر نہایت خوشی ہوئی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہماری وجہ سے ان کی بیویاں بچے جنم دینے سے معذور ہو گئی ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى.

(رواه البخاری) 1751-1

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ. (رواه مسلم) 1752-2

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ حَنَّكَهُ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ

پہلی فصل

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ الضبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے بچے کی ولادت پر عقیقہ کا حکم دیا اور فرمایا اس کی جانب سے خون بہاؤ اور اس سے پلیدی کو دور کرو۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور گھٹی دیتے۔ (مسلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ وہ مکہ میں ہی تھیں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس کے بطن میں تھے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میرے ہاں قباء میں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے بچے کو آپ ﷺ کی گود میں دے دیا۔ آپ

عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ.
(متفق عليه)3-1753

ﷺ نے کھجور منگوائی اسے چبایا اور اس کے منہ میں تھوڑے سے لعاب کے ساتھ ڈال دیا پھر اس کے حلق کے ساتھ اسے لگایا اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی۔ یہ پہلا بچہ تھا جو مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے کسی مسلمان کے ہاں پیدا ہوا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ بچے کو گھٹی دینا سنت ہے۔
۲۔ ماں باپ یا کوئی نیک مرد یا عورت گھٹی دے سکتے ہیں۔
۳۔ گھٹی دینے والا نومولود کے لیے برکت کی دعا کرے۔
۴۔ لڑکے کے لیے دو جانور اور بچی کے لیے ایک جانور عقیقہ کرنا چاہیے۔
۵۔ سات دن کے بعد بچے کا نام رکھنا، سر منڈوانا، نہلانا اور عقیقہ کرنا سنت ہے۔



كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کھانے کے مسائل

کھانا پینا ہر جان دار کی ضرورت ہے۔اس کے بغیر زندگی اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔مگر حیوان اور انسان بالخصوص مسلمان کے کھانے پینے میں واضح فرق ہونا چاہیے۔حیوان کو مالک اور غیر کے چارے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی ضابطے کا پابند ہے۔جبکہ انسان کے لیے ایک ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ وہ صرف اپنا مال کھا سکتا ہے بلا اجازت دوسرے کا نہیں۔مسلمان کو اپنا کھانا کھانے کے لیے بھی کچھ ضابطوں کا پابند کیا گیا ہے۔تا کہ نہ صرف حیوان اور انسان کا فرق ہو بلکہ عام انسان اور مسلمان کے کھانے میں بھی نمایاں فرق پایا جائے۔اسی لیے امت مسلمہ کو ایک سلیقے اور طریقے سے متعارف کروایا گیا ہے تا کہ مسلمان دستر خوان پر بھی مہذب اور سلیقہ شعار قوم دکھائی دیں۔آپ ﷺ کھانے کے وقت تین انگلیاں استعمال کیا کرتے تھے تا کہ لقمہ چھوٹا لیا جائے۔پھر اس طرح چباتے کہ لقمہ منہ سے باہر دکھائی نہ دیتا۔لقمے کا منہ سے باہر نظر آنا پرلے درجے کی بدتہذیبی ہے۔اس لیے لقمہ چھوٹا لیتے ہوئے منہ کو بند رکھنا چاہیے۔چپا کی مار مار کر کھانا قبیح عمل ہے۔تہذیب اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر اور اگر ایک سے زیادہ آدمی دستر خوان پر موجود ہوں تو ہر کسی کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔''کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو اور کھانا اپنے سامنے سے کھاؤ۔''آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ متکبر اور مغرور لوگوں کی طرح نہیں بلکہ عاجز اور منکسر المزاج لوگوں کی طرح یعنی ٹیک لگا کر نہیں بلکہ سیدھا بیٹھ کر کھاؤ۔نبی محترم ﷺ کھانا کھانے کے وقت دونوں پاؤں پر بیٹھتے یا ایک پر بیٹھتے ہوئے دوسرے کو کھڑا رکھنا پسند فرماتے تھے۔(مسند امام احمد)

تا کہ کھانے والا پیٹ پھیلا کر نہیں سکیڑ کر کھائے اس طرح بسیار خوری سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔اگر کوئی زیادہ کھانا کھانا چاہتا ہے تو پھر بھی اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے دوسرا پینے اور باقی سانس کی آمد و رفت کے لیے چھوڑے۔کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: کسی برتن کو اس کے کناروں تک بھر دینا اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کہ اپنے پیٹ کو لبالب بھر دینا نقصان دہ ہے۔(ترمذی)۔اس طرح چل پھر کر کھانا پینا پسندیدہ انداز نہیں ہے۔یہ انداز انسانوں کے بجائے حیوانوں سے زیادہ مشابہ ہے۔مگر آج اپنے آپ کو مہذب جاننے والے کسی تقریب میں جائیں تو وہ دستر خوان پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ جیسے بڑی مدت سے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہوں۔کئی دفعہ دھکم پیل اور چھینا جھپٹی سے بڑھ کر اچھا خاصا ہنگامہ اور چیخ و پکار کا عالم برپا ہو جاتا ہے، کپڑے سالن سے تربتر، پلیٹیں اور بعض دفعہ دیگیں الٹ جاتی ہیں، چمچے آندھی کی طرح چلنے لگتے ہیں معمّر اور مہذّب لوگ حیرت زدہ ہوتے ہوئے یہ تماشائے بدتمیزی دیکھ کر کچھ کھائے بغیر واپس پلٹ جاتے ہیں۔میزبان رسوائی اور خفت کی تصویر بنا دانت پیستا رہ جاتا ہے۔افراتفری کی اس واردات میں دین دار طبقہ ہنگامہ آرائی میں تو شامل نہیں ہوتا لیکن بسیار خوری میں وہ بھی پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا۔ان کے کھانے پینے کے ایسے واقعات زبان زدِ عام ہیں کہ سننے والا ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پھل پھر کر یا کھڑے ہو کر کھانا

کھانے کے علاوہ پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانے کے ثبوت موجود ہیں لیکن باقاعدہ کھانا کھڑے ہو کر کھانے کا کوئی حوالہ حدیث کی کتب میں نہیں ملتا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہی ہے کہ کھانا آرام سے بیٹھ کر کھایا جائے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ ؓ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ. (متفق عليه) 1-1754

حضرت عمر بن ابو سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں رسول معظم ﷺ کی سرپرستی میں بچپن گزار رہا تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے دوران پلیٹ میں ادھر ادھر گھومتا رہا تو مجھے رسول اکرم ﷺ نے ہدایت کی کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو! اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ! اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. (رواه مسلم) 2-1755

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال تصور کرتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ. (رواه مسلم) 3-1756

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تمھارے لیے اس گھر میں نہ جگہ ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات رہنے کی جگہ پالی ہے۔ اور جب کوئی کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم نے رات رہنے کے لیے جگہ حاصل کر لی اور کھانا بھی حاصل کر لیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهِ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ. (رواه مسلم) 4-1757

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب وہ پیے تو بھی دائیں ہاتھ سے پیے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا. (راوه مسلم) 1758-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کھائے اور نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔(مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَمْسَحَهَا. (رواه مسلم)1759-6

حضرت کعب بن مالک ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور انگلیوں کو صاف کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهٖ الْبَرَكَةُ. (رواه مسلم) 1760-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انگلیوں اور پلیٹ کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تمھیں کیا معلوم کس میں برکت ہے؟۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا. (متفق عليه)1761-8

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص کھانے سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ صاف کرنے سے پہلے خود ان کو چاٹ لے یا کسی دوسرے کو چٹوا دے۔(بخاری۔مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهٖ يَكُوْنُ الْبَرَكَةُ. (روه مسلم)1762-9

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ شیطان تمہارے سب کاموں کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹے' کیونکہ تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّہ میں برکت ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے کھانا کھانے میں اس قدر نفاست تھی کہ آپ ﷺ انگوٹھا سمیت تین انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اسی تعلیم سے امت کو آراستہ کرنے کی کوشش فرمائی۔ اس کے باوجود اگر کسی کی انگلیوں کو سالن لگ جائے تو ارشاد ہے کہ

چاٹ لے۔اور برتن میں سالن لگا ہوا ہو تو اسے ضائع کرنے کے بجائے پلیٹ چاٹ لینا زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے کس لقمے اور ذرّے میں برکت رکھی ہو۔تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ بسا اوقات آدمی کھانے کے اختتام تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔اور پھر اچانک آخری چند لقمے کھانے کے بعد اس کی طبیعت سیر اور مطمئن ہو جاتی ہے۔اس لیے فرمان ہے کہ آدمی کو برتن اور اپنی انگلیاں چاٹ لینی چاہییں۔اس میں تواضع' اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدردانی ہے اور اسی لیے اس میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا اٰكُلُ مُتَّكِأً. (رواه البخاری)1763-10

حضرت ابو جحیفہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔(بخاری)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَكَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَلَهٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰی مَا یَاكُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ. (رواه البخاری)1764-11

حضرت قتادہ ؓ حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے چوکی یا میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ٹرے میں کھانا کھایا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے لیے میدے کی روٹی تیار کی گئی۔قتادہ ؓ سے دریافت کیا گیا پھر وہ کس چیز پر کھانا کھاتے قتادہ نے کہا دستر خوان پر۔

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ نے صرف لباس اور رہن سہن میں سادگی اختیار نہیں کی بلکہ کھانے پینے میں بھی بسیار خوری اور پر تکلف دستر خوان کی بجائے فطری اور سادہ کھانے کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔بہت گرم کھانا بھی آپ کو پسند نہیں تھا اور آٹے سے بالکل چھان نکال دینے کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔بعض نام نہاد اہلِ علم نے آٹا نہ چھاننے کو صرف آپ ﷺ کی غربت سے تعبیر کیا ہے' لیکن موجودہ ریسرچ کے مطابق ڈاکٹر حضرات آٹے سے مکمل چھان نکالنے کو نظامِ انہضام کے لیے بہتر نہیں سمجھتے۔قربان جائیں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کہ آپ ﷺ نے اس حقیقت سے اپنی امت کو چودہ سو سال پہلے روشناس کرایا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مَا اَعْلَمُ النَّبِیَّ رَاٰی رَغِیْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰی شَاةً سَمِیْطًا بِعَیْنِهٖ قَطُّ . (رواه البخاری)1765-12

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وفات تک میدے کی روٹی کو دیکھا ہو اور نہ کبھی آپ ﷺ نے سالم بھنی ہوئی بکری کو دیکھا۔(بخاری)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَالَ مَارَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخُلًا مِنْ

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا' تو اس وقت سے فوت ہونے تک رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدے کی چپاتی دیکھی اور

حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ. (رواہ البخاری) 13-1766

نہ چھلنی دیکھی۔ دریافت کیا گیا کہ تم جو کے آٹے کو بغیر چھانے کیسے کھاتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اسے پیستے اور اس میں پھونکیں مارتے پھونکوں سے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو بچ جاتا تو اسے ہم گوندھ کر پکاتے اور کھا لیتے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ مَاعَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. (متفق علیہ) 14-1767

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر چاہت ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند جانتے تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ ؓ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ وَكَانَ يَاكُلُ قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاكُلُ فِيْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ. (رواہ البخاری)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ؓ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ

وَفِيْ اُخْرٰى لَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهُ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اِنَّهُ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِيْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ. 15-1768

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: ایک شخص بہت کھانا کھایا کرتا تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا' تو پھر کم کھانے لگا۔ نبی معظم ﷺ کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ (بخاری) اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے واقعے کے بغیر اس حدیث میں سے صرف فرمان رسول نقل کیا ہے اور جبکہ امام مسلم کی دوسری روایت جو ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ ایک شخص حالت کفر میں رسول کریم ﷺ کا مہمان بنا رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا بکری کا دودھ دوہا جائے تو دودھ دوہا گیا اس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پی لیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا تو نبی محترم ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ دودھ دوہا گیا اور وہ اسے پی گیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اور اسے پلانے کو کہا تو وہ نہ پی سکا۔ اس پر رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے جبکہ کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی رسول گرامی ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا

الْاَرْبَعَةِ. (متفق عليه) 16-1769

تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا چار کو کفایت کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِيْ الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ. (رواه مسلم) 17-1770

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ. (متفق عليه) 18-1771

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا کہ جو کا دلیہ بیمار کے دل کو آرام اور اس کا بوجھ کم کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

دین ہر حال میں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار اور خیر خواہی کا حکم دیتا ہے۔ اسی تعلیم کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ توقع فرماتے ہیں کہ جب کھانا ایک آدمی کا ہو تو ایک سے زائد آدمی ایثار کے جذبے کے ساتھ کھانا کھائیں گے تو یقیناً ان کے لیے یہ کھانا کافی اور باعثِ رحمت ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ. (متفق عليه) 19-1772

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: ایک درزی نے نبی مکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے خود تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور گوشت کے خشک کیے ہوئے ٹکڑے تھے آپ ﷺ کے سامنے رکھے۔ میں نے دیکھا کہ نبیِ محترم ﷺ پیالے میں ادھر ادھر سے کدو تلاش کر رہے تھے۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو محبوب جانتا رہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ ؓ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهِ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (متفق عليه) 20-1773

حضرت عمرو بن امیہ ؓ بیان کرتے ہیں اس نے نبیِ معظم ﷺ کو دیکھا، کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں بکری کی دستی تھی۔ آپ ﷺ اس میں سے چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا، تو آپ ﷺ نے گوشت کے ٹکڑے اور چھری کو رکھ دیا جس کے ساتھ آپ ﷺ اسے کاٹ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. (رواه البخاری)1774-21

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ محترم ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے۔(بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ اَهْلَهُ الْاُدْمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ. (رواه مسلم)1775-22

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے گھر والوں سے سالن طلب کیا۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس تو بس سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے منگوایا اور اس کے ساتھ کھانے لگے اور فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔(مسلم)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ. (متفق علیه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مِنَ الْمَنِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. 1776-23

حضرت سعید بن زید ؓ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کھمبی مَن میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا بخش ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ اس "مَن" سے ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر نازل فرمایا۔

فہم الحدیث

کھمبی ایک قدرتی سبزی ہے۔ جو سخت ترین زمین میں برسات کے موقع پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہایت نرم سفید اور اس کا ذائقہ انڈے کے قریب تر ہوتا ہے۔ کچی کھانے میں بھی ایک مزا ہے۔ خودرو سبزی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے مَن کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. (متفق علیه)1777-24

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا' آپ کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ اَطْيَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا. (متفق علیه)1778-25

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: ہم رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ 'مرالظہران' مقام میں تھے۔ ہم پیلو چن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ رنگ کے پیلو چننا اس لیے کہ وہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے

فرمایا: ہر پیغمبر نے بکریاں چرائی ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا.
وَفِي رِوَايَةٍ يَأْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا. (رواه مسلم)26-1779

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اکڑوں بیٹھے کھجوریں تناول فرمارہے تھے۔
اور ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ کھجوریں جلدی جلدی تناول فرمارہے تھے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهُ . (متفق عليه)27-1780

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے رفقاء کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں بیک وقت ملا کر نہ کھائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَجُوْعُ اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ
وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا. (رواه مسلم)28-1781

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں' وہ بھوکے نہیں رہتے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ وہ گھر جس میں کھجوریں نہیں ہیں' وہ بھوکے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ دو' یا تین بار دہرایا۔

عَنْ سَعْدٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ. (متفق عليه)29-1782

حضرت سعد ؓ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں تناول کرتا ہے' اس روز اسے زہر اور جادو نقصان نہیں دے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ فِيْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً وَاِنَّهَا تِرْيَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ. (رواه مسلم)30-1783

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ 'عالیہ' کی عجوہ کھجور میں شفا ہے صبح کے وقت اس کا کھانا تریاق ہے یعنی زہر کے لیے نافع ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

عجوہ کھجور میں اللہ تعالیٰ نے کئی بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ اگر اس کو ایک خاص ترکیب اور بالخصوص دوسری ادویات کے ساتھ ملا کر کھایا جائے۔ آپ نے دل کی بیماری کے لیے حضرت سعد ؓ کو گٹھلی سمیت عجوہ کھجور کھانے کی تجویز دی تھی۔ حضرت سعد ؓ ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک میرے دل نے محسوس کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ آپ دل

کے مریض ہیں' آپ کو حارث بن کلدہ جو قبیلۂ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں' ان سے علاج کروانا چاہیے۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ سات عجوہ کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت پیس کر تمہیں کھلائیں۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحت مند ہوئے۔ ہزاروں میل گھوڑے پر سفر کیا اور ایران کے فاتح قرار پائے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَانُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَا لتَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا اَنْ يُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ. (متفق عليه) 1784-31

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ بسا اوقات پورا مہینہ گزر جاتا اور ہمارے ہاں آگ نہ جلتی۔ بس کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا یا کبھی کبھی کہیں سے تھوڑا سا گوشت آ جاتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ إِلَّا وَاَحَدُهُمَا تَمْرٌ. (متفق عليه) 1785-32

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مسلسل دو روز تک سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی' ہر دوسرے روز ضرور کھجوریں ہوتیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ. (متفق عليه) 1786-33

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ہم آپ کی زندگی میں کھجوروں اور پانی سے بھی سیر نہیں ہوئے۔ (یعنی وہ بھی بہت تھوڑی سی میسر ہوتی تھیں) (بخاری۔ مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَاشِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ صلى الله عليه وسلم وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَايَمْلَأُ بَطْنَهُ. (رواه مسلم) 1787-34

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم جو چاہتے ہو وہی کچھ کھاتے پیتے ہو؟ لیکن میں نے تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تو کھجوریں بھی اس قدر نہیں پاتے تھے' کہ پیٹ بھر کر کھائیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ إِلَيَّ وَاِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِقَصْعَةٍ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهُ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَكْرَهُهُ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ. (رواه مسلم) 1788-35

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب کھانا لایا جاتا' تو آپ اس سے تناول فرماتے اور باقی ماندہ میری جانب بھیج دیتے۔ آپ نے ایک روز میری جانب ایک بڑا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اس سے بالکل تناول نہیں کیا تھا۔ اس لیے کہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا: بھلا لہسن حرام ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔ لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں اسے ناپسند جانتا ہوں۔ میں نے کہا: جس چیز کو آپ ناپسند جانتے ہیں میں بھی اسے ناپسند جانتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْبَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا اَوْ لِیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ وَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِیْہِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَلَھَا رِیْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْھَا اِلٰی بَعْضِ اَصْحَابِہٖ وَقَالَ کُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا تُنَاجِیْ. (متفق علیہ)1789-36

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے' وہ ہماری مسجد سے دور رہے' یا اپنے گھر میں رہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں سبزیاں تھی۔ آپ نے اس میں بومحسوس کی تو آپ نے فرمایا: اسے فلاں شخص کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو وہ اسے کھالے' اس لیے جس ذات سے میں سرگوشی کرتا ہوں اس ذات سے تو سرگوشی نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ یْکَرِبَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کِیْلُوْا طَعَامَکُمْ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ. (رواہ البخاری)1790-37

حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خوراک والی جنس کو ماپ لیا کرو ایسا کرنے سے اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔

فہم حدیث

اس ارشاد کے معنیٰ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزیں یعنی آٹا اور سبزیاں وغیرہ پکاتے وقت کھانے والے افراد کے مطابق اندازہ کرنا چاہیے تا کہ کھانا زیادہ نہ ہو اس طرح کھانا ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ یہ بھی باعثِ برکت ہے۔ ویسے بھی آدمی متوازن استعمال کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا. (رواہ البخاری)1791-38

حضرت ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کے سامنے سے دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ ﷺ دعا فرماتے: "کثرت اور برکت سے بھرپور ساری تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں' جو ختم نہ ہوں' نہ ان کو چھوڑا جاسکتا ہے' اور نہ اس سے بے نیازی دکھائی جائے' اے ہمارے پروردگار! (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا. (رواہ مسلم)1792-39

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے' جو کھانا کھا کر اس کی تعریف کرتا ہے یا پانی پی کر اس کی تعریف کرتا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ حُذَیْفَۃَ ؓ قَالَ کُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں جب کبھی ہم نبی کریم

ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعُ يَدَهُ وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ فَاَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهُ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا.

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَاَكَلَ. (رواه مسلم)1793-40

ﷺ کے ساتھ کسی کھانے کی مجلس میں حاضر ہوتے' تو جب تک رسول اکرم ﷺ کھانے میں اپنا ہاتھ نہ ڈالتے' ہم بھی نہ ڈالتے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کی رفاقت میں کھانے پر مدعو تھے کہ ایک لونڈی آئی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہے وہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد ایک بدوی آدمی آیا' یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اور فرمایا شیطان اس کھانے کو حلال گردانتا ہے' جس پر بسم اللّٰہ نہ پڑھی جائے۔ شیطان اس لڑکی کو لایا تھا تا کہ اس کے ذریعہ اپنے لیئے' کھانا جائز کر لے میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اس بدوی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے کھانا حلال کر لے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بلاشبہ شیطان کا ہاتھ اس وقت میرے ہاتھ میں لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے 'بسم اللّٰہ' پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں اور بسم اللہ پڑھتے ہوئے اپنے سامنے سے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھانا چاہیے۔ ۲۔ لقمہ چھوٹا لیجئے تا کہ چبانے کے دوران منہ سے باہر دکھائی نہ دے۔ ۳۔ چپا کی مار کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۴۔ کھانے اور مشروبات میں پھونکنا جائز نہیں۔ ۵۔ دعوت کھانے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہوئے بہتر تبصرہ کرنا چاہیے۔ ٦۔ اول آخر دعا پڑھنا نہ بھولیے۔ ۷۔ بسیار خوری کفار کا طریقہ ہے۔ ۸۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے والا شیطان کو اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہے۔ ۹۔ نفاست کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا تین انگلیوں کے ساتھ کھایا جائے۔ ۱۰۔ کھانے کے بعد ہاتھ اور برتن صاف کرنا چاہیے۔ ۱۱۔ ٹیک لگا کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۲۔ زمین پر بیٹھے ٹیبل پر رکھ کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۳۔ ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے۔ بشرطیکہ وہ صبر اور ایثار کے جذبے سے کھائیں۔ ۱۴۔ کھانا کھانے کے بعد کلی کیے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا سنت ہے۔ ۱۵۔ لہسن یا سگریٹ پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔



بَابُ الضِّيَافَةِ

مہمان نوازی کے آداب

عرب دنیا میں مہمان نوازی کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ مہمان کی خدمت کے لیے میزبان کے پاس ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ اس کے باوجود اپنی روایات اور انا کی خاطر ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کو ذبح کر دیا کرتے تھے۔ تاہم بعض قبائل ایسے بھی تھے جو مہمان نوازی کے تصور سے بے خبر تھے۔ کئی دفعہ مہمان کی طرف سے یہ زیادتی ہوتی کہ وہ بلا وجہ اپنے میزبانوں کے ہاں کئی کئی دن ٹھہرا رہتا۔ رسول اکرم ﷺ نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی اور کچھ لوگوں کی مہمان سے عدم التفاتی' کی اصلاح کرتے ہوئے' اس کو دینی روایات کا جامہ پہناتے ہوئے فرمایا: کہ جو شخص دل کی گہرائیوں سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی خاطر مدارات کرنی چاہیے۔ کیونکہ کوئی آدمی دوسرے کے پاس ذاتی غرض' یا تعلق داری کے جذبے سے ہی آیا کرتا ہے۔ کسی کا آنا ہر اعتبار سے میزبان کی عزت کا باعث ہے۔ اس لیے اسے مہمان کی آمد پر خوشی ہونی چاہیے۔ میزبان حتی المقدور مہمان کی خدمت کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ مہمان نوازی کی مدت تین دن تک ہے۔ اس کے بعد اگر مہمان کے ساتھ خصوصی برتاؤ نہ کیا جائے تو حرج نہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ وَفِیْ رِوَایَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ. (متفق علیه) 1794-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف میں مبتلا نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور ایک روایت میں پڑوسی کے بجائے یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتُهٗ یَوْمٌ وَلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا یَحِلُّ

حضرت ابو شریح کعبی ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن ایک رات خوب اہتمام کرے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد

لَـهُ اَنْ يَثْوِیَ عِنْـدَهُ حتّیٰ يُـحَرِّجَـهُ. (متفق علیه)1795-2

صدقہ ہے اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسی کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ میزبان تنگی میں مبتلا کر دے۔ (بخاری ومسلم)

عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَـالَ قُلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اِنَّکَ تَبْـعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰی فَقَالَ لَنَا اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَکُمْ بِمَا يَنْبَغِیْ لِـلـضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَـقَّ الـضَّيْفِ الَّـذِیْ يَنْـبَـغِـیْ لَهُـمْ. (متـفـق علیه)1796-3

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' آپ ﷺ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس ٹھہرتے ہیں جو ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے' آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اگر تم کسی قوم کے مہمان بنو وہ تمھارے لیے مہمان نوازی کا مناسب اہتمام کریں تو تم اسے قبول کرو اگر وہ مناسب اہتمام کریں تو ان سے مہمان نہ نوازی کا مناسب حق وصول کر سکتے ہو۔ (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے علاقے میں جائے جہاں اس کی جان پہچان ہو اور نہ ہی اس کے پاس زادِ راہ ہو۔ اگر وہاں کے لوگ مہمان نوازی کی طرف توجہ نہیں کرتے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ کسی سے تکرار کے ساتھ کھانا مانگ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔

عَـنْ اَبِـیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَـالَ خَـرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَـوْمٍ اَوْلَيْـلَةٍ فَـاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُـمَـرَ فَـقَـالَ مَا اَخْرَجَکُمَا مِنْ بُيُوْتِکُمَا هٰذِهِ السَّـاعَةِ قَـالَا اَلْجُوْعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَـدِهٖ لَاَخْـرَجَـنِـیَ الَّـذِیْ اَخْـرَجَـکُمَا قُوْمُوْا فَـقَـامُـوْا مَعَهُ فَاَتٰی رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْـسَ فِـیْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَاَهْلًا فَـقَـالَ لَهَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ قَـالَـتْ ذَهَـبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ اِذْجَاءَ الْاَنْـصَـارِیُّ فَـنَـظَـرَ اِلٰـی رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ وَصَـاحِبَيْـهِ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مَا اَحَدٌن اَلْيَوْمَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں ایک دن یا ایک رات رسولِ اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ملاقات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت تم کیوں گھروں سے نکلے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمھیں نکالا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلیں! تو وہ آپ ﷺ کے ہمراہ ہو گئے آپ ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے وہ گھر میں نہیں تھا جب اس کی بیوی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے کہا آپ ﷺ کا تشریف لانا مبارک ہو آئیں خوش آمدید۔ رسولِ مکرم

اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِنِّىْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَاءَ هُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَ تَمْرٌ وَ رُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِاَبِىْ بَكْرٍ ؓ وَعُمَرَ ؓ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ. (رواہ مسلم) 1797-4

ﷺ نے پوچھا آپ کا خاوند کدھر ہے؟ عورت نے جواب دیا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اسی وقت انصاری بھی آ گیا۔ اس نے رسولِ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اس نے کہا اللہ کا شکر ہے آج مہمانوں کے اعتبار سے کوئی بھی مجھ سے عزت والا نہیں ہے۔ راوی نے بیان کیا: وہ گیا اور ان کے پاس کھجور کے درخت کی ایک شاخ لایا جس میں کچی پکی عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں۔ اس نے عرض کیا آپ ﷺ تناول فرمائیں۔ اور اس انصاری نے چھری ہاتھ میں لی' تو رسولِ اکرم ﷺ نے مشورہ دیا کہ دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔ اس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی پیا۔ جب اچھی طرح کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسولِ معظم ﷺ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ تم بھوک کے گھروں سے نکلے تھے۔ واپس لوٹنے سے پہلے تمھیں یہ نعمتیں نصیب ہوئیں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مہمان کی خدمت کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

۲۔ مہمان نوازی کی مدت تین دن ہے۔

۳۔ بلاوجہ دوسرے کے ہاں ٹھہرے رہنا جائز نہیں۔

۴۔ ہر نعمت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۵۔ بے تکلف عزیز و احباب کے ہاں کھانے پینے کی نیّت سے جانا جائز ہے۔

۶۔ آدمی کے پاس کچھ نہ ہو تو بھوک کی شدّت کی وجہ سے دوسرے سے کھانے پینے کی چیز مانگ سکتا ہے۔



بَابُ الْاَشْرِبَةِ

پینے کے آداب

کھانے پینے کے آداب کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا خلاصہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مشروبات کے باب میں آپ ﷺ کے فرامین کا لُبِ لباب یہ ہے کہ آدمی کو مشروبات غٹا غٹ نہیں پینے چاہیں۔ اس انداز سے پیٹ تو بھر جاتا ہے لیکن طبعیت سیر نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح پینے سے ہوا کی کافی مقدار پیٹ میں بھر جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ لیکن پیاس نہیں بجھتی نیز غٹا غٹ پینے سے دھن سے مناسب مقدار میں ہاضم لعاب مشروب کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے جس وجہ سے اسے معدے کی طرف سے اپنائیت کی بجائے اجنبیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گویا یہ کسی کے گھر میں باضابطہ مہذب اور شائستہ طریقہ سے آنے کی بجائے آدھمکنے والی بات ہوئی۔ جو مناسب نہیں اس لیے اگر شدت پیاس میں اس طرح پانی پیا جائے تو بسا اُوقات آدمی کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بند برتن یا ٹوٹی وغیرہ سے منہ لگا کر پینے سے بھی منع کیا گیا اس میں یہ حکمت ہے کہ بند برتن کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پینے میں ایک تو یہ دقت پیش آتی ہے کہ برتن سے خارج ہونے والی ہوا جب خارج نہیں ہو پاتی تو پانی پینے میں مشکل محسوس ہوتی ہے۔ جس کا تجربہ مشروب کی بوتل کو اپنے منہ میں ڈال کر کیا جا سکتا ہے۔ دوسری پریشانی ایسے مشروبات جو پیک نہیں ہوتے ان میں کیڑے مکوڑے یا تنکا ہو تو پیتے وقت پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس انداز سے پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلٰثًا (متفق عليه) وَ زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ اِنَّهُ اَرْوٰى وَ اَبْرَاُ وَ اَمْرَاُ. 1-1798

پہلی فصل

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ مشروب پیتے ہوئے تین بار سانس لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں اضافہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اس طرح زیادہ سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ صحت میں اضافہ ہوتا ہے اور ہضم کا فعل قوی ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ. (متفق عليه) 2-1799

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے مشکیزوں کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَاخْتِنَاثُهَا اَنْ يُّقْلَبَ رَاْسُهَا ثُمَّ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے مشکیزے کے منہ کے اختناث سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں وضاحت ہے کہ اختناث یہ ہے کہ اس کے منہ کو

يُشْرَبُ مِنْهُ (متفق عليه)

الٹ کر اس سے پیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

3-1800

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. (رواه مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ (مسلم)

4-1801

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَقِئْ. (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ اور جو شخص بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لے تو وہ قئے کردے۔ (مسلم)

5-1802

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ. (متفق عليه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زم زم کا ڈول پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (بخاری و مسلم)

6-1803

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحْبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُنَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَأَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. (رواه البخاري)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی پھر لوگوں کی ضرورتوں کو حل کرنے کے لیے کوفہ کے کھلے میدان میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے اسے پیا اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ راوی نے بیان کیا کہ انہوں نے اسی طرح سر اور دونوں پاؤں کو بھی دھویا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ پانی پیا۔ پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل اسی طرح کیا' جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

7-1804

فہم الحدیث

عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا ڑپینا مکروہ ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی سابقہ جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن مجبوراً کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے جبکہ کچھ مواقع ایسے ہیں جہاں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ ان میں سے وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ جیسے کہ نسائی باب صفۃ الوضوء حدیث نمبر ۹۵ ہے۔ نیز جامع ترمذی باب فی وضوء النبی کیف کان حدیث نمبر ۴۸ میں ۔ ن ۔ضاحت ہے کہ یہ صرف ایک چلو وضوء کے بچے ہوئے پانی سے لے کر کھڑے ہو کر پیا تھا۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ فَرَدَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے ہاں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. (رواه البخاري)

ایک صحابی بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام علیکم کہا۔ اس نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا' جبکہ وہ باغ میں پانی لگا رہا تھا نبی مکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: اگر تیرے پاس رات کا پانی مشکیزے میں ہے۔ تو ہم پی لیتے ہیں ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ اس نے جواب دیا: میرے ہاں مشکیزے میں پانی ہے۔ وہ چھپر کی جانب چل دیا اس نے پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر اس میں گھریلو بکری کا دودھ دوہا تو نبی کریم ﷺ نے پیا پھر اس نے مزید پانی اور دودھ ڈالا' تو اس شخص نے پیا' جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ (بخاری)

8-1805

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ. (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ إِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ.

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ ڈالتا ہے۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے........"

9-1806

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ. (متفق عليه)

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: باریک اور دیباج ریشم نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کی پلیٹوں میں کھاؤ۔ بے شک یہ چیزیں دنیا میں غیر مسلموں کے لیے ہیں اور آخرت میں تمھارے لیے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

10-1807

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ دَاجِنٌ وَشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰى يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَّمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ کے لیے ایک گھریلو بکری کا دودھ دوہا گیا اور دودھ میں اس کنوئیں سے پانی ملایا گیا' جو انس ؓ کے گھر میں تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ کو پیالہ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے پیا۔ آپ ﷺ کی بائیں جانب ابوبکر ؓ تھے اور دائیں جانب ایک دیہاتی تھا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ ابوبکر کو پکڑائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے بدوی کو پکڑایا' جو

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلَا فَیَمِّنُوْا (متفق علیه)1808-11

آپ ﷺ کی دائیں جانب تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا دائیں جانب والا مقدّم ہے۔ ایک روایت میں ہے دائیں جانب والے دائیں جانب والے (مقدّم ہیں) سنو تم دائیں جانب والوں کو مقدم رکھو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷛ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْیَاخُ عَنْ یَسَارِهٖ فَقَالَ یَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِیَهُ الْاَشْیَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ اَحَدًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ. (متفق علیه)1809-12

حضرت سہل بن سعد ﷛ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نوعمر لڑکا تھا اور عمر رسیدہ لوگ بائیں جانب بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: برخوردار کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے۔ میں یہ پیالہ عمر رسیدہ لوگوں کو دوں؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کے بچے ہوئے (مشروب) اپنے سے کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا تو آپ ﷺ نے پیالہ لڑکے کو تھما دیا۔ (بخاری، مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پانی تین بار سانس لے کر پینا چاہیے۔

۲۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے۔

۳۔ وضو اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنّت ہے۔

۴۔ چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔

۵۔ تقسیم کرتے وقت دائیں ہاتھ سے ابتدا کرنی چاہیے۔

۶۔ دودھ میں پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ لیکن پانی ملا کر دودھ بیچنا حرام ہے۔



بَابُ النَّقِيعِ وَالْاَنْبِذَةِ

منقہ اور کھجور سے تیار کردہ نبیذ

جس طرح ہمارے ہاں گاجر میں کچھ دن پانی ڈال کر مٹکے میں کانجی بنائی جاتی ہے۔ عربوں کے ہاں بھی یہ رواج تھا وہ کھجوروں میں پانی ڈال کر کچھ وقت کے لیے برتن کا منہ بند کر دیا کرتے تھے۔ اس طرح ایک میٹھا مشروب تیار کرتے جسے نبیذ کہا جاتا ہے۔ اس مشروب کے لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اس کو جلدی پی لینا چاہیے کیونکہ تاخیر کی صورت میں اس میں جوش یعنی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور نشہ آور چیز کو آپ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ ایسے ہی کھجور کے تنے کو کھود کر اس میں نبیذ بنانے سے بھی منع کر دیا گیا۔ کیونکہ لوگ اس طرح شراب بنایا کرتے تھے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ. (رواه مسلم) 1810-1

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اس پیالے میں رسولِ معظم ﷺ کو ہر قسم کا مشروب یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَأُ اَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً. (رواه مسلم) 1811-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم مشکیزے میں رسولِ معظم ﷺ کے لیے نبیذ تیار کرتے تھے۔ مشکیزے کے اوپر کے منہ کو رسی کے ساتھ بند کر دیا جاتا اور اس کے نچلے حصے میں ایک ٹونٹی نما سوراخ ہوتا۔ ہم صبح کے وقت نبیذ بناتے تو آپ اسے شام کے وقت نوش فرماتے اور جب ہم شام کے وقت نبیذ بناتے تو آپ ﷺ صبح کے وقت نوش فرماتے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ. (رواه مسلم) 1812-3

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے لیے رات کے شروع میں نبیذ تیار کیا جاتا۔ جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ اسے تمام دن، اگلی رات، دوسرے دن، اس سے اگلی رات اور تیسرے روز عصر کے وقت تک پیتے رہتے۔ اور اگر کچھ باقی رہ جاتا تو اسے خادم کو پلا دیتے، یا بہا دینے کا حکم دیتے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ. (رواه مسلم) 1813-4

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا۔ اور جب مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں نبیذ تیار کیا جاتا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول

عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَاَمَرَ اَنْ يُنْبَذَ فِي اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ (رواه مسلم) 5-1814

محترم ﷺ نے کدوٗ سبز مٹکے' چینی کے برتن اور کھجور کے تنے سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور حکم دیا چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنائی جائے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ فَاِنَّ ظَرْفًا لَا يَحِلُّ شَيْئًا وَّ لَا يُحَرِّمُهٗ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ اِلَّا فِيْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ اَنْ لَاتَشْرَبُوْا مُسْكِرًا (رواه مسلم) 6-1815

حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں چند برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا' لیکن کوئی برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں چمڑے کے برتنوں کے سوا دوسرے برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا۔ اب تمھیں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت ہے۔ البتہ تم نشہ آور مشروب نہ پیو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِي الْاَبْيَضِ قَالَ لَا. (رواه البخاری) 7-1816

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے سبز مٹکے میں تیار شدہ نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا: عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: کیا ہم سفید مٹکے میں نبیذ بنا کر پی سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۲۔ شراب کے مخصوص برتنوں میں کھانا پینا مناسب نہیں ہے۔

۳۔ شراب بذاتِ خود بیماری ہے۔

۴۔ کوئی چیز کسی مخصوص نام سے یا خاص برتن میں حرام نہیں۔ حرمت کا اصل سبب نشہ ہے۔ آپ کا فرمان: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ آپ کے اس فرمان سے ہر نشہ آور مشروب خواہ وہ کسی نام سے معروف ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر معجون جیسے افیم' یا پاوڈر جیسے ہیروئین نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس طرح ہر نشہ آور انجکشن' ہر نشہ آور پرفیوم' نشہ آور ٹافی' نشہ آور مرہم' مالشین وغیر شرعاً حرام سمجھے جائیں گے۔

۵۔ کانجی کی طرح کھجور، انگور کا مشروب پینا جائز ہے۔

۶۔ ایسے مشروب کو جلدی پی لینا چاہیے۔

۷۔ مشروب میں جوش پیدا ہو جائے تو اسے پینا منع ہے۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْاَوَانِیْ وَغَیْرِھَا

برتنوں کو ڈھانپنے، دروازے بند کرنے اور چراغ بجھانے کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء دنیا میں مبعوث فرمائے، وہ دین کے ساتھ لوگوں کو دنیاوی امور کا سلیقہ بھی سمجھاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بالخصوص قرآن حکیم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ. (ال عمران: ۱۶۴)

وہ لوگوں کو تعلیم و حکمت سکھلانے کے ساتھ ان کا تزکیہ کرتے ہیں

"آپ ﷺ لوگوں کو دینی تعلیمات کے ساتھ حکمت و دانش سے بھی ہمکنار کرتے ہیں"۔ آپ نے تہذیب و تمدن کے مختلف پہلوؤں کو روشن فرمایا، جن میں یہ بھی تھا، کہ رات سوتے وقت کھانے پینے والے برتنوں کو ڈھانپا جائے۔ کیونکہ ان کے منہ نہ ڈھکنے کی صورت میں ان میں گردوغبار، کیڑے مکوڑے اور کئی قسم کے گندے اور زہریلے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا نہ کرنے کو آپ ﷺ نے شیطانی عمل سے تعبیر فرمایا ہے۔ کیونکہ شیطان آدمی کو ہر اعتبار سے نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت بلاوجہ آگ جلائے رکھنے کی بجائے اسے بجھا دینا چاہیے۔ ایک تو اندھیرے میں سونے سے سکون ملتا ہے اور دوسرا جلتی ہوئی آگ چھوڑنے کے نقصانات سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ بجلی کے بل میں یقیناً کمی واقع ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ اَوْ اَمْسَیْتُمْ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَھَبَ سَاعَۃٌ مِّنَ اللَّیْلِ فَخَلُّوْھُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْکُوْا قِرَبَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَخَمِّرُوْا اٰنِیَتَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَیْہِ شَیْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِیْحَکُمْ. (متفق علیہ)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِیَۃَ وَاَوْکُوا الْاَسْقِیَۃَ وَاَجِیْفُوا الْاَبْوَابَ وَاکْفِتُوْا صِبْیَانَکُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَۃً وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِیْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَۃَ

پہلی فصل

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب رات چھا جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے روکو۔ کیونکہ اس وقت شیطان گھومنے پھرنے لگ جاتا ہے۔ اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اپنے بچوں کو آزاد کر دو۔ دروازے بند رکھو اور انہیں بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزے کے منہ پر رسی باندھا کرو اور اپنے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپا کرو اگرچہ ان پر کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ رکھنی پڑے۔ نیز سوتے وقت چراغوں کو بجھا دیا کرو۔ (بخاری۔ مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپو، مشکیزے کے منہ بند کرو، دروازوں کو بند رکھو اور شام کے وقت

رُبَمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ . وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ غَطُّوا الْإِ نَاءَ وَاَوْكُوْا السِّقَاءَ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَعْرِضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ . وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ غَطُّوْا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ اَوْسِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاء. 1817-1

بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روکے رکھو۔اس لیے کہ اس دوران شیطان جن پھیل جاتے ہیں اور وہ بچوں کو اچک لیتے ہیں۔ (یعنی بچوں کو نقصان پہنچاتے ہیں) اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دیا کرو اس لیے کہ بعض اوقات چوہیا چراغ کی بتی کھینچ لے جاتی ہے اور اہل خانہ سمیت پورے گھر کو جلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو مشکیزوں کے منہ کو رسی سے باندھو دروازوں کو بند رکھو اور چراغ بجھاؤ اس لیے کہ شیطان بند مشکیزوں اور بند دروازوں کو نہیں کھولتا۔نیز ڈھانپے ہوئے برتن کو بھی نہیں کھولتا۔اگر تمھیں ڈھانپنے کے لیے لکڑی ہی ملے تو اسے برتن پر بسم اللہ پڑھ کر رکھو۔بے شک چوہیا اہل خانہ سمیت ان کے گھر پر آگ بھڑکا دیتی ہے۔اور دوسری روایت میں ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا سورج غروب ہونے کے وقت اپنے چارپاؤں یا اپنے بچوں کو آزاد نہ چھوڑو جب تک اندھیرا پوری طرح نہ چھا جائے۔اس لیے کہ شیطان سورج غروب ہونے کے وقت سے عشاء کے اندھیرے کے چھانے تک گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو مشکیزوں کا منہ بند کر کے رکھو۔اس لیے کہ سال میں ایک ایسی رات آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔اور جس برتن پر ڈھکنا نہ ہو یا جس مشکیزے کا منہ بند نہ ہو یہ وبا اس میں اتر پڑتی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا. (متفق علیہ)2-1818

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں: ابوحمید انصاری 'نقیع' مقام سے دودھ کا بھرا ہوا ایک برتن نبی کریم ﷺ کے پاس لایا۔تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے اس کو ڈھانپنا چاہیے تھا۔اگرچہ اس پر لکڑی رکھ دیتا۔(بخاری ومسلم)

. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ. (متفق علیہ)3-1819

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ چھوڑا کرو۔(بخاری۔مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَھْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهٖ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ ھٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا ھِیَ عَدُوٌّ لَّکُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْھَا عَنْکُمْ. (متفق علیه)4-1820

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رات کے وقت مدینہ منورہ میں ایک گھر اہلِ خانہ سمیت آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ تمھارے لیے ایک دشمن (کی طرح) ہے۔ اس لیے سونے سے پہلے آگ بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مغرب کے فوراً بعد چھوٹے بچوں کو گھر سے نکلنے سے روکنا چاہیے۔

۲۔ رات کے وقت دروازے بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

۳۔ سوتے وقت آگ اور لائٹ وغیرہ بجھا دینی چاہیے۔

۴۔ رات کو برتن ڈھانپنے چاہئیں۔

۵۔ شام کے وقت جنات و شیاطین کا خصوصی ہلا گلا ہوتا ہے اس لیے مسلمان کو اس وقت خصوصی شرعی حفاظتی ذرائع کا اہتمام کرنا چاہیے۔



كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس اوراس کے آداب

اللہ تعالیٰ نے لباس کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے صرف مسلمان یا کسی خاص قبیلے اور قوم کو ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ لباس کی مقصدیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ لباس نوع انسان کی زینت اور ستر پوشی کا مظہر ہے۔

يَابَنِي اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ٥ (سورة اعراف ٢٦. پ ٨)

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے جسموں کو ڈھانپنے کیساتھ تمہارے وجود کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ ہے۔ بہترین لباس پرہیزگاری کا لباس ہے۔''

ریش پرندے کے پروں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو اس کا لباس ہونے کے ساتھ ساتھ حسن وزیبائی کا باعث اور پھر اس کی اڑان اور پرواز کا ذریعہ بھی ہیں۔ انسان کیونکہ پوری مخلوق میں ظاہری اور معنوی اعتبار سے خوب صورت ترین پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ٥ (التين. پ ٣٠)

''بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین انداز میں تخلیق کیا ہے۔''

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی ایسا لباس زیب تن کرے جو وضع قطع اور رنگ وڈیزائن کے اعتبار سے اس کی قد وقامت' نکھار اور سنوار میں اضافہ کا باعث ہو۔ دوسرا مقصد تقویٰ قرار پایا۔ یہاں تقویٰ کے دونوں معنی مراد لینے کی انجائش ہے۔ یعنی باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری کثافت ونجاست اور موسموں کی حدت وبرودت' ہوا اور فضا کے برے اثرات سے اپنے آپ کو بچانا۔ اسی کے باعث آپؐ ہمیشہ موسم کے مطابق لباس زیب تن فرماتے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ گرمیوں میں آپؐ کھلا کرتا پہنتے۔ جب آپؐ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بسا اوقات سامنے بیٹھا ہوا آدمی آپؐ کی آستینوں سے بغلوں کے قریب بازوؤں کی سفیدی دیکھ سکتا تھا۔

وَاِنَّهُ يَرفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرىٰ بَيَاضُ اِبطَيْهِ. (مشكوة كتاب الاستسقاء)

''آپؐ نے اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔''

اور اسی طرح آپؐ سردیوں میں نسبتاً چست لباس استعمال فرماتے۔ یہاں تک کہ آپؐ ایک دفعہ وضو کرنے لگے تو کہنیوں کو دھونے کے لئے آستینیں چڑھانا چاہیں' جب اوپر نہ ہو پائیں تو آپؐ کو اچکن اتارنا پڑی۔

اور تقویٰ کے باطنی معنی کے لحاظ سے لباس کا دوسرا مقصد شرم وحیا کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اگر لباس موسم کے مطابق نہیں تو صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر شریعت کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو حیا کے رخصت ہونے کا خدشہ ہے۔ اسی بنا پر خاص کر عورت کو شرم وحیا کی تلقین فرماتے ہوئے پردے کا حکم دیا۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ اَلْمَرْاَةُ فَاِذَا

خَرَجَتِ اسْتَشْرَ فَهَا الشَّيْطٰنُ .(رواه الترمذی) ''جناب عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت پردہ ہے اور اسے پردے میں ہی رہنا چاہیے۔ جب کوئی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت لوگ اس کو اپنی نظروں کا نشانہ بناتے ہیں۔''

اور یہ بھی فرمایا کہ عورتیں زیادہ باریک لباس نہ پہنیں۔ جس سے ان کا جسم نظر آئے۔ اور لباس کے باوجود برہنہ دکھائی دینے والی عورتوں پر پھٹکار کے الفاظ استعمال کئے۔

عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ عَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَآءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَابَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلُحَ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا وَ هٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَ کَفَّیْهِ. (ابو داود)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں (میری بہن) اسماء بنت ابی بکرؓ رسول پاکؐ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ تو آپؐ نے ان کی طرف سے چہرہ پھیر لیا اور کہا: اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے کے علاوہ جسم کو کوئی حصہ نظر آئے۔''

دوسری روایات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ چہرے کا ڈھانپنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر چہرہ ننگا ہو تو پردے کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔

غرور اور تکبر سے حذر الباہی ہے۔ غرور و تکبر سے بچنے کے لئے مردوں کو ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے سے منع کر دیا۔ جیسا کہ ''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھے گا اس کے ٹخنوں کو آگ میں جلایا جائے گا۔'' (بخاری)

آپ ﷺ کے ملبوسات کے رنگ و ڈیزائن

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَ اَطْیَبُ وَ کَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُم. (الترمذی)

''حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔
اور اپنے فوت ہونے والوں کو سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔''

اس پسندیدگی کے باوجود آپ ﷺ رنگ دار لباس بھی زیب تن کرتے تھے۔ خصوصاً وفود سے ملاقات کرتے ہوئے گیری رنگ کا لباس پہنتے۔ تاہم بالکل کالا' سبز اور سرخ رنگ آپ ﷺ نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ مخصوص لباس اور ہمیشہ ایک ہی رنگ اختیار کئے رکھنا نیکی کی نمائش اور جاہل صوفیاء کا طریقہ ہے۔

احادیث کی مقدس دستاویزات میں کالے یا سرخ رنگ کے لباس کے جو اشارے ملتے ہیں اس سے مراد سرخی یا سیاہی مائل لکیر دار کپڑے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ بالکل سیاہ' سبز اور سرخ لباس آپؐ نے نہیں پہنا۔ حدیث میں ایسے رنگوں سے مراد ان رنگوں کا غالب ہونا ہے۔ البتہ دستار مبارک اور سردیوں میں اوپر لینے والی چادر خالص کالے رنگ کی استعمال فرمائی۔

وضع قطع کے اعتبار سے چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ آپؐ نے وہی لباس استعمال فرمایا جو اس زمانے میں لوگ پہنا کرتے

تھے۔اس دور میں لوگ اکثر قمیص کے ساتھ تہبند اور سر پر دستار سجایا کرتے تھے۔یہی بڑے اور معزز لوگوں کا لباس ہوا کرتا تھا۔ البتہ معاشرے میں پاجامہ اور شلوار بھی لوگوں کے زیر استعمال تھے۔یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن قیمؒ امام نوویؒ نے بابت احادیث نقل کی ہیں کہ نبی محترم ﷺ شلوار بھی پہنا کرتے تھے۔صحابہ کرامؓ سے شلوار، پاجامہ اور سروں پر ٹوپیاں پہننے کے تو بہت سے ثبوت موجود ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ. (متفق عليه) 1821-1

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ جس لباس کو پہننا زیادہ محبوب جانتے تھے وہ دھاری دار لباس تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ. (متفق عليه) 1822-2

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ ﷺ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَيْنِ. (متفق عليه) 1823-3

حضرت ابو بردہ ﷺ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جس میں پیوند لگے ہوئے تھے کہ اور ایک ایسا تہہ بند دکھایا جو موٹے سوت سے بنا ہوا تھا اور بتایا جب رسول مکرم ﷺ کی روح قبض کی گئی تو آپ ﷺ نے یہ دو چادریں زیب تن کر رکھی تھیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهُ لِيْفٌ. (متفق عليه) 1824-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بستر پر آپ ﷺ سویا کرتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ. (رواه مسلم) 1825-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس تکیہ پر ٹیک لگاتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔(مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ حَرِّ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا. (رواه

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، دوپہر کی گرمی تھی۔کسی کہنے والے نے حضرت ابو بکر ﷺ کو بتایا کہ یہ اللہ کے رسول محترم ﷺ

البخاری)1826-6

تشریف لے آئے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے اپنا سر مبارک ڈھانپا ہوا تھا۔ بخاری

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ. (رواہ مسلم)1827-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے اسے خبردار کیا کہ ایک بستر خاوند کا دوسرا بیوی کا تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ فضول بستر ہیں۔ جن سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کسی کے گھر مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ ہو تو ضرورت کے مطابق اس سے زیادہ بستر بنا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا. (متفق علیه)1828-8

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی جانب نہیں دیکھے گا جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکا کر چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنهما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (متفق علیه)1829-9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ چادر کھینچ کر چلا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب نہیں دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ. (رواہ البخاری)1830-10

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے ساتھ چادر گھسیٹ کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ. (رواہ البخاری)1831-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ٹخنوں سے نیچے چادر دوزخ میں ہے۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ یَمْشِیْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَاَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْ یَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ. (رواہ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے، ایک جوتے میں چلنے اور اس طرح چادر لپیٹنے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یا ایک کپڑے کو اس طرح استعمال کرنے سے کہ اس کی شرم گاہ نظر آنے لگے، منع

مسلم)12-1832

فرمایا۔(مسلم)

عَنْ عُمَرَ وَ اَنَسٍ وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ. (متفق عليه)13-1833

حضرت عمرؓ انسؓ ابن زبیرؓ اور ابو امامہ ؓ نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشمی لباس پہنے گا اسے آخرت میں ایسا لباس نہیں پہنایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَاخَلَاقَ لَهٗ فِيْ الْاٰخِرَةِ. (متفق عليه)14-1834

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو لوگ ریشم پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. (متفق عليه)15-1835

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسولِ محترم ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے، موٹا اور باریک ریشم پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ. (متفق عليه)16-1836

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ کو ایک ریشم کا 'جبہ' تحفہ دیا گیا آپ نے اسے میری جانب بھیجا تو میں نے اسے پہن لیا۔ تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار پائے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اسے تیری جانب اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسے پہن لے میں نے تو اسے تیری طرف اس لیے بھیجا تھا کہ تو اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا لے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا. (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعٍ. 17-1837

حضرت عمر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے صرف دو انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے درمیانی اور انگشت شہادت کو ملا کر اور انہیں بلند کرتے ہوئے اشارے کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔ (بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے شام کے علاقے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے

فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے صرف دو تین یا چار انگلیوں کے بقدر ریشم کی اجازت دی ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةَ طِیَالِسَةٍ کِسْرَوَانِیَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِیْبَاجٍ وَفَرْجَیْهَا مَکْفُوْفَیْنِ بِالدِّیْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰی نَسْتَشْفِیْ بِهَا. (رواه مسلم)18-1838

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے گاڑھا کسروانی جبہ نکالا جس کے گریبان اور دونوں چاکوں کی پٹی ریشمی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب وہ وفات پا گئیں تو میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا ۔ نبی اکرم ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر اس کا پانی شفایابی کے لیے بیماروں کو پلاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَیْرِ وَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّةٍ بِهِمَا. (متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّهُمَا شَکَوَا الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِیْ قُمُصِ الْحَرِیْرِ. 19-1839

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے زبیر اور عبد الرحمان ﷺ کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری۔ مسلم) مسلم کی روایت میں حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں ریشمی قمیض پہننے کی اجازت دی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ احْرِقْهُمَا. (رواه مسلم)20-1840

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے مجھ پر زرد رنگ کی دو چادریں دیکھیں تو آپ نے فرمایا: یہ تو کافروں کا لباس ہے تم انہیں نہ پہنا کرو۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا میں انہیں دھو ڈالوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ انہیں جلا دے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

غیر مسلموں کا ایسا لباس جو ان کی مذہبی یا قومی پہچان کے طور پر ہو۔ اس سے مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ غیرتِ اسلامی اور قومی حمیت کا تقاضا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ اِزَارِیْ اسْتِرْخَاءٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں رسولِ معظم ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ میرا تہہ بند نیچے گر رہا

فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ ارْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَازِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ. (رواه مسلم) 1841-21

تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تہہ بند اونچا کر۔ تو میں نے تہہ بند اونچا کیا آپ ﷺ نے فرمایا اور اونچا کر میں نے مزید اونچا کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ محتاط رہا۔ کچھ لوگوں نے دریافت کیا آپ نے کہاں تک اونچا کروایا۔ انہوں نے جواب دیا نصف پنڈلی تک۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ. (رواه البخاری) 1842-22

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ اپنی چادر لٹکاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ احتیاط کرنے کے باوجود میرا تہہ بند لٹک جاتا ہے؟ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تیرا شمار ان لوگوں میں نہیں ہے جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکاتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ اَيْمَنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ قِطْرِيٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتِ ارْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰى جَارِيَتِيْ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تُزْهِيْ اَنْ تَلْبَسَهٗ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهَا دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهٗ. (رواه البخاری) 1843-23

حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ بن ایمن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ انہوں نے موٹے سوت کی قمیض پہن رکھی تھی۔ جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ میری اس لونڈی کی طرف دیکھیں وہ گھر میں بھی ایسا لباس پہننے سے نفرت کرتی ہے۔ حالانکہ رسول مکرم ﷺ کے زمانہ میں میری اس طرح کی ایک قمیض تھی مدینہ منورہ میں جس کسی عورت کو رخصتی کے وقت خوب صورت بنانا مقصود ہوتا تو وہ میری طرف پیغام بھیجتی اور اس قمیض کو عاریتاً طلب کرتی۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرَئِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک روز رسول مکرم ﷺ نے ریشم کا کوٹ زیب تن فرمایا جو آپ ﷺ کو تحفہ کے طور ملا تھا۔ آپ ﷺ نے جلد ہی اس کو اتار دیا اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب بھیج دیا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جلد ہی اسے کیوں اتار دیا۔ آپ نے

اَمْرًا وَاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِي فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهُ تَلْبَسُهُ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهُ تَبِيْعُهُ فَبَاعَهُ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ. (رواه مسلم)1844-24

فرمایا جبرائیل نے مجھے اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا اور مجھے وہ چیز دے دی ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے یہ کوٹ اس لیے نہیں دیا کہ تو اسے پہنے، میں نے اس لیے دیا ہے تاکہ اسے فروخت کرے۔ تو حضرت عمر نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غیر ملکی کپڑا استعمال کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ بے مقصد لباس اور بستر بنانا جائز نہیں۔
۳۔ متکبر آدمی کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔
۴۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا جائز نہیں۔
۵۔ ریشم کے کپڑے مردوں پر حرام ہیں۔
۶۔ خارش وغیرہ جیسی تکلیف کی وجہ سے ریشم کا لباس پہنا جا سکتا ہے۔
۷۔ تہبند ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے۔
۸۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے والے کے ٹخنوں کو جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا۔
۹۔ ریشم پر بیٹھنے سے ممانعت کی بناء پر مردوں کے لیے ریشمی بیڈ شیٹ، ریشمی صوفہ نیز ریشمی جائے نماز کا استعمال جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پہننے کے مسائل

کتاب الجہاد میں ذکر ہو چکا ہے کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں کو مراسلات لکھنے کا ارادہ فرمایا' تو آپ ﷺ کے رفقاءِ گرامی نے عرض کیا' کہ جب تک آپ ﷺ ان خطوط پر اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے' اس وقت تک آپ کے مراسلات کی ان کے ہاں مسلّم حیثیت نہیں ہو سکتی۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی' جس کے نگینہ پر اس انداز میں یہ مبارک اور عظیم الفاظ کندہ تھے "محمد، رسول، الله"۔ یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئی اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے ہاں رہی۔ حضرت عمر ؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان ؓ کے پاس آئی جس کے بارے میں روایت ہے کہ ان کے ہاتھ سے یہ کنویں میں گر گئی۔ تلاشِ بسیار کے باوجود با برکت' گراں قدر اور عظیم المرتبت نشانی نہ مل سکی۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش اس طرح اللہ' رسول' محمد تھا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ نُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهِ. (متفق علیه) 1-1845

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کروائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے دائیں ہاتھ میں پہنا۔ بعد ازاں اسے پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" منقش تھا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کوئی شخص میری اس انگوٹھی جیسا نقش نہ بنوائے۔ اور آپ جب اسے پہنتے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی جانب رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ. (رواه مسلم) 2-1846

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے قسی اور زرد رنگ کے لباس' سونے کی انگوٹھی اور رکوع کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَاذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور اسے سرزنش کی کہ تم آگ کے شعلے کو ہاتھ میں لیتے ہو؟ رسولِ معظم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تم اپنی

اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواہ مسلم) 3-1847

انگوٹھی اٹھالو اور اس سے فائدہ حاصل کرو۔ اس شخص نے برملا کہا 'میں ہرگز اس کو نہیں اٹھاؤں گا' جسے رسولِ مکرم ﷺ نے پھینکا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلْقَةً فِضَّةٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. (رواہ مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ كَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَ رَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ. 4-1848

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ' قیصر اور نجاشی کی جانب خطوط لکھنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ لوگ مُہر کے بغیر خطوط وصول نہیں کرتے۔ اس وجہ سے رسولِ محترم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ' منقوش تھا۔ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر مشتمل تھا۔ محمد ایک سطر میں' رسول' دوسری میں اور 'اللہ' تیسری سطر میں تھا۔

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ. (رواہ البخاری) 5-1849

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ چاندی کا تھا۔ (بخاری)

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهٖ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ. (متفق علیہ) 6-1850

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی طرز کا تھا۔ آپ اس نگینہ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرٰى. (رواہ مسلم) 7-1851

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں ہوتی تھی اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا. (رواہ مسلم) 8-1852

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسولِ معظم ﷺ نے منع کیا کہ میں اپنی اس یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں اور آپ نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی جانب اشارہ کیا۔

خلاصہ باب

۱۔ انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنی جاسکتی ہے۔ ۲۔ مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ ۳۔ رکوع میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ ۴۔ سونے کی انگوٹھی فروخت کرنا جائز ہے۔ ۵۔ انگوٹھی چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں پہنی جاسکتی ہے۔

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کی کیفیت اوران کے احکام

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ. (رواه البخاری)1853-1

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ . (رواه البخاری)1854-2

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ. (رواه مسلم)1855-3

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے۔ (بخاری)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔ (بخاری)

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا' جب آپ ﷺ ایک جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جوتے پہنے رکھو اس لیے کہ جب انسان جوتے پہنے ہوئے ہو تو وہ سوار ہوتا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

جس طرح سواری پر ہونے کی وجہ سے آدمی کے پاؤں مٹی اور کانٹوں وغیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جُوتا پہننے سے پاؤں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ننگے پاؤں چلنے کی نسبت جوتا پہن کر چلنے میں آسانی اور سکون ہوتا ہے۔ جس طرح سوار کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اس طرح جوتا پہننے سے بھی پاؤں گرد و غبار سے بچے رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ. (متفق علیه)1856-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور دائیں پاؤں سے آخر میں اتارا جائے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا. (متفق علیه)1857-5

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں کو اتار دے یا دونوں کو پہنے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهٖ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَاْكُلْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفُ الصَّمَّاءَ. (رواہ مسلم)
6-1858

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ اسے چاہیے کہ وہ اسے مرمت کرے۔ کوئی شخص ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔ اور بائیں ہاتھ سے کھانا بھی نہ کھائے۔ اور ایک کپڑے میں گوٹھ نہ مارے۔ اور چادر کو اس طرح بھی نہ لپیٹے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں۔ (مسلم)

فہم حدیث

اللہ، اللہ کتنے مفید اور مہذب ارشادات ہیں۔ ایک جوتا پہننے سے آدمی غیر مہذب نظر آتا ہے اس کے چلنے میں توازن نہیں رہتا۔ جس سے ناف پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کی تہذیب ہے۔ اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھنا کہ اچانک ضرورت کے وقت آدمی سے اٹھا نہ جائے نقصان دہ بات ہے۔ دیہاتوں میں دیکھا گیا کہ ایسا آدمی اچانک اٹھتے وقت بسا اوقات گر پڑتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ جوتا پہننا گویا کہ سوار ہونا ہے۔
۲۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے میں جوتا پہن کر چلنا منع ہے
۳۔ جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنا جائے۔
۴۔ اتارنے کے وقت پہلے بایاں جوتا اتارنا سنت ہے۔
۵۔ جوتا پہننے کی شریعت میں ترغیب دی گئی ہے۔ اس لیے ننگے پاؤں چلنا اچھی عادت نہیں۔



بَابُ التَّرَجُّلِ

بالوں میں کنگھی کرنا اور سنوارنا

آدمی کا رہن سہن، وضع قطع، لباس اور بالوں کی تراش خراش اس کے کردار اور نظریات کے ترجمان ہوتے ہیں۔ الجھے ہوئے بال پریشانی اور ذہنی پراگندگی کی علامت ہیں۔ جسم کے بعض حصوں کے بال حد سے زیادہ لمبے ہوں تو صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لبوں کے بال منہ میں پڑتے ہوں، تو گندگی کھانے پینے کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے بالوں کا اچھی طرح خیال رکھیں۔ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی آیا اور اس کی ڈاڑھی اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، تو آپ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ بالوں کو اس طرح سنوار کر رکھا کرو۔ جب وہ اگلی نماز میں شامل ہوا تو اس نے بالوں کو دھویا ہوا اور کنگھی کی ہوئی تھی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو شیطان کا روپ دھارنے کی بجائے اس طرح رہنا کہیں بہتر ہے۔ آپ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبروئی کو پسند کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔)

حجامت کے مخصوص انداز سے ملتِ اسلامیہ کی نہ صرف تہذیب میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ اس سے امت کے افراد دوسری قوموں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ حسن و جمال کا یہ معنی نہیں، کہ آدمی ڈاڑھی منڈوانا حسن کی علامت سمجھنے لگے یا مرد عورتوں کی مشابہت اور عورتیں مردوں جیسا روپ دھارنا شروع کر دیں۔ ان حرکات پر آپ ﷺ نے لعنت کی ہے۔

مردوں کے لیے تیز، شوخ رنگ اور عورتوں کو تیز خوشبو لگانے اور بناؤ سنگھار کو غیر محرموں کے سامنے نمایاں کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اور اس چیز سے بھی منع کیا ہے کہ عورت ہو یا مرد کہ وہ خوبصورت بننے کے لیے اپنے بھنویں اکھاڑنا شروع کر دے اور چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں سرمہ سے کسی کے نقش بنانے کی آپ نے ہرگز اجازت نہیں دی۔ ایسے بے جا تکلفات سے منع کرتے ہوئے مصنوعی بال لگوانے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا حَائِضٌ. (متفق عليه) 1859-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حائضہ ہونے کی حالت میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: پانچ کام فطرت سے ہیں (۱) ختنہ کرنا، (۲) زیرِ ناف بال مونڈنا، (۳) مونچھیں تراشنا، (۴)

الْاِبِطِ. (متفق علیه) 2-1860

ناخن کاٹنا (۵) بغل کے بال اکھاڑنا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى. (متفق علیه) 3-1861

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو' ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو تراشو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح تراشو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَتْ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَاتَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. (مسلم) 4-1862

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ہمارے لیے مونچھوں کے تراشنے' ناخنوں کے کاٹنے' بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بالوں کو مونڈنے کے لیے یہ معیاد مقرر فرمائی کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ گزرنے پائیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ. (متفق علیه) 5-1863

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ معظم ﷺ نے فرمایا: یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے' تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اُتِیَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَیْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ. (مسلم) 6-1864

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کو لایا گیا' ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کے پھولوں کی مانند سفید تھے۔ نبیِ مکرم ﷺ نے فرمایا اس سفیدی کو کسی دوسرے رنگ میں تبدیل کرو' البتہ سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ ﷺ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. (متفق علیه) 7-1865

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: جن کاموں میں نبیِ اکرم ﷺ کو کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا' ان میں آپ ﷺ اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اور اہلِ کتاب اپنے سر کے بال مانگ نکالے بغیر رکھتے تھے اور مشرک لوگ مانگ نکالتے تھے۔ نبیِ مکرم ﷺ نے اپنے سامنے کے بالوں کو یوں چھوڑتے بعد ازاں آپ ﷺ نے مانگ نکالنا شروع کردی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ نَافِعٍ ﷺ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان

النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ ﷺ مَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ الْبَعْضُ. (متفق علیه) 8-1866

کرتے ہیں میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے 'قزع' سے منع فرمایا حضرت نافع سے دریافت کیا گیا 'قزع' کیا ہے؟ انہوں نے بتایا بچے کے سر کے کچھ حصّہ کو مونڈنا اور کچھ حصّے کو چھوڑ دینا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ. (مسلم) 9-1867

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا' جس کے سر کا کچھ حصّہ منڈا ہوا تھا اور کچھ حصّہ اسی طرح تھا آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: سر کے تمام بالوں کو منڈ واؤ یا سب کو رہنے دو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ. (بخاری) 10-1868

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو مخنثوں کا روپ دھارتے ہیں: اور ان عورتوں کو بھی لعنتی قرار دیا جو مردوں کا روپ دھارتی ہیں اور آپ ﷺ نے حکم دیا ان لوگوں کو گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (بخاری) 11-1869

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما ہی بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان مردوں پر اللہ کی لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (متفق علیه) 12-1870

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اس عورت پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے سر میں مصنوعی بال لگاتی ہے اور جو لگواتی ہے۔ جو سرمہ بھرتی ہے اور جو بھرواتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ' اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ سرمہ بھرنے والیوں اور بھروانے والیوں بھنوؤں اور رخسار کے بال اکھیڑنے والیوں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کو باریک بنانے والیوں اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ کی لعنت

كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ. (متفق علیه) 13-1871

ہو۔ ایک عورت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فلاں فلاں عورت کو ملعون قرار دیا ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسولِ اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے دونوں تختیوں کے درمیان (یعنی پورے) قرآن مجید کی تلاوت کی ہے' مجھے اس میں وہ بات نہیں ملی جو آپ کہہ رہے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی کہ اگر تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہوتی تو اس میں اس حکم کو پالیتی کیا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا ''تمہیں جو چیز رسول دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ'' (الحشر)؟ اس عورت نے جواب دیا: بالکل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نبی کریم ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ. (بخاری) 14-1872

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے۔ اور آپ ﷺ نے جسم میں سرمہ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ضرورت کے تحت بالوں کو چپکایا جا سکتا تھا۔ آپ نے حج کے موقعہ پر بالوں کو چپکایا تھا' تاکہ حج کے ایام میں بال پراگندہ نہ ہونے پائیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُلَبِّدًا. (بخاری) 15-1873

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ محترم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے سر کے بالوں کو چپکایا ہوا تھا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. (متفق علیه) 16-1874

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَیِّبُ النَّبِیَّ ﷺ بِاَطْیَبِ مَا نَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِیْصَ الطِّیْبِ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ. (متفق علیه) 17-1875

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو دستیاب خوش بوؤں میں سے سب سے عمدہ خوش بو لگاتی یہاں تک میں خوش بو کی چمک آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں محسوس کرتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ نَّافِعٍ رَحِمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأُلُوَّةِ غَيْرِ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأُلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (مسلم) 1876-18

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے۔تو کبھی کافور کی آمیزش کے بغیر اور کبھی کافور ملا کر دھونی لیتے۔ پھر فرمایا رسولِ اکرم ﷺ اسی طرح ہی دھونی لیا کرتے تھے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ﷺ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهٖ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا. (متفق عليه) 1877-19

حضرت ثابت ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ سے نبی اکرم ﷺ کے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کہا: اگر میں چاہتا تو آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کروں تو کر سکتا تھا۔ آپ نے بالوں کو مہندی نہیں لگائی۔ ایک روایت میں اضافہ ہے۔ حضرت ابوبکر ﷺ نے مہندی اور وسمہ کے ساتھ بالوں کو خضاب کیا۔ اور حضرت عمر ﷺ نے خالص مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگ کیا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوْبًا. (بخاری) 1878-20

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب ﷺ فرماتے ہیں: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے نبی اکرم ﷺ کے رنگین بال نکال کر دکھائے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ حائضہ عورت دوسرے کو کنگھی کر سکتی ہے۔ ۲۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں تراشنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے۔ ۳۔ زیر ناف بال چالیس دن کے اندر صاف کر لینے چاہییں ۴۔ ڈاڑھی پوری رکھنی چاہیے۔ ۵۔ سفید بال سیاہی مائل سرخ کیے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ خالص سیاہ رنگ نہ ہو۔ ۶۔ بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ ۷۔ حجامت کے وقت سر کے کچھ بال چھوڑ دینا گناہ ہے۔ ۸۔ مخنث بننے یعنی عورت جیسا روپ دھارنے والے مرد اور مرد جیسا روپ دھارنے والی عورت پر اللہ کی پھٹکار ہوتی ہے۔ ۹۔ مرد یا عورت کو مصنوعی وِگ وغیرہ لگوانا گناہ ہے۔ ۱۰۔ پیشانی، چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں کوئی لفظ کندہ کروانا یا رنگ بھروانا گناہ ہے۔ ۱۱۔ بھنوؤں کے بال اکھاڑنے والے پر لعنت ہے۔ ۱۲۔ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ ۱۳۔ مرد رنگ دار میک اپ نہیں کر سکتا۔ ۱۴۔ خوشبو لگانا سنت ہے۔ ۱۵۔ سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنے کا حکم ہے۔

بَابُ التَّصَاوِيرِ

تصاویر بنانے اور ان کے مضمرات

جان دار چیزوں کی تصویر بنانے سے کئی وجوہات اور حکمتوں کی بنا پر منع کیا گیا ہے۔ دنیا میں شرک کی ابتدا تصویر اور مجسمہ سازی کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان موجود ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام انتقال کر گئے تو ان کے بعد لوگوں نے شیطان کے اکسانے پر اپنی قوم کے ان نیک لوگوں کی تصویریں اور بعد ازاں مجسمے تراش کر عبادت کے وقت اپنے سامنے رکھنا شروع کر دیا ان کا خیال تھا کہ اس طرح بزرگوں کی یاد اور عبادت میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ صوفیائے کرام اپنے مریدوں کو تصور شیخ کا درس دیتے ہیں۔ اور قبروں پر چلہ کشی بھی اسی تصور کا تسلسل ہے۔ بزرگوں کے واسطے، وسیلے اور طفیل یا اس قسم کی حرکات کے ذریعے اللہ کا قرب تلاش کرنا شرک کے مترادف ہے اور قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو ہدایت سے محروم اور عقیدے کے اعتبار سے کذّاب قرار دیا ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (الزمر: ۳۹)

”وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا، جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔“

بزرگوں اور اپنے اعزہ واقربا کی تصاویر سے غلط عقیدت پیدا ہوتی ہے اور کئی دفعہ تصویر کی بے حرمتی سے آدمی بزرگوں کی توہین اور اپنی ذلت محسوس کرتا ہے۔ ان فکری اور اعتقادی نقصانات کے ساتھ یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ جب کبھی آدمی اپنے قریبی عزیزوں کی تصاویر کو دیکھتا ہے تو جدائی کے زخم تازہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ شریعت کا مطمح نظر یہ ہے کہ آدمی کو صبر و حوصلہ کے ساتھ غم بھلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تصویر کے حوالے سے آدمی اس لیے غم، عقیدت یا توہین محسوس کرتا ہے کہ وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر تصویر کو کچھ نہ کچھ حقیقت کا بدل سمجھتا ہے۔ اس سے غم اور پریشانی میں اضافے کے ساتھ اعتقاد میں کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ بسا اوقات آدمی تصویر کو چومتا ہے اور عقیدت کے ساتھ اس کے سامنے مودّب ہو جاتا ہے۔ جبکہ تصویر ایک عکس ہے اور اس عکس کا فوت ہونے والے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس پریشانی اور ایمانی کمزوری سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تصویر کشی سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ اور تصویر کھینچنے والے پر پھٹکار کی گئی ہے۔

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ أَبِي طَلْحَةَ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا	حضرت ابوطلحہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتے

تَصَاوِيرُ. (متفق عليه)

اور تصویریں ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

1879-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَلْقَانِيَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِيْ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ تَلْقَانِيَ الْبَارِحَةَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّهٗ يَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول مکرم ﷺ غمگین دکھائی دیے۔ آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس رات ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا' لیکن انہوں نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: سنئے اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ کے ذہن میں خیال آیا' کہ میری چارپائی کے نیچے کتیا کا بچہ بیٹھا ہے۔ آپ نے اس کو نکال دینے کا حکم دیا۔ جب اسے نکال دیا گیا' تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس جگہ پر پانی چھڑکا جب شام کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت کیا: آپ نے گزشتہ رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے وضاحت کی کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتا اور تصویر ہو۔ صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے حکم نافذ کر دیا کہ چھوٹے باغیچوں کے کتوں کو بھی مار دیا جائے۔ البتہ بڑے باغوں کے کتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (مسلم)

1880-2

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ اِلَّا نَقَضَهٗ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ گھر میں موجود ہر ایسی چیز کو توڑ دیتے تھے جس پر صلیب کی تصویر ہوتی تھی۔ (بخاری)

1881-3

وَعَنْهَا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا' جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب رسول اکرم ﷺ نے اسے دیکھا' تو دروازے پر کھڑے رہے اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ اور آپ کے حضور معافی مانگتی

لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ. (متفق عليه) 4-1882

ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ یہ بات سن کر رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوں گے اور ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ جن تصویروں کو تم نے بنایا ہے ان میں زندگی پیدا کرو۔ نیز آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰی سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِی الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا. (متفق عليه) 5-1883

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اپنے گھر کے سامنے تصویروں والا کپڑا لٹکایا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ تو تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی کے دو تکیے بنالئے تو وہ تکیے گھر میں تھے آپ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کپڑا پھاڑنے سے تصویریں بھی دو حصوں میں پھٹ گئیں جس سے ان کی اصلیت کی پہچان ختم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان کو اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے۔

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ فِیْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَی الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَی النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰی هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ. (متفق عليه) 6-1884

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ میں نے ایک چادر دروازے پر بطور پردہ لٹکادی۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے چادر دیکھی تو اسے کھینچ کر پھاڑ ڈالا۔ اور واضح کیا کہ اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ہم پتھروں اور مٹی کو لباس پہنائیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

جس طرح آج دیواروں کو خوب صورت بنانے کے لیے لوگ قالین لٹکاتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی لوگ گھر کی خوب صورتی کے لیے چادریں وغیرہ لٹکایا کرتے تھے۔ لیکن رسول محترم ﷺ نے اس انداز کو پسند نہیں فرمایا۔

وَعَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ. (متفق عليه) 1885-7

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں اللہ کی مشابہت کرتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِیْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْلِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً. (متفق عليه) 1886-8

حضرت ابوہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا: آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے' جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرتا ہے؟ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ. (متفق عليه) 1887-9

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ترین عذاب میں مصور لوگ مبتلا ہوں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا رُوْحَ فِيْهِ. (متفق عليه) 1888-10

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا۔اس کی ہر تصویر کے بدلے ایک وجود بنایا جائے گا' جو جہنم میں اس کو عذاب دیتا رہے گا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔اگر تم ضرور تصویریں بنانا چاہتے ہو تو درختوں اور غیر ذی روح کی تصویریں بنالیا کرو۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِیْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ. (بخاری) 1889-11

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔میں نے رسولِ مکرم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا' جو اس نے دیکھا نہیں' تو اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے۔لیکن وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔اور جو شخص کسی کی باتیں چوری سنتا ہے جبکہ وہ لوگ اس کے سننے کو ناپسند کرتے ہیں' یا اس سے کنارہ کش ہو کر بیٹھتے ہیں' تو سننے والے کے

دونوں کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔اور جو شخص کسی ذی روح کی تصویر بناتا ہے۔تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے۔جبکہ وہ اس میں کبھی روح نہیں ڈال سکے گا۔(بخاری)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَ شِيْرِ فَكَاَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خَنْزِيْرٍ وَدَمِهِ.(مسلم)12-1890

حضرت بریدة ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص 'نردشیر' (شطرنج) کھیلتا ہے گویا وہ اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں ڈبو رہا ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ الْحَسَنِ ﷺ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ اِنِّيْ رَجُلٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَاِنِّيْ اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ.(بخاری)13-1891

حضرت سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔اس نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! میں ایسا شخص ہوں کہ میرا گزارہ میرے ہاتھ کے فن میں ہے۔اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تصویریں بناتا ہے اللہ اس کو سزا دیتا رہے گا' حتی کہ وہ اس تصویر میں روح ڈالے۔جبکہ وہ کبھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔یہ سن کر اس شخص نے زور دار آہ! بھری۔اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تیرا بھلا ہو اگر تو نے ضرور تصویریں بنانی ہیں' تو درختوں اور غیر ذی روح کی تصویریں بنایا کرو۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ اُولٰئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی مکرم ﷺ بیمار تھے' تو آپ کی ایک بیوی نے ماریہ نامی ایک گرجے کا ذکر کیا۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہاں حبشہ میں گئیں تھیں۔اس لیے انہوں نے گرجے کے حسن اور اس میں موجود تصاویر کا ذکر کیا۔آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ان لوگوں میں سے جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ تعمیر کر دیتے تھے اور

أُولٰئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ. (متفق عليه) پھر اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ وہ لوگ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری ومسلم)
14-1892

خلاصۂ باب

۱۔ تصویر اور کتے والے گھر میں رحمتِ خاص کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔
۲۔ صلیب اور تصویر والی چیز استعمال کرنا گناہ ہے۔
۳۔ تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔
۴۔ بے جان چیزوں اور قدرتی مناظر کی مصوّری کرنا جائز ہے۔
۵۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والے کو "جو" کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے کی سزا دی جائے گی۔
۶۔ قبر پر عمارت تعمیر کرنے والے اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔
۷۔ چپکے چپکے اور دیواروں کے ساتھ لگ کر دوسروں کی باتیں سننا حرام ہے۔
۸۔ بیوی بچوں میں کوئی غیر شرعی بات دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا حیاداری، اخلاق یا مروّت کے زمرے میں نہیں آتا۔ رسول اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلا توقف اہل خانہ کو غیر شرعی کام پر ٹوکنا چاہیے۔



كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى

بیماریوں' ادویات اور دم کرنے کا ذکر

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے۔ اس سے دو حقیقتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیماری کا علاج کروانا چاہیے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ بالخصوص مسلمانوں کو طب میں جستجو اور ترقی کرنی چاہیے' تاکہ بیماروں کی تکلیف میں افاقہ ہو اور وہ سکون اور آرام کے ساتھ زندگی کے دن گزار سکیں۔ آپ کی عطا کردہ اس فکر ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان طب کی دنیا میں امام اور پیشوا مانے گئے۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی ریسرچ گاہیں اور لیبارٹریاں قائم کیں۔ جن بیماریوں کو اس زمانے کے لوگ لاعلاج سمجھتے تھے مسلمان حکما اور اطبا نے اللہ کی توفیق سے ان بیماریوں کا شافی علاج دریافت کیا لیکن افسوس! ملتِ اسلامیہ جس طرح زندگی کے دوسرے محاذوں سے پسپا ہوئی اسی طرح آج طب کے محاذ میں بھی پیچھے رہ گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے علاج کے ساتھ پرہیز کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جسمانی علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی کرنا چاہیے۔ پھر آپ نے کسی بیماری کو کلیتاً متعدی بیماری قرار نہیں دیا۔ تاہم مہلک بیماریوں میں مریض کے ساتھ خلط ملط ہونے سے قدرے پرہیز کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ اگر بیماری کو کلیتاً متعدی قرار دیا جاتا تو ہزاروں مریض تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے اور کوئی ان کا علاج اور خدمت کرنے والا نہ ہوتا ہے۔ اس سوچ کی نفی کے لیے آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا ہے؟''

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً. (بخاری) 1-1893

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِءَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (مسلم) 2-1894

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْهٰى اُمَّتِیْ عَنِ الْكَيِّ. (بخاری) 3-1895

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی' جس کا علاج نازل نہ کیا ہو۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کا علاج ہے۔ جب علاج بیماری کے موافق ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے۔ سینگی لگوانے میں۔ شہد پینے میں۔ یا گرم لوہے کے ساتھ داغنے میں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: میں اپنی امت کو داغنے سے

منع کرتا ہوں۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ رُمِيَ اُبَيٌّ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰى اَكْحَلِهٖ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواہ مسلم)1896-4

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔جنگِ احزاب کے دن ابی بن کعب ﷺ کے گلے پر تیر لگا۔تو رسولِ معظم ﷺ نے اسے خود داغا۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ﷺ فِيْ اَكْحَلِهٖ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ. (مسلم)1897-5

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: سعد بن معاذ ﷺ کی رگ میں تیر لگا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو تیر کے پھل کے ساتھ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے داغا پھر اس پر ورم آ گیا' تو آپ نے دوبارہ اسے داغا۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ.(مسلم)1898-6

ابی بن کعب ﷺ کی جانب طبیب بھیجا' اس نے اس کی رگ کو کاٹا' پھر اس کو داغا۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَلسَّامُ اَلْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ اَلشُّوْنِيْزُ. (متفق عليه)1899-7

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: کلونجی کا استعمال موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ابنِ شہاب کہتے ہیں' السام' سے مراد موت اور الحبة السوداء سے مراد کلونجی ہے۔(بخاری مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ فَسَقَاهُ فَبَرِءَ. (متفق عليه)1900-8

حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے شکوہ کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہہ پڑا ہے۔رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔اس شخص نے اسے شہد پلایا۔پھر وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور بتایا میں نے اس کو شہد پلایا ہے' لیکن شہد پلانے سے مزید دست آ رہے ہیں۔آپ نے اسے تین بار شہد پلانے کے لیے کہا۔پھر وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔اس نے بتلایا کہ میں نے شہد پلایا تھا' لیکن پھر بھی جلاب میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔پھر اس شخص نے اسے مزید شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ. (متفق علیه) 1901-9

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر علاج سینگی لگوانا اور قسط بحری کا استعمال کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ. (متفق علیه) 1902-10

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم بچوں کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف میں نہ ڈالو بلکہ قُسطِ بحری کا استعمال کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. (متفق علیه) 1903-11

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے اپنی اولاد کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف دیتی ہو؟ تم عودِ ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ ان میں نمونیا بھی ہے۔ گھنڈی کی وجہ سے ناک میں عود ہندی کا عرق ٹپکایا جائے اور نمونیا کی وجہ سے منہ کے کنارے سے ڈالا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ. (متفق علیه) 1904-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش مارنے کی مانند ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَّةِ وَالنَّمْلَةِ. (مسلم) 1905-13

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے نظر لگنے، بچھو کے ڈسنے اور پھنسیوں پر دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ان نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ. (متفق علیه) 1906-14

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبیِ اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نظر لگنے سے دم کروائیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. (متفق علیه) 1907-15

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبیِ اکرم ﷺ نے اس کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو دم کراؤ اسے نظر لگ گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّقٰى فَجَاءَ اٰلُ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ. (مسلم) 1908-16

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے دم کروانے سے منع فرمایا' تو عمرو بن حزم ﷺ کے گھروالے آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک دم ہے' جس کے ساتھ ہم بچھو کے ڈسے کو دم کرتے ہیں۔ اور آپ نے دم کرنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے دم پڑھا۔ آپ نے فرمایا: میں اس دم میں کوئی حرج نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے' وہ اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔ (مسلم)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ. (مسلم) 1909-17

حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷺ بیان کرتے ہیں: ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے سامنے اپنا دم پیش کرو! ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا. (مسلم) 1910-18

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو نظر تھی۔ اگر کوئی تم میں سے غسل کے پانی کا مطالبہ کیا جائے تو تم اس کے لیے غسل کرو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ ﷺ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَهْلِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَيْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِيْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب ﷺ بیان کرتے ہیں میرے گھروالوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جانب پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور جب بھی کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو وہ ان کی جانب پانی کا برتن بھیج دیتے اور وہ رسولِ معظم ﷺ کے بال مبارک نکالتی' جن کو انہوں نے چاندی کی ڈبیا میں رکھا ہوا تھا۔ اور وہ ان کو پانی میں ہلاتیں

قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرَاءَ. (بخاری) 1911-19

اور بیمار اسے پی لیتا۔ راوی نے بیان کیا کہ میں نے ڈبیا کو غور سے دیکھا تو اس میں کچھ سرخ بال تھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمایا ہے۔

۲۔ علاج جب بیماری کے مطابق ہو جائے تو اللہ کی طرف سے صحت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے مفید ہے۔

۴۔ شہد میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔

۵۔ بخار کی کئی اقسام کا علاج ٹھنڈا پانی ہے۔

۶۔ نظر اور بیماری کے وقت دم کرنا اور کروانا جائز ہے۔

۷۔ کفریہ اور شرکیہ دم سے بچنا لازم ہے۔

۸۔ غیر شرکیہ دم کرنا کروانا جائز ہے

۹۔ رسول اللہ کے حقیقی اثار سے تبرک جائز اور باعث شفاء ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر کے آثار سے تبرک ناجائز ہے۔



بَابُ الفَأْلِ وَالطِّيَرَةِ

نیک فال اور بدشگونی کا بیان

ہر دور کے جہالت زدہ لوگوں میں بدشگونی (BADOMEN) لینے کی عادت رہی ہے۔ جس کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل یہ تھی، کہ لوگ مخصوص اوقات میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے کو اڑاتے۔ اگر وہ اُڑتے ہوئے دائیں جانب رخ کرتا، تو اڑانے والا آدمی جو کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ سمجھتا کہ یہ کام کرنا میرے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ پرندہ دوسری جانب اڑتا تو کام نہ کرنے اور اس میں برکت نہ ہونے کا تصور لیا جاتا۔ اسی طرح ہی وہ تیروں سے فال نکالتے، جس طرح ہمارے ہاں یہ کام طوطے اور جانوروں کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ اس عمل کو عربی میں فال اور طیرہ اور اردو میں شگون لینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے آدمی نفسیاتی مریض، توہم پرست اور بزدل بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر آدمی کے اعتماد اور توکل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بداعتقادی پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی مکمل یا جزوی طور پر غیب جاننے والے موجود ہیں۔ یہ حرکات عقیدہ ایمان کے سراسر منافی ہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔

البتہ کوئی شخص کسی بات سے اچھا شگون لینا چاہے تو اس کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ. (متفق علیه) 1-1912

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے البتہ رسولِ معظم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: بدشگونی جائز نہیں البتہ فال بہتر ہے! صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا: کہ فال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا کلمہ جو تمہیں سنائی دے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ. (بخاری) 2-1913

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی بیماری متعدی نہیں۔ بدشگونی کی بھی نہیں ہے۔ نہ الو بدروح ہے اور نہ صفر کا مہینہ نحوست والا ہے۔ اور کوڑھی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِی الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَیُخَالِطُهَا الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیُجْرِبُهَا فَقَالَ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے۔ نہ اُلو بدروح ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ ایک اعرابی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، جو

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ. (بخاری) 3-1914

ریتلے علاقے میں رہتے ہیں ہرنیوں کی مانند نظر آتے ہیں اور جب خارش زدہ اونٹ ان کے ساتھ ملتا ہے تو ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اگر معاملہ یوں ہے تو بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ. (مسلم) 4-1915

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے۔ اور نہ الّو بد روح ہے۔ نہ کوئی ستارہ مؤثر ہے۔ اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ. (مسلم) 5-1916

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے۔ نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ اور نہ کوئی بھوت ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ الشَّرِيْدِ ؓ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ. (مسلم) 6-1917

حضرت عمرو بن شرید ؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ثقیف کے قبیلہ کے وفد میں ایک شخص کوڑھی تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسکی جانب پیغام ارسال کیا کہ ہم نے تیری بیعت قبول کر لی ہے۔ تو واپس چلا جا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اچھی بات سے فال لینے کا معنٰی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے' یا وہ سفر کے لیے نکلا ہے' تو ابتداً ہی اس کو کسی نے اچھی خبر سنائی کہ آپ کا فلاں کام ہو چکا ہے۔ یا جس طرف آپ جانے لگے ہیں وہاں کے حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اس چیز کو اچھے شگون کے طور پر لینا چاہیے۔ اگر کام کرنے سے پہلے یا سفر کے آغاز میں گاڑی میں خرابی یا کوئی بُری بات سننے میں آئی ہے' تو اس کو بُرا شگون سمجھ کر آدمی کو اپنا ارادہ نہیں بدلنا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ اچھا شگون لینا جائز اور بدشگونی گناہ ہے۔
۲۔ کوئی جاندار چیز بدروح نہیں ہوا کرتی۔
۳۔ صفر کا مہینہ یا کوئی دن یا وقت فی نفسہٖ منحوس نہیں ہوتا۔
۴۔ بنیادی طور پر کوئی بیماری بھی متعدی نہیں ہے۔
۵۔ خاص قسم کے مریض سے پرہیز کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ الْكَهَانَةِ

کہانت کا بیان

کہانت ایک مذہبی پیشہ اور عمل ہے۔عیسائیوں یہودیوں اور بت پرستوں کے نزدیک کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کی حاجت روائی اور لوگوں کو اسرار و رموز کی خبروں سے آگاہ کرے۔ اسلام اس بات کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی شخص نیک ہو یا بد حتیٰ کہ نبی اور رسول بھی غیب کا علم نہیں جانتے۔ قرآن وحدیث میں اس عقیدے کی درجنوں مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب دان سمجھنے کے کئی نقصانات ہیں۔ کیونکہ کائنات کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھنا نہ صرف ایمان کی نفی ہے بلکہ اس عقیدے سے انسان فکری اور عملی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسے غیب دانی جھوٹے دار کاہن قسم کے لوگوں کے اس فن اور عمل کی وجہ سے معاشرے میں غلط فہمیاں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کے دل و دماغ پر شیطان جھوٹی باتیں القا کرتا ہے اور یہ اسی کو بنیاد بنا کر لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جو شخص ان کی باتوں پر یقین کرتا ہے اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ نے ایسے شخص کے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔

فَقَدْ كَفَرَ بِمَآ اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

''اس نے تو جو مجھ پر نازل ہوا ہے اسکا انکار کر دیا ہے''

مسلمانوں میں کاہن تو موجود نہیں لیکن بے شمار علماء اور پیر فقیر کہانت جیسے وظائف اور عمل کرتے ہیں۔ مثلاً لوٹا گھمانا۔ بچے کو سامنے بٹھا کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ تلاوت کرتے ہوئے اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ چند لمحے مراقبہ کرنے کے بعد گمشدہ چیزوں یا اس قسم کی خبریں دینا یہ سب کہانت ہی کے مترادف ہے۔ اسی طرح ستارہ پرستی، دست شناسی اور زائچہ بندی کرنا جائز نہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ (الانعام:۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسان اور جن دشمن بنائے۔ جو ایک دوسرے کو چپکے چپکے خوش نما اور دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے۔ اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں اسے چھوڑ دیجئے۔''

الفصل الاول

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِى الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ

پہلی فصل

حضرت معاویہ بن حکم ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کچھ کام ایسے ہیں جنہیں جاہلیت میں ہم کیا کرتے تھے۔ ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے

كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ. (مسلم)1918-1

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کاہنوں کے پاس مت جایا کرو۔ اس نے کہا: ہم بدشگونی پکڑا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تمہیں کام کرنے سے ہرگز نہ روکے۔ اس نے کہا: میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ایک پیغمبر لکیریں کھینچا کرتے تھے' تو جس شخص کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہوگئیں پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي اُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ. (متفق عليه)2-1919

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کاہن کی کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاہن کبھی ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کسی سچی بات کو کوئی جن اچک لیتا ہے۔ اور اپنے دوست کے کان میں مرغی کی آواز کی طرح القا کرتا ہے۔ تو کاہن لوگ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ. (بخاری)3-1920

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: بے شک فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور جس معاملے کا فیصلہ آسمانوں میں ہو چکا ہوتا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو شیطان و جنات اسے چوری چھپے سنتے ہیں اور کاہنوں کو اس کی خبر دیتے ہیں۔ تو کاہن لوگ اپنی طرف سے اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ حَفْصَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. (مسلم)4-1921

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص گم شدہ یا چوری کا پتا بتانے والے کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَالِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ. (متفق علیه)1922-5

حضرت زید بن خالد جہنی ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ مقام میں رات کی بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہوئے تو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کہا ہے کہ میرے بندوں میں سے صبح کے وقت کچھ مومن ہو گئے ہیں اور کچھ کافر ہو گئے جن لوگوں نے کہا: اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کے منکر ہیں۔ اور جن لوگوں نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ وَيُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم)1923-6

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ رسولِ محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے آسمان سے جب بھی برکت نازل کی ہے تو لوگوں میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔ بارش اللہ برساتا ہے تو وہ کہتے ہیں فلاں فلاں ستاروں کی طفیل سے ہوتی ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَ وَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آسمان پر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو اللہ کے فرمان کے رُعب کی وجہ سے فرشتوں کے پروں میں ہے۔ جیسے صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر گرنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ اللہ کے اس ارشاد کا ذکر کرتے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ اس اللہ کا ارشاد ہے جو بلند ہے اور بڑا ہے۔ تو چوری چھپے سننے والے اس فیصلے کو سن لیتے ہیں

اَلْاٰخَرُ اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰی يُلْقِيَهَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ.
(بخاری)7-1924

اور چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں ۔حدیث کے راوی سفیان نے اس کو اپنی ہتھیلی کے ساتھ بیان کیا کہ ہتھیلی کو ٹیڑھا کیا اور ہتھیلیوں کی انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔اوپر والا شیطان اس فیصلے کو سنتا ہے۔اور اپنے سے نیچے والے شیطان کی طرف اس کا القاء کرتا ہے۔یہاں تک کہ وہ شیطان جادوگر یا کاہن کی زبان پر اس کا القاء کرتا ہے۔بسا اوقات شیطان کے القاء سے پہلے اس کو شہاب ثاقب لگتا ہے اور کبھی شہابِ ثاقب کا نشانہ بننے سے پہلے وہ اس کا القاء کر دیتا ہے۔اور وہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ کا اضافہ کر کے بتاتا ہے۔تو کہا جاتا ہے: کیا اس شخص نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی؟ تو اس کلمہ کے سبب جو آسمان سے سنا گیا تھا اس کی ہر بات سچی سمجھی جاتی ہے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِيَ بِنَجْمٍ وَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّهَا لَا يُرْمٰی بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهٗ اِذَا قَضٰی اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰی يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰی يَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَاءَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ رات کے وقت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی ہوئی۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ جب جاہلیت میں اس طرح کا کچھ ٹوٹا کرتا تھا تو تم کیا کہا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ہم تو کہا کرتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا انسان پیدا ہوا ہے۔ یا کوئی عظیم انسان فوت ہوا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ستارہ کسی کی زندگی یا موت پر نہیں ٹوٹتا۔البتہ ہمارا پروردگار جس کا نام برکت والا ہے۔جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملینِ عرش سبحان اللہ کہتے ہیں۔ بعدازاں ان سے قریب والے آسمان کے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سبحان اللہ کہنے کی آواز پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے ۔بعدازاں عرش کو

الدُّنْيَا فَيَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ بِهٖ فَمَا جَاءُ وْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ. (مسلم)8-1925

اٹھانے والے فرشتوں کے قریب والے فرشتے، عرش کو اٹھانے والے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ چنانچہ وہ انہیں اللہ کے فرمان کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح ایک آسمان والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر جب پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے تو جن شیطان اس خبر کو اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس وقت ان پر یہ (شہاب) نارے جاتے ہیں۔ تو خبر کے جس حصہ کو اس کی اصل شکل میں پیش کرتے ہیں، اتنی تو وہ خبر سچی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اضافہ کر لیتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيٰطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدٰى بِهَا. فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْلَمُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِي تَعْلِيْقًا)9-1926

حضرت قتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لیے بنایا ہے۔ (۱) آسمان کی زینت کے لیے (۲) شیطانوں کو مارنے کے لیے (۳) اور یہ ستارے ایسے نشانات ہیں جن کے ذریعے راستے معلوم کیے جاتے ہیں۔ جس شخص نے ان کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی بات کہی اس نے غلطی کی اور اپنے اعمال کو ضائع کیا۔ وہ خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتا ہے جن کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (امام بخاری نے اس روایت کو معلق بیان کیا ہے)

خلاصۂ باب

۱۔ زائچہ بندی کے ذریعے خبریں دینا گناہ ہے۔
۲۔ غیب کی خبریں بتلانے والے کے پاس جانے سے چالیس دن تک کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔
۳۔ ستاروں کے ذریعے قیافہ لگانا شرک اور کفر ہے۔
۴۔ کاہنوں، نجومیوں اور پیروں فقیروں کی خبریں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔
۵۔ ستارے آسمان کی زینت، شیاطین کے لیے شہاب ثاقب اور سفر کی نشان دہی کرتے ہیں۔
۶۔ بارش کی نعمت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔



كِتَابُ الرُّؤْيَا

خواب اور اس کی تعبیر

خواب ایک حقیقت ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی نیک سے نیک آدمی کا خواب بھی کسی کے لیے حجت اور دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی خواب کی بنیاد پر کسی آدمی کو کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔

خواب کا انسان کی صحت اور اس کے ساتھ ہونے والے حالات و واقعات کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جس قسم کے ماحول اور حالات سے آدمی گزر رہا ہو، شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے اثرات انسان کے ذہن پر مرتب ہوتے ہیں اور اکثر اوقات وہ نیند میں خواب کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ خواب دیکھنے والوں کو یہ ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کسی کو خواب آئے تو وہ ایسے شخص کے سامنے اس کا ذکر کرے جس کو خواب کی تعبیر کا ملکہ حاصل ہو۔ اور دوسرے شخص کے سامنے خواب بیان کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ تعبیر کا علم نہ جاننے کی وجہ سے وہ اوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ جس سے خواب دیکھنے والا مزید پریشان ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان الجھنوں سے بچنے کے لیے امت کو آسان ترین طریقہ بتلایا ہے کہ جب کسی کو برا خواب آئے تو جاگتے ہی اللہ سے خواب کے شر سے بچنے کی دعا کرے اور اگر خواب میں بہتر صورت حال دیکھے تو اس کے حصول کے لیے بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کرے کہ اے اللہ! اس خیر کو جلد میرے نصیب میں لکھ دیجیے۔

آپ ﷺ کی زیارت کی سعادت عظمیٰ

رسولِ کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

”جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے واقعتاً میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔“

خواب میں آپ کی زیارتِ پاک کا نصیب ہونا دنیا و جہان کی نعمتوں اور سعادتوں سے بڑھ کر نعمت اور سعادت ہے، لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ خواب میں شیطان اگر کسی بزرگ کی شکل اختیار کر کے، خواب دیکھنے والے کو یہ تاثر دینا چاہے کہ میں ہی رسول ﷺ ہوں، کیونکہ شیطان کی طرف سے ایسے فریب کا امکان موجود ہے۔ اس لئے کہ جس نے نبی پاک کا آپ کی حیاتِ مبارکہ میں دیدار نہیں کیا وہ کیسے فیصلہ کر سکتا ہے کہ واقعتاً خواب میں دیکھی جانے والی صورت حقیقتاً نبی کریم ﷺ کی شکل مبارک ہے۔ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کا فیصلہ صحابہ کرامؓ ہی کر سکتے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی ذاتِ اقدس کو بنفسِ نفیس دیکھا تھا۔

تاہم خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ آپ کی زیارت کے تاثرات کو خواب میں دیکھنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔ اس کو منبر و محراب پر یا کتابوں میں ذکر کرنا صحابہ کرام ؓ کا طریقہ نہیں تھا۔ لہٰذا خواہ مخواہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے ایسی باتوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ. (رواہ البخاری) 1-1927

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا نبوت میں سے خوش خبری دینے والی باتوں کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا' کہ خوش خبریوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے خواب!۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ (متفق علیه) 2-1928

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ. (متفق علیه) 3-1929

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھے دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (متفق علیه) 4-1930

حضرت ابوقتادۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ. (متفق علیه) 5-1931

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا' وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَایَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ

حضرت ابوقتادۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اور برے خیالات شیطان کی جانب سے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے' تو اس کو صرف اس شخص کے سامنے بیان کرے' جو اس کا دوست ہے۔ اور اگر کوئی بائیں جانب تھوکے اور کسی کے سامنے اس کو خواب بیان نہ کرے۔ بلاشبہ برا خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (متفق علیه) 6-1932

ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس ناپسندیدہ خواب کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ طلب کرے۔ اور تین بار

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ (رواه مسلم) 7-1933

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے۔ اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ اور جس پہلو پر وہ سویا ہوا تھا اس کو بدل لے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكَدْ يَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى اَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِى النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ اَلْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِى الدِّيْنِ (متفق علیه) 8-1934

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان فرماتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا وقت قریب ہوگا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور جو خواب نبوت کا حصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ خواب تین طرح کے ہیں (۱) کچھ خواب نفس کے خیالات ہوتے ہیں (۲) کچھ شیطان کی طرف سے خوف ناک (۳) جبکہ کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری ہوتے ہیں۔ تو جو شخص کسی ناپسندیدہ خواب کو دیکھے تو اسے کسی کے پاس بیان نہ کرے۔ بلکہ وہ نیند سے بیدار ہو تو نماز پڑھنے لگے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ حالت نیند میں گلے میں طوق دیکھنے کو ناپسندیدہ جانتے تھے البتہ پاؤں میں بیڑیاں پسند کرتے تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص خواب میں بیڑیاں دیکھے تو اس کی تعبیر اسلام پر ثابت قدمی ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم حدیث

جناب محمد بن سیرینؒ بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب کی تعبیر کا بڑا ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تعبیرات کو ان کے ایک شاگرد رشید نے ''کتاب الرؤیاء'' کے نام پر مرتب کیا جس کا ترجمہ اردو زبان میں ہو چکا ہے اور یہ کتاب آج بھی دستیاب ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی گرامی ﷺ

فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِيْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِيْ مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ. (رواہ مسلم) 9-1935

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بیان کیا: میں نے خواب دیکھا' گویا کہ میرا سر کاٹا گیا ہے۔ حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ اس کا خواب سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں مذاق کرے تو وہ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ ابْنِ رَافِعٍ فَأُوْتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ (رواہ مسلم) 10-1936

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک رات دیکھا' جس طرح کہ سونے والا خواب دیکھتا ہے: گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں۔ اور ہمارے پاس ابن طاب کی تازہ کھجوروں میں سے کچھ لائی گئیں۔ تو میں نے اس کی تعبیر یوں کی ہے' کہ ہمارے لیے دنیا میں بلندی ہے۔ اور آخرت میں اچھا انجام ہے۔ اور ہمارا دین عمدہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ (متفق علیه) 11-1937

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں' جہاں کھجوریں ہیں۔ تو میرا خیال یمامہ یا ہجر شہر کی طرف گیا۔ لیکن وہ شہر یثرب نکلا۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی اس کی دھار ٹوٹ گئی اس سے مراد وہ صحابہ کرام ﷡ تھے جو میدان احد میں شہید ہوئے۔ پھر میں نے اسے دوبارہ ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی تھی۔ اس سے مراد مومنوں کا اجتماع اور وہ فتح تھی جو اللہ نے عطا کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوْتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ (متفق علیه) 12-1938

حضرت ابوہریرۃ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے' میری ہتھیلیوں میں دو سونے کے کنگن ڈالے گئے۔ وہ مجھ پر گراں گزرے' تو میری جانب وحی کی گئی کہ ان کو پھونک ماریں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں غائب ہو گئے۔ میں نے ان دونوں سے مراد وہ دو

کذاب سمجھے جن کے میں درمیان میں ہوں۔ایک صنعاء والا (اسود عنسی کذاب) دوسرا یمامہ کا (مسیلمہ کذاب)۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِیَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ رَاَیْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فِی النَّوْمِ عَیْنًا تَجْرِیْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَالِکَ عَمَلُهٗ یَجْرِیْ لَهٗ (رواه البخاری)

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے خواب میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جاری چشمہ دیکھا میں نے یہ خواب رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے' جو اس کے بعد جاری رہے گا۔(بخاری)

13-1939

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَاصَلّٰی اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمُ اللَّیْلَةَ الرُّؤْیَا؟ قَالَ فَاِنْ رَاٰی اَحَدٌ قَصَّهَا فَیَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَسَاَلْنَا یَوْمًافَقَالَ هَلْ رَاٰی مِنْکُمْ اَحَدٌ رُؤْیَا؟ قُلْنَا لَا! قَالَ لٰکِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَاَخَذَا بِیَدَیَّ فَاَخْرَجَانِیْ اِلٰی اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِیَدِهٖ کَلُّوْبٌ مِنْ حَدِیْدٍ یُدْخِلُه `فِی شِدْقِهٖ فَیَشُقُّهٗ حَتّٰی یَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ یَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذَالِکَ وَیَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَیَعُوْدُ فَیَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَاهٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰی قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰی رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ یَشْدَخُ بِهَا رَاْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَیْهِ لِیَاْخُذَهٗ فَلَا یَرْجِعُ اِلٰی هٰذَا حَتّٰی یَلْتَئِمَ رَاْسُهٗ وَعَادَ رَاْسُهٗ کَمَا کَانَ فَعَادَ اِلَیْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَاهٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا اِلٰی ثَقْبٍ مِثْلَ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَیِّقٌ وَاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے' تو آپ ہماری جانب اپنا چہرہ پھیر کر متوجہ ہوتے ہوئے دریافت فرماتے: آج رات تم میں سے کس شخص نے خواب دیکھا ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: اگر کسی شخص نے خواب دیکھا ہوتا' تو وہ اس کو بیان کرتا۔آپ جوابا جو اللہ چاہتا فرماتے۔تو ایک روز آپ نے ہم سے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے نفی میں جواب دیا آپ نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے' کہ میرے پاس دو شخص آئے' انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ارض مقدس کی جانب لے گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی تھی وہ اس شخص کی ایک باچھ میں داخل کرتا اور اس کی گدی تک اس کو چیرتا تھا۔ پھر اس کی دوسری باچھ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا۔ اس دوران اس کی پہلی باچھ درست ہو جاتی تو وہ دوبارہ اسے اس کنڈی کے ساتھ چیرتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آگے چلئے۔ ہم چلے یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچے جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا تھا اور پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل رہا تھا

نَارٌ فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰی كَادَ اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَيْنَا عَلٰی نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰی وَسَطِ النَّهَرِ وَعَلٰی شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ رَمَی الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰی فِیْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی انْتَهَيْنَا اِلٰی رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَفِیْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِیَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا وَسْطَ الشَّجَرَةِ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِیْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِیَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِیَ اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِیْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰی تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰی اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَاَيْتَ اِلٰی يَوْمِ

۔جب وہ اسے پتھر مارتا تو پتھر لڑھک جاتا۔ وہ پتھر اٹھانے کے لیے اس کی جانب چلتا۔ ابھی اس تک پہنچ نہیں پاتا تھا کہ اس کا سر درست ہو جاتا اور وہ پہلے جیسا ہو جاتا۔ پھر وہ اس سر کی جانب جاتا اور اس کو پتھر مارتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ چلیں! حتی کہ ہم چلے ہم ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کے مشابہ تھا' اس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نچلا حصہ کھلا ہوا تھا' اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ جب آگ بلند ہوتی تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر اچھلتے' قریب تھا کہ وہ اس سے باہر نکل جائیں۔ اور جب آگ نیچے ہوتی تو لوگ بھی نیچے ہو جاتے۔ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آپ چلیں! چنانچہ ہم چلے' یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک شخص نہر کے درمیان کھڑا تھا اور دوسرا شخص نہر کے کنارے پر تھا۔ اس کے آگے پتھر تھے۔ نہر والا شخص جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا' تو وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں سے چلا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں نے کہا آپ ﷺ چلیں۔ چنانچہ ہم چلے' یہاں تک کہ ہم ایک سرسبز و شاداب باغ کے قریب آ گئے' جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ اور درخت کی جڑ کے قریب ایک بوڑھا انسان اور کچھ بچے تھے۔ اور وہاں ایک شخص درخت کے قریب تھا' اور اس کے سامنے آگ تھی جس کو وہ جلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: انہوں نے مجھے اس درخت پر چڑھایا اور درخت کے درمیان ایک مکان میں لے گئے' میں نے اس سے بہتر مکان کبھی نہیں دیکھا تھا' اس میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے

الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَأَيْتَهُ فِی الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِیْ رَأَيْتَهُ فِی النَّهْرِ ا كِلُ الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِیْ رَأَيْتَهُ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِیْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهُ بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ (رواه البخاری) 1940-14

تھے۔ پھر انہوں نے مجھے وہاں سے نکالا اور ایک دوسرے درخت پر لے گئے پھر وہ مجھے ایک مکان میں لے گئے جو پہلے مکان سے بھی زیادہ خوب صورت اور بہتر تھا۔ اور اس میں بوڑھے اور جوان لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان سے دریافت کیا: آج رات تم نے مجھے جو سیر کروائی ہے۔ مجھے بتاؤ میں نے جو دیکھا ہے وہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ضرور! وہ شخص' جس کو آپ نے دیکھا تھا کہ اس کی باچھیں چیری جارہی تھیں وہ جھوٹا انسان تھا، جھوٹی باتیں کرتا تھا اور اس سے جھوٹی باتیں لے کر اطراف واکناف میں پہنچائی جاتی تھیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص' جس کو آپ نے دیکھا کہ جس کا سر کچلا جارہا تھا' تو یہ وہ شخص تھا' جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا لیکن وہ رات بھر سویا رہتا اور دن میں اس کے مطابق عمل نہ کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور جو منظر آپ نے تنور میں دیکھا ہے' وہ زانی ہیں۔ اور جس شخص کو آپ نے نہر میں دیکھا' وہ سود خور ہے۔ اور وہ بوڑھا شخص' جس کو آپ نے درخت کے تنے کے نیچے دیکھا تھا وہ ابراہیم ہیں۔ اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کے بچے تھے۔ اور جو شخص آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا دربان فرشتہ تھا۔ اور پہلا مکان جس میں آپ داخل ہوئے تھے' وہ عام مومنوں کی رہائش گاہ ہے۔ اور دوسرا یہ مکان شہدا کی رہائش گاہ ہے۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ آپ سر اٹھائیں! نبی کریم فرماتے ہیں میں نے سر اٹھایا تو میرے سر پر بادل جیسی کوئی چیز تھی اور ایک روایت میں ہے۔ کہ سفید بادل کی طرح تھی انہوں نے بتایا' کہ وہ آپ کی رہائش گاہ ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا' کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے، ختم نہیں ہوئی اگر آپ کی عمر ختم ہو گئی ہوتی تو آپ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے ہوتے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ لِاَصْحَابِهِ هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُصَّ وَاَنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اَنَّهُ

حضرت سمرۃ بن جندب ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ اکثر و بیشتر صحابہ کرام ﷺ سے دریافت فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ تو آپ کے سامنے وہ شخص خواب بیان کرتا' جس کے لیے اللہ چاہتا' کہ وہ خواب

اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَاَنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَاَنَّهُمَا قَالَا لِيَ انْطَلِقْ وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَكَرَ مِثْلَ الْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ زِيَادَةٌ لَيْسَتْ فِي الْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ وَهِيَ قَوْلُهٗ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرٰى رَاْسَهٗ طُوْلًا فِي السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَاَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَاهٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَ رَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِيَ ارْقَ فِيْهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَا هَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِيْ كَاَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَذَكَرَ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَوْلَادُ

بیان کرے۔ ایک صبح آپ نے ہمیں بتایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: آپ چلیں! میں ان کے ساتھ چل پڑا.... اور پہلی فصل میں جو طویل حدیث گزر چکی ہے' اس جیسی حدیث بیان کی' لیکن اس میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں جو مذکورہ حدیث میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں پس ہم ایک سرسبز باغیچہ میں آئے' جس میں موسمِ بہار کی طرح ہر رنگ وقسم کے پھول تھے۔ باغیچے کے درمیان ایک طویل القامت شخص تھا۔ اس کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کے سر کا آسمان کی طرف والا حصّہ یعنی چوٹی نظر نہیں آتی تھی۔ اور اس شخص کے گرد بڑی تعداد میں بچے تھے میں نے کبھی کسی کے گرد اتنی کثرت سے بچے نہیں دیکھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان دونوں سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں انہوں نے مجھ سے کہا: آپ چلیں! ہم چلے تو ہم ایک بڑے باغ کے پاس پہنچے۔ میں نے اس سے بڑا اور خوب صورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: آپ اس پر چڑھیں! تو ہم اس پر چڑھ گئے اور ایک شہر کے قریب پہنچے' جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم شہر کے دروازے پر آ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے ہمیں اس میں کچھ لوگ ملے جن کا آدھا جسم بہت خوب صورت تھا اور آدھا جسم بہت بدصورت تھا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں فرشتوں نے ان سے کہا: اس نہر میں غوطہ لگاؤ! آپ نے فرمایا اچانک ہماری نظر ایک چوڑی بہتی ہوئی نہر پر پڑی جس کا پانی دودھ کی مانند سفید تھا۔ وہ لوگ اس میں داخل ہو گئے۔ پھر جب ہماری جانب واپس لوٹے تو ان

الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. (رواه البخاری) 1941-15

کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ بہت زیادہ خوب صورت شکل میں ہو چکے تھے۔ اور اس روایت میں جو اضافہ ہے اس کی تعبیر آپ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ طویل القامت شخص جو باغیچے میں تھا' وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان کے گرد تھے یہ وہ بچے تھے' جو بچپن میں فطرت پر فوت ہو گئے۔ بعض مسلمانوں نے سوال اٹھایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مشرکوں کے بچے بھی؟ آپ نے فرمایا: مشرکوں کے بچے بھی۔ اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوب صورت تھا اور آدھا بدصورت تھا۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اعمال کے ساتھ برے اعمال بھی کیے تھے' لیکن اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِىَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا (رواه البخاری) 1942-16

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

۲۔ نبی معظم ﷺ کی شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔

۳۔ برا خواب دیکھنے والے کو تین دفعہ اعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم پڑھ کر بائیں طرف تھوکتے ہوئے پہلو بدلنا چاہیے۔

۴۔ برا خواب لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ جھوٹے خواب بیان کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے۔



كِتَابُ الْآدَابِ

آداب کی کتاب

دنیا میں ہر قوم کے ایک دوسرے سے ملنے کے کچھ آداب ہیں۔ جن سے باہم خیر سگالی اور محبت کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب کے مقابلے میں ہر قوم کے آداب میں وقتی اور جزوی جذبات کا اظہار ہے۔ ہندو ملنے کے وقت پرنام یعنی باہم ملتے وقت ہاتھ جوڑتے ہیں۔ اور انگریز گڈ مارننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ کہتے ہیں۔ نبوت سے پہلے عرب صباح الخیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ جب کہ اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ یہ کلمات ملاقات پورے دین کے ترجمان اور ہر لحظہ سلامتی کی دعا ہے اس کے ساتھ سرورِ دو عالم ﷺ نے مصافحہ کرنے کا طریقہ بتلایا تا کہ باہمی الفت و محبت میں مزید اضافہ ہو۔ نیز بدیر ملاقات پر معانقہ کی رعایت بھی رکھی۔ جنتی جنت میں ایک دوسرے سے انہی کلمات کے ساتھ ملاقات کریں گے اور ہر جانب سلامتی کی صدائیں ہوں گی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ، فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ: فَزَادُوْهُم وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتّٰى الْآنَ. (متفق عليه) 1943-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر تخلیق فرمایا۔ ان کا قد ساٹھ (60) ہاتھ لمبا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی تخلیق سے فارغ ہوا تو، حکم فرمایا: آدم اس جماعت کے پاس جا کر سلام کہو۔ وہ فرشتوں کی مجلس ہے۔ وہ جو جواب تجھے دیں اسے سنو، وہی جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہوگا۔ جب حضرت آدم نے جا کر السلام علیکم کہا تو انہوں نے السلام علیک ورحمۃ اللہ سے جواب دیا۔ نبی محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں: جنت میں داخل ہونے والا ہر شخص آدم علیہ السلام کی شکل و صورت پر ہوگا۔ اور ہر جنتی کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانی قد میں مسلسل کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ انسان کا قد اتنا رہ گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ سے پوچھا، کہ اسلام میں بہترین بات

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (متفق عليه) 2-1944

کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تو کھانا کھلائے اور ہر واقف وناواقف کو سلام کہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. (رواه مسلم) 3-1945

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہیں لاتے ۔ اور تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک تم باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنا لوگے تو باہمی محبت کرنے لگو گے۔تم آپس میں السلام علیکم کہا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ. وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ. (متفق عليه) 4-1946

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی ذکر کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے ۔سوار پیادہ کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو، کم تعداد زیادہ کو السلام علیکم کہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ. (رواه البخاری) 5-1947

ابو ہریرہ ﷺ کا ہی بیان ہے کہ، رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ، چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہنے میں پہل کریں۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه) 6-1948

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ، رسول معظم ﷺ چند بچوں کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام کہا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِي طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ. (رواه مسلم 1949-7)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے، کہ یہود ونصاریٰ کو سلام کہنے میں پہل نہ کیا کرو۔ جب راستے میں تمہاری ان سے ملاقات ہو، تو انہیں تنگ راستے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرو۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ: وَعَلَيْكَ. (متفق عليه) 8-1950

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: یہودی تمہیں سلام کہتے وقت السام علیک کہتے ہیں (تم تباہ و برباد ہو جاؤ)، تم جواب میں کہا کرو وعلیک یعنی تم پر ایسا ہو۔ (بخاری ومسلم)

فہم حدیث

اسلام نے غیر اسلامی تہذیبوں کی طرح یہی اصول نہیں اپنایا کہ ہر حال میں غریب امیر کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرتا رہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تہذیب یہ ہے، کہ حالات کے مطابق سلام کیا جائے۔ اگر بڑا سواری پر ہو تو اسے پیدل کو سلام کرنا چاہیے۔ تاکہ اس میں انکساری پیدا ہو۔ اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں تاکہ جواب میں انہیں زیادہ لوگوں کی دعا مل جائے۔

جب سے رسول محترم ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے، یہودی ہر لحاظ سے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت لفظوں کو مروڑ کر راعی (چرواہا) اور السلام کی جگہ اسام کہتے۔ جس کا معنی یہ تھا، کہ آپ مر جائیں۔ اسی طرح گلی کوچوں میں چلتے ہوئے کمزور مسلمانوں حتی کہ عورتوں کو بھی پریشان کرتے تھے۔ جس کے جواب میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر یہ باز نہ آئیں تو ان کے راستے تنگ کر دیے جائیں اور ان کو السلام علیکم نہ کہا جائے۔ اگر یہ کہیں تو جواب میں صرف وعلیکم کہا کرو۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَ عَلَيْكُمْ. (متفق علیه) 1951-9

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب جب تمہیں سلام کہیں تو ان کے جواب میں صرف وَعَلَيْكُمْ کہو کہ تم پر ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ، فَقَالُوا، اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوا؟ قَالَ قَدْقُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِالْوَاوَ. (متفق علیه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہودیوں کے ایک گروہ نے رسولِ معظم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور السام علیکم کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے جواب میں کہا تم پر ہلاکت ہو! اور لعنت بھی ہو! یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی پسند کرنے والا ہے، اور تمام کاموں میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سنا نہیں، جو انہوں نے کہا؟ ارشاد فرمایا اس لیے میں نے کہہ دیا: اور تم پر ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم پر ہو۔ یعنی لفظ واؤ (اور) نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) بخاری کی ایک روایت میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ یہودی نبی محترم ﷺ کے پاس

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ. قَالَتْ: اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا اَلسَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ

وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ. قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوْا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيْهِمْ. وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ. قَالَ لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ. 10-1952

آئے انہوں نے کہا السام علیکم یعنی آپ تباہ ہو جائیں۔ آپ نے جواب دیا: بلکہ تم پر ایسا ہو۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو۔ یہ سن کر رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! نرمی اختیار کرو۔ تیز گفتگو اور بدزبانی سے اجتناب کرتی رہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ نے عرض کیا: آپ نے ان کے کلمات نہیں سنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے میری بات نہیں سنی! میں نے ان کی بددعا کا جواب دے دیا ہے۔ اوران کے بارے میں میرے کلمات منظور ہوئے ہیں۔ اوران کے کلمات میرے بارے میں قبول نہیں ہوئے۔ مسلم کی روایت میں ہے: اے عائشہ! تجھے بُری گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بُرے الفاظ اور فحش گوئی کو ناپسند کرتا ہے۔

فہم الحدیث

یہ بات پہلے بھی عرض کی گئی ہے کہ محدثین کی ذہانت وامانت کا یہ حال ہے کہ اگر روایت میں ایک لفظ کا فرق ہو تو وہ اسے واضح فرما دیتے ہیں۔ خواہ انہیں یہ روایت دو مرتبہ یا کئی مرتبہ بیان کرنی پڑے۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه) 12-1953

اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ ایک مجلس کے قریب سے گزرے، جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی اکٹھے تھے۔ آپ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (متفق عَلَيْهِ) 12-1954

حضرت ابوسعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، کہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کریں۔ آپ نے فرمایا جب تمہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہوں کو نیچا رکھنا۔ تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا۔ سلام کہنے والے کا جواب دینا۔ اچھائی کا حکم دینا۔ اور برائی سے روکنا۔ (بخاری ومسلم)

فہم حدیث

مخلوط مجلسوں میں دل میں مسلمانوں کا خیال رکھ کر السلام علیکم کہنا چاہیے۔ تاکہ کافروں کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان کی دعا سے محروم نہ رہ جائیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ ملاقات کے وقت السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کے بجائے وعلیکم السلام کہنا چاہیے۔ اور اگر رحمۃ اللہ وبرکاتہ ساتھ ملایا جائے تو ثواب میں تین گنا اضافہ ہوگا۔

۲۔ آنے والا بیٹھنے والے کو، چھوٹا بڑے کو سوار پیدل کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔

۳۔ غیر مسلم کو جواب میں صرف وعلیکم کہنے کا حکم ہے۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

۴۔ اور سلام نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلی تعلیم ہے۔

۵۔ سلام پر عمل باعث دخول جنت ہے۔

۶۔ یہودیوں کے سلام کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

۷۔ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ اہل جنت کا بھی اتنا ہی قد ہوگا۔

۸۔ راہ گزر پر مجلس کرنے یا بیٹھک بنانے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے۔

۹۔ راہ گزر پر بیٹھنا مجبوری ہو جیسے کہ دوکاندار وغیرہ تو پھر رستے کا بھی حق ادا کرنا چاہئے۔

۱۰۔ محبت میں اضافے کے لئے آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کہنا چاہئے۔

۱۱۔ کھانا کھلانے سے بھی تعلق ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے۔



بَابُ الِاسْتِئْذَانِ

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا

اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ جب آدمی اپنے یا کسی کے گھر جائے تو اسے سلام کہنا چاہیے۔ دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا نہایت ضروری ہے۔ اجازت کے لیے سلام کہنا یا دروازے پر دستک دینا دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ گھر والے کے سامنے آنے کے بعد سلام کرنا لازم ہے۔ گھر والا مصروف ہو تو واپس پلٹنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی کے ہاں بالخصوص دوسرے شہر میں جانے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع دینی چاہیے۔ ایسا کرنا اسلامی تہذیب کے زیادہ قریب ہے۔ اجازت لیتے وقت دروازے کے دائیں بائیں کھڑا ہونا چاہیے تاکہ دوسرے کے گھر میں نظر نہ پڑ سکے۔ جان بوجھ کر دروازے کے سوراخوں میں جھانکنا بدترین حرکت ہے۔ جس کے رد عمل میں اندر سے اگر کوئی جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَانَا اَبُوْمُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَامَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِکَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ، وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ، فَلْیَرْجِعْ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ فَقُمْتُ مَعَهٗ، فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَشَهِدْتُّ.

(متفق علیه)1955-1

پہلی فصل

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ میں ان کے ہاں پہنچوں۔ جب میں امیر المؤمنین کے دروازے پر گیا تو میں نے تین مرتبہ السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب نہ دیا تو میں واپس آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نہ آنے کے متعلق پوچھا۔ میں نے بتایا کہ میں حاضر ہوا اور دروازے پر تین دفعہ سلام کہا آپ کا جواب نہ پا کر میں واپس آ گیا۔ کیونکہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کسی کو تین بار طلب کرنے کے باوجود اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا آئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور میں نے گواہی دی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْنُکَ عَلَیَّ اَنْ تَرْفَعَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تجھے میرے پاس آنے کی عام اجازت ہے تو

الحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سِوَادِیْ حَتّٰی اَنْهَاکَ. (رواہ مسلم)2-1956

پردہ اٹھا سکتا ہے۔ میری پوشیدہ گفتگو سن سکتا ہے حتی کہ تجھے منع نہ کردوں۔(مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ فِی دَیْنٍ کَانَ عَلٰی اَبِی، فَدَقَقْتُ البَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ: اَنَا اَنَا!! کَاَنَّهٗ کَرِهَهَا. (متفق علیه) 3-1957

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔کہ میرے والد مقروض تھے۔میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔آپؐ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میں ہوں! میں ہوں! گویا کہ آپ نے اسے ناپسند کیا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِی قَدَحٍ فَقَالَ: اَبَاهِرٍّ اِلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوا، فَاسْتَاْذَنُوا، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا. (رواہ البخاری)4-1958

ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہوا۔آپ ﷺ نے ایک پیالے سے دودھ پایا۔تو مجھے فرمایا، ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا کر انہیں میری طرف سے دعوت دو۔میں ان کے پاس گیا اور انہیں دعوت دی۔انہوں نے آ کر اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی اور وہ تب داخل ہوئے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دروازے پر پہنچ کر دستک دینا' یا سلام کرنا دونوں طریقے جائز ہیں۔

۲۔ گھر والے کے پوچھنے پر "میں" کہنے کی بجائے اپنا نام بتانا چاہیے۔

۳۔ اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا منع ہے۔

۴۔ حدیث کے معاملہ میں حضرت عمر ﷺ کی احتیاط۔

۵۔ خادم خاص کو ہر بار اجازت لے کر آنا ضروری نہیں۔



بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ

مصافحہ اور معانقہ کرنا

الفصل الاول

عَنْ قَتَادَةَ رحمة الله عليه قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ ﷺ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ. (رواه البخاری)1959-1

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ﷺ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ ﷺ فَقَالَ الْاَقْرَعُ ﷺ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَاقَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا. فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ. (متفق عليه)1960-2

پہلی فصل

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا! ہاں۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے حسن بن علی ﷺ کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس موجود تھا۔ اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول معظم ﷺ نے اس کی جانب دیکھا۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مصافحہ اور معانقہ کرنا سنت ہے۔
۲۔ اپنے بچوں، پوتوں اور، نواسوں کو چومنا سنت ہے۔
۳۔ جو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا وہ بے رحم شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔
۴۔ اپنے بچوں پوتوں اور نواسوں کو چومنا سنت ہے۔



بَابُ الْقِيَامِ

کسی شخص کی آمد پر کھڑے ہونا

کسی معزز اور بزرگ کی تشریف آوری کے وقت استقبال کے لیے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی بیٹھا جائے۔ اسلامی تہذیب سے پہلے حکمران اور مذہبی راہنماؤں کے سامنے لوگ سر وقامت کھڑے رہتے، جب کہ وہ بیٹھا ہوتا تھا۔ اسلام ایسے آداب کو پسند نہیں کرتا۔ اسلامی تہذیب میں آنے والے کے لئے اٹھنا اور اس کا استقبال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ بیٹھ جایا جائے یہ بات بھی اسلامی آداب کا حصہ ہے کہ کوئی شخص واپس آنے کے لیے مجلس سے اٹھ کر جائے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھا جائے۔ اس کے ساتھ یہ تہذیب بھی سکھلائی گئی ہے کہ دوسرے کے آنے پر مجلس میں فراخی پیدا کی جائے تا کہ جگہ کے ساتھ استقبالیہ جذبات کا اظہار نمایاں ہو۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ ﷺ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَیْهِ، وَکَانَ قَرِیْبًا مِنْهُ، فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْاَنْصَارِ: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ. (متفق علیه) 1-1961

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ، وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا. (متفق علیه) 2-1962

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ. (رواه مسلم) 3-1963

پہلی فصل

ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ بنو قریظہ نے حضرت سعد کو فیصل تسلیم کرنے پر، نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ آپ ﷺ کے قریب ہی تھے۔ جب گدھے پر سوار ہو کر مسجد نبوی کے قریب آئے تو نبی معظم ﷺ نے انصار کو حکم دیا، کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص خود بیٹھنے کے لیے کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ اس کی بجائے مجلس میں فراخی و وسعت اختیار کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر واپس آئے تو اسے اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ حق ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ کسی کے آنے پر کھڑا ہونا جائز ہے۔ البتہ آنے والے کو اس کی خواہش نہیں ہونی چاہیے۔
۲۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا مناسب نہیں۔
۳۔ دوسرے کے آنے پر مجلس میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے، سونے اور چلنے پھرنے کے آداب

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِياً بِيَدَيْهِ. (رواه البخاری)1964-1

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے صحن میں رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهٖ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِياً وَاضِعاً إِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى. (متفق عليه)1965-2

عبادہ بن تمیم ؓ بیان کرتے ہیں، کہ اس کے چچا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چت لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ اس حدیث میں آپ ﷺ کا ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا ثابت ہو رہا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چت لیٹنا مناسب نہیں کیونکہ چادر پہنے ہوئے آدمی کا اس طرح لیٹنے سے اس کے برہنہ ہونے کا خدشہ زیادہ ہے۔ تاہم اگر کوئی شلوار پہنے ہوئے یا چادر کو سنبھال کر ایسے لیٹتا ہے تو جائز ہوگا۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے اس طرح استراحت فرمانا ثابت ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ. رواه مسلم1966-3

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کسی بھی شخص کو پاؤں پر پاؤں رکھ کر پیٹھ کے بل چت لیٹنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى. (رواه مسلم)1967-4

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص چت لیٹ کر اپنے پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ، خُسِفَ بِهِ الْأَرْضَ فَهُوَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک شخص دو چادریں پہنے، تکبر سے چل رہا تھا۔ وہ اس حالت پر بہت مغرور تھا تو اسے زمین میں

يَتَجَلْجَلُ فِيهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه)5-1968 دھنسا دیا گیا۔اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا سنت نبوی ﷺ کی مخالفت اور تکبر کی علامت ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دل میں تکبر نہ ہو تو تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔اس کے لیے وہ حضرت ابو بکر کی مثال پیش کرتے ہیں۔کہ حضرت ابو بکر نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ کوشش کے باوجود میرا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو جاتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر تم متکبروں میں نہیں ہو۔بات سمجھنے والی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تو ابو بکر کو جانتے تھے۔کہ تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ پتلے دبلے ہونے کی وجہ سے ان سے ایسے ہو جاتا ہے۔آج کسی کے بارے میں کون گواہی دے سکتا ہے کہ اس شخص کا دل تکبر سے پاک ہے۔اس سے تو صرف اتنا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔کہ اگر کوئی بیمار' کمزور یا پتلے دبلے آدمی ہے اور اس کی چادر کوشش کے باوجود نیچے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔یہاں تو فیشن اور غیر اسلامی تہذیب کا جواز ڈھونڈا جاتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز' ہرگز پسند نہیں۔

۲۔ تکبر کی ہر علامت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳۔ چت لیٹنا مناسب نہیں تاہم پردے کا خیال رکھتے ہوئے اس طرح لیٹنے میں حرج نہیں۔



بَابُ العُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینک اور جمائی لینا

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی لینا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ چھینک لینے سے آدمی کی طبیعت سے سستی دور اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ البتہ ایک سے زیادہ چھینک آنے سے آدمی کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں اور اکثر اوقات یہ زکام کی علامت ہوا کرتی ہے۔ اس لیے چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کے الفاظ میں دعا دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری صحت کو ہر قسم کے عارضہ سے محفوظ رکھے۔ اس کے برعکس جمائی لینا اور سستی کی علامت ہے۔ سستی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ رب کریم مومن کو مستعد، حاضر دماغ اور ہشاش بشاش دیکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ شیطان مومن کو سست، غافل اور کمزور کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اس قسم کے حقائق کے پیش نظر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک پر راضی ہوتا ہے اور جمائی کو پسند نہیں کرتا۔

جمائی کے وقت شیطان کا منہ میں داخل ہونا حقیقی طور پر ہوسکتا ہے کیونکہ سستی اور غفلت شیطان ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات زور سے جمائی لینے سے آدمی کے جبڑے کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں۔ جو انتہائی مضحکہ خیز اور صحت کے لیے پریشان کن صورت ہے۔ اس لئے جمائی کو دبانا چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطِسَ اَحَدُكُمْ وَ حَمِدَاللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاِذَا تَثَاؤَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ أَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاؤَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. رواه البخاری. وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطٰنُ مِنْهُ. 1969-1

پہلی فصل

ابوہریرہ ؓ نبی گرامی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی لینے کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینک مارتے وقت "الحمد للہ" کہے تو سننے والے مسلمان پر ان کلمات کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا لازم ہے۔ اور جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو ممکن حد تک اسے روکنے کی کوشش کرے۔ آدمی کے جمائی لینے پر شیطان کھلکھلا کر ہنستا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے "ھا" کرتا ہے تو شیطان اس بات پر ہنستا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو وہ "الحمد للہ" کہے اور اس کا بھائی یا دوست۔ یر

اللّٰہُ. فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُم. (رواه البخاری) 2-1970

حمک اللہ کہے اور اس کے یرحمک اللہ کہنے پر جواباً "یَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُم" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کر دے) کہنا چاہیے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ: اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ. (متفق علیه) 3-1971

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ اس شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا ہے۔ لیکن میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے الحمد اللہ کہا اور تو نے الحمدللہ نہیں کہا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ، وَاِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ. (رواه مسلم) 4-1972

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی شخص چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے تو تم اس کا جواب دو۔ اور اگر وہ الحمدللہ نہ کہے، تو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ. (رواه مسلم) 5-1973

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یرحمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے پھر دوبارہ چھینک لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو زکام ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ. فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ. (رواه مسلم) 6-1974

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کو بند کرے۔ کیونکہ کھلے منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ممکن حد تک جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔ ۲۔ چھینک لینے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا سنت ہے۔ ۳۔ چھینک پر الحمد للہ نہ کہنے والے کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ ۴۔ ایک چھینک رحمان کی طرف سے اور جمائی شیطان کی وجہ سے آتی ہے۔

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسنے کے آداب

وَاَنَّهُ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى (النجم: ۴۳)

''اور یقیناً اللہ ہی ہنسانے اور رولانے والا ہے''

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے۔ کہ وہ دکھ اور تکلیف کے وقت پریشان ہوتا ہے۔ دکھ اور تکلیف جب حد سے بڑھ جاتے ہیں تو بے ساختہ انسان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ آنسو بہنے سے آدمی کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ غم اور پریشانی کے برعکس آدمی جب کسی کام میں کامیابی یا کوئی اچھی بات دیکھتا اور خوش خبری سنتا ہے تو اچانک اس کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ آدمی کا چہرہ خوشی کی وجہ سے کھل جاتا ہے اور کئی دفعہ کھل کھلا کر ہنستا ہے۔ رسولِ محترم ﷺ نے رونے اور ہنسنے کے آداب بتلائے ہیں۔ اور ہنسنے کے وقت آپ ﷺ کی سنت اور فرمان ہے کہ آدمی کو پورا منہ کھولنے کی بجائے اپنی خوشی پر قابو پانا چاہیے۔ قہقہہ لگاتے وقت منہ مکمل طور پر نہیں کھولنا چاہیے۔ یہ اعلیٰ تہذیب کے خلاف اور دل کو غافل کر دینے والی ہنسی بن جاتی ہے۔ اس کی بجائے معمولی ہنسنے اور مسکراہٹ سے حقیقی لذت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعاً ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. (رواه البخاری) 1-1975

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو کبھی بھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا، کہ میں آپ کے حلق کو دیکھ سکوں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَرِيرٍ ؓ قَالَ: مَا حَجَبَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ. (متفق علیه) 2-1976

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا نبی گرامی ﷺ نے مجھے اپنے گھر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ، وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ، وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رواه مسلم. 3-1977

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ صبح کی نماز کے بعد اپنے مصلے پر سورج نکلنے تک تشریف فرما رہتے۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اس وقت تک صحابہ کرامؓ زمانۂ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے اور ہنستے۔ لیکن آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے۔ (مسلم)

فہم حدیث

بعض روایات میں صحابہ کرامؓ کا یہ بیان پایا جاتا ہے کہ نبیِ محترم ﷺ جب ہنستے تو آپکی ڈاڑھیں نظر آجاتی تھیں۔اس ہنسنے سے مراد آپ کا نسبتاً ذرا کھل کر ہنسنا ہے۔ایسی ہنسی میں بھی آپکی آخری ڈاڑھیں اور تالو نظر نہیں آیا کرتا تھا۔تاہم کوئی شخص بے ساختہ کھل کھلا کر ہنستا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔

۲۔ قہقہہ لگا کر ہنسنے کی بجائے صرف مسکرانا چاہیے۔

۳۔ غم کے وقت رونا جائز ہے۔

۴۔ خوشی کے وقت خوشی کا اظہار کرنا فطرت اور سنّت ہے۔

۵۔ صلوۃ ضحیٰ (اشراق) پڑھ کر مقبول حج وعمرہ کا ثواب حاصل کیا جاسکے۔لیکن اس بیٹھنے کے دوران کسی عمل خاص کا اہتمام ضروری نہیں اس موقع پر آپ ﷺ سے خوابوں کا سننا اور سنانا بھی ثابت ہے۔اسی طرح آپ کی موجودگی میں صحابہ کا امور جاہلیت کا ذکر کرتے ہنسنا اور ہنسانا بھی آیا ہے۔علاوہ ازیں اس دوران کی تعلیم وتعلم، درس وتدریس، وعظ ونصیحت اور ذکر اذکار اور تلاوت قرآن کا اہتمام بھی کیا جائے۔



بَابُ الْاَسَامِیْ

نام رکھنے کے آداب

آدمی کی ذات پر اس کے نام کے اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ کسی شخص کو سمجھانے کے لیے اسے اس کے اچھے نام کی لاج رکھنے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ والدین کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ بچے کا نام رکھتے ہوئے اچھا نام تجویز کریں۔ نبی کریم ﷺ نے چند اچھے ناموں (عبداللہ، عبدالرحمٰن) کا تذکرہ فرما کر یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ بہتر نام وہ ہیں جن میں شرک کے بجائے عبدیت اور بڑائی کی بجائے انکساری پائی جائے۔

اگر کسی کا شرعی نقطہ نظر سے غلط نام رکھ دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا نام فوراً تبدیل کرلے۔ نبی محترم ﷺ نے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے ایسے لوگوں کے نام تبدیل فرمادیے تھے۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایک دوسرے کے نام بگاڑ کر نہ لیا کرو۔ نام بگاڑنے کی غلطی ماں باپ یا قریبی عزیز پیار میں آکر کرتے ہیں۔ اس طرح الٹا نام عام ہوجاتا ہے' بسا اوقات زندگی کا جزو لاینفک بن جاتا ہے۔ جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات ۴۹: ۱۱)

''آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو (نام بگاڑ کر) بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔''

الفصل الاول

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِی السُّوْقِ، فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ! فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا. فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سَمُّوْا بِاسْمِیْ، وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ. (متفق علیه) 1978-1

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ بازار میں جارہے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: اے ابوالقاسم! نبی محترم ﷺ نے اس کی جانب پلٹ کر دیکھا تو اس نے عرض کیا: حضرت! میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت رکھنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ. (متفق علیه) 1979-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت نہ رکھو! بلاشبہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے کہ میں تم میں سے (علم وحکمت یا اموال

غنائم) تقسیم کرنے والا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ. (رواه مسلم) 1980-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا بلا شبہ ناموں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا، وَلَا رَبَاحًا، وَلَا نَجِيْحًا، وَلَا اَفْلَحَ، فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ، فَيَقُوْلُ: لَا. (رواه مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ، قَالَ: لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا، وَلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا۔ 1981-4

حضرت سمرہ بن جندب ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو! اس لیے کہ تم کہو گے: وہ یہاں ہیں؟ وہ نہیں ہوگا، تو کہنے والا کہے گا نہیں ہیں، (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام رباح' یسار، افلح، اور نافع نہ رکھو۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ قُبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ. (رواه مسلم) 1982-5

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یعلی، برکت، افلح' یسار، نافع اور اس جیسے نام رکھنے سے منع کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ منع کرنے سے چپ رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی روح مبارک جلد قبض کر لی گئی، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ. (رواه البخاري.)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ. 1983-6

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام ناموں سے برا نام اس شخص کا ہوگا، جو شہنشاہ کہلاتا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں زیادہ ناراضگی کے لائق اور برا نام اس شخص کا ہے، جس کو شہنشاہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ جبکہ شہنشاہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ. (رواه مسلم) 1984-7

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام "برّہ" رکھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم نیکی کا دعویٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکو کاروں کو جانتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِبَرَّةَ. (رواه مسلم) 1985-8

ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین ”جویریہ“ کا نام ”برّہ“ تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ”برّہ“ (نیکی) کے پاس سے نکل گئے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ رضی الله عنها فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَمِيْلَةَ. (رواه مسلم) 1986-9

ابن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ (مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنهما قَالَ: اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَقَالَ: مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ: لَا وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ. (متفق عليه) 1987-10

سھل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ جب منذر بن اسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی رانوں پر رکھا اور پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ جواب دیا گیا، فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَاءِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ، فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ. (رواه مسلم) 1988-11

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: میرا بندہ، میری بندی۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ لیکن یہ کہا کرو: میرا غلام، میری لونڈی، میرا لڑکا اور میری لڑکی ہے۔ نیز غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے۔ البتہ ایک روایت میں ہے کہ ”سردار“ کہے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ میرے سردار اور میرے مولا کہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو میرے مولا نہ کہے۔ بے شک تمھارا مولا اللہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ، فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ. (رواه مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: الْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ. 1989-12

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم (انگور کی بیل) ”کرم“ نہ کہو، کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔ (مسلم) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کرم نہ کہو بلکہ عنب یعنی انگور اور حبلہ یعنی انگور کی بیل کہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُوْلُوا يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواه البخاری) 13-1990

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم انگور کا نام "کرم" نہ رکھو اور اس طرح بھی نہ کہو کہ زمانہ برا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دراصل زمانہ (بنانے والا) ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواہ مسلم) 14-1991

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا بھلا نہ کہے اس لیے کہ اللہ ہی حقیقت میں زمانہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ. (متفق علیه) 15-1992

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے، بلکہ یہ کہے میرا نفس بوجھل ہوگیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ ﷺ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ. (رواه البخاری) 16-1993

عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن میسّب ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اس نے مجھے بتلایا کہ اس کا دادا جس کا نام حزن (بمعنی غم و سختی) تھا نبی گرامی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا نام حزن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تو سہل (یعنی آسانی والا) ہے۔ اس کے دادا نے کہا: میں اپنا نام کبھی تبدیل نہیں کروں گا، جو میرے والد نے رکھا ہے۔ ابن المسیب بیان کرتے ہیں: اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سختی رہی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی والے نام زیادہ پسند ہیں۔ ۲۔ نام کے بھی طبیعت پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ۳۔ غلطی سے غیر شرعی نام رکھ لیا جائے، تو اسے بدل دینا چاہیے۔ ۴۔ کسی کو اپنا بندہ یا اپنی بندی کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح کسی سے بطور خوشامد کہنا کہ میں آپ کا بندہ یا غلام یہ اس سے بھی برا ہے ۵۔ اپنا نام گنہگار (عاصی) رکھنا جائز نہیں۔ ٦۔ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا جائز نہیں۔

بَابُ الْبَیَانِ وَالشِّعْرِ

خطابت اور شعر گوئی

انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ جسمانی نعمتوں کے حوالے سے جس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا ہے وہ آدمی کی قوتِ بیان ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَیَانَ O (الرحمن ۵۵: ۳.۴)

''اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسی نے بولنا سکھایا۔''

نطق وہ ملکہ ہے جو انسان اور حیوان میں واضح فرق کرتا ہے۔ اس صلاحیت کے ذریعے انسان اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ جس میں جس قدر یہ صلاحیت زیادہ ہوگی وہ دوسرے شخص کو گرویدہ کرنے اور اپنا مؤقف سمجھانے اور منوانے میں اسی قدر زیادہ کامیاب ہوگا۔ انبیا میں یہ صلاحیت عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ربِ عظیم کا عظیم الشان پیغام لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اور رسولِ معظم ﷺ کو کائنات کے تمام انسانوں سے بڑھ کر اس صلاحیت سے سرفراز کیا گیا، تاکہ آپ اللہ کا آخری پیغام واضح، شفاف اور مؤثر انداز میں لوگوں تک پہنچائیں۔

آدمی کی گفتار، الفاظ اور انداز اس کی ذہنیت اور نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ مُعلّمِ اعظم ﷺ نے مسلمانوں کو سلیقۂ گفتگو سمجھاتے ہوئے فرمایا، کہ نہ صرف آدمی کو غلط بیانی اور ترش زبانی سے بچنا چاہیے بلکہ خواہ مخواہ پرتکلف الفاظ اور انداز سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے گفتگو کرنے والے کو نہ صرف مقفع مسجع الفاظ ڈھونڈنے پڑتے ہیں بلکہ بسا اوقات سننے والا ایسے شخص کے بارے میں ہلکا پن بھی محسوس کرتا ہے۔

جہاں تک شعر وشاعری کا تعلق ہے قرآن مجید نے رسولِ کریم ﷺ کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ آپ شاعر نہیں ہیں۔ شاعری میں الفاظ ڈھونڈنا انہیں بحر کے مطابق ڈھالنا، پھر ان میں مدّ وجزر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ سخن کی اس قسم میں بے پناہ اور بے جا تکلّف پایا جاتا ہے۔ مزید برآں شاعر عملی دنیا میں کمزور ہی نہیں اکثر بدعمل ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ O (یٰسٓ ۳۶: ۶۹.۷۰)

''ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے۔ یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔''

نیز فرمایا: وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغٰوٗنَ O اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ O وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ O

(الشعراء ۲۶: ۲۲۴.۲۲۶)

''رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں''۔

تاہم شریعت نے شعر وشاعری کی کلیتاً نفی بھی نہیں فرمائی، بلکہ اچھے شُعراء اور ان کے اچھے کلام کی تعریف فرمائی ہے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر شاعر کا ایک جملہ خطیب کی طویل ترین گفتگو سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا. (رواه البخاری) 1994-1

وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً. (رواہ البخاری) 1995-2

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا. (رواه مسلم) 1996-3

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ. (متفق عليه) 4-1997

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: هِيْهِ حَتّٰى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ. (رواه مسلم) 5-1998

وَعَنْ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ (متفق عليه) 6-1999

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرقی علاقے سے دو شخص آئے۔ ان دونوں نے تقریر کی تو لوگوں نے ان کی تقریر پر تعجب کا اظہار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تکلف کے ساتھ گفتگو کرنے والے تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اس بات کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ درست بات، جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبید کی بات ہے کہ "سنو! اللہ کے علاوہ تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں"۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمرو بن شرید ﷺ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے بتایا کہ میں ایک دن رسولِ مکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا تجھے امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنائیں! میں نے آپ کو ایک شعر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ! آپ فرماتے رہے اور اس طرح میں نے ایک سو شعر پڑھ دیے۔ (مسلم)

حضرت جندب ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک جنگ میں انگلی زخمی ہوگئی، تو آپ نے فرمایا: بس تو صرف انگلی ہے، جو زخمی ہوگئی۔ تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں پہنچی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت براء ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جنگِ

قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيلَ مَعَکَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اَجِبْ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. (متفق علیه) 2000-7

قریظہ کے دن حسان بن ثابت ﷺ سے کہا: تم مشرکین کی مذمت ! کرو بلا شبہ جبرائیل تمھاری معاونت کریں گے۔ رسولِ مکرم ﷺ نے حسانؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے جواب دیجیے"۔ اے اللہ! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ. (رواہ مسلم) 2001-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے حکم دیا، تم قریش کی مذمت کرو، بلا شبہ وہ ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ ﷺ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُکَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰی وَاشْتَفٰی. رواہ مسلم2002-9

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا، آپ نے حضرت حسان ﷺ کو فرمایا: بلا شبہ جبرائیل تیری تائید کرتے ہیں، جب تک تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا، حسانؓ نے ان کی مذمت کی، اس نے دل ٹھنڈا کر دیا اور خود بھی قرار پایا۔ (مسلم)

وَعَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰی اغْبَرَّ بَطْنُهٗ يَقُوْلُ. وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا.
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا.
فَاَنْزِلَنْ سَکِيْنَةً عَلَيْنَا.
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا.
اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا.
اِذَا اَرَادُوْا، فِتْنَةً اَبَيْنَا.
يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ:
اَبَيْنَا اَبَيْنَا..... .(متفق علیه) 2003-10

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ جنگِ خندق کے دوران رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک غبار آلود ہو گیا آپ کہہ رہے تھے۔
اللہ کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے تو نہ ہم صدقہ کرتے
اور نہ نمازیں ادا کرتے۔
اے اللہ! ہم پر سکون نازل فرما
اور جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما
بلا شبہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔
وہ ہمیں دین سے پھیرنا چاہتے ہیں۔
ہم ان کی یہ بات نہیں مانیں گے۔

نہیں مانیں گے، کے الفاظ پر آپ ﷺ کی آواز بلند فرماتے اور فرماتے نہیں مانیں گے! نہیں مانیں گے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ (متفق عليه) 11-2004

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے وقت مٹی اٹھاتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ ہم وہی لوگ ہیں جنھوں نے جہاد پر محمد ﷺ کی بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ ہیں۔ نبی مکرم ﷺ ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے: اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، تو انصار اور مہاجرین کو معاف فرما۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

خندق کے موقع پر آپؐ نے صحابہ کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے، ایسے جملے استعمال فرمائے، جو اشعار کے وزن پر ہیں۔ جبکہ قرآن مجید سورۃ یٰسین میں ہے، کہ آپ کو شعر نہیں سکھلائے گئے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر اتجالاً زبان سے ایسے جملے نکل جائیں، تو نبوت کی شان کے خلاف نہیں ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا. (متفق عليه) 12-2005

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، جس سے اس کے پھیپھڑے متاثر ہوں، یہ اس بات سے بہتر ہے، کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث
تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ رضی اللہ عنہ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا، يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ يُنَافِحُ وَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ رضی اللہ عنہ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه البخاری) 13-2006

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسولِ محترم ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر کا انتظام فرماتے۔ حسان منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے اور رسولِ مکرم ﷺ فرماتے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس کے ساتھ معاونت فرماتا ہے، جب تک وہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ حَادٍ يُقَالُ لَهُ اَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ لَا تُكَسِّرِ الْقَوَارِيْرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کا حدی خواں تھا، جس کا نام انجشہ تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ نبی معظم ﷺ نے اسے حکم دیا: اے انجشہ ٹھہر

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ. (متفق عليه) 2007-14

جاؤ! اس طرح شیشے چکنا چور ہو جائیں گے۔ قتادہ بیان کرتے ہیں شیشوں سے مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ، لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا. (رواه مسلم) 2008-15

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول معظم ﷺ کے ساتھ عرج کے علاقے میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر نے آ کر شعر کہنے شروع کر دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑو، یا شیطان کو دور کر دو کہ اگر کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ موثر گفتگو کرنا اللہ کا انعام ہے۔

۲۔ جان بوجھ کر پر تکلف گفتگو کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

۳۔ اچھے اشعار سننا سنتِ مبارکہ ہے۔

۴۔ برے شاعر شیطان کے ترجمان ہوتے ہیں۔



بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کی حفاظت کرنا، غیبت اور گالی دینے سے احتراز کرنا

رسول محترم ﷺ کا زبان کے حوالے سے فرمان ہے کہ صبح سویرے انسان کے تمام اعضا زبان کے سامنے عرض گزار ہوتے ہیں کہ اللہ کے لیے تیری بے احتیاطی کی وجہ سے ہمیں سزا نہیں ملنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، کہ بے شمار لوگ اپنی زبانوں پر قابو نہ پانے کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

اسی لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو صحیح معنوں میں اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

لہٰذا مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے فحش کلامی کرنے اور گالی دینے سے نہ صرف پرہیز کرے، بلکہ اسے دوسرے بھائی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے غیبت اور کردار کشی سے بھی بچنا چاہیے۔

غیبت کی مختصر تعریف یہ ہے، کہ بات کہنے والا اس نیت اور انداز سے دوسرے کے بارے میں، اس کی پیٹھ پیچھے گفتگو کرے، جو اس کو بری لگے۔ برسبیلِ تذکرہ کسی کے بارے میں گفتگو کرنا، یا اس کی اصلاح کے لیے کسی ذمہ دار آدمی کو آگاہ کرنا، یا ایک شخص دوسرے کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے، تو معاملہ کرنے والے کو نیک نیتی کے ساتھ متعلقہ شخص کے بارے میں، مبالغہ کیے بغیر اس کی کمزوری سے آگاہ کرنا، غیبت کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اگر ان ضروریات کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسی گفتگو کی جائے جسے وہ پسند نہیں کرتا، تو وہ غیبت ہوگی۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق غیبت اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيّ)

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کے بارے میں ضمانت دے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

1-2009

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا، يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ، (رَوَاهُ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی کلمہ زبان سے نکالتا ہے حالانکہ وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے

الْبُخَارِیُّ).
وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا یَهْوِیْ بِهَا فِی النَّارِ أَبْعَدَ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ-2010-2

تو اس معمولی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔(بخاری ومسلم) کی روایت میں ہے کہ اس کلمہ کی وجہ سے وہ مشرق ومغرب کی مسافت سے بھی زیادہ گہرائی تک جہنم میں گرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ. (متفق علیه) 2011-3

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا. (متفق علیه) 2012-4

حضرت عبداللہ ﷺ بن عمر بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہوگا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ إِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِکَ. (رواه البخاری) 2013-5

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اعظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کو فاسق' یا کافر' کہتا ہے اگر وہ شخص اس کا مستحق نہیں ہے' تو اس کے کلمے کا گناہ کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔(بخاری)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ، أَوْقَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ، إِلَّا حَارَ عَلَیْهِ. (متفق علیه) 2014-6

حضرت ابوذر ﷺ ہی راوی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہتا ہے اگر جب کہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر پلٹ جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا، فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ. (رواه مسلم) 2015-7

حضرت انس ﷺ اور ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو شخص جو ایک دوسرے کو گالی دے رہے ہوں تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے ابتدا کی ہوگی۔ جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔(مسلم)

وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ أَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا. (رواه مسلم) 2016-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: کسی سچے مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے پر لعنت کرنے والا ہو۔(مسلم)

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ اللَّعَّانِیْنَ لَایَکُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ

حضرت ابودرداء ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: لعنت بھیجنے والے قیامت

وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ مسلم) 9-2017

کے دن لوگوں کے حق میں گواہ ہونے اور سفارش کرنے سے محروم ہوں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سب کو تباہ گردانے والا، خود بھی اسی معاشرے کا حصہ اور لوگوں میں شامل ہے۔ لہذا وہ خود بھی بربادی کے راستے پر ہے۔ ایسا کہنے والا شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے نیک سمجھتا ہے۔ یہ بھی اس کی بربادی کی علامت ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ. (رواہ مسلم) 10-2018

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کہے کہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے، تو وہ شخص ان سب سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. (متفق عليه) 11-2019

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ برا اس شخص کو پاؤ گے جو دوغلا ہے۔ ادھر کوئی بات کہتا ہے اور دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (متفق عليه) 12-2020

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا: چغل خور جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقاً وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّاباً. (متفق عليه).

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تم سچائی اختیار کرو۔ اس لیے کہ سچائی نیکی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی سچی بات کہنے کا عادی اور سچائی کا طلب گار ہو جاتا ہے، تو وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے کنارہ کش رہو! اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی جانب لے جاتا ہے۔ اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں۔ ایک شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ: اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَ اِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْکَذِبَ فُجُوْرٌ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ. 13-2021

دیا جاتا ہے۔(بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے: بلا شبہ سچ بولنا نیک کام ہے۔اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔اور جھوٹ بولنا بُرا کام ہے اور بُرا کام دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

وَعَنْ اُمِّ کُلْثُوْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَ یَنْمِیْ خَیْراً. (متفق علیه) 14-2022

حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے، جو جھوٹ بول کر لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔اچھی بات کہتا اور اچھی بات کی تبلیغ کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّا حِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمِ التُّرَابَ. (رواہ مسلم) 15-2023

حضرت مقداد بن اسود ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو مدح سرائی کرتے دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ ؓ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ: عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ وَیْلَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ ثَلَاثًا مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهٗ اِنْ کَانَ یُرٰی اَنَّهٗ کَذٰلِکَ، وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَداً. (متفق علیه) 16-2024

حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی۔آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے۔آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی نے کسی شخص کی تعریف ضروری کرنی ہو تو وہ کہے کہ فلاں کے بارے میں میرا یہ خیال ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت خوب جانتا ہے۔اور یہ تبھی کہہ سکتا ہے جب حقیقتاً اس شخص کو ایسا ہی پائے، کیونکہ اللہ کے ہاں تم کسی کی گارنٹی نہیں دے سکتے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَهُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ. (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو ان الفاظ کے ساتھ یاد کرو جنہیں وہ ناپسند کرے۔عرض کیا گیا: اگر میرے کسی بھائی میں وہ ناپسندیدہ بات موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو (پھر اس

وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَاقُلْتَ لِاَخِیْکَ مَا فِیْهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَاِذَاقُلْتَ مَا لَیْسَ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ. 17-2025

صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: اگر اس میں بات موجود ہے جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہیں' جو تو نے کہی ہے تو نے وہ اس پر بہتان ہوگا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے۔ اگر تو نے اپنے بھائی کی وہ بات کی' جو اس میں موجود ہے تو تو نے غیبت کی۔ لیکن اگر ایسی بات کہی جو اس میں موجود نہیں' تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ فَقَالَ ائْذَنُوْالَهٗ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَیْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقُلْتَ لَهٗ: کَذَا وَ کَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْهِهٖ، وَانْبَسَطْتَ اِلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَتٰی عَاهَدْتِّنِیْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّالنَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ. (متفق علیه) 18-2026

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: اسے آنے دیجئے اور بتایا کہ یہ اپنے قبیلے کا بُرا آدمی ہے۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا' تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مسکراتے رہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس شخص کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے' پھر آپ ﷺ اسے خندہ پیشانی سے ملے اور مسکراتے رہے؟ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ تو نے مجھے کب فحش گوئی کرتے پایا۔ قیامت کے دن وہ لوگ بُرے ہوں گے جنہیں لوگوں نے ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے ان کی بُری باتوں سے بچنے کی خاطر چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس عمل سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرا جتنا بھی برا ہو آدمی کو اپنا اخلاق خراب نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ بر سبیل تذکرہ کسی کے بارے میں اس کے کردار کے متعلق کوئی بات کی جائے تو غیبت نہیں ہوتی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَ اِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ یَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کو رہائی حاصل ہو جائے گی لیکن ان لوگوں کو معافی نہیں ملے گی' جو کھلم کھلا بے حیائی کرنے والے

يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ كَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ. (متفق عليه) 19-2027

ہیں۔ بلاشبہ یہ بھی بے حیائی ہے کہ آدمی رات کو غلط کام کرے اور صبح اٹھ کر کہے: لوگو! میں نے گزشتہ رات فلاں بُرا کام کیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بُرے فعل پر پردہ ڈالا تھا اور وہ صبح اٹھ کر اللہ کے پردہ کو خود ہی چاک کر دے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. (رواه مسلم) 20-2028

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ شیطان کسی بھی شخص کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کے پاس جا کر انہیں جھوٹی باتیں بتاتا ہے۔ لوگ جب مجلس سے منتشر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے: میں نے ایک شخص سے سنا ہے جس کو چہرے سے تو میں آشنا ہوں لیکن اس کے نام سے بے خبر ہوں۔ وہ فلاں فلاں بات کہتا ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔
۲۔ مسلمان کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔
۳۔ مسلمان کو کافر یا فاسق کہنے والا از خود اس کا مرتکب ہو جائے گا۔
۴۔ گالی کی ابتداء کرنے والا جواب میں دوسرے کی گالی کا بھی ذمہ دار ہوگا۔
۵۔ بلاوجہ کسی پر لعنت کرنا جائز نہیں۔
۶۔ دوغلے پن کا حامل انسان قیامت کے دن بدترین لوگوں میں شامل ہوگا۔
۷۔ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
۸۔ ہمیشہ سچ بولنے والا اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔
۹۔ مسلسل جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔
۱۰۔ صلح کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔
۱۱۔ منہ پر تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈالنی چاہیے۔
۱۲۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں اس کو ناپسند بات کرنا غیبت ہے۔
۱۳۔ بد اخلاق شخص کے بھی ساتھ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا سنت ہے۔
۱۴۔ اپنے گناہوں کو خود آشکار نہیں کرنا چاہیے۔

بَابُ الْوَعْدِ

وعدے کی اہمیت

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ: لَمَّامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ أَبَابَكْرٍ ﷜ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ ﷜ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷜: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْكَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، قَالَ جَابِرٌ ﷜ فَقُلْتُ: وَعَدَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعْطِيَنِيْ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا، فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ ﷜ فَحَثَالِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ قَالَ: خُذْ مِثْلَيْهَا. (متفق علیه)2029-1

پہلی فصل

حضرت جابر﷜ بیان کرتے ہیں: جب رسول محترم ﷺ فوت ہوئے اور حضرت ابوبکر﷜ کے پاس علاء﷜ بن حضرمی کی طرف سے مال آیا' تو حضرت ابوبکر﷜ نے اعلان کیا: جس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے قرض لینا ہے یا آپ نے اس سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر کہتے ہیں: میں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا' کہ آپ مجھے اس قدر مال دیں گے۔ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پھیلایا تھا۔ جابر بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر﷜ نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر ایک مرتبہ مال دیا۔ میں نے اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ اور پھر حضرت ابوبکر﷜ نے فرمایا: اس سے دوگنا اور لیجیے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت ابوبکر﷜ کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ جو شخص کسی کے بعد اس کی ذمہ داریاں سنبھالے تو اس کا اخلاقی اور شرعی فرض ہے کہ اپنے پیش رو کے عہد و پیمان کا خیال رکھے خواہ وہ معاہدہ کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو!

بَابُ المَزَاحِ

مزاح اور خوش طبعی

ظرافت اور خوش طبعی اخلاق کا حصہ ہے۔ اس سے طبعی گھٹن دور ہوتی ہے اور آدمی کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ ظرافت کے اظہار سے دوسرا شخص محبت اور قربت محسوس کرتا ہے۔ بشرطیکہ اخلاقی حدود میں رہ کر خوش طبعی کی جائے۔ بڑا آدمی > جب اپنے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ ایسے انداز سے ہم کلام ہوتا ہے تو عمر اور منصب میں چھوٹا شخص > اپنے لیے اس بات کو اعزاز سمجھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کبھی کبھار اپنے ساتھیوں سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا > کہ صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کی عظیم المرتبت شخصیت کی وجہ سے دوری اور خوف محسوس نہ کریں۔ اس طرح چھوٹے آدمی کو بڑے کے ساتھ کھل کر بات کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے۔ البتہ اخلاق سے گری ہوئی خوش طبعی کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں۔ مومنوں کو ایسی بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ (المؤمنون ۲۳:۳)

''مومن وہ ہیں جو بے ہودہ گوئی سے اعراض کرتے ہیں''۔

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِي صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ ؓ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ، كَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ. (متفق عليه) 2030-1

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ بلاشبہ رسول معظم ﷺ ہم سے گھل مل کر رہتے تھے۔ حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے۔ اے ابوعمیر! تیرے مولے کو کیا ہوا؟ ابوعمیر کا ایک مولہ تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ آپس میں خوش طبعی کرنا سنت ہے اور اس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ بڑے لوگوں کو چھوٹوں کے ساتھ ایک حد تک گھل مل کر رہنا چاہیے



بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

فخر وغرور اور جاہلی تعصّبات کی ممانعت

قرآن پاک کے ارشادات اور دنیا کے مشاہدات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خوبیوں، صلاحیتوں اور اسباب کے اعتبار سے یکساں پیدا نہیں فرمایا۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کی ضرورت اور احترام ومقام کے فرق کی بنیاد پر مل جل کر رہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک انسان دوسرے پر، بڑی اقوام چھوٹی قوموں پر ظلم کریں اور طاقتور ملک کمزور ملکوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا شروع کردیں یا کہ باکمال لوگ ان شخصی ومقامی صلاحیتوں، قومی خوبیوں اور علاقائی امتیازات کو غرور اور فخر کا ذریعہ بنا لیں۔ ان تعصبات سے خاندان تباہ اور قومیں جنگ وجدل اور ملک تقسیم در تقسیم کا شکار ہوجایا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان چیزوں کو فقط باہمی تعارف اور معاملات کو سمجھنے سمجھانے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ اس لیے نبی معظمﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ ”لوگو! تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق کیا گیا۔ تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے اور آج کے بعد میں تمام عصبیتوں اور تعصبات کو اپنے پاؤں تلے روندرہا ہوں۔“

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ قَالَ: اَکْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ، قَالُوا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُکَ قَالَ: فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ قَالُوا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُکَ قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا.

(متفق علیه) 2031-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ زیادہ عزت والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ زیادہ عزت والے ہیں، جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ سے پوچھنے کا مقصد یہ نہیں۔ فرمایا: تمام لوگوں سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جو اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم نے یہ بات بھی آپ سے عرض نہیں کی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں تو کیا تم مجھ سے عرب قبائل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں بہتر ہیں وہی اسلام میں بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ

اللهِ ﷺ اَلْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ، يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ .(رواه البخاري)2032-2

اکرم ﷺ نے فرمایا: معزز بیٹے وہ، معزز کے وہ بیٹے معزز کے اور وہ بیٹے معزز کے اور وہ بھی بیٹے معزز کے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں علیہم السلام۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: فِي يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِي بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ، نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ: فَمَارُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ. (متفق عليه)3-2033

حضرت براء بن عازب ﷺ جنگِ حنین کے بارے بتاتے ہیں کہ ابوسفیان بن حارث ﷺ رسولِ اکرم ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ سواری سے اتر پڑے اور آپ نے یہ اعلان کرنا شروع کیا: میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کچھ شک نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں اس روز نبی معظم ﷺ سے زیادہ بہادر کسی شخص کو نہیں پایا گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ. (رواه مسلم) 4-2034

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہا: اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! اس کی بات سن کر رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق سے بہتر تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ، فَقُوْلُوا، عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهٗ. (متفق عليه) 5-2035

حضرت عمر ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں تم مبالغہ آرائی نہ کیا کرو جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں تو اس کا بندہ ہوں۔ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ. (رواه مسلم)2036-6

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی بھی وحی فرمائی ہے کہ لوگو! تواضع اختیار کرو لہذا کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فخر نہ جتائے اور نہ زیادتی کرے!

خلاصہ باب

ا۔ زیادہ پرہیزگار اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب ہے۔ ۲۔ خاندانی اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خانوادہ سب سے معزز ہے۔ ۳۔ اسلام معزز شخص کو معزز ترین بنا دیتا ہے۔ ۴۔ نبی کریم ﷺ کی تعریف میں بھی مبالغہ کرنا جائز نہیں۔

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی

رحم کا لفظ رَحِمَ، یَرْحَمُ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہے شفقت اور مہربانی کرنا۔ صلہ رحمی سے مراد عام لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کرنا ہے۔ بالخصوص رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرنے کو صلہ رحمی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے صلہ رحمی کرنے کی ایک ترتیب قائم فرمائی ہے۔ یہ ترتیب حقیقی استحقاق کی بنا پر اور اس قدر مرحلہ وار ہے کہ اگر اس کا خیال رکھا جائے تو کوئی شخص بھی ایک دوسرے کی ہمدردی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ دنیا میں شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو جو قریبی اور دور کے رشتوں سے یکسر محروم ہو چکا ہو۔ قریبی رشتوں سے محروم ہونے والوں کو بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں اگر وہ والدین کے دوست و احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو یہ والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ: رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ: اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ: اُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ: اَبُوْکَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ. (متفق علیه) 1-2037

حضرت ابوہریرہ ﷛ ذکر کرتے ہیں: کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میرے (قریبی عزیزوں میں سے) اچھے برتاؤ کا کون زیادہ حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے تیسری دفعہ عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے چوتھی دفعہ سوال کیا: پھر کس کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے والد کا۔ دوسری روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: والدہ کے ساتھ نیکی کر' پھر اپنی والدہ کے ساتھ' پھر اپنی والدہ کے ساتھ' پھر اپنے والد کے ساتھ' پھر جو تیرا زیادہ قریبی ہے اس کے ساتھ تعاون کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَغِمَ اَنْفُهٗ ! رَغِمَ اَنْفُهٗ! رَغِمَ اَنْفُهٗ! قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو' اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ جب تین رسولؐ! کس کی ناک خاک آلود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم)

اَلْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. (رواه مسلم) 2038-2

مرتبہ فرمایا' تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے

وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ: نَعَمْ صِلِيْهَا. (متفق عليه) 2039-3

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما بیان کرتی ہیں: میرے پاس میری والدہ آئیں' وہ مشرکہ تھیں' قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مجھ سے تعاون کی خواہش مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا. (متفق عليه) 2040-4

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آل فلاں میرے دوست نہیں ہیں' میرے دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک' ایمان دار ہیں۔ ان کے ساتھ میرا نسبی رشتہ ہے۔ میں ان کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے صلہ رحمی کرتا رہوں گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ. وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ. (متفق عليه) 2041-5

حضرت مغیرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی کرنے' بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے، خود نہ دینے اور لوگوں سے عطیہ طلب کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور بے مقصد باتوں سے' زیادہ سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ. (متفق عليه) 2042-6

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنے ماں باپ کو کوئی گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں اس کے باپ کو گالی دی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ. (راوه مسلم) 7-2043

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی بیٹے کا اپنے والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا، جبکہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو (یا سفر پر گیا ہو) بڑی نیکی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي اَثَرِهٖ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (متفق عليه) 8-2044

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ؟ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ: اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ: فَذَاكِ. (متفق عليه) 9-2045

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو "رحم" (رشتہ داری) کھڑی ہوگئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس شخص کو اپنے قریب کروں جو تیرا خیال رکھتا ہے۔ اور میں اس شخص سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ رحم (رشتہ داری) نے عرض کیا: پروردگار کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ. مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ. (رواه البخاری) 10-2046

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا "رحم" کا لفظ رحمان سے نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو تجھے ملائے گا اسے میں ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا اس سے میں قطع تعلق کروں گا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ. (متفق عليه) 11-2047

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں: رحم (رشتہ داری) عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے: جو مجھے ملائے گا اسے اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ

ﷺ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. (متفق عليه) 12-2048

نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِیِّ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَاقُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا. (رواه البخاری) 13-2049

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلے میں صلۂ رحمی کرتا ہے۔ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے مگر وہ صلۂ رحمی کرتا جائے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِّیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَادُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ. (رواه مسلم) 14-2050

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں اُن سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بات درست ہے، تو گویا تو ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ ان کے خلاف تیرا مددگار رہے گا۔ جب تک تو اس طرز عمل پر کاربند رہے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَیْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهٗ یُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ، وَلِیْ صِبْیَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْهِمْ فَحَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْهِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ، وَاِنَّهٗ قَدْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبیِ معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ تین آدمی چل رہے تھے۔ انہیں بارش نے آلیا اور وہ پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ اچانک غار کے منہ پر پتھر آ گرا۔ جس سے ان کا نکلنا مشکل ہوگیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے نیک اعمال یاد کرو، جو تم نے صرف اللہ کی رضا کے لیے کیے ہوں۔ آج ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں ان کے گزارے کے لیے

نَأَى بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ،
فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ
أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ
عِنْدَ رُؤُسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ
أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ
عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمْ
حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى
مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ
السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِي: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي بِنْتُ
عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ
فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ
دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ
فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا
عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ
فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ
لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ
اسْتَأْجَرْتُ بِفَرَقِ أُرْزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ:
أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ
وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ
مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا
تَظْلِمْنِيْ وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ. فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى
ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ
بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ
الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهٗ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ

بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹتا
اور بکریوں کا دودھ دوہتا تو اپنے بچوں سے پہلے والدین کو
پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے دور جا کر چارہ دستیاب ہوا اور میں جلد
واپس نہ آسکا یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ
میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا
اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ مجھے یہ پسند
نہیں تھا کہ میں انہیں جگاؤں اور مجھے یہ بھی ناپسند تھا کہ اپنے
والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ جب کہ میرے
بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں بلک رہے تھے۔ میرا
اور بچوں کا طلوع فجر تک یہی حال رہا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے
کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا ہے تو ہمارے
لیے اتنا رستہ کھول دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے
ان کے لیے اتنا پتھر ہٹا دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے
لگا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اپنے چچا کی بیٹی
کے ساتھ اس قدر محبت تھی جتنی کہ مرد زیادہ سے زیادہ عورتوں
سے کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سے خواہش پوری کرنے کا
مطالبہ کیا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں مانوں گی۔ جب
تک تو مجھے سو دینار نہ دے۔ میں نے کوشش کی یہاں تک کہ
میں نے سو دینار اکٹھے کیے۔ میں وہ دینار لے کر اس کے پاس
گیا۔ اور اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے
اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور حلال کیے بغیر میرا پردۂ حیا
چاک نہ کرو۔ میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اے اللہ!
اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشی کی خاطر کیا ہے
تو ہمارے لیے راستہ کھول دے۔ ان کے لیے تھوڑا سا رستہ
اور کھل گیا۔ تیسرے نے دعا کی: الٰہی! میں نے ایک مزدور
ایک فرق چاول (۶۳۰۰ گرام) پر رکھا تھا۔ جب اس نے کام

تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ مَابَقِیَ فَفَرَّجَ اللّٰہُ عَنْھُمْ. (متفق علیه) 15-2051

مکمل کرلیا تو اس نے کہا میرا حق دیجئے۔ میں نے اس کے سامنے اس کا حق پیش کیا تو وہ اسے تھوڑا سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ کر چل دیا۔ میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان سے کچھ بیل اور چرواہا حاصل کرلیے۔ پھر وہ شخص واپس آیا اور اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ پر زیادتی نہ کرو اور میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے اس سے کہا: ان بیلوں اور چرواہے کو لے جایئے۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کررہا تم ان بیلوں اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کو لے گیا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے۔ کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا' تو غار کا باقی منہ بھی کھول دے تو اللہ نے ان کا رستہ کھول دیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس عورت کے بارے میں دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ بار بار انکار کرتی رہی۔ بالآخر غربت کے ہاتھوں ایک دن مجبور ہو کر مان گئی۔ لیکن جوں ہی ان کی آپس میں قربت ہوئی' تو وہ حیا کے ہاتھوں مجبور ہو کر رو کر کہنے لگی اللہ کے بندے اللہ ذوالجلال سے ڈرو اور میری غربت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ تب اس جوان کو اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا جس کا اس نے غار میں اللہ تعالیٰ کے حضور واسطہ دیا۔ یاد رہے دعا کرتے ہوئے اپنی نیکی کا واسطہ دینا جائز ہے لیکن کسی مرحوم کا واسطہ دینا شرک ہے۔ تفصیل کے لیے میری کتاب انبیاء کا طریقۂ دعا پڑھیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ حقوق العباد میں سب سے زیادہ ماں اور پھر باپ کے حقوق ہیں۔

۲۔ بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا۔

۳۔ مشرک اور کافر ماں باپ کے ساتھ بھی تعاون کرنا چاہیے۔

۴۔ والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، فضول گوئی، خواہ مخواہ سوال کرنا اور حلال مال ضائع کرنا جائز نہیں۔

۵۔ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا، اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے۔

۶۔ ماں باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا' فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے برابر ہے۔

۷۔ صلۂ رحمی کرنے والے کی عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔

۸۔ صلہ رحمی کو کاٹنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے۔



بَابُ الشَّفْقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

اللہ کی مخلوق پر شفقت ومہربانی

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق بالخصوص اپنے بندوں پر شفیق اور مہربان ہے اور اس کا حکم اور منشا یہ ہے' کہ انسان بھی ایک دوسرے پر شفقت اور مہربانی کرتے رہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نرمی اور مہربانی نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ بھی اس پر شفقت ومہربانی نہیں فرماتا۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند ہونا چاہیے۔ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان' مدینہ طیبہ میں اس طرح رہ رہے تھے' جیسے وہ ایک ہی خاندان کے فرد اور ایک باپ کی اولاد ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں محبت کا یہ جذبہ کارفرما تھا، کسی کو یہ جرأت نہیں تھی' کہ وہ ملت کے کسی ایک رکن پر بُری نظر ڈال سکے۔ اور آج اگر امّت ذلّت ورسوائی سے دوچار ہے تو اس کے اسباب میں مرکزی سبب یہ ہے کہ ہم اپنوں کے لیے غیر اور غیروں کے لیے اپنے بن چکے ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم نے تو ملّی اخوت کا یہ معیار قائم فرمایا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (الفتح:۴۸.۲۹)

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب بھی انہیں دیکھو گے رکوع وسجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجدوں کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔"

الفصل الاول

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ. (متفق عليه) 1-2052

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ. متفق عليه 2-2053

وَعَنْهَا، قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِيْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ

پہلی فصل

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا' جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: کیا آپ ﷺ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو نہیں لیتے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اگر تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے' تو میں کیا کر سکتا ہوں؟۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ

فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ. فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. متفق عليه 3-2054

سے کھانے کا سوال کر رہی تھی۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی' میں نے وہ اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور خود نہ کھائی۔ پھر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا' تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. (رواه مسلم) 4-2055

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی کفالت کی' یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں' قیامت کے دن' میں اور وہ شخص اس طرح ہوں گے: آپ نے انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ. (متفق عليه) 5-2056

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کا خیال رکھنے والا' اس شخص کی طرح ہے' جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اور راوی کہتا ہے' میرا خیال ہے: آپ نے فرمایا' کہ وہ اس شخص کی طرح ہے' جو رات کو قیام کرنے میں سستی نہیں کرتا اور دن کو روزہ چھوڑتا نہیں۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. رواه البخاری 6-2057

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا' خواہ وہ اس یتیم کا رشتہ دار ہو' یا اجنبی' ہم جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فرق رکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کو باہم' رحم' محبت اور شفقت کرنے کے حوالے سے ایک جسم کی مانند پاؤ گے۔ جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم تکلیف

بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى. (متفق عليه) 7-2058

اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ، وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ. (رواه مسلم) 8-2059

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا' مومنین ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو اس کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہو تو بھی اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ. (متفق عليه) 9-2060

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مومن' مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے' گویا کہ اس کے ایک حصے نے دوسرے حصے کو مضبوط کیا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَاشَآءَ. (متفق عليه) 10-2061

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس سائل یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے: اس کی سفارش کرو تمھیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ، فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ. (متفق عليه) 11-2062

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو' خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض: کیا مظلوم کی مدد کروں' مگر ظالم کی کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: تمہارا اس کو ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد کرنا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ، وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی کو دور کرتا

مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه) 12-2063

ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں کو دور فرمائیں گے۔اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَبِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (مسلم) 13-2064

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے اور نہ ذلیل کرے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے۔ تقویٰ کا مقام یہاں ہے: آپ ﷺ نے سینے کی جانب تین بار اشارہ کیا۔اور فرمایا کسی شخص کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ وَاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ، وَالشِّنْظِيْرُ، الْفَحَّاشُ (رواه مسلم) 14-2065

حضرت عیاض بن حمار ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت کے حق دار تین شخص ہیں۔ پہلا عادل حکمران جو صدقہ کرنے والا ہے اور جسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہے اور دوسرا وہ شخص جو رحم دل ہے اس کا دل قریبی رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم ہے۔ تیسرا وہ شخص جو حرام اور سوال سے بچتا ہے، اہل وعیال والا ہے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمی پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ پہلا کمزور شخص جس کی کوئی رائے نہیں ہے جو تم میں پیچھے لگنے والا ہے ایسے لوگ جو بیوی اور مال کے خواہاں نہیں ہوتے۔ دوسرا وہ خائن جس کا لالچ مخفی نہیں ہے اگرچہ معمولی چیز ہو وہ پھر بھی خیانت کرتا ہے۔ تیسرا شخص جو صبح وشام تیرے اہل اور مال کے بارے میں تجھے دھوکا دیتا ہے۔ چوتھا آپ ﷺ نے بخیل یا کذاب کا ذکر کیا۔اور پانچواں وہ بد خلق جو کثرت کے ساتھ فحش باتیں کرتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

مومن مسلمان کا بے ریب ٹھوس عقیدہ ہوتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.(متفق علیه) 15-2066

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان دار نہیں ہوسکتا' جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے' جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَایُؤْمِنُ! وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ! وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ! قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟قَالَ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ.(متفق علیه) 16-2067

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں، اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان دار نہیں۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایمان دار نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شراتوں سے محفوظ نہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ.(رواه مسلم) 17-2068

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَازَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ.(متفق علیه)18-2069

حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عمر ﷺ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل پڑوسی کے بارے میں ہمیشہ مجھے نصیحت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہونے لگا kh وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنادیں گے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ اَجْلِ اَنْ یُحْزِنَهٗ. (متفق علیه) 19-2070

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہوتو دو آدمی' تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں' جب تک تم لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جاؤ۔ اس لیے کہ اس طرح تیسرے کو پریشانی ہوگی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیِّ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ، وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَعَامَّتِهِمْ. (رواه مسلم) 20-2071

حضرت تمیم داری ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا، کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ص اللہ، اس کی کتاب، اس کے نبی، مسلمان حکمران اور تمام مسلمانوں کے لیے۔(مسلم)

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷛ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.
(متفق عليه)2072-21

حضرت جریر بن عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔

۲۔ بچوں کے ساتھ پیار کرنا آپ کی سنت اور فطرت کا تقاضا ہے۔

۳۔ بیٹیوں کی تربیت اور ان کے ساتھ محبت کرنے والا' جنت میں آپ کا پڑوسی ہوگا۔

۴۔ بیوہ، مسکین کا خیال رکھنا جہاد، تہجد اور مسلسل نفلی روزہ رکھنے کے مترادف ہے۔

۵۔ مسلمان ایک جسم اور عمارت کی مانند ہیں۔

۶۔ یتیم کی کفالت کرنے والا' دو انگلیوں کی طرح' جنت میں نبی کریم ﷺ کے قریب ہوگا۔

۷۔ اچھے کام کی سفارش کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر کا' ثواب ملتا ہے۔

۸۔ ظالم کو ظلم سے روکنا' اس کی مدد کرنے کی مانند ہے۔

۹۔ مسلمان کی پردہ پوشی کرنے والے کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پردہ پوشی کرے گا۔

۱۰۔ کامل مسلمان وہ ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے' وہی دوسرے کے لیے پسند کرے۔

۱۱۔ جس شخص کے پڑوسی اس سے تنگ ہوں' وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔

۱۲۔ دین دوسروں کی خیرخواہی کا نام ہے۔ حتی کہ ہر مسلمان سے خیرخواہی کی باقاعدہ بیعت لی گئی ہے۔

۱۳۔ پڑوسی کو دکھ دینے والا قطعاً مومن نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی جنت میں جاسکتا ہے۔



بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ

اللہ کے لیے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی محبت بندے کے لیے

محبت وہ جذبہ ہے جس سے ماں اپنے بیٹے کو پالتی پوستی ہے۔ اسی جذبے کی بنا پر وحشی درندے اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ اسی سے خاندان، بستیاں اور شہر آباد ہیں۔ جب یہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو عام انسان تو درکنار جنم دینے والی ماں بھی اپنے بچوں کا کلیجا چبا لینے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کی نسبت انسانوں میں یہ جذبہ زیادہ رکھا ہے۔ اور محبت کو صحیح رخ پر قائم رکھنے کے لیے یہ اصول عطا فرمایا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اگر کسی سے اختلاف ہو تو اس کی بنیاد بھی رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔ اس سے اس اصول یا محاورے کی قطعی طور پر نفی کر دی گئی ہے، کہ محبت اور دشمنی میں کوئی اصول نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص طبعی محبت کے اظہار کے وقت بھی یہ نیت کرے کہ میں یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں تو اسے دنیا کے فائدے کے ساتھ آخرت میں بے پناہ اجر سے نوازا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: کہ جب کوئی شخص کسی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر اس کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ اثرات مختلف مراحل کے بعد لوگوں کے دلوں پر اتر جاتے ہیں اور دنیا والے ایسے شخص کے ساتھ محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ آدمی کی محبت جائز طریقے اور جائز مقام پر ہونی چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. (رواه البخاری)2073-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: ارواح کے مختلف قسم کے گروہ ہیں۔ جو ارواح روزِ اوّل متعارف ہوئیں دنیا میں بھی باہم قریب قریب ہوں گی اور جو ازل میں ایک دوسرے سے دور تھیں وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ اِنِّي اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّي اُبْغِضُ فُلَانًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔ روای بیان کرتا ہے: پھر جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد آسمان پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب اس کے ساتھ محبت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت

فَـاَبْـغِـضْـهُ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِىْ فِى اَهْلِ السَّـمَـاءِ اِنَّ الـلّٰـهَ يُبْغِضُ فُلاَ نًا فَاَ بْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِى الْاَرْضِ . (رواه مسلم)2074-2

کرتا ہے۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو برا سمجھتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر حکم دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص کو برا سمجھتا ہوں تم بھی اسے برا جانو۔ راوی نے بیان کیا: پھر جبرائیل علیہ السلام اسے برا سمجھتے ہیں۔ اور پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو برا جانتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ وہ اس سے بغض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر زمین والے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَقُـوْلُ يَـوْمَ الْـقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلاَلِىْ اَلْيَـوْمَ اُظِـلُّهُـمْ فِىْ ظِلِّى يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّى . (رواه مسلم)2075-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری تعظیم کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔ آج کے دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهُ فِى قَـرْيَةٍ اُخْـرٰى فَـاَرْصَدَ اللّٰهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَـلَكًا قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًالِى فِى هٰذِهِ الْـقَـرْيَةِ قَـالَ: هَلْ لَکَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَـالَ لَا غَيْـرَ اَنِّـى اَحْبَبْتُـهُ فِـى الـلّٰـهِ قَالَ فَاِنِّى رَسُـوْلُ الـلّٰهِ اِلَيْکَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّکَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ . (رواه مسلم)2076-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کرنے کو چلا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ فرشتے نے پوچھا: اے مسافر تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ پوچھتا ہے: تو اس کا احسان مند ہے کہ اس کے بدلے کے لیے جا رہا ہے؟ مسافر نے نفی میں جواب دیا اور کہا: صرف اتنی بات ہے کہ میں اس سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

وَعَـنِ ابْـنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَـالَ جَـاءَ رَجُـلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِـىْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ . (متفق عليه). 2077-5

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: اے اللہ کے رسول ! آپ اس شخص کے بارے کیا فرماتے ہیں جو ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جن جیسا وہ

نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اَنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَھُمْ بِھَا. (متفق علیہ) 2078-6

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس تجھ پر، تونے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو دیکھا، وہ اسلام کے بعد کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے وہ اس بات پر خوش ہوئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِی مُوْسٰی ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحاً طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَةً. متفق علیہ. 2079-7

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: اچھے اور برے دوست کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک کستوری رکھنے والا اور دوسرا بھٹی میں آگ بھڑکانے والا ہے۔ کستوری والا تجھے کستوری کا تحفہ دے گا، یا تو اس سے کستوری خریدے گا یا پھر کم از کم تو اس سے بہترین خوشبو پائے گا اور بھٹی کو بھڑکانے والا تیرے کپڑے جلائے گا۔ یا اس سے تو بدبو پائے گا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے محشر میں رب کریم کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

۲۔ نیک آدمی سے محبت کمزور ایمان والے کے لیے، جنت میں قرب کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

۳۔ نیک مجلس کے مثبت اور بُری محفل کے بُرے اثرات ہوا کرتے ہیں۔

۵۔ فرشتے اللہ کی خاطر محبت اور نفرت کرتے ہیں۔

۶۔ دنیا میں آنے سے پہلے بھی روحوں کا تعارف تھا۔

۷۔ اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔



بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

ترکِ ملاقات، قطعِ تعلق اور عیوب کا تجسس جیسے امور جن سے روکا گیا ہے

اس باب میں ان اخلاقی کمزوریوں سے منع کیا گیا ہے جن سے کئی نقصانات اور گناہ جنم لیتے ہیں۔ دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھنے اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے آدمی اپنے گناہوں کی طرف توجہ نہیں دے پاتا۔ اس طرح اپنے گناہ معمولی اور دوسروں کے گناہ بڑے نظر آتے ہیں اور ایسے شخص پر یہ محاورہ سو فیصد صادق آتا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا اسے شہتیر دکھائی دیتا ہے۔ اس بری خصلت کی وجہ سے باہمی محبت کی بجائے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور گناہ ختم ہونے کے بجائے مزید پھیلتے ہیں۔ اور اصلاح کے بجائے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی واقعتاً دوسرے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے آپ ﷺ کا فرمان سامنے رکھنا چاہیے۔ کہ مومن مومن کے لیے آئینہ ہے۔ آئینہ قریب سے دیکھا اور دکھایا جاتا ہے اور پھر آئینے کی خوبی یہ ہے وہ آدمی کو چپکے سے وہی کچھ دکھاتا ہے جو اس میں نقص پایا جائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا، وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (متفق علیه)

حضرت ابو ایوب انصاری ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ کہ جب وہ ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں بہتر وہ ہے۔ جو سلام کہنے میں پہل کر دے۔ (بخاری و مسلم)

1-2080

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا . (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ تم کسی کی عیب جوئی اور جاسوسی نہ کرو۔ نہ دھوکا دو، نہ حسد کرو، نہ بغض رکھو اور نہ ہی دشمنی کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ تم جھگڑا نہ کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

2-2081

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ، فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَایُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلًا کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ہر اس شخص کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔ البتہ وہ شخص جس کی اپنے کسی

هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. (رواه مسلم) 3-2082

بھائی کے ساتھ دشمنی ہے۔ تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے' ان دونوں کو باہم صلح کرنے تک رہنے دو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا (رواه مسلم) 4-2083

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: ہفتے میں دو دفعہ پیر اور جمعرات کے روز لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی رنجش ہے تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: دونوں کو باہم اتفاق کر لینے تک رہنے دو۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ مُعَيْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا. (متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ اَلْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا. 5-2084

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے۔ اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات کی تبلیغ' کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے زیادہ ہے کہ حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ سے ان باتوں میں جنہیں لوگ جھوٹ کہتے ہیں صرف تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت دیتے سنا۔ دورانِ جنگ، لوگوں کے درمیان صلح کروانے اور میاں، بیوی کی مفاہمت کے وقت۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيْسٰى: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ. (رواه مسلم) 6-2085

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا تو نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الہ نہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں۔ ۲۔ عیب جوئی بدگمانی، دھوکا دہی اور مسلمان کے ساتھ حسد اور بغض رکھنا جائز نہیں۔ ۳۔ لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے جھوٹ بولنے والا جھوٹا نہیں سمجھا جائے گا۔ ۴۔ مخلص آدمی کی قسم پر یقین کرنا ضروری ہے۔

بَابُ الْحَذْرِ وَالتَّأَنِّیْ فِی الْاُمُوْرِ

معاملات میں سوچ وبچار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار لوگوں کو غور وخوض اور سوچ وبچار کی دعوت دی ہے۔ اور جو لوگ عقل وفکر سے کام نہیں لیتے انہیں جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ شریعت نے مسلمان کو اس قدر دانش مند اور دور اندیش بنانے کی کوشش فرمائی ہے کہ مسلمان بظاہر تو دنیا میں چلتا پھرتا ہو۔ لیکن اس کے ہر کام میں اس قدر دور اندیشی پائی جاتی ہو کہ وہ دنیا کی ترقی کے ساتھ لامتناہی مستقبل پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ اس دور بینی، روشن خیالی کی وجہ سے اس کی بصیرت اس قدر بہتر ہوتی ہے کہ اسے دھوکہ دینا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ خاص کر ایک ہی شخص سے دوسری بار دھوکہ کھانا مسلمان کی بصیرت کے خلاف ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ. (متفق علیه)2086-1

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ: اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ. اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ. (رواہ مسلم)2087-2

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاسکتا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے رئیس ''اشج'' سے کہا: تجھ میں دو خوبیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری اور دوسرا معاملات کے بارے میں غور وفکر ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مومن سمجھ دار اور دور اندیش ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کو بُردباری اور عقل وفکر بہت پسند ہیں۔



بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَيَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی، حیا اور حسنِ اخلاق

اخلاق کا لفظ آدمی کی گفتار، کردار اور معاملات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اخلاق کا جامع تصور یہ ہے' جہاں جتنی نرمی اور سختی کی ضرورت ہو اس کا اتنا ہی استعمال کیا جائے۔ رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ میں اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا اخلاق کیا تھا؟ تو انہوں نے سوال پوچھنے والے سے الٹا سوال فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ تو سائل نے عرض کیا: کیوں نہیں؟۔ تب فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کا اخلاق قرآنِ مجید کے مطابق تھا۔

گفتار، کردار اور معاملات میں شریعت کا مجموعی مزاج نرمی کی طرف ہے۔ نرمی کے بغیر نظامِ زندگی کا سدھار نہیں ہوسکتا۔ آپ نے نرم الفاظ اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور حیا کو انسانیت کا زیور قرار دیا ہے۔ اگر انسانی ضمیر کا یہ لباس اتر جائے تو اس سے ہر گناہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ آپ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے مسلمان کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ مسلمان دوسروں سے ممتاز سمجھا جائے گا جس کا اخلاق بہتر ہے۔ اخلاق ہی تو وہ قوت ہے جس سے آدمی اپنے دشمن کو بھی گرویدہ بنالیتا ہے۔ اسی لیے دنیائے اسلام کے دانشور اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام تلوار کی بجائے اخلاق سے پھیلا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِىْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِىْ عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِىْ عَلٰى مَا سِوَاهُ. (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی کرنے پر جو عنایت فرماتا ہے وہ سختی کرنے پر نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے علاوہ پر بھی نہیں دیتا۔ (مسلم)

وَ فِىْ رِوَايَةٍ لَهُ: قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَ اِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِىْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ 1-2088

مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: نرمی اختیار کرو! اپنے آپ کو سختی اور فحش کلامی سے بچاؤ۔ بے شک آدمی کی نرمی اسے اچھائی عطا کرتی ہے۔ اور نرمی کا رخصت ہونا ہے آدمی کو عیب دار کر دیتا ہے۔

وَعَنْ جَرِيْرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ. (رواه مسلم) 2-2089

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم کر دیا گیا' وہ ہر قسم کی اچھائی سے محروم ہو گیا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ

عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ (متفق عليه) 3-2090

معظم ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے متعلق سمجھا رہا تھا۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي اِلَّا بِخَيْرٍ، وَفِي رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ. (متفق عليه) 4-2091

حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: شرم وحیا سے صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے شرم وحیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى: اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ. (رواه البخاري) 5-2092

حضرت عبداللہ مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے پہلے انبیاء کے کلام میں سے جو بھی پایا ہے، اس میں یہ بات ہے کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کرتا رہے۔ (بخاری)

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ؓ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ. (رواه مسلم) 6-2093

حضرت نواس بن سمعان ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسنِ خلق نیکی ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس بات کا پتہ چل جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا. (رواه البخاري) 7-2094

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو تم میں بہترین اخلاق والا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا (متفق عليه) 8-2095

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے وہ بہتر ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ سخت طبیعت آدمی کی بجائے نرم خو آدمی کو پسند کرتا ہے۔ ۲۔ شرم وحیا میں خیر اور بے حیائی میں برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ۳۔ گناہ وہ ہے جس کا دل میں کھٹکا محسوس ہو۔ ۴۔ مسلمانوں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں۔ ۵۔ بے شرم سے ہر گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ جو نرمی کی بنا پر عنایت فرماتا وہ سختی سے نہیں۔ ۷۔ نرمی کے رخصت ہونے سے آدمی عیب دار ہو جاتا ہے۔

بَابُ الغَضَبِ وَالكِبرِ

غصہ اور تکبّر کے بارے میں

باعزت زندگی گزارنے اور دوسرے کو اپنے آپ پر زیادتی سے روکنے کے لیے' غصہ آدمی کے لیے محافظ کا کام دیتا ہے۔ یہ صرف طاقتور کے لیے ہی نہیں' بلکہ غریب کا بھی محافظ ہے۔ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر غریب اور کمزور ظالم کے مقابلے میں مرنے مارنے پر تُل جائے تو زیادتی کرنے والا اس کمزور شخص سے خوف زدہ ہو جاتا ہے لیکن یہی غصہ اگر حد سے بڑھ جائے تو آدمی سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں۔ جس کی کئی سالوں بلکہ نسلوں تک سزا بھگتنا پڑتی ہے اور مغلوب الغضب شخص کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں حوصلہ مند مومنوں کا خصوصی تذکرہ ہوا۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ (آل عمران ٣:١٣٤)

"اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

متکبروں کے مقابلے میں تکبر جائز ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول معظم ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو کفار کے مقابلے میں متکبرانہ چال چلتے دیکھ کر فرمایا تھا: اے ابو دجانہ! ربّ ذوالجلال کو غرور اور تکبر ہرگز پسند نہیں ہے لیکن آج تیرا اس طرح چلنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں یہ وضاحت فرمائی کہ بن سنور کر رہنا، اچھا لباس پہننا تکبر میں شامل نہیں بشرطیکہ آدمی کے دل میں عاجزی پائی جائے۔

تکبر کی دو قسمیں ہیں:

١۔ ایک تکبر یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ رعونت اور نفرت کے ساتھ پیش آیا جائے

٢۔ اور دوسرا تکبر یہ ہے کہ حق اور سچ بات کا انکار کر دیا جائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَوْصِنِی قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ. (رواه البخاری) 2096-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسولِ محترم ﷺ سے درخواست کی > کہ مجھے وصیّت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے اس بات کو کئی دفعہ دہرایا' کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِکُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (متفق علیه) 2097-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: پچھاڑ دینے والا پہلوان نہیں۔ طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم

ﷺ اَلا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ. (متفق عليه).
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُتَكَبِّرٍ

ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف اور عاجزی کرنے والا کہ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ کیا میں تم کو اہلِ جہنم کے متعلق نہ بتلاؤں؟ جھگڑالو، بد اخلاق، بخیل اور تکبر کرنے والے (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے، جو بدنام اور متکبر ہیں۔

3-2098

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ. وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ. (رواه مسلم)

حضرت ابن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

4-2099

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَ نَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ. (رواه مسلم)

حضرت ابن مسعود ﷛ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا' وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: کہ بے شک ہر شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق تو بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

5-2100

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کا تزکیہ نفس کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔ (۱) بوڑھا زانی' (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) غریب متکبر۔ (مسلم)

6-2101

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے۔ جس

نَازَعَنِي وَاحِداً مِنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةٍ قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ. (رواه مسلم) 7-2102

نے بھی ان میں سے کسی کو چھیننا چاہا میں اسے جہنم میں داخل کردوں گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ سے اس کی عظمت وکبریائی چھیننے سے مراد آدمی کا تکبر کرنا ہے۔ایسا کرنے والا گویا کہ رب کبریا کی کبریائی میں بالفعل شریک ہونے کی کوشش کررہا ہے۔جب کہ عظمت وکبریائی صرف اور صرف اسی کی ذاتِ اکبر کو زیبا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: (اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ) قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ، وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَائَةِ فَإِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَ خَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ. (رواه تعليقًا البخاری) 8-2103

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ ''احسن طریقے سے جواب دو'' کے بارے میں فرمایا: (اس سے مراد) غصہ کے وقت صبر کرنا اور زیادتی کے وقت معاف کرنا ہے۔جب لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بچائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا۔گویا کہ وہ نہایت ہی قریبی دوست ہے۔امام بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ طاقتور وہ ہے جو غصے پر قابو پالیتا ہے۔
۲۔ جھگڑالو، بداخلاق، بخیل اور متکبر جہنم میں جائیں گے۔
۳۔ حسن وجمال اور نظافت ونفاست کا خیال رکھنا تکبر نہیں۔
۴۔ غصہ پر قابو پانے والا اور زیادتی کے وقت معاف کردینے والا کامیاب ہوتا ہے۔



بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کی مذمّت

کائنات میں سب سے بڑا ظلم خالقِ کائنات کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ کیونکہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور اس کے حقوق اور اختیارات میں دوسروں کو شریک سمجھتا ہے۔ لیکن یہاں ظلم سے مراد لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف بھی فرمائی ہے کہ مسلمان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اپنے بھائی کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے۔ اور مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور مامون ہوتے ہیں۔ دوسروں پر زیادتی کرنے والا مسلمان قیامت کے روز سب سے زیادہ غریب اور قلاش ہوگا۔ جب زیادتیوں کے عوض اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی جائیں گی اور نیکیاں کم ہونے کی صورت میں بدلے کے طور پر دوسروں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔ اور بالآخر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

ظلم کا امکان عام طور پر بڑے اور بااختیار لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ جب کسی شخص کو کسی علاقے کا ذمہ دار مقرر فرماتے تو اور نصیحتوں کے ساتھ بالخصوص یہ نصیحت فرماتے کہ اپنے آپ کو ظلم سے بچائے رکھنا کیونکہ ظلم کے باعث قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (متفق عليه)

”مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی بددعا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں“۔

الفصل الاول — پہلی فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه) 2104-1

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ الظَّالِمَ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ الآية. (متفق عليه) 2-2105

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالی ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے“ جب بستی والے ظلم کرتے ہیں تو انہیں پکڑ لیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم

بِالْحِجْرِ قَالَ "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ إِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَ اَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اجْتَازَ الْوَادِىَ. (متفق عليه) 3-2106

ﷺ کا گزر قوم ثمود کی بستیوں پر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ان کے گھروں میں ٹھہرنے کی بجائے روتے ہوئے گزر جاؤ کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ آلے جو انہیں پہنچا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" (رواه البخاری) 4-2107

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کی اور اس پر زیادتی کی تو اسے چاہیے وہ اس سے آج ہی معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ جب دینار اور درہم نہ ہوں گے۔ اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کی زیادتی کے مطابق ان میں سے (مظلوم کو دینے کے لیے) لے لیے جائیں گے۔ اور اگر اس کے نیک عمل نہیں ہوں گے تو مظلوم شخص کی برائیوں کو اس پر لاد دیا جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟" قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: "إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِىْ مَنْ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَاْتِىْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِى النَّارِ" (رواه مسلم) 5-2108

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ شخص مفلس ہے جس کے پاس درہم اور اسباب نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو برا کہا ہوگا کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال چھینا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ تو اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس کی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہوگئیں کہ اس کے ذمہ عائد حقوق کا بدلہ بن سکیں تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے بعد ازاں اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقَادَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن لوگوں کے حقوق ان کے

لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ، (رواه مسلم) وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ: ((اِتَّقُوا الظُّلْمَ)) فِي ((بَابِ الْاِنْفَاقِ)) 2109-6

مالکوں کو ادا کرنا پڑیں گے یہاں تک کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہیں اس کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: (اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ: اَيُّنَالَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ، اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، اَلَمْ تَسْمَعُوا قَوْلَ لُقْمَانَ لِاِبْنِهٖ: (يَابُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ، اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِاِبْنِهٖ)) (متفق عليه) 2110-7

تیسری فصل

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہ ملایا'' تو یہ آیت صحابہ کرام ﷺ پر گراں گزری اور انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں اس سے مراد تو شرک ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا جب انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا، اے میرے بیٹے! تو شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے؟ ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) اس سے وہ ظلم مراد نہیں جو تم خیال کرتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد وہ ظلم ہے جس سے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو منع کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔
۲۔ مغضوب قوم کے علاقے سے اللہ کے غضب سے ڈرتے ہوئے تیزی سے گزرنا چاہیے۔
۳۔ حقیقی مفلس وہ ہے جس کی نیکیاں قیامت کے دن اس کی زیادتیوں کی وجہ سے دوسروں کو بانٹ دی جائیں گی۔
۴۔ قیامت کے دن جانوروں سے بھی ایک دوسرے کا بدلہ دلوایا جائے گا۔
۵۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔
۶۔ ڈھیل کے بعد ظالم کی اچانک گرفت ہوتی ہے۔ پھر اسے رعائت نہیں دی جاتی۔



بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ

نیکی کا حکم دینا

قرآنِ مجید نے اس امت کے وجود کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے' کہ تمہیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے والا بنایا گیا ہے۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس فرض کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال فرمائے ،لوگو! میں تو عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، میرا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہنا۔ فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

''حاضر کا فرض ہے' کہ وہ غیر حاضر کو پہنچائے''۔

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص تم میں سے برائی دیکھے اور اگر وہ روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے برائی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

لیکن قرآن مجید کا فرمان ہے کہ تبلیغ کا فریضہ نہایت حکمت اور دل سوزی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ جب تک یہ انداز اختیار نہ کیا جائے تو تبلیغ کے مثبت نتائج برآمد ہونا مشکل ہو جاتے ہیں۔ نیکی کی ترویج اور حوصلہ افزائی کے ساتھ برائی کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اگر برائی کرنے والے کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ایک وقت آئے گا کہ معاشرے کی اجتماعی شرافت اور خیر کا بیڑا غرقاب ہو جائے گا' جس میں نیک و بد کا غرق ہونا یقینی امر ہے۔ لہٰذا امت کے ایک ایک فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں اس فرض کی ادائیگی کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔ فرد اور قوموں کی نجات اسی میں مضمر ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (رواه مسلم) 1-2111

پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری ﷺ نبی محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر کم از کم دل سے نفرت کرے۔ اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِیْ اَسْفَلِهَا، وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِیْ اَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْنَ فِیْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں زیادتی کو نہ روکنے والے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کی مثال' ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں

عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهِ، فَأَخَذَ فَأْساً، فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: مَالَكَ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّلِي مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ (رواه البخاری)2-2112

نے کسی کشتی کے لیے قرعہ اندازی کی۔ اور کچھ لوگ کشتی کے نچلے حصے میں اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں چلے گئے۔ وہ جو نچلے حصّے میں تھے وہ اوپر والے لوگوں کے پاس سے پانی کے لینے گزرتے تو اوپر والے اس سے تکلیف محسوس کرتے۔ نیچے والوں میں سے ایک نے کلہاڑا اٹھایا اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا چاہا' تو اوپر والے اس کے پاس آئے اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: مجھے پانی کی ضرورت ہے اور تمہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر وہ اس کے ہاتھ پکڑ لیں وہ بھی بچ جائے گا۔ اور یہ بھی بچ جائیں گے۔ اور اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور یہ بھی اپنے آپ کو ہلاکت کے حوالے کریں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلانُ! مَاشَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ. (متفق عليه)3-2113

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں فوراً باہر نکل آئیں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کے گرد گدھے کی طرح چکر لگائے گا۔ جہنم کے لوگ اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا؟ اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا۔ میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا۔ جب کہ خود برے کام کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ برائی سے روکنا مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے۔

۲۔ بدعمل واعظ جہنم میں اپنی بکھری ہوئی انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا۔

۳۔ بُرائی کو ہاتھ سے یا، زبان سے روکنا چاہیے' مجبوراً دل سے بُرا جاننا چاہیے' بصورتِ دیگر آدمی ایمان دار نہیں رہتا۔

۴۔ معاشرے کی مثال بحری جہاز کی سی ہے۔ جس کی سلامتی کے لیے ہر ایک کو فکر کرنی چاہیے۔

كِتَابُ الرِّقَاقِ

دل کو نرم کر دینے والی باتیں

سرورِ گرامی ﷺ کے فرمان اور طبی مشاہدات کے مطابق انسانی جسم میں ایک ایسا لوتھڑا ہے، جس کی حرکت سے سارا جسم متحرک رہتا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم پر لگنے والی چوٹ دل پر اثر انداز ہوتی ہے، ایسے ہی آدمی سے سرزد ہونے والے گناہوں کے اثرات بھی دل پر مرتب ہوتے ہیں۔ گویا کہ دل انسان کے جسم کا پاور ہاؤس بھی ہے اور میٹر بھی۔ قرآن مجید نے سب سے پہلے یہ حقیقت لوگوں کے سامنے آشکارا کی کہ گناہوں سے دل پتھر ہی نہیں بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ جس طرح لوہا اور دھات زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل بھی گناہوں کی وجہ سے سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل میں نرمی پیدا کرنے اور اس کا زنگ دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مختلف قسم کے روحانی نسخہ جات تجویز فرمائے مثلاً قبروں کی زیارت، دکھی کے دکھ کا احساس، بیمار اور کمزور کے ساتھ ہمدردی، اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور بالخصوص پہلی اقوام کے نیست و نابود ہونے کے اسباب اور واقعات پڑھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے آثار اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ انسان کا دل دنیا سے بے رغبت اور ربِ کبریا کے خوف اور اس کے سامنے پیش ہونے کے ڈر سے لبریز رہے۔

الفصل الاول

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (رواه البخاری) 2114-1

پہلی فصل

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں۔ (۱) صحت (۲) فرصت (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ (رواه مسلم) 2115-2

حضرت مستور بن شداد ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ اللہ کی قسم! دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں اتنی سی ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈالے۔ پس وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آتا ہے؟۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ. قَالَ: اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ،

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ بھیڑ کے کان کٹے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کو ایک

قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (رواہ مسلم)3-2116

درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ضہم تو معمولی چیز کے بدلے بھی اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (رواہ مسلم) 4-2117

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے جیل اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِى الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِى الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (رواہ مسلم)5-2118

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتے' اس کے بدلے اسے دنیا اور آخرت میں عطیات دیے جاتے ہیں۔ جبکہ کافر نے جو اللہ کے لیے اچھے کام کیے تو اسے دنیا میں ان کا اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی' جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (متفق علیہ)
اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ "حُجِبَتْ" 6-2119

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم کو شہوات کے ساتھ' جبکہ جنت کو مشکلات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے (بخاری و مسلم) مسلم میں "حجبت" کی جگہ "حفت" کے الفاظ ہیں۔ (معنیٰ میں کوئی فرق نہیں)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ، اِنْ اُعْطِىَ رَضِىَ، وَاِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ، طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَشْعَثَ رَاْسُهٗ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، اِنْ كَانَ فِى الْحَرَاسَةِ كَانَ فِى الْحَرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِى السَّاقَةِ كَانَ فِى السَّاقَةِ، اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ، وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: درہم، دینار اور ریشمی لباس کا بندہ ناکام ہو۔ اگر دیا جائے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بدنصیب اور ذلیل ہو۔ اسے کانٹا چبھ جائے تو نکالا نہ جائے۔ اس آدمی کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام تھام رکھی ہے۔ اس کا سر پراگندہ ہے اور پاؤں خاک آلودہ ہیں' اگر اسے حفاظتی دستے میں کھڑا کیا جاتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے' اگر لشکر کے

(رواہ البخاری) 7-2120 پچھلے حصے میں متعین کیا جائے تو وہاں ڈیوٹی دیتا ہے۔ اور رخصت مانگنے پر اسے چھٹی نہیں ملتی۔ اور کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش مانی نہیں جاتی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ ن الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ، حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّ يَنْبُتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْيُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتّٰى امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ، وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیه) 8-2121

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تمھارے بارے میں جو خطرہ لاحق ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا بھلائی شر کا باعث ہوگی؟ آپ ﷺ خاموش رہے ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے: آخر آپ ﷺ نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ آپ ﷺ گویا اس کی تعریف فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک خیر شر کا ذریعہ نہیں بن سکتی لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موسم ربیع میں جو چارہ اگتا ہے وہ جانور کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ اسے ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ اور اگر وہ تر و تازہ گھاس چرتا ہے اور اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ سورج کے سامنے منہ کر کے جگالی کرتے ہوئے گوبر کرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ کھانے لگتا ہے۔ (تو نقصان دہ نہیں) اسی طرح دنیا کا مال سرسبز اور شیریں ہے۔ جس نے اسے صحیح طریقے سے حاصل کیا اور صحیح جگہ پر خرچ کیا تو وہ اس کا بہترین سہارا بنتا ہے۔ اور جس نے اسے ناحق طریقے سے حاصل کیا تو وہ اس کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور قیامت کے روز مال اس کے خلاف شہادت دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ (متفق علیه) 9-2122

حضرت عمرو بن عوف ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تمھارے بارے میں غربت سے نہیں ڈرتا بلکہ میں تمھارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی اور تم ان کی طرح ہی لالچی بن

جاؤ گیا ور آخر دنیا تمہیں ہلاک کردے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفَافًا (متفق علیه) 2123-10

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے دعا کی ضاءِ اللہ! آل محمد ﷺ کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما! اور دوسری روایت میں ہے کہ جس سے (صرف) بھوک دور ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ، كَفَافًا، وَ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (رواه مسلم) 2124-11

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا' جو مسلمان ہوا' جسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے جو اسے دیا اس پر اس کو قناعت عطا فرمائی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِيْ مَالِيْ وَاِنَّ مَالَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلَاثٌ: مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى، اَوْلَبِسَ فَاَبْلٰى، اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ (رواه مسلم) 2125-12

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: انسان کہتا ہے: میرا مال! میرا مال! جبکہ اس کا مال تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) جو اس نے کھایا اور ختم کر دیا، (۲) جو پہنا اور بوسیدہ کر دیا، (۳) یا جو اس نے صدقہ دیا اور ذخیرہ کر لیا۔ اس کے علاوہ وہ باقی مال لوگوں کے لیے چھوڑ کر (خود قبر میں) جانے والا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ (متفق علیه) 2126-13

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین قسم کے اسباب جاتے ہیں (ان میں سے) دو واپس آجاتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ جانے والے اس کے اہل وعیال، مال اور اس کے اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

میت کے ساتھ جو مال کی شکل میں دنیاوی سامان جاتا ہے چارپائی' کفن کے علاوہ کپڑے وغیرہ اور گاڑی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَامِنَّا اَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے' جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ صحابہ کرام ﷺ نے کہا:

إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ. 14-2127

اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر کسی کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر انسان کا اپنا مال تو وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا وہ اس کے ورثا کا ہے۔ (بخاری)

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ (أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ، مَالِي مَالِي قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ (رواه مسلم) 15-2128

مطرف اپنے والد عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کے پاس آیا، تو اس وقت آپ ﷺ سورۃ (الهكم التكاثر) تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا مال وہ ہے جسے تو نے کھا کر ہضم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا جو تو نے صدقہ کیا اور اسے بھیج چھوڑا (آخرت کے لیے)۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (متفق عليه) 16-2129

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: مال و متاع کی کثرت غنا نہیں، بلکہ غنا تو نفس کا غنی ہونا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ صحت اور فارغ البالی کے بارے میں اکثر لوگ لاپروائی کرتے ہیں۔

۲۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت سمندر کے ایک قطرے سے بھی کم تر ہے۔

۳۔ دنیا مومن کے لیے جیل خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

۴۔ قیامت کے دن مال بخیل آدمی کے خلاف گواہی دے گا۔

۵۔ دنیا کا حد سے زیادہ لالچ ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ اللہ کے عطا کردہ مال پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔

۷۔ آدمی کے مال کے تین مصرف ہیں۔ کھانا، پہننا اور صدقہ کرنا جن میں سے صرف صدقہ باقی رہتا ہے۔

۸۔ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو جائے۔

۹۔ مثال دے کر بات کی وضاحت کرنا سنت ہے۔ جیسے کہ آپ نے دنیا کی بے وقعتی کو مردہ میمنے کی مثال سے سمجھایا۔



بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ ﷺ

فقرا کی فضیلت اور نبی محترم ﷺ کا رہن سہن

انسان کے لیے مفلسی اور غربت بہت بڑی آزمائش ہے غربت میں آدمی کی صحت اور عزت متاثر ہوتی ہے بالخصوص جب اس کے گردوپیش اور برادری کے لوگ صاحب ثروت ہوں تو پھر شادی بیاہ اور معاشرتی میل جول کے وقت غربت کا زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ایک طرف دولت کی ریل پیل ہے اور دوسری طرف بیماری کے علاج اور بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہو پا رہیں تو ایسے موقعوں پر یہ احساس دوآتشہ حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اسلام نے غربت اور تنگ دستی کے تدارک کے لیے کئی اقدامات اور اصلاحات تجویز کی ہیں تاکہ امیر اور غریب کے فرق کو کم سے کم کیا جائے۔ معاشی ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ روحانی اور ایمانی جذبے کو پروان چڑھانے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ غریب کو یہ اعتقاد اور احساس دلایا گیا کہ رزق کا تمام اختیار خالقِ حقیقی کے پاس ہے اور وہ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق ہر شخص کو رزق عطا کرتا ہے۔ اس لیے اس تقسیم پر راضی برضا اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی کوشش و محنت کو جاری رکھنا چاہیے۔ اگر پھر بھی رزق میں وسعت اور کشادگی پیدا نہ ہو تو ایک مسلمان کی حیثیت سے صابر وشاکر رہنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کو رسول کریم ﷺ کی ذاتی اور گھریلو زندگی کے حالات سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے اس فرمان کو دل و دماغ میں منقش کر لینا چاہیے کہ اس غربت کے بدلے قیامت کے دن ربِ کریم نیک غرباء کو مال دار نیکوکاروں سے چالیس سال پہلے جنت کی نعمتوں لطف اندوز ہونے کا موقع نصیب فرمائے گا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ (رواه مسلم) 2130-1

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ بہت سے پراگندہ بال والوں کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ (رواه البخاری) 2131-2

حضرت مصعب بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں سعد ﷺ نے خیال کیا کہ اسے اس سے کم تر لوگوں پر فضیلت ہے۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا! تمہاری امداد اور جو تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ تمہارے ضعیف لوگوں کی وجہ سے ہے۔ (بخاری)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں جنت کے دروازے پر کھڑا

مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ(متفق عليه)2132-3

تھا۔ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت فقرا کی تھی۔ جبکہ امرا کو روکا ہوا تھا۔ دوزخیوں کو دوزخ کا حکم دیا جا چکا تھا۔ میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ، فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ (متفق عليه)2133-4

حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت کا مشاہدہ کرتے ہوئے دیکھا اس میں اکثریت فقرا کی ہے اور جہنم کا مشاہدہ کیا تو میں نے دیکھا اُس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا(رواه مسلم)2134-5

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، بے شک روز قیامت فقیر مہاجر لوگ، مال دار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ :هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ اَنْ يُنْكَحَ ،وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا" فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" (متفق عليه)2135-6

حضرت سھل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ اس شخص کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا، یہ معزز لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ شخص اس قابل ہے کہ وہ کسی کے ہاں منگنی کا پیغام بھیجے تو نکاح ہو جائے۔ اگر کسی کے پاس سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے حضرت سھل ﷺ کہتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر ایک آدمی گزرا آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا۔ اس کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آدمی فقیر مسلمانوں میں سے ہے یہ تو اس قسم کا ہے کہ اگر منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح نہ ہو۔ اگر سفارش کرے تو قبول نہ ہو۔ اگر کوئی بات کرے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے گا۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا، یہ آدمی اُس جیسے لوگوں سے بھری زمین سے افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (متفق عليه) 7-2136

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ کی وفات تک آل محمد ﷺ نے مسلسل دو دن جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ ؓ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ، فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ (رواه البخاری) 8-2137

سعید مقبری ؓ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے ابو ہریرہ ؓ کو دعوت دی۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نبی معظم ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ آپ ﷺ جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ (رواه البخاری) 9-2138

حضرت انس ؓ نبی گرامی ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بدبو دار بدلا ہوا رنگ والا تیل لے کر گئے۔ نبی محترم ﷺ نے اپنی زرہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ اس سے اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ ''جو'' حاصل کیے تھے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ آل محمد ﷺ کے پاس گندم اور جو کا صاع بھی نہیں ہوتا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ (بخاری)

وَعَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ: أَوَفِيْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" وَفِي رِوَايَةٍ

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اور چٹائی کے درمیان گدا نہیں تھا۔ چٹائی کے تنکوں نے آپ ﷺ کے جسم پر نشان ڈال ہے۔ آپ ﷺ چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تکیے میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت پر فراخی کے لیے اللہ سے دعا کریں جبکہ فارس اور روم پر اللہ کی عبادت نہ کرنے کے باوجود بھی فراخی کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابن خطاب تو یہ خیال کر رہا ہے؟ ان لوگوں کو تو دنیا میں ہی

أَمَا تَرْضٰى أَنْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ! (متفق عليه) 2139-10

ان کی عمدہ چیزیں دے دی گئی ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہو؟ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ، مَامِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ (رواه البخاری) 2140-11

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے۔ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ہے۔ ان میں سے کسی پر بھی چادر نہیں ہوتی تھی۔ ان کے پاس تہبند یا ایک چادر ہوتی جس کے کناروں کو انہوں نے اپنی گردنوں سے باندھا ہوتا تھا۔ کچھ کی چادریں آدھی پنڈلی تک ہوتی تھیں۔ اور کچھ کی ٹخنوں تک۔ تو ہر شخص اپنی چادر کو اس ڈر سے اکٹھا کرتا تھا کہ کہیں اس کی شرم گاہ ننگی نہ ہو جائے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ" (متفق علیه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: اُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ" 2141-12

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مال اور شکل وصورت کے لحاظ سے برتر شخص کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو اور اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھو۔ یہ اس لیے ہے کہ جو تم پر اللہ کی نعمتیں ہیں تم انہیں حقیر نہ جانو۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ﷛، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ: أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ: أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِيْ إِلَيْهَا قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِي خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ وَأَنَا

حضرت ابو عبدالرحمٰن حبلیؒ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ سے سنا۔ ان سے ایک آدمی نے پوچھا۔ کیا ہم فقیر مہاجر نہیں ہیں عبداللہ ﷛ نے اس سے کہا۔ کیا تیری بیوی ہے، جس کے ساتھ تو رہتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں! عبداللہ نے پوچھا، کیا تیرے پاس رہائشی گھر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ عبداللہ نے کہا۔ تم تو مالداروں میں ہو۔ اس نے کہا میرا ایک خادم ہے۔ آپ ﷛ نے فرمایا تو بادشاہوں میں سے ہے حضرت عبدالرحمان ﷛ نے بیان کیا

عِنْدَهُ فَقَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللّٰهِ مَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَآبَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَاشِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا، فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ، وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَالُوا: فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا (رواه مسلم) 13-2142

تین آدمی عبداللہ بن عمرو ؓ کے پاس آئے اور میں بھی وہیں تھا۔ انہوں نے کہا، اے ابومحمد! اللہ کی قسم! ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ نہ خرچ نہ جانور اور نہ ہی ساز وسامان ہے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کیا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آنا۔ ہم تمھیں مال دیں گے۔ جس سے اللہ تعالیٰ تمھارے لئے آسانی کرے گا۔ اگر تم چاہو تو ہم تمھارا معاملہ سلطان کے سپرد کردیں گے۔ اگر تم اسی حالت پر صبر کرو تو ٹھیک ہے۔ بے شک میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلا شبہ فقیر مہاجرین روز قیامت مال دار لوگوں سے چالیس برس قبل جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے کہا، ہم صبر کرتے ہیں اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ (رواه البخاری) 14-2143

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں خیبر فتح ہونے تک ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں تھیں۔

خلاصہ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ غریب بندوں کی قسم کا احترام کرتے ہیں۔
۲۔ دولت مندوں کو کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔
۳۔ جنت میں غریب لوگوں کی اکثریت ہوگی۔
۴۔ زیادہ عورتیں جہنم میں جائیں گی۔
۵۔ غریب نیک لوگ امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔
۶۔ آدمی کو اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔
۷۔ جو شخص شادی شدہ، اپنا مکان اور خادم رکھتا ہو وہ مال دار ہے۔



بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ

لمبی آرزوئیں اور دنیوی لالچ

فطرت انسانی کا ذکر کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ اکثر انسانوں کا حال یہ ہے کہ جوں جوں وہ بڑھاپے کی دہلیز کی طرف بڑھتے ہیں' اسی قدر ان کی خواہشات طویل سے طویل تر ہوتی جاتی ہیں۔ایسا شخص دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی باز نہیں آتا۔اور بسا اوقات دولت کی حرص اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مال اکٹھا کرنے کے لالچ میں اولاد تو درکنار وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ایسے شخص کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکے گی۔

حرص ولالچ پر کنٹرول کرنے کے لیے رسول معظم ﷺ نے ہر آدمی کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش فرمائی کہ بے شک انسان ساری دنیا کے خزانے جمع کر لے اس کی ذات کے لیے تو فقط تین قسم کا مال ہی مفید ہوا کرتا ہے۔کھانے اور پہننے کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے گا۔اور مرنے کے بعد وہ اس صدقہ کو اپنے سامنے پائے گا۔اس لیے کیوں نہ ہو کہ آدمی اپنی خواہشات پر قابو پائے اور فیاضی کا رویہ اختیار کرے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ؓ' قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهِ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَسَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَسَهُ هٰذَا (رواه البخاری) 1-2144

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے ایک دفعہ ایک مربع شکل کا خط کھینچا۔اور وسطی خط کے درمیان سے کچھ خطوط کھینچے۔ایک درمیان سے باہر نکلنے والا خط کھینچا اور فرمایا: یہ انسان ہے۔اور یہ مربع اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔اور جو خط باہر نکل رہے ہیں' وہ اس کی خواہشات ہیں۔اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وبیماریاں ہیں۔اگر ایک سے محفوظ رہا تو یہ دوسری اسے آلے گی۔اگر یہ بھی اس سے خطا کر جائے' تو تیسری آفت اسے اپنا نشانہ بنالے گی۔(بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ (رواه البخاری) 2-2145

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔نبی محترم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچتے ہوئے فرمایا۔یہ خط انسان کی آرزوئیں ہے۔اور یہ مربع خط اس کی موت ہے۔وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ قریب والا خط موت اسے آدبوچتا ہے۔(موت)(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے

وَيَشِيْبُ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ (متفق عليه) 3-2146

فرمایا۔ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے، جبکہ اس کی دو خصلتیں مال کا لالچ اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہوتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ (متفق عليه) 4-2147

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو معاملات میں جوان رہتا ہے۔ ہمیشہ دنیا کی محبت اور بڑی بڑی خواہشات۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً (رواه البخاری) 5-2148

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا کوئی عذر نہیں رہتا، جس کی عمر ساٹھ برس ہوگئی۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (متفق عليه) 6-2149

حضرت ابن عباس ﷺ نبی گرامی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ اگر ابن آدم کے پاس دو سونے کی وادیاں ہوں، تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (رواه البخاری) 7-2150

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا۔ دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو۔ اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ بوڑھا ہونے کے باوجود مال اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہے۔

۲۔ ساٹھ سال عمر پانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

۳۔ ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

۴۔ دنیا میں اجنبی اور مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔



بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعمرِ لِلطَاعةِ

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کی خاطر مال وعمر سے محبت

رب کریم کی نعمتوں میں سے عمر اور مال گراں قدر نعمتیں ہیں۔لیکن اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ نیک اعمال کے ساتھ لمبی عمر پانے والے کو آپ ﷺ نے بہترین شخص قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس طرح آدمی کو نیکیاں زیادہ کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے۔ اسی طرح مال کو قرآن مجید نے آزمائش کہا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی مال واسباب کو خیر اور انسانی زندگی کا استحکام قرار دیا۔ خاص کر اس شخص کو قابل رشک قرار دیا ہے جو دائیں بائیں مال صدقہ کرتا رہتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں پرہیز گاری اور خلوت نشینی کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال قرار فرمایا گیا ہے۔تقویٰ تمام عبادتوں کی روح اور حاصل ہے۔ اسلام بھرپور زندگی گزارنے کا حکم دیتا ہے لیکن جو شخص کمزور ہو یا معاملات کو سمجھنے سمجھانے میں اکثر ٹھوکر کھانے والا یعنی سادہ مزاج ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے معاملات سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرے اس طرح وہ کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ (رواه مسلم) 1-2151

حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گوشہ نشین آدمی کو پسند کرتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

مالداری ایک فتنہ ہے جو انسان کے لیئے گناہ کے اسباب آسانی سے مہیا کر دیتا ہے۔ نیز شہرت طلبی، ریاکاری اور نمود نمائش جیسے نفسیاتی امراض میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔لیکن اگر کوئی شخص مالداری کے باوجود تقویٰ اختیار کرتا ہے اور گناہ کے اسباب سے احتراز کرتا ہے۔اور دوسری طرف خود کو نمایاں کرنے اور اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ کرنے کی بجائے سادگی اور گم نامی کو ترجیح دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اتنے سارے فتنوں اور امتحانوں میں سرخرو ہونے والا یہ شخص تو اللہ کا ولی ہے۔اور راللہ کی محبت کا مستحق ہے۔



بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کی فضیلت

توکل کا معنی ہے کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔ توکل علی اللہ کا یہ مفہوم ہوا کہ بندہ اپنے خالق و مالک پر کامل اعتماد و یقین کا اظہار کر رہا ہو۔ جو اپنے رب پر بھروسہ اور توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اس کی مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ۳)

جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر کے رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف ۱۲:۶۷)

''اس پر ہی بھروسہ کرنے والوں کو اعتماد کرنا چاہیے''۔

قرآن و سنت کی روشنی میں توکل کا کامل تصور یہ بنتا ہے کہ وسائل اور اسباب کو استعمال کرتے ہوئے کام کا نتیجہ اور انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔

بلاشبہ اسباب کا استعمال لازم اور ضروری ہے۔ اور مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مادی وسائل میں بڑی قوت رکھی ہے۔ سردی' گرمی سے بچنے کے لیے موسم کے مطابق لباس اور رہائش اختیار نہ کی جائے' تو انسانی صحت پر مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح سفر کے لیے سواری درکار ہے۔ جبکہ دشمن سے بچاؤ کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شک آدمی کے پاس وسائل ہوں تو وہ قدرے مطمئن اور اپنی کامیابی کے بارے میں پُر اعتماد ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ عقیدے کے اعتبار سے کمزور' مادہ پرست انسان کی نگاہ صرف اسباب پر رک جایا کرتی ہے۔ اور مسبب الاسباب کی طرف اس کا ذہن بہت کم متوجہ ہوتا ہے۔ اکثر اوقات تو ایک دنیا دار انسان حاصل شدہ اسباب کو اپنی محنت اور صلاحیت کا نتیجہ سمجھتا ہے اور وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عطا نہ ہوتی تو جس طرح میرے جیسے بہت سے لوگ وسائل سے محروم ہیں' میں بھی اس طرح تہی دامن ہوتا۔

پھر اسے یہ خیال بھی رہنا چاہیے کہ مالک و مختار کی مشیت اور حکم شامل حال نہ ہو تو وسائل اور اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اس دنیا و جہان میں ہر روز رونما ہونے والے واقعات اس فکر اور عقیدے کی تائید کرتے ہیں' کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب کی قوت کار کو سلب کر لیا جاتا ہے' تو پھر سب کچھ موجود ہونے کے باوجود انسان ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرتا ہے۔ اگر اسباب بذات خود انسان کی مشکلات کا مداوا ہوتے تو ڈاکٹر اور حکیم موت کی وادیوں میں کبھی بسیرا نہ کرتے۔ دنیاوی [illegible] مسائل کا حل ہوتے تو بڑے بڑے فرماں روا اقتدار کے ایوانوں سے نکل کر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ایڑیاں نہ رگڑتے۔

اسی لیے انبیائے اکرام کی تعلیم اور تربیت یہ تھی کہ وسائل کو ہر حال میں استعمال کیا جائے مگر اس کی قوت کار کے بارے میں یہ عقیدہ ویقین ہو کہ یہ اسی وقت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے جب مالک حقیقی کا حکم ہوگا۔

صبر کا معنی ہے اپنے آپ کو شریعت کی حدود کا پابند رکھنا' غم اور پریشانی میں نڈھال ہونے سے بچنا اور خوشی کے موقعہ پر بے قابو ہونے سے پرہیز کرنا۔ اس طرح کا طرز عمل اختیار کرنے والے کو صابر کہا جائے گا۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو پورے اور بھرپور اجر سے نوازوں گا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ،هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (متفق عليه)1-2152

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت سے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے' جو نہ دم کراتے تھے اور نہ بدفالی پکڑتے تھے۔ بلکہ تمام کاموں میں اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيَ اُنْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقَالَ هٰؤُلَآءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ ﷺ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی محترم ﷺ باہر نکلے اور ارشاد فرمایا: مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں۔ چنانچہ ایک پیغمبر گزرا' اس کے ساتھ اس کا ایک پیروکار تھا۔ کسی کے ساتھ دو آدمی تھے۔ کسی کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور بعض ایسے پیغمبر بھی ہوئے' جن کا کوئی پیروکار نہیں ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے سامنے ایک بہت بڑا اجتماع دیکھا' جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا' شاید میری امت ہے۔ لیکن بتایا گیا کہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ پھر مجھے کہا گیا: آپ دیکھیں! تو میں نے بہت بڑا اجتماع دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہوا ہے۔ مجھ سے دائیں اور بائیں جانب بھی دیکھنے کے لیے کہا گیا۔ میں نے دیکھا ادھر بھی بہت زیادہ لوگ آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں تو مجھ سے کہا گیا: یہ سب آپ کے اُمتی ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار

رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَکَ بِهَا عُکَّاشَةُ ﷛ (متفق علیه) 2153-2

وہ بھی ہیں۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ ایسے لوگ ہیں' جو نہ بدفالی اور نہ دم کراتے ہیں اور نہ گرم لوہے سے داغتے ہیں۔ بلکہ صرف اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن ؓ کھڑے ہوئے۔ کہا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی' اے اللہ! اسے ان میں شامل فرما۔ اس کے بعد ایک اور شخص کھڑا ہوا' اس نے بھی آپ سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ مجھے بھی ان سے شامل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں عکاشہ ؓ تم سے سبقت لے گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

انسان بنیادی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے بیماری اور تکلیف کے وقت اسے دوائی اور اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن اچھی فال سے بھی شگون نہ لینا اور دوسروں سے دم کروانے سے بھی پرہیز کرنا' مضبوط ترین ایمان اور اپنے رب پر بے انتہا اعتماد کی دلیل ہے۔ کیوں کہ دوسروں سے دم کروانے کی عادت بنائی جائے' تو انسان اللہ تعالیٰ سے براہ راست توبہ استغفار اور مانگنے کی بجائے' دوسرے پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اور اس سے عملی زندگی میں کمزوری اور ایمان میں ضعف واقع ہوتا ہے۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ کُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَيْرًا لَهٗ (رواه مسلم) 2154-3

حضرت صہیب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان دار شخص کی حالت پر تعجب ہے کہ وہ اپنے معاملات میں' ہر حال میں بہتر ہے۔ اور یہ اعزاز صرف ایمان دار کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے۔ اور اس کا شکر اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر اسے تکلیف وغیرہ پہنچے تو صبر کرتا ہے' تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِیْ کُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰی مَا يَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا ،وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: قوی مومن بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگرچہ سبھی مومن بہتر ہیں۔ تم ایسے دینی کام کی خواہش کرو جو تجھے فائدہ دے اور اپنے رب سے مدد مانگو اور کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تجھے کوئی تکلیف آ پہنچے تو اس طرح نہ کہو' کہ اگر میں فلاں کام کر لیتا تو فلاں نتیجہ نکلتا۔ البتہ

فَـإِنَّ لَـوْ تَـفْتَـحُ عَـمَـلَ الشَّيْطَـانِ (رواہ مسلم) 4-2155

تم اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر بنائی ہے سو جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس لیے کہ لـو یعنی اگر مگر کا کلمہ شیطان کے عمل کو مدد دیتا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ اَنَّـهُ غَـزَا مَـعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ نَـجْـدٍ فَـلَـمَّـا قَـفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ فَـاَدْرَكَتْهُـمُ الْـقَـائِلَةُ فِـيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَـنَـزَلَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ وَتَـفَـرَّقَ الـنَّـاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَ لَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا ، وَإِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ فَـقَـالَ اِنَّ هٰـذَا اخْـتَـرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَـاسْتَيْـقَـظْـتُ وَهُـوَ فِـيْ يَـدِهِ صَـلْتًا قَالَ مَنْ يَّـمْـنَـعُـكَ مِـنِّـيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَـلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ (متفق عليه) 5-2156

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کیا۔ جب رسول محترم ﷺ واپس آئے تو واپسی پر وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آیا۔ تو صحابہ کرامؓ کو خاردار درختوں کی وادی میں قیلولہ کرنا پڑا۔ رسول گرامی ﷺ نے بھی پڑاؤ کیا اور صحابہ کرام سائے کی تلاش میں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ رسول مکرم ﷺ نے ایک کانٹے دار درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ تلوار لٹکائی اور سو گئے۔ اچانک آپ ﷺ نے ہمیں آواز دی تو آپ ﷺ کے پاس ایک بدو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے مجھ پر میری تلوار سونت لی اور جبکہ میں سویا ہوا تھا اچانک میں بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے تین دفعہ کہا: اللہ! اللہ! اللہ! آپ ﷺ نے اسے سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَـنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَـالَ كَـاَنِّـيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ يَـحْكِيْ نَبِيًّـا مِنَ الْاَنْبِيَـاءِ ضَـرَبَـهُ قَـوْمُـهُ فَـاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَيَـقُـوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (متفق عليه) 6-2157

ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: گویا کہ میں رسول معظم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے انبیاء میں سے ایک نبی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے مار کر خون آلود کر دیا۔ وہ پیغمبر اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے تھے دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما یقیناً یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

حقیقی توکل کرنے کی بنا پر ستر ہزار مسلمان بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲۔ رسول محترم ﷺ کی امت تمام انبیاء کی سے زیادہ ہوگی۔ ۳۔ مومن کامیابی پر شکر اور تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خیر طلب کرنا چاہیے۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریاکاری اور شہرت سے بچنا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (رواه مسلم) 1-2158

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیَ غَيْرِیْ، تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ هُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَهٗ (رواه مسلم) 2-2159

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں شرکاء کے شرک سے پاک ہوں۔ جو شخص بھی کوئی شرکیہ عمل کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو مسترد کر دیتا ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں اور اس نے جو عمل جس کے لیے کیا وہ اسی کے لیے ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِیْ يُرَائِیْ اللّٰهُ بِهٖ (متفق عليه) 3-2160

حضرت جندب ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے ذلیل کر دے گا اور جو ریاکاری کے لیے عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ویسی ہی جزاء دے گا۔ (بخاری مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ يُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ.

قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (رواه مسلم) 4-2161

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ اچھا کام کرنے والے آدمی کے بارے میں بتائیں۔ جس کی لوگ اچھے کام کی وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے۔ کہ لوگ اس اچھے کام کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں تو آپ ﷺ (لوگ جس کے عمل کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں) یہ مومن کے لیے خوشخبری ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ تَمِيْمَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ شَهِدْتُ

حضرت ابوتمیمہ ؓ بیان کرتے ہیں میں صفوان ؓ اور اس کے

صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهُ وَ جُنْدَبٌ رضی اللہ عنہ يُوْصِيهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمٍ اِهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ (رواه البخاری) 5-2162

ساتھیوں کے پاس تھا۔اور جندب رضی اللہ عنہ انہیں وصیت کر رہے تھے۔انہوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اپنی شہرت کراتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اسے ذلیل کر کے) اس کی شہرت کرائے گا۔اور جو مشقت میں ڈالتا ہے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر مشقت مسلط کرے گا۔صفوان رضی اللہ عنہ اور اسکے ساتھیوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیں وصیت کریں۔ انہوں نے کہا: انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کا پیٹ خراب ہوگا۔تو جو شخص حلال کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ حلال ہی کھائے۔اور جس شخص میں استطاعت ہے کہ اس کے درمیان اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے بقدر ناجائز خون گرانا حائل نہ ہو' تو اسے یہ کام کرنا چاہیے۔(بخاری)

فہم الحدیث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نوجوان نسل یہ خواہش رکھتی تھی کہ ان کے بزرگ انہیں نصیحت فرمایا کریں۔نوجوان بڑے شوق سے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عادات کے بارے میں پوچھتے' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی تفصیل کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات' عادات اور حسن و جمال کا تذکرہ کرتے۔ایسے ہی موقعہ پر حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی' کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ حرام و حلال کی تمیز نہیں کریں گے اور ایک دوسرے پر ظلم کریں گے نیز جناب جندب رضی اللہ عنہ وصیت فرما رہے ہیں کہ جو جنت کا خواہش مند ہے' اسے ظلم اور حرام سے بچنا چاہیے۔

خلاصہ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ مال اور چہروں کو دیکھنے کی بجائے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

۲۔ نمود و نمائش کرنے والا قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ مشرک اور مشرک کے تمام اعمال سے بے پرواہ ہے۔

۴۔ خواہش نہ ہونے کے باوجود آدمی کی تعریف ہو جائے' تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

۵۔ دوسرے کو تکلیف دینے والے کو اللہ تعالیٰ آخرت کے دن تکلیف میں مبتلا کرے گا۔

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ

گریہ وزاری کرنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا

انسان کی اصلاح اور درستگی کے لیے دنیا و جہان کے قانون' ضابطے بنالیے جائیں اور درجنوں افراد اس کی نگرانی پر مامور کر دیے جائیں تو اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ تاوقتیکہ اس کی سوچ کے زاویے تبدیل نہ ہوں اور اس کے ضمیر میں ایسا احساس نہ پیدا کیا جائے جس سے اس میں خود احتسابی اور ہر وقت اپنی نگرانی کا شعور پیدا ہو۔ اس کے لیے عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی ذات اور احکام کا احترام ہونا ضروری ہے۔ اسی اعتقاد کی بنیاد پر انبیاءؑ کی جدوجہد سے ایک نیا انسان تیار ہو جایا کرتا تھا۔ اس احساس کو مؤثر اور گہرا کرنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی ذات کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ رب ذوالجلال کیا معاملہ فرمائیں گے۔

اور اس کے لیے قرآن حکیم بار بار رب ذوالجلال کا خوف' آخرت کی فکر اور جہنم کی ہولناکیوں کا احساس دلاتا ہے تاکہ خود احتسابی اور خشیت الٰہی کی وجہ سے انسان صرف ظاہری طور پر ہی تبدیل نہ ہو' بلکہ اس میں حقیقی اور بنیادی تبدیلی پیدا ہو جائے' جس سے دنیا میں امن وامان' اطمینان اور آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

الفصل الأول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ، قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا. (رواه البخاری) 2163--1

وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ، وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ. (رواه البخاری) 2164-2

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيْهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا، وَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: جو میں جانتا ہوں' اگر تم جان جاؤ' تو تم زار و قطار آنسو بہاؤ اور ہنسنے سے پرہیز کرو۔ (بخاری)

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ کہ میرے ساتھ اور تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری)

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا' میرے سامنے آگ ظاہر کی گئی۔ میں نے اس میں بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا۔ جسے اس کی بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے بلی کو باندھے رکھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لیے دیا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ

عَامِرِ ن الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ. (رواہ مسلم) 3-2165

زمین کے حشرات کھالیتی۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔ اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کا رواج ڈالا (مسلم)

فہم الحدیث

یہ تجارت کی غرض سے ایران گیا وہاں اس نے لوگوں کو عبادت کرتے وقت بتوں کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا۔ اسے یہ طریقہ پسند آیا اور وہاں سے ایک بت اپنے ساتھ لایا جس سے عرب میں بت پرستی کا رواج پڑا۔ بتوں کے نام پر سائبہ یعنی سانڈ کو آزاد چھوڑنے کی بھی رسم سب سے پہلے اسی نے ایجاد کی جس کو سائبہ کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (متفق عليه). 4-2166

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول محترم ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں ان کے ہاں تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں عربوں کے لیے ایک بہت بڑا ہلاکت خیز فتنہ بالکل قریب آ گیا ہے! یاجوج وماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے وضاحت کے لیے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ہلاک کردیے جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! جب خباثتیں زیادہ ہو جائیں گی (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِيْ عَامِرٍ أَوْ أَبِيْ مَالِكٍ ن الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه البخاري.) 5-2167

حضرت ابو عامر۔ یا حضرت ابو مالک۔ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے' جو خز (ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا)' حریر، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھیں گے۔ اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں اتریں گے۔ ان کے مویشی شام کے قریب پیٹ بھرے واپس آئیں گے۔ ان کے پاس کوئی حاجت مند آئے گا۔ وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں رات کو ہی ہلاک کر دے گا۔ اس وقت علم اٹھالیا جائے گا۔ اور کچھ کی شکلیں مسخ کر کے قیامت تک کے لیے

انہیں بندر اور خنزیر بنادے گا۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِم .(متفق عليه)6-2168

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں تو وہ ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم)7-2169

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر شخص اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ، اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ. (رواه البخاری)8-2170

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہوتے ہو جو تمھاری نظر میں بال سے بھی زیادہ معمولی ہیں جبکہ ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں انہیں تباہ کرنے والے سمجھتے تھے۔(بخاری)

وَعَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِيْ مَا قَالَ أَبِيْ لِاَبِيْكَ : قَالَ قُلْتُ : لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِيْ قَالَ لِاَبِيْكَ يَا اَبَا مُوْسٰى هَلْ يَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ ؟ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِيْ لَا وَاللّٰهِ، قَدْجَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰى اَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ اَبِيْ وَلٰكِنْ اَنَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ نے کہا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ میرے والد نے آپ کے والد ابوموسیٰ سے کیا کہا تھا؟ ابو بردہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میرے والد نے تمہارے والد کو کہا تھا: اے ابوموسیٰ! کیا تجھے یہ پسند ہے کہ رسول معظم ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام لانا، ہمارا ہجرت کرنا، ہمارا جہاد کرنا اور ہمارے تمام کام ہمارے لیے ثابت وقائم رہیں۔لیکن وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کئے ہم ان سے برابر برابر بھی چھوٹ جائیں(تو یہ ہمارے لیے کافی ہوگا)۔لیکن آپ کے والد نے میرے والد سے کہا۔ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ ہم نے رسول محترم ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کیا نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے نیک کام کئے اور ہماری وجہ سے بہت

نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِيْ (رواه البخاری)

9-2171

سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ بلاشبہ ہم ان (اعمال کے ثواب) کی امید رکھتے ہیں۔ میرے والد حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے: مجھے تو پسند ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ والے عمل ہمارے لیے برقرار رہیں۔ اور جو عمل ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کیے ہیں ہم ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں' تو یہ ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ ابو بردہ ؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! بے شک آپ کے والد' میرے والد سے بہتر تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان امید اور خوف کے درمیان رہتا ہے۔ انسان کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھ جاتا ہے' تو ڈر کے مارے اپنی نیکیوں کو حقیر جانتے ہوئے' توبہ استغفار کرتا ہے۔ اور جب رب کریم کی رحمت و کریمی کے واقعات پڑھتا ہے تو بخشش اور انعامات کی امید لگا لیتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت عمر ؓ کا خیال اللہ کے خوف کی طرف ہے اور حضرت ابو موسیٰ ؓ کا خیال اللہ کی رحمت کی طرف ہے

خلاصۂ باب

۱۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ ہنسنے کی بجائے زیادہ رویا کریں۔

۲۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

۳۔ جس شخص نے کسی برے کام کا آغاز کیا' قیامت تک وہ اس میں حصہ دار رہے گا۔

۴۔ قیامت کے قریب نیکی کی بجائے برائی زیادہ ہو جائے گی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب برے لوگوں کے ساتھ نیکوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ تاہم قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

۶۔ حکومتی عہدہ بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے۔

۷۔ اپنے عمل پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔



بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ

لوگوں میں تبدیلیوں کا رونما ہونا

انسان عقل وشعور کا مالک ہونے کے باوجود ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ خاص کر جس چیز کو لوگوں کی اکثریت اپنا لے تو دیکھنے والا سوچے سمجھے بغیر اس رواج اور فیشن کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی ضابطہ اور نصیحت انسان پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ بھیڑ چال اختیار کرتے ہوئے اس برائی کے پیچھے دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اس روش سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے پہلی امتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' کہ میری امت کی بڑی تعداد بھی یہ رویہ اختیار کرے گی' کہ وہ کسی نقصان کی پرواکیے بغیر پہلی قوموں کے قدم بقدم چلنے پر فخر محسوس کریں گے۔ جس سے وہ انہی مسائل اور مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے' جن مسائل میں پہلی قومیں مبتلا ہوئی تھیں۔ ایسی صورت میں دنیا میں پریشانیاں ہوں گی اور آخرت میں ذلت اٹھانا پڑے گی۔ یہ اندازِ فکر اسی وقت ہی آدمی اختیار کرتا ہے جب اس میں احساسِ ذمہ داری کا فقدان اور انجامِ کار کا احساس ختم ہو جائے وہ بظاہر اچھا بھلا انسان نظر آتا ہے' لیکن حقیقتاً اس میں انسانیت کا جوہر ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اس سطحی اندازِ فکر اور مقلدانہ سوچ کو آپ ﷺ نے اونٹوں کی مثال سے اس بات کو واضح فرمایا کہ اونٹ تو بے شمار ہوتے ہیں' لیکن بار برداری اور سواری کے قابل بہت کم ہوتے ہیں۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً (متفق عليه) 1-2172

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک لوگ ایسے سو اونٹوں کی مانند ہیں۔ کہ جن میں مشکل سے کوئی ہی سواری کے قابل ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ (متفق عليه) 2-2173

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ کی طرح ان کے ساتھ برابر چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ "گوہ" کی بل میں داخل ہوئے ہوں' تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ کہا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ، اَلْأَوَّلُ

حضرت مرداس اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا۔ نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوتے

فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ، كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِالتَّمْرِ، لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً (رواة البخاری)3-2174

جائیں گے۔اور بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے۔جس طرح جو کا بھوسہ یا ردی کھجور باقی رہ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ آدمی تو بے شمار ہیں کام کے آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔

۲۔ امت محمد ﷺ میں بھی کئی لوگ یہود ونصاریٰ کے قدم بقدم چلنے لگیں گے۔

۳۔ قرب قیامت نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوں گے اور بے عمل لوگ باقی رہ جائیں گے۔

۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضی کی پرواہ نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔



بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ

ڈرانا اور نصیحت کرنا

اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاo

''ہم نے آپ کو حق کی گواہی دینے' خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں اپنے رسول کے فرائض کا اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ حق پر قائم اور اس کی شہادت دینے والے اور لوگوں کو ان کے اچھے کردار کے نتیجے میں خوشیوں اور کامیابیوں کی بشارت دینے والے اور برے اعمال کے برے انجام سے ڈرانے اور انتباہ کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' ایک داعی کی دعوت کے دو ہی نتائج ہو سکتے ہیں۔ پہلا مقصد لوگوں کے لیے کامیاب راستے کی نشاندہی کرنا اور اس پر چلنے والوں کو روشن مستقبل کی خوشخبری دینا۔ نہ ماننے والوں کو انکار کے خطرات اور مضمرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کرنا ہے۔ جس دعوت کا آپ نے فاران کی چوٹیوں سے آغاز کیا تھا۔ اس کو اس قدر جان سوزی' مسلسل جدو جہد اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھایا کہ ٹھیک 23 سال کے بعد حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگ بیک زباں پکار اٹھے۔ اے رسول محترم ﷺ! آپ نے بشیر اور نذیر ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تصدیق و تائید کے الفاظ سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ میرے بعد اس فرض کو ادا کرنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہوگی۔ کیونکہ امت کی کامیابی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ کی انجام دہی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ اس فرض سے کوتاہی کرنا جرائم کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے مترادف ہے یہ کردار کسی بھی تحریک اور قوم کے لیے تباہی کا پیغام ہوا کرتا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارِ نِ الْمُجَاشِعِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ خُطْبَةِ اَلاَ اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَکُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ یَوْمِیْ هٰذَا کُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلاَلٌ وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَاءَ کُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّیَاطِیْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِیْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَیْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ اَمَرَتْهُمْ اَنْ یُّشْرِکُوْبِیْ مَالَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَاناً وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلَی اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَ عَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَایَا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُکَ لِاَ بْتَلِیَکَ وَاَبْتَلِیَ بِکَ وَاَنْزَلْتُ عَلَیْکَ

پہلی فصل

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک روز نبی محترم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا' خبردار! میرے پروردگار نے حکم دیا ہے' کہ جن باتوں کو تم نہیں جانتے۔ میں ان کی تمھیں تعلیم دوں۔ جن کا مجھے آج اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر وہ مال جو میں بندے کو دیتا ہوں حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے۔ یقیناً ان کے پاس شیطان آتے ہیں اور انہیں ان کے دین سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں' اور وہ ان پر ایسے جانوروں کو حرام کر دیتے ہیں جن کو میں نے ان کے لیے حلال قرار دیا ہے۔ اور وہ انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے

كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَءُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي ان اُحْرِقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِي فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ اغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ. (رواه مسلم) 2175-1

متعلق میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو دیکھا۔ تو ان کے عرب و عجم سبھی کو پسند نہیں فرمایا سوائے اہل کتاب کے باقی لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنایا تا کہ تمہاری آزمائش کروں۔ اور تمہارے کے ساتھ قوم کی آزمائش کروں' اور تم پر کتاب کو نازل کیا' جسے پانی ختم نہیں کر سکے گا' تم سوتے' جاگتے اس کی تلاوت کرتے رہو گے آپ ﷺ نے فرمایا اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش میں سے کافروں کو جلا دوں۔ عرض کیا' اس وقت تو یہ لوگ میرا سر کچل دیں گے' اسے روٹی کی طرح بنا دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم ان کو نکال دو جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور تم ان سے جہاد کرو' ہم تمہیں لڑنے کے اسباب مہیا کر دیں گے۔ خرچ کرو ہم تمہیں کو اس کا بدل دیں گے۔ لشکر بھیجو ہم پانچ گنا لشکر بھیجیں گے اور اپنے پیروکاروں کو لے کر ان لوگوں سے لڑائی کرو' جنہوں نے تمہاری نافرمانی کی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَ قْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتُكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِمَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَ مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ يَرْبَاُ اَهْلَهُ اَنْ يَسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ. 2176-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی "اور آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔" تو نبی محترم صفا پہاڑی پر چڑھے۔ آپ ﷺ پکارنے لگے۔ اے بنو فہر! اے بنو عدی! قریش کے قبائل کو بلایا' جب وہ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر میں تم سے کہوں کہ اس وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا ہم نے آپ ﷺ کے متعلق سچائی کا ہی تجربہ کیا ہے' نبی محترم ﷺ نے فرمایا' میں تمہیں آنے والے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا' آج کے دن تیری تباہی ہو کیا تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔" (مسلم و بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پکارا' اے بنو عبد مناف! میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے دشمن کو دیکھا' تو وہ بھاگا' تا کہ وہ اپنی قوم کی حفاظت کرے۔ لیکن وہ ڈر گیا کہ اس کا دشمن اس سے قبل ہی اس کی قوم تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ اس نے وہیں سے چلانا شروع کر دیا ہائے مارے گئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ ﷺ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ' یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ' یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ' یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ) قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَ یَا بَنِیْ عَبْدِمَنَافٍ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْکَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا صَفِیَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئاً. 3-2177

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ'' تو آپ ﷺ نے قریش کو دعوت دی وہ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے خاص وعام سبھی کو دعوت دی' آپ ﷺ نے فرمایا' اے بنو کعب بن لؤی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اے بنو مرہ بن کعب! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اے بنو عبد شمس! تم خود کو دوزخ سے بچاؤ ۔(اے بنی عبد مناف' بنی ہاشم' بنی عبدالمطلب) تم خود کو اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! تو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا۔ میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں۔ اگر چہ تمہارے ساتھ قرابت داری ہے۔ اس رشتہ داری کا احترام رہے گا۔ (مسلم) اور بخاری اور مسلم میں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے گروہ قریش! تم اپنے آپ کو آزاد کر لو میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کر سکتا اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کر سکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد! تو مجھ سے جس قدر چاہے مال کا سوال کر لیکن میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

فہم الحدیث

اسلام نے آدمی کے عقیدہ اور کردار پر زور دیا ہے۔ اگر عقیدہ میں جھول ہے تو اس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کریم ﷺ یا کوئی بھی نیک آدمی قیامت کے دن اس کی سفارش کی جرأت کر سکے۔ البتہ ایسے آدمی کے بارے میں سفارش قبول ہوگی جو نیک اعمال کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن بشری کمزوری کی بنا پر کچھ گناہ سرزد ہو گئے۔

خلاصۂ باب

ا۔ خطبہ میں لوگوں کو مؤثر انداز میں نصیحت کرنی چاہیے۔ ۲۔ تبلیغ کی ابتدا اپنی ذات اور قرب و جوار کے لوگوں سے ہونی چاہیے۔ ۳۔ شرک کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ ۴۔ مذہبی اختلاف کے باوجود حتی المقدور رشتہ داریوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

كِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کا وقوع ہونا

اس دنیا کو امتحان اور آزمائش گاہ بنایا گیا ہے۔ مال' اولاد' صحت' اقتدار اور اختیار یہ سب اس امتحان گاہ کی آزمائشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دوسرے انسانوں پر یہ بات عیاں کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو جس جہانِ رنگ و بو میں تم رہ رہے ہو اسی میں میرے بندے زندگی بسر کرتے ہوئے اور وہ ان آزمائشوں میں پورا اتر کر اس امتحان گاہ میں سرخرو ہو رہے ہیں

انسانی زندگی کے قافلے آزمائش کے پل سے گزرتے ہوئے زندگی کی شاہراہ پر رواں دواں رہتے ہیں لیکن بالآخر ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس کو قرآنِ مجید نے یوم الدین' قیامت اور کئی ناموں سے متعارف کروایا ہے اس دن کی ابتدا ہی بڑی ہولناک ہوگی جس سے اس زمانے کے لوگوں کو واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اب دنیا کی بساط بس لپٹنے والی ہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کو ان فتنوں سے آگاہ کیا اور ان سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتلایا تا کہ اہلِ ایمان اس مشکل دور میں ایمان کی دولت کو سلامت رکھ کر دنیا میں سرخرو ہوں اور آخرت میں کامیابی پا سکیں۔

الفصل الاول

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذَالِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ (متفق عليه) 2178-1

پہلی فصل

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول محترم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے قیام کے دوران ہر قسم کے فتنے کا ذکر کیا۔ جو اس وقت سے لے کر قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔ جو یاد رکھ سکتا تھا اس نے یاد کر لیا۔ اور بھول جانے والے اسے بھول گئے۔ حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں میرے فلاں فلاں ساتھی ان فتنوں کو جانتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوتا ہے جسے میں بھول چکا تھا تو اسے وقوع پذیر ہوتے دیکھ کر مجھے یاد آ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو اس سے غائب رہا ہو پھر دیکھتے ہی اسے پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے نزدیک امانت' دیانت اس طرح تیزی کے ساتھ اٹھ جائے گی کہ ایک شخص سو کر اٹھے گا تو اس کے دل کی کیفیت بدل چکی ہوگی۔ اور امانت کا احساس پہلے کی نسبت کمزور ہو چکا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے مثال سے سمجھایا۔ کہ جیسے آبلے کا نشان ہوتا پھر وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا جاتا ہے ایسے ہی امانت' دیانت کا احساس دلوں سے ختم ہو جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ (رواہ مسلم) 2179-2

حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ فتنے دلوں پر اس طرح اثر انداز ہوں گے جس طرح چٹائی کا ایک ایک تنکا جوڑا جاتا ہے۔ جو دل فتنہ قبول کرے گا تو اس پر سیاہ رنگ کا نکتہ لگا دیا جائے گا اور جو دل فتنے کو قبول نہیں کرے گا اس پر سفید رنگ کا نکتہ لگا دیا جائے گا۔ حتّٰی کہ دل دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ان دو دلوں میں سے سفید دل بالکل صاف ہو گا اور جب تک آسمان وزمین موجود ہیں اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور دوسرا مٹیالے رنگ جیسا سیاہ، اوندھے برتن کی طرح ہو جائے گا۔ ایسا دل نہ اچھی بات کو اچھا اور نہ بری بات کو برا سمجھے گا۔ وہ دل ان چیزوں کو قبول کرے گا جو اس کی خواہشات کے مطابق اس میں سما جائیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷛ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا اَظْرَفَهُ وَمَا اَجْلَدَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ (متفق علیہ) 3-2180

حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ ہمیں رسولِ مکرم ﷺ نے دو باتیں بتلائیں۔ ان میں سے ایک کو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں سے نکل جائے گی۔ پھر انہوں نے قرآن پاک اور سنت رسول کا علم حاصل کیا۔ اور آپ ﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھ جائے گی اور امانت کا نشان نکتہ کی مانند باقی رہ جائے گا۔ پھر دوسری مرتبہ غافل ہوگا۔ تو امانت اٹھ جائے گی۔ اور اس کا نشان آبلے کی مانند ہوگا۔ جیسا کہ تم آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر سے گزارو تو اس سے آبلہ نمودار ہو جائے۔ جسے پھولا ہوا دیکھو لیکن اس میں اور کوئی مادہ نہ ہو۔ لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ جب وہ صبح کریں گے۔ تو آپس میں خرید و فروخت کریں گے ان میں کوئی شخص بھی امانتوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوگا کہا جائے گا۔ بیشک فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے۔ وہ بہت عقل مند، سمجھ دار ہے۔ جبکہ اس کے دل میں

رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْئَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ. 4-2181

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں، لوگ رسول مکرم ﷺ سے بھلائی کے متعلق پوچھتے تھے۔اور میں آپ ﷺ سے شر کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ میں اس بات سے ڈرتا تھا کہیں فتنے مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک ہم قبل از اسلام جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی عطا کی تو کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر بھی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا کیا اس برائی کے بعد بھی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! اس میں کدورت ہو گی۔ میں نے پوچھا کدورت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور وہ میرے بتائے ہوئے طریقوں کے خلاف راہنمائی کریں گے۔تم ان میں اچھی اور بری باتیں پاؤ گے۔میں نے پوچھا کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔جو ان کی باتیں مانے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔وہ بظاہر ہم میں سے ہوں گے، اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔میں نے پوچھا، میں اس صورت حال سے دوچار ہو جاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کے ساتھ مل کر رہنا۔میں نے عرض کیا۔اگر ان کی جماعت اور امیر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر ان تمام گروہوں سے الگ ہو جانا اگر چہ تجھے درخت کی جڑ ہی چبانی

پڑے۔ یہاں تک کہ تجھے اسی حالت میں موت آ جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ۔میرے بعد ایسے راہنما ہوں گے۔ جو میری ہدایت پر نہیں چلیں گے۔اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔اوران میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو انسانی جسم کے مالک ہوں گے۔لیکن ان کے دل شیطانوں کے دل کی مانند ہوں گے۔حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا۔اے اللہ کے رسول!اگر میں اس دور کو پاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا،تو امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔اگرچہ تیری پشت پر کوڑا مارا جائے۔اور تیرا مال چھین لیا جائے۔تو سننا اور اطاعت کرنا۔

فہم الحدیث

اہل لغت نے دخن کا معنی دھواں۔کدورت۔کینہ اور فساد کیا ہے یہاں فساد سے مراد دین میں فساد برپا ہونا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود وضاحت فرمائی ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَادِرُوْ بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا (رواہ مسلم) 2182-5

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا فتنوں سے قبل نیک اعمال میں جلدی کرو۔ فتنے تاریک رات کے لمحات کی مانند ہوں گے۔ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر ہوگا۔دنیا کے مفاد کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دے گا۔(مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْمَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ (متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ تَکُوْنُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْیَقْظَانِ وَالْیَقْظَانُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ السَّاعِیْ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْمَعَاذًا فَلْیَسْتَعِذْ بِهٖ. 2183-6

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔عنقریب فتنے رونما ہوں گے۔ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس کام میں ملوث ہونے والے سے۔جو بھی ان کی جانب متوجہ گا فتنے اسے کھینچ لیں گے۔تو جو پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ اس سے پناہ لے (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سونے والا بیدار سے اور بیدار کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔تو جو شخص پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ پناہ کی جگہ پناہ طلب کرے گے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو بکرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے

ﷺ اِنَّھَا سَتَکُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَکُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَکُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ اِلَیْھَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ کَانَ لَہٗ اِبِلٌ فَلْیَلْحَقْ بِاِبِلِہٖ وَمَنْ کَانَ لَہٗ غَنَمٌ فَلْیَلْحَقْ بِغَنَمِہٖ وَمَنْ کَانَتْ لَہٗ اَرْضٌ فَلْیَلْحَقْ بِاَرْضِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ مَنْ لَّمْ تَکُنْ لَہٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ یَعْمِدُ اِلٰی سَیْفِہٖ فَیَدُقُّ عَلٰی حَدِّہٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِیَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ اُکْرِھْتُ حَتّٰی یَنْطَلِقَ بِیْ اِلٰی اَحَدِ الصَّفَّیْنِ فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ بِسَیْفِہٖ اَوْ یَجِیْءُ سَھْمٌ فَیَقْتُلُنِیْ قَالَ یَبُوْءُ بِاِثْمِہٖ وَاِثْمِکَ وَیَکُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ (رواہ مسلم) 2184-7

ارشاد فرمایا۔ بے شک عنقریب فتنے ظہور پذیر ہوں گے۔ خبر دار! اس کے بعد ایک بڑا فتنہ ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خبردار! جب فتنے رونما ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہوں تو وہ اونٹوں کے پاس چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے۔ اور جس کی زمین ہو۔ وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ بتائیں جس شخص کے پاس اونٹ، بکریاں اور زمین نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ اپنی تلوار پتھر پر مار کر اس کی دھار کند کر دے۔ اس کو چاہیے اگر وہ فتنہ سے بھاگنے کی طاقت رکھتا ہو تو بھاگ نکلے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا۔ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے بتائیں۔ اگر مجھے مجبور کر کے دو جھگڑا کرنے والوں میں سے ایک کی صف کی طرف لے جایا جائے اور مجھے کوئی شخص اپنی تلوار سے تہ تیغ کر دے یا کوئی اچانک تیر آئے، اور میرا خاتمہ کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔ اور اس کا شمار جہنمیوں میں ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ (رواہ البخاری) 2185-8

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی۔ وہ ان کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اپنے دین کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ ھَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّیْ لَاَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْمَطَرِ (متفق علیہ) 2186-9

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی معظم ﷺ نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے کی طرف جھانکا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام ؓ نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں

کے درمیان بارش کی طرح گر رہے ہیں۔(بخاری،ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَیْشٍ (رواه البخاری)10-2187

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میری امت کی ہلاکت قریش کے چند جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔(بخاری)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَیَكْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ قَالَ اَلْقَتْلُ (متفق علیه)11-2188

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔عنقریب وقت آئے گا جب،علم ختم ہو جائے گا' فتنے ظہور پذیر ہوں گے' بخل واقع ہوگا اور ہرج بکثرت ہوگا۔صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا۔ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہرج سے مراد قتل وغارت ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ فَقِیْلَ كَیْفَ یَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرَجُ اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ (رواه مسلم)12-2189

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ نہ قاتل کو علم ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ ہی مقتول کو کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔آپ ﷺ سے کہا گیا۔ایسا کیوں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ہرج سبب ہوگا۔قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔(مسلم)

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ اِلَیَّ (رواه مسلم)13-2190

حضرت معقل بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ہرج یعنی فتنے میں عبادت کرنے کا اجر میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔(مسلم)

وَعَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ ﷺ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَیْهِ مَا نَلْقٰی مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا یَاْتِیْ عَلَیْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهٗ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَبِیِّكُمْ ﷺ (رواه البخاری) 14-2191

حضرت زبیر بن عدی ﷺ بیان کرتے ہیں۔ہم انس بن مالک ﷺ کے پاس آئے ہم نے حجاج کی طرف سے پہنچنے والے ظلم کی شکایت کی۔انہوں نے کہا،تم صبر کرو بے شک تم پر جو وقت ہے اس کے بعد والا اس سے بھی بدتر ہوگا۔یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے۔میں نے یہ بات تمھارے پیغمبر ﷺ سے سنی ہے۔(بخاری)

فہم الحدیث

قتل وغارت اور فتنوں کے دور میں جھگڑوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی سمع واطاعت اور عبادت کرنا مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے مترادف اور اسکے ثواب کے برابر ہوگا۔

الفصل الثالث

وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ (رواه البخاری)15-2192

تیسری فصل

حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان ﷺ کی شہادت کا سانحہ رونما ہوا تو اس وقت کوئی بدری صحابی موجود نہ تھا۔اس کے بعد دوسرا فتنہ جنگ حرہ کا واقعہ پیش آیا۔تو حدیبیہ یعنی بیعتِ رضوان کے شرکاء میں سے کوئی نہ تھا۔بعد ازاں تیسرا فتنہ رونما ہوا۔وہ اس حالت میں ختم ہوا کہ لوگوں میں قوت مدافعت باقی نہ رہی۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ بددیانت کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔

۲۔ فتنوں کے دور میں جماعت سے الگ رہنا جائز ہے۔

۳۔ بادلِ نخواستہ بھی نیک حکمران کی تابع داری کرنی چاہیے۔

۴۔ فتنوں کے دور میں بیٹھ رہنا بہتر ہے۔

۵۔ قیامت کے قریب بے انتہا قتل وغارت گری ہوگی۔



بَابُ الْمَلَاحِمِ

لڑائیوں کے متعلق پیش گوئیاں

قیامت کے قریب آپ نے وارد ہونے والی نشانیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف زمانوں میں یکے بعد دیگرے تیس جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے جو لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں گے اور کثرت سے زمین میں زلزلے آئیں گے اور کئی علاقے زمین میں دھنس جائیں گے۔ جس کی ابھی سے ماہرینِ ارضیات اور سائنسدان اس طرح تصدیق کر رہے ہیں کہ اگر زمین سے تیل، کوئلہ، گیس اور معدنیات اس تیزی کے ساتھ نکلتی رہیں تو نیچے سے کھوکھلی ہونے کی وجہ سے زمین کا میلوں پھیلا ہوا رقبہ دھنس جائے گا۔ اس باب میں قیامت کی جن نشانیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے ظہور کے بعد قیامت ہر صورت برپا ہوگی اور دنیا کی بقا کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ رسولِ معظم ﷺ نے ان نشانیوں کے نزول اور درمیانی مدّت کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ یہ حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے کہ ایک نشانی کے بعد دوسری نشانی کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا اور قربِ قیامت ان نشانیوں کا نزول کس درجہ پر رونما ہوگا۔ البتہ یہ اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ دجال کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب تر وقت میں ہوگا۔ اور مسلمانوں کے دوسری قوموں کے ساتھ بڑے بڑے معرکے ہوں گے اور دنیا کی بدترین قوم یہودیوں کی سازشیں اس قدر بے نقاب اور یہودی اس طرح بے سہارا ہو جائیں گے کہ انہیں کوئی چیز پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قدرت سے درختوں کے تنے بھی اپنے پیچھے چھپنے والے یہودی کا نام پکار اٹھیں گے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِنْ ثَلَاثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَیَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَیَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰی یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰی یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰی یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت سے قبل دو بڑی جماعتیں لڑیں گی۔ ان کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوگی۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ قریباً تیس دجال کذاب رونما ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ یہاں تک کہ علم ختم ہو جائے گا، کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے، امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ قریب آ جائے گا۔ فتنے رونما ہوں گے۔ قتل و غارت گری میں اضافہ ہوگا مال و دولت کی فراوانی ہوگی، مال دار پریشان ہوگا کہ کون اس سے صدقہ لے اور جب وہ کسی کو صدقہ دینے کی کوشش کرے گا۔ وہ کہے گا مجھے

وَحَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ مَکَانَهٗ وَحَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِکَ حِیْنَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْکَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَا یَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَایَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ یَلِیْطُ حَوْضَهٗ فَلَا یَسْقِیْ فِیْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُکْلَتَهٗ اِلٰی فِیْهِ فَلَا یَطْعَمُهَا (متفق علیه) 2193-1

اس کی ضرورت نہیں اور لوگ عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔ یہاں تک کہ کوئی کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا۔ آہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا پھر سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور سب اسے دیکھ لیں گے تو وہ تمام ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان اور نیک عمل فائدہ نہیں دے گا ماسوائے ان کے جو اس سے قبل ایمان نہیں لایا تھا۔ اور قیامت اس قدر تیزی کے ساتھ قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا' سودا ہونے اور کپڑا لپیٹنے سے قبل ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور اس حالت میں کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا دودھ پینے سے قبل ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنے حوض کو ٹھیک کروا رہا ہوگا۔ پانی پلانے سے پہلے ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ کسی شخص نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا۔ ابھی اس کو کھانے کی نوبت نہ آئی ہوگی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰی تُقَاتِلُوا التُّرْکَ صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ (متفق علیه) 2194-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ان لوگوں سے نہ لڑو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ اور یہاں تک کہ ایسے ترکوں سے جنگ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور چہرے سرخ ہوں گے۔ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ گویا ان کے چہرے ایسی ڈھالوں کے مانند ہوں گے۔ جو ایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَکِرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْیُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ (رواه

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم "خوز" اور "کرمان" کے عجمی باشندوں سے قتال نہ کرو۔ ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹے، آنکھیں چھوٹی اور ان کے چہرے ایسی ڈھالو

البخاری) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ عَنْ عَمْرِوبْنِ تَغْلِبَ عِرَاضَ الْوُجُوْہِ .3-2195

ں کی طرح ہوں گے۔ جوایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔ اوران کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔(بخاری) اور بخاری کی ایک روایت میں عمرو بن تغلب سے مروی ہے۔ان کے چہرے چوڑے ہوں گے۔

وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَھُوْدَ فَیَقْتُلَھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰی یَخْتَبِیَٔ الْیَھُوْدِیُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ یَا مُسْلِمُ یَا عَبْدَاللّٰہِ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ خَلْفِیْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْہُ اِلَّا الْغَرْقَدُ فَاِنَّہٗ مِنْ شَجَرِ الْیَھُوْدِ (رواہ مسلم) 4-2196

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں۔ مسلمان ان کوقتل کریں گے۔ یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت کہے گا اے مسلمان! اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔تو آگے بڑھ کر اسے قتل کر دے لیکن غرقد درخت ایسا نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے قریب مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ہونے والی لڑائی میں پتھروں اور درختوں کا یہودیوں کی مخبری کرنا اور غرقد درخت کا یہودی کے بارے میں مسلمانوں کو نہ بتلانا حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے اور مجازاً بھی! کہ جس علاقے میں غرقد کے درخت ہوں وہاں یہودیوں کے حلیف ہوں اور باقی علاقوں میں مسلمانوں کے خیر خواہ رہتے ہوں ممکن ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ محاورۃً استعمال فرمائے ہوں جیسا کہ آپ ﷺ محاورے کی زبان بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔(واللہ اعلم)

وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاہُ (متفق علیہ) 5-2197

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا' اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک شخص قحطان سے لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے نہ نکلے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَذْھَبُ الْاَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہُ الْجَھْجَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِیْ یُقَالُ لَہُ الْجَھْجَاہُ (رواہ مسلم) 6-2198

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دن اور رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک کہ جہجاہ نامی شخص بادشاہ نہیں بنے گا۔اور ایک روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بنے گا۔ جسے "جہجاہ" کہا جائے گا۔(مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ آلِ كِسْرٰى الَّذِىْ فِى الْاَبْيَضِ (رواه مسلم) 7-2199

حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرے گی۔ جو سفید قلعہ میں ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً (متفق عليه) 8-2200

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی ''قیصر'' نہیں ہوگا۔ ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔ اور نبی محترم ﷺ نے لڑائی کو چال بازی کا نام دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ (رواه مسلم) 9-2201

حضرت نافع بن عتبہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جزیرۃ العرب کیلئے جنگ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ اس کے بعد فارس کو اللہ تعالیٰ فتح کرائے گا۔ اس کے بعد تم رومیوں سے جنگ کرو گے اس کو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے۔ اس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِىْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَوْتِىْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا (رواه البخاری) 10-2202

حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں جنگ تبوک میں نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل چھ نشانیوں کو شمار کرو۔ میری وفات، بیت المقدس کی فتح، بے شمار اموات جیسے بکریاں اچانک مرجاتی ہیں۔ مال کا زیادہ ہونا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو سو دینار دیا جائے گا۔ لیکن وہ ناراض ہو جائے گا۔ ایک فتنہ رونما ہوگا جو عرب کے تمام گھروں میں داخل ہو جائے گا' تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہو جائے گی لیکن وہ عہد شکنی کریں گے۔ وہ تمہارے پاس ۸۰ جھنڈوں تلے مقابلہ کے لیے آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے وہ بارہ ہزار ہوں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْبِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِمْ جَیْشٌ مِّنَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ خِیَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍفَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّی بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَهُمْ فَیَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَبَدًاوَیُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَاللّٰهِ وَیَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا یُفْتَنُوْنَ اَبَدًافَیَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطُنِیَةَ فَبَیْنَمَاهُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُیُوْفَهُمْ بِالزَّیْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِیْهِمُ الشَّیْطَانُ اَنَّ الْمَسِیْحَ قَدْ خَلَفَکُمْ فِیْ اَهْلِیْکُمْ فَیَخْرُجُوْنَ وَذٰلِکَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَاؤُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَیْنَا هُمْ یُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَؤُمُّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّاللّٰهِ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِیْ الْمَاءِ فَلَوْ تَرَکَهُ لَا نْذَابَ حَتّٰی یَهْلِکَ وَلٰکِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهُ فِیْ حَرْبَتِهٖ(رواہ مسلم)2203-11

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک رومی ''اعماق'' یا ''دابق'' نامی مقام میں نہ اتریں گے۔ اس کی طرف شہر سے ایک لشکر نکلے گا۔ یہ لوگ اس وقت زمین پر لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوں گے۔ جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے۔ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہم ان سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہیں گے، نہیں اللہ کی قسم! ہم تمھیں اور اپنے بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو وہ ان سے لڑائی کریں گے۔ مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اور مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ قتل ہو جائے گا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل شہید ہونگے پھر لشکر کا تیسرا حصہ کامیاب ہو جائے گا۔ وہ کبھی بھی کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ تو آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکایا ہوگا۔ اچانک ان میں شیطان بلند آواز سے منادی کرے گا۔ تمھارے پیچھے تمھارے گھروں میں مسیح دجال داخل ہو چکا ہے۔ وہ دجال کی طرف نکلیں گے لیکن یہ جھوٹی بات ہوگی۔ البتہ جب وہ شام پہنچیں گے تو مسیح دجال کا خروج ہو چکا ہوگا۔ اسی دوران لوگ دجال سے لڑائی کے لئے تیار ہو رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت کہی جائے گی۔ تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے وہ ان کے امام بنیں گے۔ جب اللہ کا دشمن عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا' کمزور ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگر چہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کچھ نہیں کہیں گے۔ پھر بھی وہ کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اپنی موت آپ مر جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کروائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اپنے نیزے میں لگا ہوا اس کا خون دکھائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْئُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَاِذَاكَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ اِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى اَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنْبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيُتَعَادُّ بَنُو الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ اِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يُفْرَحُ اَوْ اَيِّ مِيْرَاثٍ يُقْسَمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذَالِكَ اِذْسَمِعُوْا بِبَاْسٍ هُوَ اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيْخُ اَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيْهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ اَوْمِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ (رواہ مسلم)**2204-12**

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں ۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی ۔ جب تک وراثت کا مال تقسیم نہیں ہوگا اور کوئی شخص مالِ غنیمت پر خوش نہیں ہوگا ۔ پھر انہوں نے بیان کیا۔ دشمن شامیوں کے لئے جمع ہوں گے۔ اور مسلمان بھی دشمن یعنی رومیوں سے لڑائی کے لئے جمع ہو جائیں گے تو مسلمان ایک لشکر کی موت کی شرط لگائیں گے کہ وہ غالب ہوکر ہی واپس آئیں ۔تب وہ دشمن سے برسرِ پیکار رہیں گے ۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی ۔ دونوں فریق واپس آجائیں گے ۔ کوئی غالب نہیں ہوگا۔ اور منتخب دستے مارے جائیں گے ۔ اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے ۔ کہ وہ غالب آنے کے بعد ہی واپس آئیں ۔ وہ بھی لڑتے رہیں گے ۔ اور ان کے درمیان بھی رات حائل ہوجائے گی ۔ تو یہ اور وہ دونوں فریق واپس آجائیں گے ۔ کوئی بھی غالب نہ ہوگا۔ اور منتخب دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے ۔ کہ وہ غالب ہونے کے بعد ہی واپس آئیں وہ شام تک لڑتے رہیں گے ۔ یہ دستہ اور وہ دستہ بھی واپس آجائے گا۔ کوئی بھی غالب نہیں ہوگا۔ پھر یہ نامزد دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے ۔ جب چوتھا دن ہوگا۔ تو مسلمانوں کی باقی فوج لڑائی کے لئے جائے گی تو اللہ تعالیٰ رومیوں پر شکست مسلط فرمادیں گے ۔ لیکن اس دن ایسی لڑائی ہوگی کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہ ہوگی ۔ یہاں تک کہ پرندے ان کے اطراف سے گزریں گے ۔ ان کے اوپر سے گزرنے والے مرکر گر جائیں گے ۔ ایک باپ کے بیٹے جن کی تعداد ایک سو تھی ان کو شمار کیا جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں

جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں یا وراثت کو تقسیم کریں بہر حال مسلمان اسی حالت میں ہی ہوں گے کہ اچانک شدید جنگ کا اعلان سنیں گے۔ جو پہلی سے بھی بڑی ہوگی۔ تو ان کے پاس لوگ چیختے ہوئے آئیں گے کہ دجال ان کی غیر موجودگی میں ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا ہے۔ وہ اس مال واسباب کو چھوڑ دیں گے جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مسلمان پیش قدمی کریں گے اور دس بہادروں کو بطور جاسوس بھیجیں گے۔ تاکہ وہ حالات کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو بھی پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین شہسوار ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِیْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنْ بَنِیْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَاؤُوْ هَا نَزَلُوْا فَلَمْ یُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَلَمْ یَرْمُوْ ابِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَیْهَا قَالَ ثَوْرُبْنُ یَزِیْدَ الرَّاوِیُّ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّانِیَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیُفَرَّجُ لَهُمْ فَیَدْخُلُوْنَهَا فَیَغْنِمُوْنَ فَبَیْنَمَا هُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْجَاءَ هُمُ الصَّرِیْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَیَتْرُکُوْنَ کُلَّ شَیْءٍ وَیَرْجِعُوْنَ (رواہ مسلم) 2205-13

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے ایسے شہر کے متعلق سنا ہے۔ جس کا ایک کنارہ خشکی اور دوسرا سمندر میں ہے۔ صحابہ نے جواب دیا جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک اسحق علیہ السلام کے بیٹوں سے ستر ہزار آدمی لڑائی نہ کریں گے۔ جب وہ وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈالیں گے۔ تو یہ لوگ نہ ہی ان سے لڑیں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے۔ بلکہ "وہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہیں گے۔ تو اس شہر کے دو کناروں میں سے ایک کنارا گر پڑے گا۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں مجھے معلوم ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمندر والی دیوار کے گرنے کے متعلق کہا تھا۔ اس کے بعد وہ دوسری دفعہ "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" بلند کریں گے۔ تو دوسرا کنارا بھی گر جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہیں گے تو ان کے لئے راستہ کھل جائے گا۔ وہ اس سے داخل ہو کر مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اچانک ان کے پاس چیخ آئے گی۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہوگا کہ دجال نکل چکا ہے۔ تو لوگ سب کچھ چھوڑ دیں گے۔ وہ دجال سے لڑنے کے لئے پلٹ جائیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ شَقِیْقٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ

حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيٌّ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْئَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ (متفق علیہ)2206-14

کرتے ہیں۔ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے۔انہوں نے پوچھا تم میں سے کس شخص کو فتنہ کے متعلق رسول مکرم ﷺ کی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا' مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا۔آپ بیان کریں۔بے شک تم جرأت مند ہو۔آپ ﷺ نے کس طرح بیان فرمایا۔حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے نبی محترم ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرمارہے تھے۔آدمی کے لئے آزمائش اس کے اہل، اس کے مال، اس کے نفس، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہے۔اس فتنہ کو روزہ، نماز، صدقہ، نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنا جیسے امور دور کر سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔میری مراد یہ فتنہ نہیں ہے۔بلکہ میں تو اس فتنہ کے متعلق جاننا چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی مانند رواں ہوگا۔میں نے کہا۔اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا غرض؟ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک دروازہ ہے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا۔کیا یہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔میں نے کہا نہیں! بلکہ توڑا جائے گا۔حضرت عمرؓ نے کہا۔ممکن ہے کہ پھر وہ بند نہ ہو۔راوی نے بیان کیا۔ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا۔کیا حضرت عمرؓ کو دروازے کے بارے میں علم تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا۔ہاں! وہ اس طرح اس بات کو جانتے تھے۔جیسے کل کے بعد رات ہے حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے انہیں صحیح حدیث سنائی جس میں غلطی کا شائبہ نہیں ہے، حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ہم حضرت حذیفہؓ سے پوچھنے سے ڈر گئے۔کہ وہ دروازہ کون تھا؟ ہم نے حضرت مسروقؓ سے کہا آپ ان سے پوچھیں۔انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا وہ دروازہ حضرت عمرؓ ہیں۔



خلاصہ باب

۱۔ قیامت سے پہلے پہلے تیس کذاب نبوت کا دعوٰی کریں گے۔

۲۔ قرب قیامت کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔

۳۔ مال و دولت کی فراوانی ہو جائیگی۔

۴۔ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے پر فخر کریں گے۔

۵۔ نیک آدمی دوسرے کی قبر دیکھ کر آرزو کریگا کہ کاش میں بھی قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔

۶۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

۷۔ قوم یاجوج وماجوج دنیا میں دنگا فساد کریں گے۔

۸۔ یہودیوں کے چھپنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

۹۔ دجال کا ظہور ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام اسکو قتل کریں گے۔

۱۰۔ قیامت کی تین قسم کی نشانیاں ہیں جواب تک ہو چکی ہیں۔

۱۱۔ درمیانی وقفہ میں رونما ہونی والی۔

۱۲۔ بالکل قریب قیامت برپا ہونے والی۔



بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی نشانیاں

قیام قیامت سے پہلے لوگوں کے کردار اور اخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگ جہالت میں مبتلا بدکرداریوں میں گرفتار شراب کے رسیا اور بددیانتی اور کذب بیانی کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں گے۔ جنگوں یا دیگر وجوہات کی وجہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی نااہل اور غیر ذمہ دار لوگ حکمران بن جائیں گے جن کی وجہ سے بھی یہ خرابیاں عام ہو جائیں گی۔ لوگوں کی عیش و عشرت اور دنیاوی ترقی کا عالم یہ ہوگا کہ بڑے بڑے پہاڑوں کو اکھاڑ کر باغ باغیچوں میں تبدیل کر دیں گے۔ عرب کی وہ سرزمین جس میں ہمیشہ سے پانی کی قلت رہی ہے اس میں نہریں چلنی شروع ہو جائیں گی۔ لوگ اور حکمران اپنے کردار کو سنوارنے کے بجائے اپنی تمام تر کوششیں دنیا کی ترقی اور وسائل کی دستیابی پر صرف کریں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا ان کے لیے گل و گلزار بن جائے گی لیکن آخرت ان کی برباد ہو جائیگی۔ یہاں تک کہ قیامت سے پہلے آگ ان سب سہولتوں اور آسائشوں کو جلا کر خاکستر کر دے گی اور لوگوں کو محشر کے میدان میں اکٹھا ہونے کیلئے مجبور کر دیا جائیگا۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً اِلْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ (متفق عليه) 1-2207

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا' جہالت عام ہو جائے گی۔ زنا عام ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک آدمی ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ علم ختم اور جہالت عام ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ (رواه مسلم) 2-2208

حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت سے قبل جھوٹے لوگ ہوں گے۔ تم ان سے بچتے رہنا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی محترم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو اچانک ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا، قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب امانت کو ضائع کیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے کہا۔ ضیاع

فَانۡتَظِرِ السَّاعَةَ (رواہ البخاری) 2209-3

سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جب خلافت ایسے لوگوں کے سپرد کی جائے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوۡمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكۡثُرَ الۡمَالُ وَيَفِيۡضَ حَتّٰى يُخۡرِجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقۡبَلُهَا مِنۡهُ وَحَتّٰى تَعُوۡدَ اَرۡضُ الۡعَرَبِ مُرُوۡجًا وَّاَنۡهَارًا (رواہ مسلم) وَفِىۡ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ تَبۡلُغُ الۡمَسَاكِنُ اِهَابَ اَوۡ يَهَابَ 2210-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے۔ مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا۔ وہ کسی کو قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ اور یہاں تک کہ سرزمین عرب میں باغات اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔ (مسلم)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔ مدینہ منورہ کے مکانات "اھاب" یا "یہاب" تک پہنچ جائیں گے۔

وَعَنۡ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوۡنُ فِىۡ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيۡفَةٌ يَقۡسِمُ الۡمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ وَفِىۡ رِوَايَةٍ يَكُوۡنُ فِىۡ اٰخِرِ اُمَّتِىۡ خَلِيۡفَةٌ يَحۡثِى الۡمَالَ حَثۡيًا وَّلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا (رواہ مسلم) 2211-5

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو بے حساب مال تقسیم کرے گا ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے آخر میں خلیفہ ہوگا۔ جو مٹھیاں بھر بھر کر مال دے گا اور گنتی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَعَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ يُوۡشِكُ الۡفُرَاتُ اَنۡ يَّحۡسِرَ عَنۡ كَنۡزٍ مِّنۡ ذَهَبٍ فَمَنۡ حَضَرَهٗ فَلَا يَاۡخُذۡ مِنۡهُ شَيۡئًا (متفق علیه) 2212-6

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانہ سے اٹ جائے گا۔ جو آدمی وہاں حاضر ہو اسے چاہیے وہاں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوۡمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحۡسُرَ الۡفُرَاتُ عَنۡ جَبَلٍ مِّنۡ ذَهَبٍ يَقۡتَتِلُ النَّاسُ عَلَيۡهِ فَيُقۡتَلُ مِنۡ كُلِّ مِائَةٍ تِسۡعَةٌ وَّتِسۡعُوۡنَ وَيَقُوۡلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ لَعَلِّىۡ اَكُوۡنُ الَّذِىۡ اَنۡجُوۡ (رواہ مسلم) 2213-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے اٹ نہ جائے۔ لوگ سونے کے حصول کیلئے ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا۔ شاید میں ہی وہ ہوں جو بچ جاؤں گا۔ (مسلم)

وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ تَقِىۡءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاَسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا (رواه مسلم) 8-2214

فرمایا۔ زمین اپنے اندر چھپے ہوئے خزائن نکال دے گی۔ جو سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح ہوں گے تو قاتل آئے گا اور کہے گا' کیا میں نے اس کی وجہ سے قتل کیا تھا؟ اور قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا' کیا اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی اور چور آ کر کہے گا کیا اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا؟ پھر وہ مال چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ (رواه مسلم) 9-2215

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک شخص کسی قبر کے پاس سے نہ گزرے گا کہ وہ اس پر اپنا جسم رگڑ کر کہے گا۔ کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ خواہش دین داری نہیں بلکہ فتنوں کے سبب سے ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى (متفق عليه) 10-2216

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سر زمینِ حجاز سے آگ نہ نکلے گی۔ جس سے "بصریٰ" کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہوں گی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ. 11-2217

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ قربِ قیامت: جہالت' بدکاری' شراب عام اور مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ۲۔ کذب بیانی اور بددیانتی عام ہو جائے گی۔ ۳۔ نااہل لوگ حکمران ہوں گے۔ ۴۔ سرزمینِ عرب میں باغات، اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ ۵۔ دریائے فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔ جس پر قومیں جنگ وجدال کریں گی۔ ۶۔ زمین سے سونا' چاندی اور کئی قیمتی معدنیات کے خزانے نکلیں گے۔ ۷۔ حجاز کی سرزمین پر لگنے والی آگ بصرہ شہر کو روشن کر دے گی۔

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَّالِ

قیامت کے قریب ظاہر ہونے والی آخری علامات اور دجّال

صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں رسول محترم ﷺ کے وہ فرمان نقل کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب ایک کے بعد دوسری دس نشانیاں ایسی ہوں گی جن کے وارد ہونے کے بعد قیامت ٹل جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان نشانیوں کے درمیان کتنا وقفہ اور مدّت ہوگی اس کا علم علام الغیوب کے علاوہ کسی کو نہیں۔ تاہم یہ نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک نشانی کی تکمیل ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں رہے گا لوگ زارو قطار روتے ہوئے توبہ واستغفار کریں گے لیکن ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگی کیونکہ جونہی سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور دجال کی آمد ہو چکی ہوگی تو گویا یہ اس بات کا اعلان ہوگا کہ اب اس دنیا کی بساط لپیٹ لی جائے گی ہے اور عمل کے بجائے اب حساب کا وقت آن پہنچا ہے۔

الفصل الاوّل

وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ (رواہ مسلم) 2218-1

پہلی فصل

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا قیامت کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی' جب تک تم اس کی دس نشانیاں نہ دیکھ لو جو آپ نے ذکر فرمائیں۔ دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول' یاجوج وماجوج کا خروج اور لوگوں کا تین دفعہ دھنسائے جانے کا ذکر فرمایا' ان میں سے ایک مشرق میں' ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ ان کے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف دھکیلے گی۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آگ عدن کے آخری کنارے سے نکلے گی۔ جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی تیسری روایت میں دسویں علامت کے طور پر آندھی کا ذکر ہے جو لوگوں کو سمندر میں گرا دے گی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَدَابَّةَ الْاَرْضِ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاَمْرَ الْعَامَّةِ وَ خُوَيِّصَةَ اَحَدِكُمْ (رواہ مسلم) 2-2219

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشادفرمایا۔ چھ نشانیوں سے قبل نیک اعمال میں جلدی کرو۔ دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ایک فتنہ جو عام ہوگا۔ اور خاص فتنہ جو ہر انسان کے لیے ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا (رواہ مسلم) 3-2220

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ علامات قیامت میں سے پہلی نشانی جن کا ظہور ہوگا۔ وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے یا دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگوں کے پاس آنا ہے۔ ان میں سے جو نشانی پہلے وقوع پذیر ہوگی تو دوسری اس کے متصل واقع ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ (رواہ مسلم) 4-2221

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے ارشادفرمایا جب تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی شخص کا اس وقت ایمان لانا سودمند نہیں ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا جس نے ایمان لانے کے بعد نیک اعمال نہ کئے ہوں گے سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا۔ دجال اور دابۃ الارض کا ظہور پذیر ہونا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دابۃ الارض ایسا جانور ہے جو قیامت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوگا جو اب دنیا میں موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے قریب تر پیدا کرے گا۔ جو اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے انتہائی خوفناک اور عجیب وغریب ہوگا۔ ممکن ہے یہاں ایک جانور سے مراد ایک قسم ہو۔ یعنی ایک نہیں لاکھوں کروڑوں ایسے جانور ہوں۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاذِنُ

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور

فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَاتُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاذِنُ فَلا يُؤْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا اِرْجِعِىْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ (رواه مسلم) 2222-5

اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے اجازت مل جاتی ہے۔ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہو۔ وہ طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا۔ اس کو اجازت نہ ملے۔ بلکہ اسے حکم ہو جدھر سے آیا اسی طرف سے طلوع ہو جاؤ۔ چنانچہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ (رواه مسلم) 2223-6

حضرت عمران بن حصین ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت قائم ہونے تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ (متفق عليه) 2224-7

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ تم پر مخفی نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ جبکہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی گویا اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر (متفق عليه) 2225-8

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر پیغمبر نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے۔ خبردار! بے شک دجال کانا ہے۔ جبکہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" یعنی کافر لکھا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِىْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِىَ النَّارُ وَاِنِّىْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَبِهٖ نُوْحٌ

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا، خبردار میں تمھیں دجال کے متعلق بتاتا ہوں کسی بھی نبی نے اس کے متعلق اپنی امت کو نہیں بتایا۔ وہ کانا ہوگا۔ اور اپنے ساتھ جنت وجہنم کے مشابہ رکھے گا۔ جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی۔ میں تمھیں اس سے ڈراتا

قَوْمَهُ (متفق عليه)9-2226

ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَاَمَّا الَّذِىْ يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِىْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِى الَّذِىْ يَرَاهُ نَارًا فَاِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ(متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاَنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ.10-2227

حضرت حذیفہ ﷺ نبی محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ جس کو لوگ پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔تم میں سے جو بھی اسے پائے تو وہ اس کی آگ میں چھلانگ لگا دے۔وہ ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگا۔(بخاری و مسلم) مسلم میں زیادہ ہے بے شک دجال کی آنکھ برابر سطح والی ہوگی۔اس پر موٹا سا آبلہ ہوگا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا۔ہر مومن شخص اسے پڑھے گا۔ خواہ وہ پڑھنا جانتا ہے یا نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ (رواه مسلم)11-2228

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اور بال گھنے ہوں گے۔اس کے ساتھ اس کی جنت وجہنم ہوگی۔لیکن اس کی دوزخ جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُوْلُ اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِىْ خَرَجَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خِفَاءٌ فَيَقُوْلُوْنَ اُقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهُ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلَى الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِىْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں' رسول محترم ﷺ نے فرمایا' دجال آئے گا۔تو اس کی جانب ایک مومن شخص روانہ ہوگا۔ اس شخص سے دجال کے مسلح محافظ ملاقات کریں گے اور اس سے پوچھیں گے تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ وہ بتائے گا میں اس شخص کی طرف جارہا ہوں جس نے ابھی خروج کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا' وہ اس سے دریافت کریں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا۔نہیں ہمارا رب تو جانا پہچانا ہے وہ کہیں گے' اسے قتل کر دو۔پھر وہ آپس میں اس خیال کا اظہار کریں گے کہ کیا تمہارے خدا (دجال) نے تمہیں روکا نہیں ہے کہ تم

فَيَـأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَجُّ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرَقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَاازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍمِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيُجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًافَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًاقَالَ فَيَاْخُذُبِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ اِنَّمَا قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَااَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (رواہ مسلم) 2229-12

نے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہیں کرنا۔ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے جب ایمان دار دجال کو دیکھے گا۔ تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے' جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے راوی بیان کرتا ہے دجال اس شخص کے متعلق حکم دے گا اسے پیٹ کے بل لٹادیا جائے اور کہے گا اسے پکڑ واور اس کا سر کچل دو چنانچہ اس کی کمر اور اس کا پیٹ زخمی ہوں گے' آپ ﷺ نے فرمایا دجال کہے گا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا تو مسیح کذاب ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کے بارے میں حکم دے گا۔ اس کی ٹانگوں کے درمیان پر آرا چلایا جائے یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا' پھر اس شخص کو کہے گا کھڑا ہو' تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا' اس کے بعد اسے کہے گا' کیا تو مجھ پر اب بھی ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا میری بصیرت میں اضافہ ہو چکا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ شخص اعلان کرے گا' اے لوگو! اب میرے بعد کسی شخص کے ساتھ یہ دجال ایسا نہیں کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا' اس کے بعد دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا' لیکن اس کی گردن سے ہنسلی تک تانبے کی طرح ہو جائے گی' وہ اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں پائے گا پھر وہ اسے اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا لوگوں کا خیال ہوگا۔ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے جب کہ اسے جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا' اللہ رب العالمین کے نزدیک یہ شخص تمام لوگوں سے شہادت کے لحاظ سے بڑا عظمت والا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْابِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍقَالَ هُمْ قَلِيْلٌ (رواہ مسلم) 2230-13

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگ دجال سے بھاگیں گے۔ یہاں تک کہ پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ ام شریک کہتی ہیں میں نے کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ بہت کم ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (رواه مسلم) 14-2231

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے۔ انہوں نے طیلسان پہن رکھا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْمِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّکَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِی الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ کُنْتُ فِيْکَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّی الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَّقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ (متفق علیه) 15-2232

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا' دجال نکلے گا اور اس پر مدینہ کی گلیوں میں داخل ہونا حرام کیا گیا ہے اور مدینہ منورہ میں شوریلی جگہ پر اترے گا۔ اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو سب لوگوں سے نیک ہوگا یا نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ اس سے کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول مکرم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ دجال کہے گا مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے زندہ کرلوں تو کیا تم میری خدائی کے متعلق شک کرو گے؟ وہ نفی میں جواب دیں گے وہ اسے قتل کردے گا، پھر اسے زندہ کرے گا' وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں آج کے دن سے زیادہ بصیرت پہلے کبھی نہ تھی۔ اس کے بعد دجال اسے قتل کرنا چاہے گا' لیکن اس کو اس پر تسلط حاصل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَاْتِی الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰی يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِکَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِکَ يَهْلِکُ (متفق علیه) 16-2233

حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مسیح دجال دمشق سے نکلے گا اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا مدینہ منورہ میں وہ احد پہاڑ کے پیچھے اترے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی جانب پھیر دیں گے وہ وہاں تباہ ہوجائے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ (رواه البخاری) 17-2234

حضرت ابوبکر ﷺ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا خوف نہیں ہوگا۔ ان دنوں مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں

سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِيْ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِد فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزِمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ تَمِيْمَ الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِيْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِيْ اَنَّهُ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَاَرْفَاءُ وْ اِلٰى جَزِيْرَةٍ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِيْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهُ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَا رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ اِلٰى عُنُقِهٖ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا اَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ فَاَخْبِرُوْنِيْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ

نے رسولِ معظم ﷺ کی طرف سے منادی کرنے والے کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔نماز کے لیے جمع ہو جاؤ' چنانچہ میں مسجد میں گئی اور رسول محترم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام ﷡ نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی مرغوب چیز کے لیے اور نہ ہی دشمن سے ڈرانے کے لئے جمع کیا ہے۔ البتہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے۔ تمیم داری نصرانی تھا وہ آیا۔اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کرلیا۔ اس نے مجھے مسیحِ دجال کے متعلق بتایا ہے جو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔اس نے مجھے بتایا وہ ان تیس رفقا کے ساتھ پانی کی بڑی کشتی میں سوار ہوا۔جن کا تعلق لخم اور جذام قبیلے کے ساتھ تھا۔ایک ماہ کشتی سمندر میں موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی۔سورج غروب ہونے کے قریب کشتی کو ایک جزیرے کے قریب لنگر انداز کر دیا گیا۔چنانچہ سب چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے وہاں انہیں ایک ایسا جانور ملا جس پر گھنے اور سخت بال تھے۔بالوں کی کثرت کی وجہ انہیں اس کے اگلے پچھلے حصہ کا علم نہ ہو سکا۔انہوں نے کہا' تجھ پر افسوس ہے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جاسوس ہوں انہوں نے پوچھا جاسوسی کا مطلب کیا؟ اس نے کہا لوگو اس شخص کے پاس چلو جو اس محل میں رہتا ہے۔وہ تمہاری باتیں سننے کا مشتاق ہے۔تمیم داری نے بیان کیا کہ جب اس نے ایک شخص کا ذکر کیا تو ہمیں جاسوس سے خوف ہوا کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم داری نے بتایا ہم تیز تیز چلتے ہوئے محل میں

بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا
الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا
الْجَسَّاسَةُ اِعْمِدُوْا اِلٰى هٰذَا فِي الدَّيْرِ فَاَقْبَلْنَا
اِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ
بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا
تُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ
الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ
قَالَ اِنَّ مَاءَهَا يُوْشِكُ اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ
اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ
وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ
كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّاءِهَا قَالَ
اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ
خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ
الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ
فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ
وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ
يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ
الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي
الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ
قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ
وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا
اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِيْ
مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ
عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلٰئِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي
الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ

داخل ہوئے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا ہم نے اتنی بڑی
قد وقامت اور مضبوط انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ جکڑا
ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ جکڑے
ہوئے تھے۔ اس کے دونوں گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیر
سے بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا افسوس تو کون ہے؟
اس نے جواب دیا میرے بارے میں تو تمہیں علم ہو چکا ہے
۔تم مجھے بتاؤ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عربی باشندے ہیں۔
ہم کشتی میں سوار ہوئے سمندر کی موجوں نے ہمیں ایک ماہ
تک گھیرے رکھا ہم جزیرے میں داخل ہوئے تو ہماری
ملاقات ایک ایسے جانور سے ہوئی جس کے جسم پر گھنے بال
تھے۔ اس نے بتایا کہ میں جاسوس ہوں۔ تم لوگ اس محل میں
چلو۔ تو ہم سبک رفتاری سے تیری طرف چل پڑے۔ اس
نے کہا تم مجھے بیسان بستی کی کھجوروں کے متعلق بتاؤ ہم نے
کہا اس کے بارے میں تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا
میں تم سے پوچھتا ہوں کیا وہ کھجوریں پھل دے رہی ہیں۔
ہم نے کہا ہاں' اس نے بتایا یاد رکھو عنقریب وہ بار آور نہیں
ہوا کریں گی۔ اس نے پوچھا مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں
بتاؤ ہم نے پوچھا کہ بحیرہ "طبریہ" کے بارے میں کیا پوچھنا
چاہتا ہے؟ اس نے وضاحت کی کیا اس میں پانی ہے؟ ہم
نے اس کو بتایا کہ اس میں بے انتہا پانی ہے۔ اس نے بتایا
عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے
زغر کے چشمے کے بارے میں بتاؤ اس نے پوچھا کہ کیا اس
چشمہ میں پانی موجود ہے اور وہاں کے باشندے اس پانی
سے زراعت کر رہے ہیں۔ ہم نے کہاں ہاں! اس میں بے
بہا پانی اور وہاں کے باشندے اس کے ذریعے زراعت
کر رہے ہیں اس نے کہا تم مجھے نبی امین کے بارے میں
بتاؤ۔ اس نے کیا کہا ہے؟ ہم نے بتایا وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ

يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ اَلاإِنَّهُ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْبَحْرِ الْيَمَنِ لا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَا بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ (رواه مسلم) برقم: (۴۹۳۴) 18-2235

آ گئے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے عرب سے جنگ کی ہے ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ان کا مقابلہ کیسا رہا۔ ہم نے بتلایا کہ وہ نبی عرب کی قریبی وادیوں پر غالب آ چکا ہے اور وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے۔ اس نے تاکیداً استفسار کیا کہ کیا ایسا ہو چکا ہے ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا خبردار اس کی اطاعت کرنا یہ اطاعت کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں یقیناً جلد ہی مجھے نکلنے کی اجازت مل جائیگی۔ میں ظاہر ہوں گا۔ چالیس دن میں زمین پر پھر جاؤں گا مکہ مکرمہ اور مدینہ کے علاوہ ہر بستی میں جاؤں گا۔ ان دونوں میں جانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ جب بھی میں ان دونوں میں سے کسی میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرے سامنے فرشتہ ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی۔ وہ مجھے اس میں جانے سے روک دے گا۔ بلاشبہ مدینہ کی ہر جانب پر فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر لاٹھی مارتے ہوئے فرمایا یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔ آگاہ رہو! کیا میں تمہیں بتایا نہ کرتا تھا؟ سب لوگوں لوگوں نے کہا جی بلاشبہ۔ خبردار! بلاشبہ وہ شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ نہیں! وہ مشرق کی جانب ہے۔ اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُنِيْ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ إِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ (متفق عليه).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے آپ ﷺ کو آج کی رات خواب میں کعبہ کے پاس پایا میں نے دیکھا گندمی رنگ والے لوگوں میں ایک شخص نہایت خوبصورت دکھائی دے رہا ہے۔ اس کے بال کانوں کے نچلے کناروں سے نیچے تھے۔ وہ اس طرح خوب صورت دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے تم اس قسم کے بال رکھنے والوں میں سے کسی کو بہت زیادہ خوب صورت خیال کرتے ہو۔ اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی۔ اس کے بالوں سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ مسیح بن مریم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں ایک اور شخص کے پاس۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ فِی الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَیْنِ الْیُمْنٰی اَقْرَبُ النَّاسِ بِہٖ شَبَھًا اِبْنُ قَطَنٍ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا فِیْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی النَّاسِ فِیْ بَابِ قِصَّۃِ اِبْنِ صَیَّادٍ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی. 2236-19

تھا جسکے بال معمولی گنگھریالے تھے۔ اس کی دائیں آنکھ کانی تھی۔ گویا کہ اس کی آنکھ منقہ کی طرح پھولی ہوئی تھی۔ جن کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن سے بہت مشابہ تھا وہ دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ طواف کرنے والوں نے بتایا یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں بتایا کہ وہ سرخ رنگ کا بھاری جسم والا گھنگھریالے بالوں والا ہوگا اور اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی لوگوں میں سے ابن قطن اس سے ملتا جلتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا۔ یہ حدیث باب الملاحم میں گزر چکی ہے۔ اور ہم عنقریب عبداللہ بن عمر کی حدیث رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے قصہ ابن صیاد کے باب میں ذکر کریں گے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُہٗ وَاِنَّہٗ قَالَ لِیْ مَا یَضُرُّکَ قُلْتُ اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَہٗ جَبَلُ خُبْزٍ وَنَھْرُ مَاءٍ قَالَ ھُوَ اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ (متفق علیہ) 2237-20

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھ سے زیادہ کسی نے بھی رسول محترم ﷺ سے دجال کے بارے میں نہیں پوچھا۔ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھے تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی آپ ﷺ نے جواب دیا۔ وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ (بخاری ومسلم)



خلاصۂ باب

۱۔ قیامت کے قریب دجال' دابۃ الارض' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول' اور جوج وماجوج کا ظہور ہوگا۔
۲۔ آگ لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف اکٹھا کرے گی۔
۳۔ سخت ترین آندھیاں چلیں گی۔
۴۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔
۵۔ توبہ کا موقع ختم کر دیا جائے گا۔
۶۔ تخلیقِ آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامِ قیامت سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہوگا۔
۷۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔
۸۔ دجال بڑے بڑے کرشموں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔
۹۔ دجال کے سر پر بال گھنے ہونگے۔
۱۰۔ دجال زبردست محافظوں کے ساتھ چلے گا۔
۱۱۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے خصوصی پیروکار ہوں گے۔
۱۲۔ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
۱۳۔ دجال شام کے علاقے میں ہلاک ہوگا۔
۱۴۔ قربِ قیامت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے جن پر ملائکہ پہرے دار ہوں گے۔
۱۵۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔



بَابُ قِصَّةِ اِبْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کے بارے میں معلومات

ابن صیاد اصلاً یہودی تھا۔اس نے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا۔اس کی عادات اور شکل وصورت دجّال کے ساتھ ملتی جلتی تھیں۔ اور یہ جان بوجھ کر ایسی حرکات کرتا کہ لوگ اسے دجال سمجھیں دجّال کے بارے میں جو کچھ صحابہ سے سنتا ویسی ہی حرکتیں کرنے کی کوشش کرتا جس کی وجہ سے بعض صحابہ کو شک گزرتا کہ ہوسکتا ہے یہ دجّال ہو۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِيْ اُطُمِ بَنِيْ مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا وَخَبَاَلَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخُ فَقَالَ اخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُ وَقَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاُبَيُّ بْنُ

پہلی فصل

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چند صحابہ اکرام ﷺ ابن صیاد کے پاس گئے۔تو انھوں نے اسے بنومغالہ کے قلعہ کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ان دنوں وہ بلوغت کے قریب تھا۔اسے علم نہ ہوسکا۔جب تک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر مارتے ہوئے کہا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ ﷺ کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ناخواندہ لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے۔پھر ابنِ صیاد نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔آپ نے اس کو زور سے دبایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں۔بعد ازاں آپ ﷺ نے ابن صیاد سے استفسار کیا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟۔اس نے کہا کبھی میرے پاس بچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی۔تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ۔تیرا معاملہ مشتبہ ہے رسول محترم ﷺ نے اس سے پوچھا میں نے تجھ سے ایک بات چھپائی ہے۔جب کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ بات چھپائی تھی جس روز آسمان پر دھواں نمایاں ہوگا۔اس نے بتایا وہ دھواں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو جا تو اپنی طاقت سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا حضرت

كَعْبٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَيْ صَافُ وَهُوَ اِسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهٰى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ (متفق علیه) 1-2238

عمر ﷛ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ اگر یہی دجال ہے تو تُو اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اگر یہ دجال نہیں تو تجھے اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنھما نے بیان کیا بعد ازاں رسول معظم ﷺ اور ابی بن کعب انصاری ﷛ چل دیے ان کا ارادہ اس باغیچے کی طرف تھا۔ جس میں ابن صیاد رہتا تھا آپ چھپ کر آ رہے تھے۔ تا کہ ابن صیاد آپ ﷺ سے بے خبر رہے۔ آپ ﷺ ابن صیاد سے کچھ سننا چاہتے تھے۔ اور اس وقت ابن صیاد اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ ہلکی سی آواز میں گنگنا رہا تھا۔ اس دوران ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھجور کی شاخوں میں خود کو چھپا رہے تھے' تو اس نے ابن صیاد کو خبردار کیا۔ اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام تھا۔ یہ محمدؐ ہیں ابن صیاد گنگنانے سے رک گیا۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اگر اس کی والدہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا معاملہ واضح ہو جاتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے آپ نے اللہ کی شان حمد و ثنا بیان کی۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس دجال سے ڈرایا ہے۔ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات بتلاتا ہوں۔ جس سے کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو مطلع نہیں کیا۔ تم جان لو کہ دجال کانا ہے اور یقیناً اللہ کانا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷛ قَالَ لَقِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِي ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰى

ابو سعید الخدری ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ' حضرت ابو بکر ﷛ اور حضرت عمر ﷛ مدینہ منورہ کے کسی بازار میں ابن صیاد سے ملے۔ رسول معظم ﷺ نے اس سے کہا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں میں کہ اللہ کا رسول ہوں؟ رسول گرامی ﷺ نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ اُس کے فرشتوں

قَالَ اَرٰی عَرْشًا عَلَی الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَرٰی عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی صَادِقِیْنِ وَ کَاذِبًا اَوْ کَاذِبِیْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لُبِسَ عَلَیْہِ فَدَعُوْہُ (رواہ مسلم) 2-2239

اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں تو کیا دیکھتا ہے۔ اس نے بتایا میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے اور تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں دو سچے اور ایک جھوٹے شخص کو یا دو جھوٹے اور ایک سچے شخص کو دیکھتا ہوں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس پر خلط ملط ہو چکا ہے اس کو چھوڑ دو۔ (مسلم)

وَعَنْہُ اَنَّ بْنَ صَیَّادٍ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ تُرْبَۃِ الْجَنَّۃِ فَقَالَ دَرْمَکَۃٌ بَیْضَآءُ مِسْکٌ خَالِصٌ (رواہ مسلم) 3-2240

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن صیاد نے رسول محترم ﷺ سے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میدے جیسی خالص کستوری کی طرح ہے۔

وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَیَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ لَہٗ قَوْلًا اَغْضَبَہٗ فَانْتَفَخَ حَتّٰی مَلَأَ السِّکَّۃَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰی حَفْصَۃَ وَقَدْ بَلَغَھَا فَقَالَتْ لَہٗ رَحِمَکَ اللّٰہُ مَا اَرَدْتَّ مِنَ ابْنِ صَیَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا یَخْرُجُ مِنْ غَضْبَۃٍ یَغْضَبُھَا (رواہ مسلم) 4-2241

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ابن صیاد سے مدینہ کی گلی میں ملے۔ انہوں نے اسے کوئی بات کہی جس سے وہ ناراض ہوا اور بگڑ گیا اس نے راستہ روک لیا۔ بعد ازاں ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہیں اس واقعہ کے متعلق پتہ چل چکا تھا۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تیرا ابن صیاد کے ساتھ کیا واسطہ کیا تو جانتا نہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔ دجال کا خروج ہوگا اور وہ ناراض ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ اِلٰی مَکَّۃَ فَقَالَ لِیْ مَا لَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ اَنِّی الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَا یُوْلَدُ لَہٗ وَقَدْ وُلِدَ لِیْ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ وَھُوَ کَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ وَلَا مَکَّۃَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ مَکَّۃَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِہٖ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَہٗ وَمَکَانَہٗ وَاَیْنَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں مکہ تک ابن صیاد کے ساتھ گیا اس نے مجھے کہا میں کئی لوگوں سے ملا ہوں جو مجھے دجال خیال کرتے ہیں۔ کیا تو نے رسول معظم ﷺ سے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا؟۔ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ جبکہ میری اولاد ہے کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا۔ جبکہ میں مسلمان ہوں کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا۔ وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ میں مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں۔ اور میں

هُوَ اَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهُ قَالَ فَلَبَّسَنِيْ قَالَ قُلْتُ لَهُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيْلَ لَهُ اَيَسُرُّكَ اَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ (رواہ مسلم) 5-2242

مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہوں پھر اس نے آخر میں کہا 'اللہ کی قسم! میں دجال کے پیدا ہونے اور اس کے ٹھکانے کو جانتا ہوں۔ (کہ وہ کہاں پیدا ہوگا) نیز وہ کہاں ہے۔ اور میں اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا کہتے ہیں میں نے اس سے کہا تو تباہ ہو جائے۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں۔ ابن صیاد سے پوچھا گیا کیا تجھے پسند ہے کہ تو ہی دجال ہو؟ اس نے کہا۔ اگر مجھ میں وہ باتیں پائی جائیں میں برا نہ سمجھوں گا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيْتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا اَرٰى قَالَ لَا اَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَاْسِكَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ (رواہ مسلم) 6-2243

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کی آنکھ متورم تھی۔ میں نے کہا تیری آنکھ کو کیا ہوا! جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا تجھے معلوم نہیں جبکہ آنکھ تیرے سر میں ہے؟ اس نے کہا۔ اگر اللہ چاہے تو آنکھ کو تیرے عصا میں پیدا کر دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں نے ابن صیاد کو گدھے کی ہینگنے کی طرح چیختے ہوئے سنا۔ (مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ (متفق عليه) 7-2244

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے پوچھا' آپ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اس بات پر نبی محترم ﷺ کے پاس قسم اٹھاتے تھے تو نبی مکرم ﷺ نے ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ابنِ صیاد ایمان کا دعویٰ کرتا تھا لیکن حقیقتاً یہودی تھا۔
۲۔ ابن صیاد میں دجال کی کافی نشانیاں پائی جاتی تھی۔
۳۔ وہ غائب کی خبریں بھی دیا کرتا تھا۔
۴۔ اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی تھی۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ (النساء:4-156)

’’اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے۔ بلکہ ان کے لیے یہ معاملہ مشتبہ ہو گیا اور یقیناً جنھوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک میں ہیں اس بات کا ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں۔ وہ فقط گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ غالب' حکمت والا ہے۔ اھل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہو گا جو اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔‘‘

قرآن مجید کے اس ارشاد کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس آسمانوں پر اٹھا لیے گئے ہیں اور قیامت کے قریب وہ دنیا میں تشریف لائیں گے جس حالت اور جس انداز اور جس علاقے میں ان کا نزول ہو گا رسول محترم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا بیان فرمایا۔ وہ نہ صرف دنیا میں دوبارہ جلوہ گر ہوں گے بلکہ اس زمانے میں امت مسلمہ کے پیشوا حضرت امام مہدی کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اَلْاٰيَةَ (متفق عليه).1-2245

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے' جزیہ ختم کر دیں گے' مال کی بہتات ہو جائے گی کوئی بھی مال لینے کو تیار نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے بیان کیا۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو ’’کوئی اہل کتاب میں ایسا باقی نہیں رہے گا۔ جو عیسیٰ کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا۔‘‘ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يَسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ اَحَدٌ (رواہ مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. 2-2246

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام عادل حکمران کی حیثیت سے آسمان سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو ماردیں گے' ٹیکس ختم کر دیں گے اور اونٹنیوں کو چھوڑ دیں گے۔ ان سے کام نہیں لیا جائے گا۔ عداوت' بغض اور حسد ختم ہو جائے گا لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا لیکن کوئی بھی مال لینے کے لیے رضا مند نہیں ہوگا۔ (مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم پر امام بن کر نازل ہوں گے۔

فہم الحدیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حدیث میں جو امام کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ امت کے امام ہونگے۔ امت کے امام تو حضرت امام مہدی ہونگے۔ حضرت عیسیٰ بحیثیت حکمران نازل ہونگے۔ اور لوگوں کو حضرت محمد رسول ﷺ کا کلمہ پڑھائیں گے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت ہو رہی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ (رواہ مسلم) 3-2247

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں' رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا' میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا۔ قربِ قیامت تک غالب رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ مسلمانوں کے امیر کہیں گے۔ آپ آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں بے شک تم میں بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت سے نوازا ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں امام مہدی کے مقتدی ہوں گے۔
۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کے عادل حکمران ہوں گے۔
۳۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔
۴۔ حضرت عیسیٰ جزیہ ختم کر دیں گے۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَاِنَّ مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قربِ قیامت کے متعلق اور اس بات کا بیان کہ جو شخص فوت ہو گیا اس پر قیامت قائم ہو گئی

رسولِ محترم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں اور ہولناکیوں کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ اس بات کا شعور عنایت فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے لیے تو اصلاً قیامت برپا ہو جاتی ہے کیونکہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ قیامت سے پہلے مرنے والے کے ساتھ یہ عمل قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ موت اور قیامت میں اس لحاظ سے بھی مماثلت پائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد لوگ اعمال کی بنیاد پر اپنا اپنا انجام پائیں گے۔ یہی صورت حال مرنے والے کو قبر میں درپیش آتی ہے۔ بد کو جہنم کی ہولناکیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور نیک آدمی کو جنت کے نظاروں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی بتلایا اس وقت جو بھی ذی روح موجود ہے وہ سو سال کے بعد اس دنیا میں نہیں ہوگا۔ اس سے لوگوں کے اس باطل عقیدہ کی بھی نفی ہوتی ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کو پانیوں کا بادشاہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی شخصیت سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

''اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔''

الفصل الاول

عَنْ شُعْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قَصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰی فَلَا اَدْرِیْ اَذَكَرَهُ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهُ قَتَادَةُ (متفق علیه) 2248-1

پہلی فصل

حضرت شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ قتادہ سے وہ حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ کو اپنے بیان میں فرماتے ہوئے سُنا جیسا کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسری پر برتری حاصل ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کیا انہوں حضرت انس ؓ سے بیان کیا ہے یا قتادہ کا قول ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْئَلُوْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ يَاْتِیْ عَلَيْهَا

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی محترم ﷺ کو وفات سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو، جبکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اس وقت روئے

مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ (رواه مسلم) 2-2249

زمین پر کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو سال گزریں اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَاتِیْ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَةٌ اَلْیَوْمَ (رواه مسلم) 3-2250

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آج جو لوگ بقید حیات ہیں ان میں سے کوئی بھی سو سال بعد زمین پر موجود نہیں رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ یَاتُوْنَ النَّبِیَّ ﷺ فَیَسْئَلُوْنَهُ عَنِ السَّاعَةِ فَكَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِهِمْ فَیَقُوْلُ اِنْ یَعِشْ هٰذَا لَا یُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰی تَقُوْمَ عَلَیْكُمْ سَاعَتُكُمْ (متفق علیه) 4-2251

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کچھ دیہاتی نبی مکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف دیکھا اور فرمایا' اگر یہ شخص زندہ رہا اس پر بڑھاپا نہیں آئے گا کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس وفد میں ایک بچہ اور دوسرے لوگ معمر تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم لوگ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے فوت ہو جاؤ گے۔ آدمی کا فوت ہونا اس کے لیے قیامت برپا ہونے کے مترادف ہے۔

خلاصۂ باب

١۔ جو مر گیا گویا اس پر قیامت قائم ہو گئی۔

٢۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے سو سال کے بعد اس وقت کے لوگ زندہ نہ رہے۔

٣۔ ہمیشہ زندہ رہنا رب کبریا کی شان ہے۔



بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی اَشْرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بُروں پر قائم ہوگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اسی کی خاطر انسان کو تمام سہولتیں، رعایتیں اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں تاکہ انسان اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے رب کا شکریہ اور اس کی عبادت اور تابع داری کرتا رہے۔ قیامت کے قریب انسان جب اس مقصد کو یکسر فراموش کر دیں گے تو ایسے اشرار لوگوں پر قیامت برپا کر دی جائے گی گویا کہ قیامت اس بات کا عملی اعلان ہوگا کہ اب اس کائنات کا مقصد فوت ہو چکا ہے لہٰذا ہر چیز کو ختم کرنے کے ساتھ تمام جنات اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا جائے تاکہ ہر کسی کو اس کے اعمال کا نتیجہ دکھلایا جائے۔ آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے نیک لوگ فوت کر دیے جائیں گے یہ نیک لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوگا کہ رب کریم انہیں قیامت کی بہت سی ہولناکیوں سے بچالیں گے۔ اور قیامت صرف فاسق اور فاجر لوگوں پر قائم ہوگی۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا يُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (رواه مسلم) 2252-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی ایک روایت میں ہے قیامت ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی، جو اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ الْخَلْقِ (رواه مسلم) 2253-2

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت تو مخلوق میں سے بدتر لوگوں پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ وَ ذُوالْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِیْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ (متفق علیه) 2254-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا! اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دوس قبیلہ کی عورتیں اپنے کولہے ذوالخلصہ نامی بت کے گرد نہ مٹکائیں گی۔ ذوالخلصہ قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام ہے۔ جسکی وہ زمانہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو فرماتے سنا۔ رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں

وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى كُلَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ (رواہ مسلم) 4-2255

ہوں گے جب تک لات وعزیٰ کی عبادت نہ ہونے لگ جائے گی۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اللہ تو وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین عطا کر کے بھیجا تا کہ اس کو دوسرے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اگرچہ مشرکین اسے ناپسند جانیں" پھر بھی یہ دین غالب ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک لطیف ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ تو وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال تھے پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو نازل کریں گے۔ گویا کہ وہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے۔ وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سات سال تک دنیا میں رہیں گے ہر دو انسانوں کے درمیان کوئی عداوت نہیں رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا، یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کے اندر بھی داخل ہوا تو وہ اس تک پہنچ جائے گی اور اس کی جان قبض کر لے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ جو پرندوں کی مانند تیز

بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُوَ فِيْ ذَالِکَ دَارٌ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ فَاَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَااَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَيُقَالُ اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَالِکَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَذَالِکَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ (رواہ مسلم) 5-2256

طرار اور درندوں کی طرح سخت ہوں گے۔ وہ نہ بھلائی کے متعلق جانتے ہوں گے اور نہ برائی کو برا جانیں گے۔ شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں جا کر کہے گا۔ کیا تمہیں شرم وحیا نہیں آتی ؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ تو شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا کہے گا اور اس حالت میں بھی انہیں بکثرت رزق مل رہا ہوگا۔ ان کی زندگی عیش وعشرت والی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی آواز سنے گا اپنے سر کو ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف اونچا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' صور کی آواز سننے والا پہلا شخص وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے لئے حوض لیپ رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی طرح بارش بھیجے گا۔ اس سےلوگوں کے جسم نمودار ہوں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر منادی کی جائے گی کہ اے لوگو! اپنے رب کے پاس جلدی پہنچو۔ فرشتوں سے کہا جائے گا ''انہیں روک لو ان سے سوالات کئے جائیں گے'' حکم ہوگا جہنم کی طرف جانے والوں کو نکالو پوچھا جائے گا۔ کتنوں میں کتنے جہنمی ہیں؟ حکم ہوگا۔ ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ ایسا دن ہوگا، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا'' اور یہ ایسا دن ہوگا جس روز پنڈلی سے کپڑا اتارا جائے گا۔'' (مسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید سورہ زمر: 69 میں ہے کہ محشر کے دن جب اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہونگے تو اپنی پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا دیں گے۔ تب جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھ کر نماز پڑھتے رہے ہوں گے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ باقی تمام لوگوں کی کمریں تختہ ہو جائیں گی۔

خلاصہ باب

۱۔ قیامت کے وقت ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا نہیں ہوگا۔ ۲۔ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۳۔ قیامت کے نزدیک بے حیائی بہت زیادہ ہوگی۔ ۴۔ قیامِ قیامت سے پہلے ہلکی اور ٹھنڈی ہوا کے ذریعے مومنوں کی جان قبض کر لی جائے گی۔
۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے بعد سات سال تک زندہ رہیں گے۔ ۶۔ قیامت کے نزدیک شرک کا دور دورہ ہوگا۔
۷۔ صور پھونکنے کے ساتھ ہی لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے۔ ۸۔ دوسرا صور پھونکنے سے پہلے شبنم کی ہلکی بارش ہوگی۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّوْرِ

صور پھونکنے کا بیان

اسلام میں توحید ورسالت کے بعد جس نظریہ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ عقیدۂ آخرت ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر اچھے کردار کی حوصلہ افزائی اور شر کو دبانا اور مٹانا ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک خیر اور بھلائی کرنے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ اگر دنیا میں نیکی کی ترویج اور بھلائی کی قدر افزائی نہیں ہو رہی تو زیادہ غم کی بات نہیں۔ ایک دن تو ایسا آنے والا ہے جب خیر کے ایک ایک جز کے بدلے میں مجھے انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان برائی کی بیخ کنی اور بدکرداری کی حوصلہ شکنی کے لیے اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک ظالم اور سفاک کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ دنیا میں مجھے اگر کوئی پوچھنے اور ٹوکنے والا نہیں آخر میں تو مجھے عدالت کے اس کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے جہاں دباؤ جھکاؤ اور کسی قسم کی کرپشن کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے قرآن حکیم میں عقیدۂ آخرت کے اثبات اور احساس کے لیے فکری اور نظری دلائل کے ساتھ بہت عملی اور مشاہداتی دلائل ہیں۔ ہر رسول فکری دلائل کے ساتھ عملی اور مشاہداتی دلائل کے ذریعے آخرت کے بارے میں لوگوں کو ایمان ویقین کی دعوت دیا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس عقیدے کے بارے میں اطمینان قلب کیلئے اللہ کے حضور یہ درخواست کی تو انہیں چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کرنے اور مختلف پہاڑوں پر ان کے گوشت پوست کو رکھنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر پرندے زندہ ہو کر آپ کے پاس آئے گا اسکی تفصیل تیسرے پارے میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہزاروں لوگوں کا مرنے کے بعد پھر اٹھ کھڑا ہونا اور قتل کے کیس میں مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ اور مکمل وقوعہ بیان کرنا اس کی تفصیل پہلے پارے میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عزیرؑ کا سو سال کے بعد اٹھنا پھر انکے سامنے انکے گدھے کو دوبارہ زندہ کرنے کا مشاہدہ کروایا جا گیا۔ اصحاب کہف کا تین سو سال سے زائد عرصہ کے بعد اٹھ کھڑا ہونا عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ وہ ناقابل تردید دلائل ہیں جو بڑے بڑے انبیا کرام کی زبان سے ہی نہیں بلکہ ان کے سامنے عملی طور پر پیش کیے گئے۔ جبکہ آخرت کے عقیدے کے بغیر آدمی کا سنورنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے تفصیلی دلائل کے ساتھ اس نظریے سے آگاہ فرمایا تاکہ لوگ یوم آخرت کی باز پرس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ اور تیار کریں۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے اسکی تین قسم کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے رونما ہونے والیں' ان کے بعد واقع ہونے والیں' تیسری اور آخری نشانیاں وہ ہیں جو قیامت کے نزدیک ظاہر ہوں گی۔ ان کے ظہور کے بعد قیامت برپا ہونے میں زیادہ مدت نہیں ہوگی۔ تینوں قسم کی نشانیوں اور ہر ایک نشانی کے بعد دوسری کے وارد ہونے میں کتنے سال اور صدیوں کا وقفہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ البتہ پہلے صور کے ساتھ اس دنیا کی انتہا اور دوسرے کے ساتھ آخرت کی ابتدا ہو جائے گی۔ اور صور پھونکنے والا فرشتہ بھی ساتھ ہی دم توڑ جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عملی شکل میں حرف بحرف سامنے آجائے گا

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (القصص:۸۸)

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اسکی ذات کے فرمان روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔''

پہلے اور دوسرے صور کے درمیان کتنے سالوں کا وقفہ ہوگا قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتلایا گیا۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اس سے پہلے صحراؤں' دریاؤں اور پہاڑوں کو برابر کر کے ایک ایسا چٹیل میدان تیار ہوگا جس میں کسی قسم کی سلوٹ اور نشیب وفراز نہیں پایا جائے گا۔ زمین پر ہلکی بارش کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا۔ میدانِ حشر کیلئے لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی۔ اور انسان اپنے اعمال کی بنیاد پر محشر کے میدان کی طرف چلیں گے۔ جن میں حسب مراتب سواریوں پر' پیدل چلنے والے اور اللہ کے سرکشوں اور نافرمانوں اور کافروں کو الٹے منہ چل کر رب ذوالجلال کے حضور پیش ہونا ہوگا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ٥ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ٥ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ . (الحاقة ۶۹. ۱۳. ۱۶)

''پھر جب صور میں پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا' اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا۔ اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔''

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ٥ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ٥ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ٥

(یٰسین ۳۶. ۵۱ تا ۵۳)

''پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکایک سب اپنے رب کے حضور پیش ہونے کیلئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے گھبرا کر کہیں گے' ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی۔ ایک ہی زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔''

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق عليه) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوصور پھونکنے کا عرصہ چالیس ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگردوں نے کہا چالیس دن؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ نہیں کہتا۔ انہوں نے استفسار کیا چالیس ماہ ہیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا میں یہ نہیں کہتا۔ انہوں نے پھر پوچھا چالیس سال ہیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ بھی نہیں کہتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارشوں کو نازل فرمائے گا۔ تو لوگ یوں اگیں گے جس طرح انگوری اگتی ہے۔ آپ

كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ. 1-2257

ﷺ نے فرمایا، انسان کی دمچی کے علاوہ ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی۔ روزِ قیامت اسی سے تمام اعضا کو جوڑا جائے گا۔

(بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے تمام اعضاء کو مٹی کھا جائے گی۔ لیکن دمچی کو نہیں کھائے گی اسی سے پیدا کیا جائے گا اور جوڑا جائے گا۔

فہم الحدیث

پیٹھ کی طرف ریڑھ کی ہڈی کے آخری مہرا کو دمچی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد ہڈی کا ٹکڑا نہیں بلکہ انسانی جسم کا کوئی سیل مراد ہے۔ جس پر انسانی جسم کی ساخت کا انحصار ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ (متفق عليه) 2-2258

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا۔ میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضِينَ بِشِمَالِهِ وَفِي رِوَايَةٍ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ (رواه مسلم) 3-2259

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اعلان کرے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں، متکبر کہاں ہیں؟ اس کے بعد زمین کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا ایک دوسری روایت میں ہے۔ انہیں دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا۔ اور اعلان فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، جابر کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُولُ أَنَا اللّٰهُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عالم حاضر ہوا اس نے کہا اے محمد ﷺ! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دے گا۔ اور اعلان

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيقًا لَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (متفق عليه) 4-2260

کرے گا میں بادشاہ ہوں، میں اللہ ہوں۔ نبی محترم ﷺ تعجب سے مسکرائے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہ پہچانا حالانکہ قیامت کے روز تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، اللہ ان سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں'' (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ - (رواه مسلم) 5-2261

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسولِ محترم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا ''جس دن زمین تبدیل کردی جائے گی اور آسمان لپیٹ لیے جائیں گے''۔ اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پل صراط پر ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه البخاری) 6-2262

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز سورج اور چاند لپیٹ دیے جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ الصُّوْرُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى وَالرَّادِفَةُ الثَّانِيَةُ (رواه البخاری فی ترجمة باب) 7-2263

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ''جب صور میں پھونکا جائے گا'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''الراجفہ'' سے مراد پہلی دفعہ صور پھونکنا ہے اور الرادفہ سے مراد دوسری بار صور پھونکنا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا ہے۔

فہم الحدیث

امام بخاری حدیث نقل کرنے سے پہلے اس کا عنوان رکھتے ہیں۔ جسے ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے۔

خلاصہء باب

۱۔ قیامت کے دن انسان کو اس کی دمچی سے پیدا کیا جائے گا۔ ۲۔ دمچی کے علاوہ جسم کو مٹی کھا جاتی ہے۔ ۳۔ محشر کے دن اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو اپنی انگلیوں پر رکھ کر سوال کریں گے۔ جابر اور متکبر حکمران اب کہاں ہیں؟ ۴۔ چاند اور سورج کو بے نور کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ۵۔ پہلے صور پر کائنات تباہ ہو جائے گی اور دوسرے پر انسانوں کو زندہ کیا جائے گا۔

بَابُ الْحَشْرِ

قیامت کے دن مخلوق کا جمع ہونا

میدانِ محشر میں لوگوں کو بہت سی مشکلات اور کئی قسم کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا عرش لایا جائے گا، جو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔(الحاقة پ ۲۹) اللہ تعالیٰ کے جلال اور رعب کی وجہ سے عرش سے چر چراہٹ کی آوازیں آ رہی ہوں گی۔ جونہی اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور اس کے انوار و تجلّیات کی وجہ سے کائنات کا ذرہ ذرہ منور ہو جائے گا (الزمر)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی منکشف فرمائیں گے، تو جو انسان اور جنات دنیا میں اپنے رب کی خالص عبادت کرتے رہے وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ مشرک، کافر اور منافق جھکنے کی کوشش کریں گے، لیکن ان کی کمریں تختہ بن جائیں گی۔

میدان حشر میں ملائکہ قطار اندر قطار کھڑے ہوں گے۔ لوگ برہنہ اور اپنے پسینے میں شرابور ہوں گے۔ اعمال کی پیشی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لوگ حواس باختہ ہوں گے۔ جہنم کو زنجیروں سے جکڑ کر لوگوں کے سامنے لایا جائے گا۔ نہ معلوم کتنی مدت تک لوگ اس حالت میں رہیں گے۔ بالآخر لوگ انتہائی مجبور ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے، کہ اے ہمارے جدِ اکبر آپ رب کریم کی خدمت میں ہماری سفارش کریں، کہ ہمارا حساب و کتاب شروع کیا جائے۔ لیکن آدم علیہ السلام معذرت کریں گے۔ لوگ یکے بعد دیگرے مختلف انبیائے کرام کے حضور جائیں گے۔ سب کے انکار پر آخر میں سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوں گے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر مقامِ محمود پر طویل ترین سجدہ کرتے ہوئے، عرض کریں گے' کہ یا اللہ لوگوں کو اپنا حساب پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ کو یہ کہہ کر سجدہ سے اٹھایا جائے گا کہ میرے محبوب آپ کی سفارش کو شرف باریابی بخشا جاتا ہے۔

جونہی لوگوں کا حساب و کتاب شروع ہوگا تو اعمال نامے پرواز کرتے ہوئے خود بخود لوگوں تک پہنچ جائیں گے۔ نیک لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے تو ان کے چہرے منور اور خوشی سے باغ باغ ہوں گے۔ اور وہ اپنے عزیز و اقربا کو یہ کہہ کر اپنا اعمال نامہ پڑھنے کے لیے پیش کریں گے، کہ ہمیں تو پہلے ہی یقین تھا کہ رب کریم ہمارے ساتھ ضرور شفقت و مہربانی فرمائے گا۔

فاسق و فاجر' مشرک اور کافروں کو پشت کی طرف سے سامنے ہاتھ نکال کر بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ اعمال نامہ ملتے ہی ان کے چہرے سیاہ' خوفناک اور انتہائی ذلت آمیز اور بھیانک صورت اختیار کر لیں گے۔ ہر مجرم اس بات کی خواہش کرے گا، کہ کاش میرا حساب و کتاب نہ ہوتا اور میں اس سے پہلے مر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتا۔

حساب و کتاب میں حقوق اللہ کے بارے میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا اور حقوق العباد کے سلسلہ میں اولین قتل کے مقدمات نمٹائے جائیں گے۔ اور سب سے پہلے ریاکار جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ (متفق عليه) 2264-1

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر جمع کیا جائے گا۔ زمین میدے کی روٹی کی مانند ہوگی زمین پر کسی قسم کا نشان نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید کا ارشاد ہے، کہ دیکھنے والا اس دن زمین میں کسی قسم کا نشیب وفراز نہیں دیکھ پائے گا۔ یعنی محشر کا میدان بالکل ہموار اور برابر ہوگا۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ اس قدر ہموار ہوگی، جیسے روٹی برابر ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا (متفق عليه) 2265-2

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن زمین روٹی کی مانند ہوگی۔ اللہ رب العزت اس کو اپنے ہاتھ میں اپنی روٹی کو الٹا سیدھا کریں گے۔ جیسے تم میں سے کوئی شخص دورانِ سفر الٹی سیدھی کرتا ہے۔ اور یہ روٹی جنت والوں کی مہمانی ہوگی۔ ایک یہودی نے آکر عرض کیا! اے ابوالقاسم! رحمٰن آپ پر برکت فرمائے! کیا میں آپ ﷺ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور! اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ جیسے رسول معظم ﷺ نے بتلایا تھا۔ نبی گرامی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا۔ اور اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ اور پھر اس یہودی نے کہا! کیا میں آپ ﷺ کو ان کے سالن کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ بالام اور نون ہے۔ صحابہ نے استفسار کیا یہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا: اس سے مراد بیل اور مچھلی ہے۔ جس کے جگر کے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں میں جمع کیا جائے گا

وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشْرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا (متفق علیه)3-2266

۔ایک قسم امید رکھنے والے ۔دوسری قسم ڈرنے والے اور دو شخص ایک اونٹ پر، تین شخص ایک اونٹ پر، چار شخص ایک اونٹ پر اور دس شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے ۔تیسری قسم میں باقی ماندہ لوگ ہوں گے جن کو آگ دھکیلے گی ۔جہاں وہ قیلولہ کریں گے ۔وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی ۔وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے ۔وہ ان کے ساتھ صبح کرے گی، جہاں انہوں نے صبح کی ہوگی ۔وہ ان کے ساتھ شام کرے گی، جہاں انہوں نے شام کی ہوگی ۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (انبیاء 104/21) وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (متفق علیه)4-2267

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہیں قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھایا جائے گا ۔اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''جس طرح ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کیا' اسی طرح ہم ان کو لوٹائیں گے یہ وعدہ ہم پہ لازم ہے ۔اور بے شک ہم ایسے ہی کرنے والے ہیں'' (انبیاء 21-104) قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا ۔اور میرے کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب یعنی دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا ۔میں کہوں گا: یہ میرے صحابی ہیں یہ میرے صحابی ہیں ۔وہ فرشتے کہیں گے کہ جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تو یہ دین سے پھر گئے ۔تب میں وہی کہوں گا، جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا ''جب تک میں ان میں رہا ان پر نگران تھا'' آپ نے یہاں تک آیت تلاوت کی ۔اللہ غالب حکمت والا ہے ۔(مائدہ ۵۔۱۱۷۔۱۱۸) (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ۔لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بلا ختنہ اٹھائے جائیں گے ۔میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے ۔وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ (متفق علیه) 5-2268

اس دن کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (متفق علیه) 6-2269

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ایک آدمی نے کہا۔اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کافر کس طرح منہ کے بل چل کر میدان محشر کی طرف جائیں گے؟۔آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا وہ ذات اس بات پر قدرت نہیں رکھتی، جس نے دنیا میں ان کو پاؤں پر چلنے کو طاقت دی کہ قیامت کے دن ان کو منہ کے بل چلائے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلٰی وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ اَلْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمَ اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ (رواه البخاری) 7-2270

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے۔اس کے چہرے پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے۔کیا میں نے تمہیں دنیا میں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ ان کے والد جواب دیں گے: آج کے دن میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔اس پر ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حضور عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! بے شک آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا، کہ حشر کے دن آپ مجھ کو رسوا نہیں کریں گے اور اس سے بڑھ کر کیا ذلت ہو سکتی ہے، کہ میرا باپ ذلیل ہوا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بلاشبہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا: اپنے قدموں کی طرف دیکھو!۔وہ دیکھیں گے، تو آپ کا باپ گندگی میں لتھڑا ہوا بجو ہوگا، جس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَّیُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ (متفق علیه) 8-2271

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے۔ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا۔اور حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرور دو عالم ﷺ سے یہ فرماتے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ (رواه مسلم) 9-2272

قیامت کے دن سورج لوگوں سے ایک میل کی مسافت پر ہوگا: لوگوں کا پسینہ ان کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور بعض کے منہ تک پسینہ ہوگا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسولِ معظم ﷺ نے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ (متفق عليه) 10-2273

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے آدم! وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دوزخیوں کی جماعت الگ کرو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے: دوزخی کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک ہزار انسانوں میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے۔ ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشہ میں ہوں گے۔ لیکن حقیقت میں حالتِ نشہ نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ ہزار میں سے ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: خوش ہوجاؤ! اس لیے کہ ایک شخص تم میں ہوگا اور ہزار یاجوج ماجوج سے ہوں گے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ جنتیوں میں چوتھائی تعداد تمھاری ہوگی۔ اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جنتیوں میں تعداد کے لحاظ سے تیسرا حصہ تمہارا ہوگا۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں، کہ تم جنت والوں میں نصف ہوگے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا تناسب لوگوں میں ایک سیاہ بال کی طرح ہے جو سفید رنگ کے بیل پر ہو۔ یا سفید بال کی مانند جو سیاہ رنگ کے بیل پر ہو۔ (بخاری، مسلم)

یاجوج ماجوج بھی انسان ہیں' یہ اللہ کے منکر ہوں گے، جو قیامت کے قریب دنگا فساد کریں گے۔ اوران کے ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُلَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا(متفق عليه) 2274-11

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں ۔ میں نے سرورِ دوعالم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی سے کپڑا اُٹھائے گا تو سبھی ایمان دار مرد اور عورتیں اللہ کو سجدہ کریں گے۔ جولوگ دنیا میں ریا کاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے، وہ باقی رہ جائیں گے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے، لیکن ان کی کمر تختہ بن جائے گی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَاتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (پ ١٥ كهف ١٠٥) (متفق عليه) 2275-12

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہت موٹی جسامت والا شخص آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم یہ آیت پڑھو۔ "قیامت کے روز ہم ان کے لیے ترازو قائم نہیں کریں گے۔"

خلاصہ باب

۱۔ روز قیامت سفید اور سرخ رنگ کی زمین پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ جو چپاتی کی طرح برابر ہوگی۔ ۲۔ جنتیوں کا پہلا ناشتہ بیل اور مچھلی کے جگر کا ہوگا۔ ۳۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق سواریوں پر ہوں گے، باقی لوگوں کو محشر کے میدان کی طرف آگ اکٹھا کرے گی۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی دیکھ کر مومن سجدہ میں گر جائیں گے۔ کافر' مشرک' منافق اور بے نماز کوشش کے باوجود سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۵۔ تمام مرد وزن برہنہ ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کو ننگے ہونے کے باوجود دیکھ نہیں سکے گا۔ ۷۔ بڑے سے بڑے کافر کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگی۔ ۸۔ یاجوج ماجوج ہزار میں سے نو سو ننانویں جہنم میں جائیں گے۔ ۹۔ بعض لوگ اوندھے منہ چل کر محشر کے میدان میں پہنچیں گے۔ ۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بجو کی شکل میں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ۱۱۔ بے شمار لوگ اپنے پسینے میں ڈبکیاں لے رہے ہوں گے۔ ۱۲۔ بے نماز اور ریا کار لوگوں کی کمریں تختہ ہو جائیں گی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۱۳۔ کفار کو بغیر حساب کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب وکتاب' قصاص اور ترازو کا بیان

حساب وکتاب کے لحاظ سے قیامت کے دن لوگوں کی مختلف قسمیں ہوں گی۔

(۱) بلا حساب جنت میں جانے والے۔

(۲) حساب وکتاب کے ساتھ جہنم میں جانے والے۔

(۳) حساب وکتاب کے بعد جنت میں جانے والے لوگ۔

ان کے اعمال کو ترازو میں رکھے بغیر ہی انہیں جہنم واصل کر دیا جائے گا۔

حدیثِ پاک میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جو کافر دنیا میں فلاح و بہبود اور نیکی کے کام کرتے رہے، ان کو دنیا ہی میں نیک نامی یا کسی اور شکل میں اس نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سے انکار کی وجہ سے آخرت میں انہیں حساب کے بغیر ہی جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ ان کے برعکس ایمان داروں کو خصوصی شرف سے نوازا جائے گا، جو دنیا میں اپنے رب کی رضا کے لیے بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا کیے گئے جان کٹھن مراحل میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو نہایت ہی معمولی پوچھ گچھ کے بعد بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور باقی لوگوں سے ان کے ایمان اور اعمال کے مطابق حساب لیا جائے گا۔ تاہم رسولِ معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر سوال کیا، کہ فلاں نافرمانی کا تیرے پاس کیا جواز اور جواب ہے تو وہ شخص چھوٹنے نہیں پائے گا، کیونکہ بلا وجہ ایسا سوال فرمانا اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی کے شایان شان نہیں۔

حساب وکتاب کے بعد سب سے پہلے جہنم میں جانے والے ریاکار اور نمود ونمائش کرنے والے لوگ ہوں گے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّاهَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ (متفق عليه) 2276-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جس سے حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ''عنقریب اس کا آسان محاسبہ ہوگا'' آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو معمولی پیشی ہے اور جس شخص سے باز پرس ہوئی۔ وہ تو ہلاک ہوگیا۔

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عدی بن حاتم ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم

اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ یَحْجُبُہٗ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِہٖ وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (متفق علیه) 2277-2

ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوگا کہ رب اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی پردہ حائل ہوگا۔ جب بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اُسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال دکھائی دیں گے اور جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے برے اعمال دکھائی دیں گے۔ اگر سامنے نظر دوڑائے گا تو اسے اپنے قریب آگ ہی آگ دکھائی دے گی۔ تم آگ سے بچو چاہے کھجور کا کچھ حصّہ صدقہ کرنا پڑے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَیَسْتُرُہٗ فَیَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ حَتّٰی قَرَّرَہٗ بِذُنُوْبِہٖ وَرَاٰی فِیْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ قَدْ ھَلَکَ قَالَ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ فَیُعْطٰی کِتَابَ حَسَنَاتِہٖ وَاَمَّا الْکُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَیُنَادٰی بِھِمْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ ھٰٓؤُلَاءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (متفق علیه) 2278-3

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایمان دار شخص کو اپنے قریب کریں گے۔ اس پر اپنا دامن رکھتے ہوئے، اسے چھپالیں گے۔ اس سے پوچھیں گے، کہ تو فلاں فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں میرے پروردگار۔ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کروایا جائے گا۔ وہ شخص خیال کرے گا کہ وہ تو مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسے نیک اعمال کا رجسٹر پکڑا دیا جائے گا۔ البتہ کفار اور منافقین کو تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا۔ (اور کہا جائے گا) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا۔ خبردار مشرکوں اور منافقوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ النَّارِ (رواہ مسلم) 2279-4

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہودی یا عیسائی دیں گے، اور فرمائیں گے: دوزخ سے بچانے کے لیے یہ تیرا فدیہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُجَاءُ بِنُوْحٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَتُسْئَلُ اُمَّتُہٗ ھَلْ

حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ آپ نے احکام پہنچائے

بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَ نَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (رواه البخاری) 5-2280

تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ ہاں! اے پروردگار۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے تمہیں احکام پہنچائے تھے وہ کہیں گے، ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا: کہا جائے گا، اے نوح تیرے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، پھر تمہیں بلایا جائے گا، تم گواہی دو گے' کہ نوح علیہ السلام نے احکام پہنچائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تھی۔ ہم نے تم کو بہتر امت بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں کے گواہ ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ (رواہ مسلم) 6-2281

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم رسول معظم ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ مسکرائے، پھر پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ میں کس لیے مسکرایا ہوں؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن مجرم کے اپنے رب سے عجیب وغریب مکالمے پہ ہنسا ہوں مجرم۔ مجرم کہے گا، اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے، درست ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کہے گا۔ اپنے آپ پر گواہ اپنے سے ہی تسلیم کروں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو خود ہی اپنے آپ پر گواہ ہے اور کراماً کاتبین فرشتے تجھ پر گواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء کو حکم ہوگا۔ تم کلام کرو۔ فرمایا، پھر وہ اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گے۔ بعد ازاں اس کے منہ سے مہر ختم کردی جائے گی تو وہ بولے گا تو اپنے اعضاء پر برسے گا کہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی ہو۔ میں تو تمہاری جانب سے مدافعت کرتا رہا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر

الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدَ فَيَقُوْلُ اَيْ فُلْ اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَ الْإِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ قَدْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِيْ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُوْلُ هٰهُنَا اِذًا ثُمَّ يُقَالُ الْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ وَيَتَفَكَّرُ فِيْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهٖ اَنْطِقِيْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذَالِكَ الْمُنَافِقُ وَذَالِكَ الَّذِيْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. 7-2282

کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا۔ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو، جب بادل نہ ہوں دیکھنے میں کوئی دشواری ہوئی ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں اپنے پروردگار کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تکلیف تمہیں ان دونوں میں سے کسی کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ پروردگار اپنے بندے سے ملاقات کرے گا اور کہے گا۔ اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہیں عطا کی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے قوم کی سربراہی عطا نہیں کی تھی؟ تو ان سے چوتھائی مالِ غنیمت وصول نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ کیا تجھے یہ خیال تھا، کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہونے والی ہے وہ کہے گا: نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے فراموش کر دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے شخص سے ملاقات ہوگی۔ اس سے پہلے ہی کی طرح سوال کیے جائیں گے۔ پھر تیسرے سے ملاقات ہوگی۔ اسے بھی پہلے کی طرح ہی کہا جائے گا تو وہ کہے گا۔ اے پروردگار! میں تیرے ساتھ، تیری کتابوں اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا، میں نے نمازیں ادا کیں، روزے رکھے، صدقات دیے اور جس قدر ہو سکے گا وہ اچھے کاموں کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا' تم یہیں ٹھہرو۔ ہم تمہارے جھوٹ پر گواہ پیش کرتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا۔ کہ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی۔ اور ایسا اس لیے ہوگا تاکہ اس کا بہانہ ختم ہو جائے۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔
۲۔ محشر کے میدان میں بندے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔
۳۔ مشرکوں اور منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے۔
۴۔ امتِ محمدیہ پہلے انبیاء کے حق میں گواہی دے گی۔ اور اس امت پر نبی آخر الزماں ﷺ گواہ ہوں گے۔
۵۔ اعمال نامے کا انکار کرنے والوں کے اعضاء جواب دیں گے۔
۶۔ آسان حساب یہ ہے کہ معمولی سوالات کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے۔
۷۔ جسے سوالات ہوئے وہ پھنس جائے گا۔
۸۔ صدقہ دنیا کی مشکلات اور آخرت کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔
۹۔ رسول معظم ﷺ پہلے انبیاء کے گواہ ہوں گے۔
۱۰۔ جنت میں جنتی رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔



بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت

شفاعت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے اور یہ براہ راست توحید سے منسلک ہے۔ غلط عقیدے کے انسانی کردار پر بہت ہی منفی اثرات مرتب ہوئے: ہیں غلط عقیدہ رکھنے والے یہ سمجھ کر اپنے فرائض سے پہلوتہی اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں بزرگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے چھڑوالیں گے۔ اس لیے قرآن مجید نے اس عقیدے کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ قرآن بار بار اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ رب کبریاء کی اجازت کے بغیر عدالت میں کوئی شخص بھی کسی کے حق میں ناجائز سفارش نہیں کر سکے گا۔ اور پھر اجازت کی صورت میں رب کبریاء کی عدالت میں ایسے شخص کی سفارش، ایسے الفاظ اور انداز میں ہو سکے گی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ بصورت دیگر سفارش کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا:

مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

''کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے؟''

نیز فرمایا:

یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفاً لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا.

جس دن جبرائیل امین اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہونگے کوئی بول نہیں سکے گا، سوائے اس کے، جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ اچھی بات ہی کر سکے گا۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَا اَنَا اَسِیْرُ فِی الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا الْکَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاکَ رَبُّکَ فَاِذَا طِیْنُهٗ مِسْکٌ اَذْفَرُ (رواه البخاری) 2283-1

پہلی فصل

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کی سیر کر رہا تھا' کہ اچانک میں ایک نہر کے پاس تھا، جس کے دونوں کناروں میں موتیوں کے گنبد تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے دریافت کیا' اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا یہ حوض کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس کی مٹی کستوری کی تھی جس مین سے خوشبو آ رہی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَایَاهُ سَوَاءٌ وَمَاءُهٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض (وسعت کے لحاظ سے) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اور اس کے چاروں کنارے برابر

الْمِسْکِ وَکِیْزَانُہٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ یَّشْرَبُ مِنْھَا فَلَا یَظْمَأُ اَبَدًا (متفق علیہ) 2-2284

ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔ اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ جو شخص ان آبخوروں سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدْنٍ لَھُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْہُ کَمَا یَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَعْرِفُنَا یَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَکُمْ سِیْمَاءُ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ (رواہ مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تُرٰی فِیْہِ اَبَارِیْقُ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ کَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ.

وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِہٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ یَغُتُّ فِیْہِ مِیْزَابَانِ یَمُدَّانِہٖ مِنَ الْجَنَّۃِ اَحَدُھُمَا مِنْ ذَھَبٍ وَالْاُخْرٰی مِنْ وَرِقٍ .2285-3

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میرا حوض عدن سے ایلہ شہر کے فاصلے سے بھی زیادہ وسیع ہے' اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے، جس میں دودھ ملا ہوا ہے' اس کے پیالے ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ اور میں دوسرے لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا، جیسے کوئی آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا' بالکل! تمہاری ایک خاص علامت ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی' تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے چمکتے ہوں گے (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا' اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے آب خورے ہوں گے۔

اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں حضرت ثوبان ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے مشروب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس حوض کو بھرنے کیلئے اس میں دو آبشاریں گرتی ہیں جو جنت سے نکلتی ہیں' ان میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ

حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا' جو شخص میرے پاس سے گزرے گا، وہ پیئے گا۔ اور جو شخص بھی

عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اَنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (متفق علیہ 4-2286)

اس سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ وارد ہوں گے، جنہیں میں پہچانتا ہوں گا، اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا' یہ تو میرے امتی ہیں؟! کہا جائے گا، کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں؟ (آپ ﷺ نے فرمایا) میں کہوں گا کہ وہ لوگ دور ہو جائیں! دور ہو جائیں، جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یَھُمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَاَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰئِکَتَہٗ وَعَلَّمَکَ اَسْمَاءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَہٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ سُؤَالَہٗ رَبَّہٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرَاةَ وَکَلَّمَہٗ وَقَرَّبَہٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو روک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ کاش! ہم کسی کو اپنے پروردگار کی خدمت میں سفارشی پیش کریں تا کہ وہ ہمیں اس سے نجات دلائے چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، کہ آپ آدم ہیں اور سب کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا' آپ کو جنت میں ٹھہرایا' اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لئے سفارش کریں، تا کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔ اور وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت سے تناول کر کے کی تھی جب کہ انہیں اس (کے قریب جانے) سے روکا گیا تھا۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ پہلے کے پیغمبر ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبی بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ

اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى
عَبْدَاللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ
فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ
ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَاللّٰهُ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى
رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ
فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ
عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ
فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ
ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ
بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ
حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ
اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ
فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ
مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَ
تَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا
فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ
حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْحَبَسَهُ

مقام نہیں ہے۔اور وہ اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جس
کے وہ مرتکب ہوئے تھے جو انہوں نے اپنے پروردگار سے
اپنے بیٹے کے بارے میں علم کے بغیر سوال کیا تھا۔فرمائیں
گے کہ تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ۔آپ ﷺ نے
فرمایا' چنانچہ وہ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے' کہ میری یہ شان نہیں ہے اور وہ اپنے تین مرتبہ جھوٹ
بولنے کا ذکر کریں گے، جو ان کی زبان سے نکلے
تھے۔حضرت ابراہیم فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے
تورات عطا کی اور اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان
سے قریب ہو کے سرگوشی فرمائی۔آپ ﷺ نے فرمایا۔تب
لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے اور وہ اپنی اس غلطی کا تذکرہ
کریں گے، جو ایک شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان
سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ
کے بندے ہیں' اس کے رسول ہیں' روح اللہ ہیں' اور اس
کے کلمہ ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' تب وہ عیسیٰؑ کے پاس
جائیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کریں
گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔لیکن تم حضرت محمد ﷺ کی
خدمت میں جاؤ! وہ ایسے بندے ہیں، جن کے اللہ تعالیٰ
نے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔آپ ﷺ نے
فرمایا' چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، تو میں اپنے رب
سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا
چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت دے دی جائے گی۔
جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا۔
پس اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں پڑا رہنے دیں گے جب تک

الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ خُلُوْدٌ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ عَسٰـی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وُعِدَهٗ نَبِیُّکُمْ(متفق علیه) 5-2287

اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور کہیں آپ ﷺ کی بات کو سنا جائے گا اور سفارش کریں، آپ ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی اور مانگیں آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی پھر حمد وثنا بیان کروں گا' اس کے بعد میں سفارش کروں گا' چنانچہ میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی، تو میں واپس آؤں گا اور میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا۔ حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا، تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور عرض کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کردی جائے گی، تو میں بارگاہِ عزت باہر آؤں گا اور میں لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری مرتبہ آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ تو مجھے اس میں حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔' اے محمد ﷺ سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی تو میں بارگاہ رب العزت سے باہر آؤں گا اور میں دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے، جن کو قرآن نے روک رکھا ہوگا، یعنی ان کے لئے (دوزخ میں) ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہو چکا ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) ''عنقریب آپ ﷺ کو آپ کا رب مقام محمود میں بھیجے گا اور یہی وہ مقام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے کر رکھا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ فَیَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰی رَبِّکَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ پریشان حال جھمکھٹا کئے ہونگے اور پھر وہ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے، کہ

لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِن عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَاْتُوْنَ عِيسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُوْنِّيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُوْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهُ بِهَا لَاتَحْضُرُنِيَ الْاٰنَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّلَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاُخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّلَهُ

آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ جواب دیں گے، کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ خلیل الرحمٰن ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کرینگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام معذرت کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ تم موسیٰ کے پاس جاؤ' ان سے اللہ پاک ہم کلام ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں سفارش کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے' تو وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: ہاں! میں شفاعت کرونگا۔ میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے، جن کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اب مجھے وہ کلمات معلوم نہیں ہیں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد وثناء بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا ۔ مجھے کہا جائے گا' اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا، کہ آپ چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں، جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ

سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظْمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (متفق عليه) 6-2288

میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں دوبارہ جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا' اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا، تو مجھے کہا جائے گا۔ اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال باہر کریں، جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے تو میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اس کے بعد میں سجدے میں گر جاؤں گا، تو حکم ہوگا' اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ تو میں کہوں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو باہر نکالیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصہ کے برابر بھی ایمان ہے' میں انہیں نکال لوں گا اور اس کے بعد چوتھی بار میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا اس کے بعد سجدہ ریز ہوں گا تو مجھے کہا جائے گا' اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا' اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے بارے میں بھی اجازت دیں جنہوں نے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ تیرے لئے نہیں ہے، لیکن مجھے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو (خود) باہر نکالوں گا جنہوں نے ''لا الہ الا اللہ'' کا کلمہ کہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ وَنَفْسِهٖ (رواه البخاری) 7-2289

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کیا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ

ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ کے ہاں گوشت لایا گیا' اس سے آپ کو دستی پیش کی گئی جبکہ دستی (کا گوشت) آپ کو مرغوب تھا تو آپ نے اگلے دانتوں کے ساتھ اس سے ایک بار کاٹ کر کھایا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا'

النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيْقُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَانْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَا رِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَابَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ (متفق عليه) 2290-8

قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔اور سورج قریب ہوگا، لوگ غم اور پریشانی کی وجہ سے بے بس ہوں گے۔ تو لوگ آپس میں کہیں گے کہ کون تمہارے پروردگار کے ہاں تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے۔ اور شفاعت کی حدیث کو بیان کیا۔اور آپ ﷺ نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کے پسندیدہ کلمات کا الہام فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القا نہیں فرمائے ہوں گے۔ پھر فرمائیں گے، اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں۔آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائیگی۔تو میں سر اٹھا کر عرض کرونگا: میری امت' میری امت اے میرے پروردگار! میری امت۔اے میرے پروردگار! کہا جائے گا' اے محمد! آپ اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کریں، جبکہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کی دہلیزوں میں سے ہر دو دہلیزوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ھجر (بحرین) کے درمیان فاصلہ ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا (رواه مسلم) 2291-9

حضرت حذیفہ ﷺ شفاعت والی روایت میں نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امانت اور صلہ رحمی دونوں کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں جانب کھڑی ہوں گی۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیمؑ کے بارے میں ہے" اے میرے رب! بتوں نے

تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَقَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا جِبْرَائِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ فَسَلْہُ مَا یُبْکِیْہِ فَاَتَاہُ جِبْرَائِیْلُ فَسَأَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا قَالَ فَقَالَ اللّٰہُ لِجِبْرَائِیْلَ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ (رواہ مسلم)2292-10

بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابعدار بنا وہ مجھ سے ہے" اور عیسیٰ نے فرمایا" اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا، تو بلا شبہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں" تب آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی' اے اللہ! میری امت! میری امت! اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ! جبکہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کرو کہ ان کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دینگے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّھِیْرَةِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَھَا سَحَابٌ وَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِھِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَتَسَاقَطُوْنَ فِیْ النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاھُمْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ یَتَّبِعُ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا یَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِیْ الدُّنْیَا اَفْقَرَ مَا کُنَّا اِلَیْھِمْ

ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ کچھ لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں، سورج کو دیکھنے میں دقت محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم چودھویں کی رات میں چاند کے دیکھنے میں، جبکہ بادل نہ ہو، تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا' نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا' قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ہرگز مشکل نہیں پاؤ گے البتہ جس قدر تم ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تنگی پاتے ہو۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا پکارے گا، کہ ہر امت جس کی عبادت کیا کرتی تھی اس کے پیچھے چلی جائے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں اور درختوں کی پوجا کرتے تھے، ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا، وہ سب دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ

وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ.
وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰی یَأْتِیَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.
وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ فَیَقُوْلُ هَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهٗ اٰیَةٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُكْشِفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا یَبْقٰی مَنْ كَانَ یَسْجُدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا یَبْقٰی مَنْ كَانَ یَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِیَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ یَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰی قَفَاهُ ثُمَّ یُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰی جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَیَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَیَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَیْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّیْحِ وَكَالطَّیْرِ وَكَاَجَاوِیْدِ الْخَیْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوْشٌ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِی الْحَقِّ قَدْ تَبَیَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَیَحُجُّوْنَ فَیُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَیُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِیَ فِیْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِیْنَارٍ مِنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ

صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو نیک اور برے اعمال والے ہوں گے، لیکن وہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے اور دریافت کریں گے کہ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے جا رہا ہے، جس کی وہ پوجا کیا کرتا تھا۔ وہ عرض کریں گے' اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے مکمل جدائی اختیار کر رکھی تھی، جبکہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی، لیکن ہم نے کبھی ان کی رفاقت اختیار نہ کی۔ (بخاری) اور ابو ہریرہ ﷺ کی روایت میں ہے' وہ لوگ کہیں گے کہ ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے، جب تک کہ ہمارے رب ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا۔ اور جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ اور ابو سعید خدری ﷺ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا' کیا تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی نشانی ہے، جس سے تم اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ پنڈلی سے کپڑا ہٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے، جو اخلاص کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ اور وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھاوے کی خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو تختہ بنا دیں گے، جب بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اس کے بعد جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا۔ اور سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی، اور تمام انبیاء بھی کہیں گے' اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی۔ بعض مومن لوگ آنکھ جھپکنے' بعض بجلی کی طرح' بعض ہوا کی طرح تیزی سے گزریں گے۔ اور بعض پرندے کی پرواز کی طرح' بعض تیز رفتار گھوڑے کی مانند۔ اور بعض اونٹ کے سوار کی طرح۔

فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِیْنَارٍ مِنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْھَا خَیْرًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ شَفَعَتِ الْمَلٰئِکَۃُ وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ فَیَقْبِضُ قَبْضَۃً مِنَ النَّارِ فَیُخْرِجُ مِنْھَا قَوْمًا لَمْ یَعْمَلُوْا خَیْرًا قَطُّ قَدْعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقِیْھِمْ فِیْ نَھَرٍ فِیْ اَفْوَاہِ الْجَنَّۃِ یُقَالُ لَہٗ نَھَرُ الْحَیٰوۃِ فَیَخْرُجُوْنَ کَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ فَیَخْرُجُوْنَ کَاللُّؤْلُؤِ فِیْ رِقَابِھِمُ الْخَوَاتِمُ فَیَقُوْلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ ھٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَھُمُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْہُ وَلَا خَیْرٍ قَدَّمُوْہُ فَیُقَالُ لَھُمْ لَکُمْ مَا رَاَیْتُمْ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ (متفق علیہ)2293-11

پس کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر نکل جائیں گے۔ جبکہ کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں دھکیلے جائیں گے۔ اور جب ایماندار لوگ دوزخ سے نجات پا جائیں گے، تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی کوشش نہیں کرتا، جتنی سخت محنت اور سفارشیں اہل ایمان قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور کریں گے جہنمیوں کے بارے میں کرینگے۔ وہ جہنمیوں کے بارے میں عرض کریں گے، کہ اے ہمارے رب! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے' نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا، کہ ان لوگوں کو جن کو تم پہچانتے ہو، نکال لاؤ۔ چنانچہ ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہونگی۔ لہذا وہ دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو (پہچان کر) باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے' اے ہمارے رب! دوزخ میں ایسا کوئی شخص باقی نہیں ہے جس کو باہر کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں تم دینار کے برابر ایمان پاتے ہو، اسے بھی دوزخ سے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ بڑی تعداد دوزخیوں کی باہر نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے واپس جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر نکال کو۔ پھر وہ بڑی تعداد میں لوگوں کو باہر نکالیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں تم ذرہ برابر بھی ایمان پاتے ہو۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ اس کے بعد وہ بڑی تعداد میں دوزخیوں کو باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے' اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا، جس میں کوئی نیکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کہ فرشتوں نے سفارش کی' پیغمبروں نے سفارش کی اور اب صرف اللہ ارحم الراحمین باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے، کہ جنہوں نے ہرگز کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا' وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسا کہ دانہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے۔ پس وہ نکلیں گے تو موتیوں کی طرح ہوں گے' ان کی گردنوں میں مہریں لگی ہوں گی' جنت والے کہیں گے کہ یہ لوگ ''رحمان کے آزاد کردہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو' جنت میں داخل کر دیا ہے۔ پھر ان سے کہا جائے گا، کہ یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو''تا حد نظر'' تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور بہت سی نعمتیں بھی ان کے ساتھ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً (متفق عليه)12-2294

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا، جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس انہیں نکالا جائے گا تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ وہاں سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ دانہ کس طرح لپٹا ہوا، زرد رنگ کا نکلتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ لَايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُخْرِجَهٗ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ راوی نے ابو سعید خدری سے مروی مذکورہ بالا حدیث کا ہم معنی بیان کیا، تاہم پنڈلی سے کپڑا اٹھانے کا ذکر نہیں کیا۔ نیز بیان کیا، کہ دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا اور تمام پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ گزروں گا۔ اور اس دن صرف پیغمبر ہی بات کریں گے اور اس دن پیغمبروں کا کہنا یہ ہوگا، کہ اے اللہ! سلامتی عطا کر! سلامتی عطا کر اور دوزخ کے کناروں میں خاردار درخت ''سعدان'' کے کانٹوں کی مانند کنڈیاں آنکڑے ہوں گی، جن کے طول و عرض کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیں گی اور کچھ لوگ تو اپنے برے اعمال کے سبب ہلاک کیے جائیں گے اور کچھ لوگ شدید زخمی ہو جائیں گے لیکن پھر بھی نجات پا جائیں گے، حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ دوزخ سے نکالیں لیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے تھے تو

امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اِصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاءُ هَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْئَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ مَاشَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَاشَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاِذَا

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو نکال لاؤ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے ان کو نکال لیں گے، اور انہیں سجدے کی علامات سے پہچانیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے حصہ کو جلائے۔ پس آگ انسان کے تمام اعضاء کو کھا جائے گی، لیکن سجدے والے اعضاء کو آگ نہیں کھائے گی۔ چنانچہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا' وہ جل چکے ہوں گے اور ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح نکلیں گے جیسے کہ سیلابی مٹی سے دانہ نمودار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا' اس کا چہرہ دوزخ کی جانب ہوگا۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! دوزخ سے میرا چہرہ پھیر دے، مجھے اس کی زہریلی ہوا نے تباہ کر دیا ہے اور مجھے اس کی حرارت نے جلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا' کیا یہ بات نہیں ہوگی کہ میں ایسا کروں تو تو مجھ سے اور سوال کرے گا؟ وہ کہے گا' نہیں! تیری عزت کی قسم! پھر وہ کچھ عہد و پیمان کرے گا، جو اللہ چاہے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھے گا تو وہ خاموش رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا' اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کریں گے' کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اس سوال کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا' جو تو نے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں ہی تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ قرار پاؤں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کیا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اگر تیرا یہ

ضَحِکَ اِذَنَ لَہٗ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی حَتّٰی اِذَاانْقَطَعَ اُمْنِیَّتُہٗ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَمَنَّ مِنْ کَذَاوَکَذَااَقْبَلَ یُذَکِّرُہٗ رَبُّہٗ حَتّٰی اِذَاانْتَھَتْ بِہِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰہُ ذٰلِکَ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ .

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَکَ ذٰلِکَ وَعَشْرَۃُ اَمْثَالِہٖ (متفق علیہ)2295-13

سوال پورا کر دیا گیا تو تو کوئی اور اسوال نہیں کرے گا ؟ وہ عرض کرے گا' نہیں ! تیری عزت کی قسم ! میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر وہ اپنے پروردگار کے ساتھ کچھ عہد وپیان کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا اور جنت کی بہترین زندگی زیبائش وآرائش اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، کہ وہ خاموش رہے۔ پھر وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس ہے، کہ تو کس قدر عہد شکنی کرنے والا ہے! کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا' حالانکہ تیرا سوال پورا کر دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا' وہ مسلسل (یہی) دعاء کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پر ہنس پڑیں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے تو اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' جو چاہو مانگو! وہ اپنی آرزوئیں پیش کرے گا اور جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ۔ فلاں فلاں چیز بھی مانگ لو! اور اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرائیں گے۔ اور جب اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی تو۔ ابو سعید کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تمام نعمتیں تیرے لئے ہیں اور اس جیسی دس گنا مزید بھی تجھے عطا کی جاتی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اٰخِرُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ رَجُلٌ فَھُوَ یَمْشِیْ مَرَّۃً وَیَکْبُوْ مَرَّۃً وَتَسْفَعُہُ النَّارُ مَرَّۃً فَاِذَا جَاوَزَھَا الْتَفَتَ اِلَیْھَا فَقَالَ تَبَارَکَ الَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنْکِ لَقَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ شَیْئًا مَا اَعْطَاہُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فَتُرْفَعُ لَہٗ شَجَرَۃٌ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّھَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِھَا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاھِدْنِیْ اَنْ لَا تَسْاَلَنِیْ غَیْرَھَا فَیَقُوْلُ لَعَلِّیْ اِنْ اَعْطَیْتُکَھَا سَاَلْتَنِیْ غَیْرَھَا فَیَقُوْلُ لَا یَارَبِّ فَیُعَاھِدُہٗ اَنْ لَا یَسْاَلَہٗ

حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا۔ اور آگ نے اس کو جھلسا دیا ہوگا۔ جب وہ دوزخ سے نکل کر آگے گزر جائے گا تو دوزخ کی طرف دیکھ کر کہے گا، کہ وہ ذات بڑی برکت والی ہے، جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا کی! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے ہمکنار کیا ہے، جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں نوازا ہے۔ چنانچہ اسے دور سے ایک درخت نظر آئے گا۔ تو وہ التجا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے نزدیک کردے تا کہ میں اس کے سائے میں

غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَاصَبْرَلَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَاوَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْئَالُکَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَاابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَا تَسْئَالَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُکَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ اَنْ لَا يَسْاَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَا لَاصَبْرَلَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَافَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَبَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَاوَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَااَسْئَلُکَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَاابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَاتَسْئَالَنِيْ غَيْرَهَاقَالَ بَلٰى يَارَبِّ هٰذِهِ لَا اَسْئَالُکَ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَلَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَافَاِذَااَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَاابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْکَ اَيُرْضِيْکَ اَنْ اُعْطِيَکَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ اَیْ رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِکَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَاتَسْئَالُوْنِّيْ مِمَّ اَضْحَکُ فَقَالُوْ امِمَّ تَضْحَکُ فَقَالَ هٰکَذَا ضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْامِمَّ تَضْحَکُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضِحْکِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آرام حاصل کروں اوراس کا پانی پیئوں ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا 'اے آدم کے بیٹے !ممکن ہے کہ اگر میں تیری آرزو پوری کردوں تو، تو مجھ سے اس کے علاوہ مانگنا شروع کردے گا۔ وہ اقرار کرے گا' نہیں اے میرے پروردگار! وہ اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا رب اسے معذور پائے گا' کیونکہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کر رہا ہے جس سے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا اور وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا ۔ بعد ازاں اس کے سامنے ایک اور سبزہ زار نمودار ہوگا، جو پہلے سبزہ زار سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا ۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس سبزہ زار کے قریب کیجیے! تاکہ میں اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں اور درخت کے سائے کے نیچے آرام کرسکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ سوال نہیں کروں گا ۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے ! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا، کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ' فرمائے گا: ہوسکتا ہے کہ اگر میں نے تجھ کو اس کے قریب کردوں تو تو مجھ سے مزید کا سوال کرنا شروع کردے گا؟ ۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا ۔ جبکہ اس کا پروردگار اس کو معذور سمجھے گا اس لئے کہ وہ جس کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا ۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قریب کردے گا' تو وہ اس کے سائے میں محوِ آرام ہوگا اور پانی نوش کرے گا ۔ اس کے بعد اس کے سامنے جنت کے دروازے کے قریب ایک (سبزہ زار)

حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ (رواہ مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَهُ اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَايَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يَقُوْلَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ. 14-2296

دکھائی دے گا، جو پہلے دونوں سبزہ زاروں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دیجیے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں ۔ میں تجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس کا پروردگار اس کو معذور قرار دے گا۔ اس لئے کہ وہ جن نعمتوں کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ ان پر صبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا جب وہ اس کے نزدیک جائے گا۔ تو جنت میں رہنے والوں کی آوازوں کو سنے گا۔ چنانچہ وہ درخواست کرے گا، کہ اے میرے پروردگار! اب مجھے جنت میں بھی داخل فرمادے! اللہ تعالیٰ جواب دے گا' اے آدم کے بیٹے! کونسی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا۔ کہ اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کر دوں؟ وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کا رب ہیں؟! اس کے بعد ابن مسعود ہنسے اور بولے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ لوگوں نے استفسار کیا کہ آپ کیوں ہنسے ہیں؟ ابنِ مسعودؓ نے کہا کہ اسی طرح رسول اللہ بھی ہنسے تھے اور لوگوں نے پوچھا تھا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے تھے؟ آپ نے فرمایا' جس بات سے رب العالمین ہنسے' جب اس شخص نے کہا کہ اے رب العالمین! آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے! میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، لیکن میں قادر مطلق ہوں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ابوسعید خدریؓ سے اسی طرح کی حدیث منقول ہے، البتہ اس نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے، کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے سوال کرنے سے کونسی چیز روکے گی؟ حدیث کے آخر تک ...... نیز اس میں اضافہ ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرائے گا، کہ تو فلاں فلاں چیز کا سوال کر۔ اور جب اس کی آرزوئیں پوری ہوجائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی اور اس سے دس گنا مزید بھی تیرے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اس کے بعد وہ اپنے جنت کے گھر میں داخل ہوگا تو وہاں اس کے پاس "حور عین" میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی۔ اور وہ کہیں گی کہ سب حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، جس نے تجھے ہمارے لئے اور ہمیں تیرے لئے پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا' وہ شخص کہے گا، کہ جس قدر مجھے دیا گیا ہے اس قدر کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَيُصِيبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ اَصَابُوهَا عُقُوبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ (رواه البخاری) 15-2297

انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کو آگ ان کے گناہوں کے سبب جھلسا دے گی جو وہ کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریں گے۔ ایسے لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا (بخاری)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ (رواه البخاری)

وَفِیْ رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِیْ يُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ. 16-2298

عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ رسولِ کریم ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے، انہیں جہنمی کہ جائے گا۔ (بخاری) دوسری روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائے گے انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰیٰ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْاٰیٰ فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُمِنِّیْ اَوْتَضْحَکُ مِنِّیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذَالِکَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً (متفق عليه) 17-2299

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ اسے حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہوجا! وہ جنت کے قریب پہنچے گا، تو اسے خیال گزرے گا، کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ بلاشبہ تمہارے لئے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے۔ وہ عرض کرے گا: آپ میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں، یا آپ مجھ سے خوش طبعی کر رہے ہیں، حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یہ بات فرما کر ہنس دیئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص جنتیوں میں سے کم درجے والا ہوگا (بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّی

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا ،كَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ (رواه مسلم) 2300-18

بلا شبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا؟ اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا؟، وہ ایسا شخص ہوگا، جسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپالو۔ چنانچہ اس کے سامنے صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں گے اور اسے کہا جائیگا کہ تو نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا؟ اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا' اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا۔ کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ تب اس سے کہا جائے گا' بے شک تیرے لئے ہر برائی کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں نے بہت سے اور بھی گناہ کیے تھے، جن کو میں اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، کہ یہ بیان کرکے آپ اتنا ہنس رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ اِذْ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا اَنْ لَا تُعِيْدَنِيْ فِيْهَا قَالَ فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا (رواه مسلم) 2301-19

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' چار انسانوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا' انہیں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اور پھر انہیں دوزخ کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر (رحم طلب نظر سے) دیکھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تو امید رکھتا تھا، کہ جب آپ نے مجھے دوزخ سے نکال لیا ہے تو دوبارہ مجھے دوزخ میں نہیں ڈالیں گے۔ آپ نے فرمایا: چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات عطا کریں گے (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُجْلَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا' جب ایمان دار لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالا جائے گا تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر

فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ لَهٗ فِي الدُّنْيَا (رواه البخاري) 20-2302

ان کو ایک دوسرے سے ان حقوق کا بدلہ دلوایا جائے گا، جو ان کے درمیان دنیا میں تھے یہاں تک کہ وہ بالکل پاک وصاف ہو جائیں گے۔ پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ بلاشبہ ان میں سے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو اپنے دنیا والے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ، لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ، لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً (رواه البخاري) 21-2303

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے دوزخ میں وہ جگہ نہ دکھا دی جائے گی، جو اس کا ٹھکانہ ہوتا' اگر وہ برے عمل کرتا، تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ اور کوئی شخص اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اسے جنت میں وہ مقام نہ دکھا دیا جائے، جو اس کو ملنے والا تھا' اگر وہ نیک اعمال کرتا، تا کہ اسے سخت افسوس ہو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادِيًا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَامَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَامَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (متفق عليه) 22-2304

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا' جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا، یہاں تک کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی کرنے والا کہے گا' اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہل جنت کی خوشیوں میں مزید خوشیوں کا اضافہ ہوگا۔ اور اہل دوزخ کے غموں میں مزید غم کا اضافہ ہوگا (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ مَابَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَابَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْيَتَانِ بِالشَّامِ

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرا حوض یقیناً تمہارے سامنے ہوگا، اس کے دونوں کناروں کا درمیانی فاصلہ ''جرباء'' اور ''اذرح'' کے درمیانی فاصلے جتنا ہو

بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ ثَلٰثِ لَيَالٍ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا (متفق عليه) 2305-23

گا۔ کسی راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مقامات ملک شام کی بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر آب خورے ہوں گے، جو شخص اس حوضِ کوثر پر آئے گا اور اس سے پیئے گا، تو پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (بخاری و مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءِ وَّرَاءِ اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے، پس ایماندار شخص کھڑے ہوں گے، جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا: پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام (عذر پیش کرتے ہوئے) کہیں گے، کہ تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی نے ہی نکلوایا تھا، میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت ابراہیمؑ کہیں گے کہ میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میں تو آج سے پہلے پہلے خلیل تھا۔ تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے، کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ وہ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔ آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے، پس آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا۔ وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی۔ پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، کہ

تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰی یَجِیْئَ الرَّجُلُ فَلاَ یَسْتَطِیْعُ السَّیْرَ اِلاَّ زَحْفًا قَالَ وَفِی حَافَتِی الصِّرَاطِ کَلَالِیْبُ مُعَلَّقَۃٌ مَامُوْرَۃٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِہٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَکْدُوْشٌ فِی النَّارِ وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ بِیَدِہٖ اَنَّ قَعْرَ جَھَنَّمَ لَسَبْعِیْنَ خَرِیْفًا (رواہ مسلم) 2306-24

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ آسمانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے' ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے، یہ کہے جا رہے ہوں گے اے رب! سلامتی عطا کر' سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں چلانے سے عاجز آجائیں گے' آخر ایک شخص آئے گا، وہ پل صراط پر سے اپنے کولھوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا' اور پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی، جنہیں حکم دیا گیا ہوگا، کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پا چکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے۔ اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے ۔اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ ﷺ کی جان ہے بلاشبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَۃِ کَاَنَّھُمُ الثَّعَارِیْرُ قُلْنَا مَا الثَّعَارِیْرُ قَالَ اِنَّہُ الضَّغَابِیْسُ (متفق علیہ) 2307-25

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا' دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائے گے گویا کہ وہ "ثعاریر" ہیں صحابہ کرام رضی اللہ ﷺ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! "ثعاریر" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا' گویا کہ وہ کھیرے ککڑیاں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رب کبریا کی اجازت کے بغیر کوئی نبی بھی سفارش نہیں کر سکے گا۔ ۲۔ کافر اور مشرک کی کوئی سفارش نہیں کرے گا۔ ۳۔ رسول کریم ؑ انبیاء، اولیاء، صلحاء، والدین حتیٰ کہ معصوم بچے اپنے گنہگار والدین کے لئے بااصرار سفارش کریں گے۔ ۴۔ پل صراط سے لوگ اپنے نیک اعمال کی بدولت گذریں گے۔ ۵۔ حوض کوثر سے پانی پینے والے کو جنت میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی۔ ۶۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ زمین تانبے کی مانند گرم ہوگی۔ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو پوری دنیا کی نعمتوں سے دس گناہ زیادہ نعمتیں ملیں گی۔ ۸۔ جنتی اپنے محلات اور جنت کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہوں گے۔



بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

جنّت اور اہلِ جنّت کے احوال

جنّت کی جمع ہے جنات۔ جنّت کا معنیٰ ہے باغ۔ جنّت کے پھلوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وہ دیکھنے میں دنیا کے پھلوں کے ہم مثل ہوں گے۔(پ ا۔ البقرہ) لیکن رنگت' ذائقہ' بناوٹ اور سجاوٹ کے لحاظ سے ایسے ہوں گے جن کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''کسی آنکھ نے آج تک جنت جیسا نظارہ دیکھا ہی نہیں اور جنت کی نعمتیں کسی کے احاطۂ تصورات میں آ سکتی ہی نہیں''

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو قوت گویائی اور قادر الکلامی کا وہ ملکہ عنایت فرمایا گیا جو کائنات میں کسی کے نصیب میں نہیں آیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے عطا کردہ معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ میں گفتگو پر ایسا ملکہ رکھتا ہوں جو کسی شاعر' خطیب اور کسی قادر الکلام کو نہیں بخشا گیا''۔

پھر آپ نے نمازِ کسوف کی حالت میں جنت کو اس قدر اپنے قریب پایا۔ صحابہ ﷺ کہتے ہیں کہ ہم نے یوں دیکھا کہ آپ نمازِ کسوف پڑھاتے ہوئے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے' جیسے کوئی چیز پکڑنا چاہ رہے ہوں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک استفسار کے جواب میں فرمایا' کہ آج جنّت میرے اس قدر قریب لائی گئی کہ میں انگوروں کا خوشہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔ معراج کے موقعہ پر بھی براہِ راست آپ ﷺ نے جنت کا معائنہ فرمایا۔ لیکن افصح اللسان ہونے اور براہ راست جنّت دیکھنے کے باوجود جنّت کی نعمتوں کا پورا' پورا تعارف کرانے سے آپ بھی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور فرمایا: کہ جنّت کی نعمتیں انسان کے احاطۂ خیالات میں نہیں آسکتیں۔ تاہم جس قدر ممکن ہوسکا آپ نے جنت کی نعمتوں کا حدیث کے ان الفاظ میں تعارف کروایا ہے۔

آیئے آپ کی دیکھی ہوئی جنّت کی نعمتوں کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے اپنے ایمان اور کردار کے حوالے سے ان دیکھی نعمتوں کی لذت محسوس کریں' جو ہر صورت اہلِ ایمان کو حاصل ہوں گی۔ جنّت میں اہلِ جنّت جو چاہیں گے وہ پائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا میں کاشتکاری کرنے والے جنّت میں کاشت کاری کا شغل بھی کرسکیں گے۔ البتہ سب سے بڑی نعمت رب کائنات کی زیارت اور اس کی خوشنودی ہوگی۔ جس کو پا کر اہلِ جنّت عش عش کرتے ہوئے پکار اٹھیں گے۔ اے ربِ کریم! تیری رضا اور حسن وجمال کے مقابلے میں سب نعمتیں ہیچ ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا' کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں' جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا

وَلاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَّاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ(متفق علیه)2308-1

اور نہ ہی ان کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اگر تمہیں پسند ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔ ”کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز چھپا کے رکھی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِیْ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (متفق علیه)2309-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں ایک کوڑے کے برابر (گز بھر) جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے‘ سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَابَیْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَیْنَهُمَا رِیْحًا وَلَنَصِیْفُهَا عَلٰی رَأْسِهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (رواه البخاری)2310-3

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں سے کوئی ان کی طرف جھانک لے، تو مشرق و مغرب اور جو ان کے درمیان ہے روشن اور معطر ہو جائے۔ نیز اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے قیمتی ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِیْ الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَایَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِکُمْ فِیْ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْتَغْرُبُ(متفق علیه)2311-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے۔ کہ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سو سال چلتا رہے‘ تب بھی اس کو عبور نہ کر سکے گا۔ اور یقیناً جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے‘ جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِیْ الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا.
وَفِیْ رِوَایَةٍ طُوْلُهَا.
سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ مَّا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ایمان دار شخص کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا‘ جو ایک مکمل کھوکھلا موتی ہوگا۔ جس کی چوڑائی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی۔ ساٹھ میل ہوگی۔ اور اس کے ایک کنارے میں رہنے والے دوسرے کنارے والے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن شخص ان کے پاس چکر لگاتا

فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ (متفق عليه) 5-2312

رہے گا اور دو جنتیں ہوں گی' جس کے برتن اور جو کچھ اس میں ہوگا چاندی کا ہوگا۔ اور دو جنتیں ہوں گی۔ جن میں برتنوں سمیت ہر چیز سونے کی ہوگی۔ جنت عدن میں جنتی اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ تو اس وقت اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کبریائی کی چادر کے سوا' وہ جو اُس کے چہرۂ اقدس پر ہوگی' کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس چادر سے چھپا ہوا نہیں ہوگا' یہ تو آپ ﷺ نے رب کبریاء کی جلالت وتمکنت سمجھانے کے لیے لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یعنی ایسا پر جمال اور پر جلال چہرہ جس کو جنتیوں کی آنکھ دیکھ تو سکے لیکن جلال و جمال کی وجہ سے ٹھہر نہ پائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا (رواه مسلم) 6-2313

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنّت میں ایک بازار ہے۔ جس میں جنتی لوگ اس بازار میں ہر جمعہ کے روز آیا کریں گے' تو شمال کی جانب سے ایک ہوا چلا کرے گی۔ وہ ان کے کپڑوں اور چہروں پر خوشبو بکھیر دے گی۔ جس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹیں گے تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ ان کے گھر والے ان سے کہیں گے۔ اللہ کی قسم! ہم سے الگ ہونے کے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہو گیا ہے!!۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن (چہرہ) ہوں گے۔ پھر جو ان کے بعد داخل ہوں گے' یہ آسمان پر بہت تیز چمکنے والے ستارے کی طرح ہوں گے۔ تمام جنتیوں کے دل ایک جیسے ہوں گے۔ نہ تو ان کے درمیان باہمی اختلاف ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے

يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاُلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ (متفق عليه) 7-2314

جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے دکھائی دے گا۔ اہل جنت صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک سے رطوبت بہائیں گے۔ ان کے برتن سونے، چاندی کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عودِ ہندی ہوگا۔ اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا۔ نیز وہ سب شکل وصورت میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ (رواه مسلم) 8-2315

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ جنت میں خوب کھائیں پئیں گے۔ لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ہی ناک بہائیں گے۔ صحابہ کرام ﷺ نے استفسار کیا۔ تو پھر کھانے کے فضلہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کا فضلہ ڈکار سے ختم ہو جائے گا۔ ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ اہل جنت کے دل میں سبحان اللہ، الحمد للہ کا الہام کیا جائے گا۔ جیسے تمہاری سانس جاری رہتی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُ (رواه مسلم) 9-2316

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہر جنت میں جانے والا ناز ونعمت میں رہے گا۔ نہ وہ غمگین ہوگا اور نہ ہی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔ اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا (رواه مسلم) 10-2317

ابو سعید الخذری ﷺ اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنت میں منادی کرنے والا آواز دے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے۔ اور یقیناً تم زندہ رہو گے کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی، تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور بلاشبہ تم ناز ونعمت میں رہو گے، کبھی رنجیدہ نہ ہو گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ یَتَرَاءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ کَمَا تَتَرَاءَ وْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَابَیْنَهُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْکَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُهَا غَیْرُهُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِیْنَ (متفق علیه)11-2318

حضرت ابو سعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بلا شبہ جنتی لوگ بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح (بلند) دیکھیں گے۔ جیسے تم اُس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو مشرقی یا مغربی افق میں ڈوب رہا ہے اس لیئے کہ جنتیوں کے درمیان مراتب کا فرق ہوگا۔ صحابہ ؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ منزلیں انبیاء کی ہوں گی' کہ دوسرے لوگ ان بالا خانوں تک رسائی نہیں حاصل کرسکیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ان لوگوں کی ان (بالا خانوں) تک رسائی ہوگی جو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لائے اور انھوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

پرندوں کے دلوں سے مراد کہ دنیا میں اتنے معصوم جیسے پرندے معصوم ہوتے ہیں۔
یا پھر اس سے مراد ایسے جنتی جو پرندوں کی طرح ہر دم چہکتے اور چلنے پھرنے والے ہوں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ (رواہ مسلم)12-2319

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جنت میں لوگوں کی کئی ایسی جماعتیں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَااَهْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَداً مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَ لَااُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذَالِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا (متفق علیه)

حضرت ابو سعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھیں گے: اے جنت میں رہنے والو! جنتی کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں ہم تیرے حضور موجود ہیں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بھلا ہم خوش کیوں نہ ہوں؟ آپ نے تو ہمیں ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر نعمت عطا نہ

کروں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے
13-2320
بڑھ کر اور نعمت کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر ہمیشہ کے لیے خوش ہوں اب کبھی میں تم پر خفا نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ (رواه مسلم) 14-2321

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص جنت میں ادنیٰ درجے کا ہوگا اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو آرزو کر! وہ آرزو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بار بار اسے مانگنے اور آرزو کرنے کے لیے کہیں گے آخر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: کیا تو نے اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دی ہیں؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھے تیری آرزوؤں کے مطابق بلکہ اتنا مزید اتنا عطا کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 15-2322

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ ؓ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِىْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَأَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ (رواه مسلم) 16-2323

حضرت عتبہ بن غزوان ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر برس تک نیچے لڑھکتا چلا جائے گا لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنم اتنی گہری ہونے کے باوجود بھی بھر جائے گی۔ عتبہ کہتے ہیں: ہمارے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنت کی دو دہلیزوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا۔ کہ جنت رش کی وجہ سے بھر چکی ہوگی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَتَحَدَّثُ، وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ، اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک بندے نے اپنے رب سے کھیتی باڑی

فَقَالَ لَهُ اَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّىٓ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاءُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَاابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهُ لَايُشْبِعُكَ شَىْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِىُّ وَاللّٰهِ لَاتَجِدُهُ اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه البخاری)17-2324

کی اجازت مانگی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس تیری پسند کی ہر چیز نہیں ہے؟ اس دیہاتی نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن مجھے یہ بھی پسند ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ چنانچہ وہ بیج ڈالے گا۔ پلک جھپکتے ہی فصل اگ آئے گی۔ کھیتی بڑی ہو جائے گی اور کٹ جائے گی پہاڑ کے برابر انبار لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! لے تیری خواہش پوری ہوگئی۔ حقیقتاً تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ دیہاتی کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا۔ کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو کھیتی باڑی کرنے والے نہیں۔ نبی مکرم ﷺ مسکرا دیے!۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ جنت کی نعمتیں انسانی تصورات میں نہیں آسکتیں۔

۲۔ جنت کی عورت اگر زمین پر جھانک لے تو مشرق و مغرب معطر اور منور ہو جائیں۔

۳۔ جنت کی عورت کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔

۴۔ جنت میں موتی سے بنا ہوا خیمہ ساٹھ میل چوڑا ہوگا۔

۵۔ متقیوں کے لیے دو جنتیں سونے اور دو چاندی کی ہوں گی۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے چہرہ پر جلال و جمال کا حجاب ہوگا۔ ۷۔ جنتیوں کے حسن و جمال میں ہر دم اضافہ ہوتا رہے گا۔

۸۔ جنتیوں کے دلوں سے غصہ و کدورت نکال دیے جائیں گے۔

۹۔ جنتیوں کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ ۱۰۔ جنتیوں کے نقش و نگار اور قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام جیسے ہوں گے۔ ۱۱۔ جنت کے کھانے ایک ڈکار سے ہضم ہو جائیں گی۔ ۱۲۔ جنتی ہمیشہ صحت مند، جوان اور ہمیشہ زندہ اور جنت میں رہیں گے۔ ۱۳۔ جنتی اپنے پیغمبروں سے ملاقات کا شرف پاتے رہیں گے۔ ۱۴۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت اور سعادتِ عظمیٰ رب کریم کی خوشنودی اور ملاقات و زیارت ہوگی۔ ۱۵۔ جنتیوں کو ان کی چاہت کے مطابق ہر نعمت پیش کی جائے گی۔ ۱۶۔ جنت میں کاشتکاری بھی کی جاسکے گی۔ ۱۷۔ بالآخر جنت کو کھچا کھچ بھر دیا جائے گا۔ ۱۸۔ اہل جنت ہر قسم کے عوارض سے مبرّا ہوں گے۔



بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

دیدارِ الٰہی کا بیان

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الانعام:١٠٣)

"اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں اور اسے نگاہوں ادراک ہے اور وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے"۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام سمیت کوئی انسان ایسا نہیں ہوا' اور نہ ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ سکے۔ دنیا کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت ہی نہیں رکھی' کہ وہ اپنے رب کے جمال وجلال کا نظارہ کر سکے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور میں اس بات کا واضح ثبوت پایا جاتا ہے۔ معراج کے حوالے سے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ رسول کریم کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کا براہ راست شرف پایا ہے؟ تو رسول معظم نے جواباً مذکورہ بالا آیت تلاوت کی اور فرمایا' کہ سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتا تھا؟ جب کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے پردے تھے۔

لیکن جنت میں اللہ تعالیٰ انسانی جسم اور آنکھ میں ایسی قوت پیدا فرمائیں گے' جس سے جنتی لوگ اپنے رحمان ورحیم' خالق و مالک کو دیکھ سکیں گے۔ دیدار الٰہی کے بارے میں رسول محترم ﷺ جب ارشاد فرمارہے تھے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اتنے سارے جنتی بیک وقت کس طرح دیدار کرسکیں گے؟ تو اس سوال کے جواب میں آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے

الفصل الاول

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَيَانًا.

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ وَلَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَءَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (متفق عليه) 1-2325

پہلی فصل

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ دوسری روایت میں حضرت جریر ﷺ نے بیان کیا' کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا۔ اور فرمایا' بلاشبہ تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے' جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اور جیسا کہ تم اس کو دیکھنے میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اس کے لیئے اگر تم میں طاقت ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز یعنی فجر کو اور اس کے غروب سے پہلے کی نماز کو نہ چھوڑو۔ ضرور ادا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی "اپنے

رب کی حمد وتحمید سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے بیان کیا کرو"۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ صُهَيْبٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنْجِنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (رواه مسلم)2-2326

حضرت صہیب ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم مزید کسی نعمت کو چاہتے ہو' کہ میں تمہیں عطا کروں۔وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت بھی عطا فرمائی؟ اور دوزخ سے ہمیں نہیں بچایا۔ہے؟۔آپ نے فرمایا، تب پردہ اٹھا دیا جائے گا۔تمام جنتی رب العزت کے چہرے کا دیدار کریں گے۔انہیں ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی ہوگی' جو پروردگار کے دیدار سے انہیں زیادہ محبوب ہو۔اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔"جن لوگوں نے اچھے عمل کیے ان کے لیے جنت ہے اور مزید بھی"۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ (رواه مسلم) 3-2327

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں۔میں نے رسول معظم ﷺ سے پوچھا۔کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا۔؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔؟

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ (رواه مسلم)4-2328

حضرت ابن عباس ﷺ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَفِيْ قَوْلِهٖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَفِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَاٰى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (متفق عليه)5-2329

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ("دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم")۔("انھوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل نے نہ جھٹلایا")("بلاشبہ محمد نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا")ان تینوں آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہے۔کہ آپ ﷺ نے جبرائیل کو دیکھا' اس کے چھ سو پر تھے۔(بخاری، مسلم)

کئی علماء قاب قوسین سے رب کبریا کی ذات مراد لیتے ہیں۔ کہ نبی محترم ﷺ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان ارشادات میں صاف فرمایا ہے' کہ میں اپنے رب کو کس طرح دیکھ سکتا تھا؟ وہ تو نور ہے!۔
اور جن صحابہ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔ وہ بھی معراج کی رات زیارت کے قائل نہیں بلکہ خواب کے حوالے سے زیارت کا ذکر کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے سورہ نجم کی ابتدائی آیات غور سے پڑھیں۔ جن میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے جبرائیل امین کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ جب کہ سب کا ایمان ہے' کہ معراج پر آپ ایک ہی دفعہ تشریف لے گئے ہیں حالانکہ یہاں تو دو مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہو رہا ہے جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور دوسری مرتبہ زمین پر
نیز انہیں آیات میں وضاحت ہے کہ آپ نے اپنے رب کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کو

خلاصۂ باب

۱۔ جنتی چودھویں رات کے چاند کی طرح اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادتِ کبریٰ حاصل کریں گے۔
۲۔ جنت میں سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔
۳۔ ''میں نے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی۔'' آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
۴۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اصل حالت میں دیکھا تھا۔
۵۔ خصوصاً فجر اور عصر کی نمازوں میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔
۶۔ اہل جنت خود بھی بڑے خوبصورت اور سفید روشن چہروں والے ہوں گے۔



بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا

دوزخ کی کیفیت اور دوزخیوں کے حالات

جہنم مجرموں کے لیے جائے عقوبت اور جیل خانہ ہے' جس میں ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق پوری پوری سزا دی جائے گی۔ جبکہ کافر اور مشرک اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ دنیا میں بھاری جرائم (کبیرہ گناہوں کا ارتکاب) کرنے والے اہلِ ایمان اپنے جرائم کے مطابق اپنی اپنی سزا پا کر بالآخر جہنم سے نجات پائیں گے۔ ایک ایک جرم کی سزا کتنی' کتنی مدت کی ہوگی اس کا قرآن وسنت میں ذکر موجود نہیں۔ البتہ مجرمانہ ذہن کی دلیری کے خاتمے کے لیے آپ نے انتباہ آمیز وضاحت فرمائی' کہ جہنم اس قدر خوف ناک اور ہولناک جگہ ہے کہ ایسا شخص جس نے دنیا میں ہر نعمت پائی ہوگی اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس نے پریشانی نہ دیکھی ہوگی جب اس کو جہنم میں ایک غوطہ لگوا کر پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تو نے کتنی نعمتیں اور کس قدر آرام پایا؟ تو وہ زار و قطار روتے ہوئے جواب دے گا کہ مجھے کوئی لمحہ یاد نہیں کہ میں نے کبھی پل بھر کے لیے بھی آرام پایا ہو۔

جہنم میں لوگوں کے گناہوں اور جرائم کے مطابق ان کے جسم بنائے جائیں گے۔ جہنمی کی زبان کئی میل لمبی ہوگی۔ حتی کہ اس کی ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس طرح اس کا جسم بذاتِ خود ذلیل ترین اور خوفناک صورت اختیار کر جائے گا۔ جہنمیوں کو ان کے اپنے جسم سے نکلنے والے گندے مواد غلیظ خون اور پیپ پینا پڑے گی۔ پھر اس وقت جہنمیوں کی حالت شرمندگی دیکھی نہ جائے گی جب ان کے محلے دار' عزیز و اقرباء جنتی حتی کہ ان کی نیک اولادیں انہیں اس ذلت آمیز حالت میں دیکھیں گی۔ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِیَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّیْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیه) وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ.
وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِیْ یُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِیْهَا عَلَیْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَیْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ.

1-2330

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ، دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جلانے کو تو یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ کو دنیا کی آگ سے انہتر ڈگری بڑھا دیا گیا ہے۔ ہر ڈگری دنیا آگ کے برابر ہوگی۔ (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے' کہ تمہاری آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے۔ نیز اس میں عَلَیْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ کی بجائے عَلَیْهَا وَ كُلُّهَا کے الفاظ ہیں۔

فہم الحدیث

پہلے بھی عرض کی جا چکا ہے۔ کہ حدیث بیان کرنے والے صحابہ' تابعین یا انکے بعد محدثین' اگر انہیں کسی لفظ کے بارے میں شبہ ہو تو وہ اس موقعہ پر جو الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔ ان کو اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ یہاں بھی راوی کو شک ہے کہ ان میں سے کوئی ایک لفظ ہوگا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا (رواه مسلم) 2-2331

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے' جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

پوری کی پوری جہنم کو ملائکہ اس طرح کھینچ کر لوگوں کے سامنے لائیں گے' جیسے آگ کی کٹھالی یا تارکول کی ٹرالی کو کھینچا جاتا ہے۔ جس سے بلاؤں اور آگ کے جوش مارنے کی خوف ناک آوازیں آئیں گی۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِيْ الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق عليه) 3-2332

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب والے کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ہوں گے۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا۔ اور وہ یہ خیال کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس سے زیادہ عذاب نہیں ہو رہا ہے' حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ (رواه البخاري) 4-2333

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا، دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ اُبل رہا ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا' جو سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہا

اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواه مسلم) 5-2334

ہوگا اُسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ تجھ پر نعمتوں کا کوئی دور آیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں، اے میرے پروردگار! کبھی نہیں۔ اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا، جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگی والا ہوگا۔ اسے جنت کی ایک جھلک دکھائی جائے گی اور کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی سختی کا وقت آیا تھا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم! مجھ پر ہرگز کوئی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ اَرَدْتُّ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ (متفق عليه) 6-2335

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والے سے پوچھیں گے: اگر تیرے پاس زمین کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اسے اس عذاب سے چھٹکار کے بدلے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی مطالبہ کیا تھا جب تو ابھی آدمؑ کی پشت میں تھا۔ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ (رواه مسلم) 7-2336

حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: آگ نے بعض لوگوں کے ٹخنوں تک بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک گھیرا ہوگا۔ اور بعض کی گردن تک پہنچی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ .

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔ دوسری

وَفِيْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ (رواہ مسلم).

روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔

وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فِيْ بَابِ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ 8-2337

اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہوگی۔

۲۔ جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

۳۔ جہنم میں آگ کا جوتا پہنانے سے دماغ ہنڈیا کی طرح کھولنے لگے گا۔

۴۔ جہنم کا ایک غوطہ پوری زندگی کے عیش و آرام کو بھلا دے گا۔

۵۔ جنت کی ایک جھلکی زندگی بھر کے دکھوں کے لیے مرہم بن جائے گی۔

۶۔ جہنم میں جہنمیوں کے جسم پھولتے اور سوجتے چلے جائیں گے۔حتیٰ کہ ایک ایک دانت پہاڑ جتنا ہو جائے گا۔ جسم کا اتنا بے ڈھنگا پن بذات خود ایک ذلیل کن عذاب ہوگا۔(اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ)



بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی تخلیق

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِیَ لَایَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْکُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ تَقُوْلُ قَطْ ! قَطْ ! قَطْ ! فَهُنَالِکَ تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ فَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا (متفق علیه) 2338-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں تکرار ہوا۔ دوزخ نے کہا: مجھے تکبر اور جبر کرنے والوں کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور جنت نے کہا: میں کیا کہوں! مجھ میں کمزور اور جو لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ناتجربہ کار تھے' وہ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: بلاشبہ تو میری رحمت ہے' میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا' رحم کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا۔ عذاب دوں گا۔ اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو میرے ذمہ بھرنا ہے۔ البتہ دوزخ نہیں بھرے گی' جب تک اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا پاؤں نہ رکھ دیں گے۔ تب دوزخ کہے گی بس' بس' بس' تو اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے قریب کر دیا جائے گا (سکیڑ دیا جائے گا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرما دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں قیامت کے دن نئے لوگ پیدا کر کے انہیں جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اسی موقعہ پر آزمائیں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ یُلْقٰی فِیْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِیْهَا قَدَمَهٗ فَیَنْزَوِیْ بَعْضُهَا

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں مسلسل لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا' اور جہنم کہتی رہے گی' کہ کیا کچھ اور بھی؟ بالآخر اللہ تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں

اِلٰی بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِکَ وَکَرَمِکَ وَلَا یَزَالُ فِی الْجَنَّۃِ فَضْلٌ حَتّٰی یُنْشِیَٔ اللّٰہُ لَھَا خَلْقًا فَیُسْکِنُھُمْ فَضْلَ الْجَنَّۃِ (متفق علیہ)2339-2

رکھیں گے تو جہنم کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔ اور جہنم کہے گی: بس! بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت اور فراخی ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا فرما دیں گے۔ جنہیں جنت کے وسیع علاقے میں آباد کیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی لَنَا یَوْمًا الصَّلٰوۃَ ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِیَدِہٖ قِبَلَ قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِیْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّیْتُ لَکُمُ الصَّلٰوۃَ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَیْنِ فِیْ قِبَلِ ھٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ (رواہ البخاری)2340-3

تیسری فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن نبی گرامی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ابھی جس دوران میں نے تمہاری امامت کروائی' مجھے جنت اور دوزخ اس دیوار کے سامنے نظر آئیں۔ میں نے آج تک اس طرح کبھی اتنی اچھی اور بری چیز کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

١۔ جہنم میں متکبر' نافرمان اور جنت میں کمزور اور سادہ لوح لوگ داخل ہوں گے۔

٢۔ جنت کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔

٣۔ جہنم کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا مبارک قدم داخل فرمائیں گے۔

٤۔ جنت اللہ کی رحمت ہے اور جہنم اللہ کا عذاب ہے۔

٥۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔



بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

کائنات کی ابتدا اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا تذکرہ

الفصل الاول

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِیْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِی الدِّيْنِ وَلِنَسْاَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَیْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِی الذِّكْرِ كُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ (رواه البخاری) 1-2341

پہلی فصل

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ جب آپ کے پاس بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا' اے بنوتمیم! خوشخبری قبول کرو۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری تو دے دی' ہمیں کچھ عطا بھی کریں۔ ان کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگ بھی آئے۔ آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! خوشخبری قبول کرو' جبکہ بنوتمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ اور آپ کی خدمت میں ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور ہم آپ سے کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تھا' اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پھر لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر ایک شخص میرے پاس آیا' اس نے کہا: اے عمران! اپنی اونٹنی کا پتا کرو۔ وہ بھاگ گئی ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے یہ پسند تھا کہ اونٹنی بے شک چلی جاتی' لیکن میں نہ اٹھتا۔ (بخاری)

وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ (رواه البخاری) 2-2342

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے ہمیں کائنات کے آغاز سے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال کا ذکر فرمایا۔ آپ کی ان باتوں کو جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ (متفق علیه) 3-2343

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے لوحِ محفوظ میں تحریر فرمایا کہ ”میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر تحریر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (رواہ مسلم) 4-2344

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتا دی گئی ہے۔ یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یُطِیْفُ بِهٖ یَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلْقًا لَا یَتَمَالَكُ (رواہ مسلم) 5-2345

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں شکل و صورت بنائی۔ تو اس پیکر کو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں اسی طرح رہنے دیا۔ تو ابلیس نے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ وہ غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ جب اس نے مجسمہ کو دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ایک ایسی مخلوق تخلیق کی جا رہی ہے جو غیر مستحکم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِیْمُ النَّبِیُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ (متفق علیه) 6-2346

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ ۸۰ برس کی عمر میں تیسے سے کیا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَكْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَیْنِ مِنْهُنَّ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّیْ سَقِیْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَیْنَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰی عَلٰی جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِیْ فَاَتٰی سَارَةَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے تین توریے کیے (یعنی بچاؤ کے لیے خلاف وقعہ باتیں کہیں)۔ ان میں سے دو اللہ کے لیے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اور دوسرے ان کا یہ کہنا کہ ”یہ کام تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے“ اور آپ نے فرمایا (اور تیسرے یہ کہ) ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام سارہ کی معیت میں ایک جابر بادشاہ کے پاس سے گزرے۔ تو بادشاہ

فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَّعْلَمْ اَنَّكِ امْرَأَتِيْ يَغْلِبُنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاُتِيَ بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكِ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتِنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ (متفق علیه) 7-2347

کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے' جس کے ساتھ اس کی انتہائی خوبصورت بیوی ہے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ان سے عورت کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ میری بہن ہے: پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا' کہ اگر اس بادشاہ کو پتا چل گیا' کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تمہیں مجھ سے زبردستی چھین لے گا۔ اس لیے اگر وہ تم سے پوچھے تو کہنا' کہ تم میری بہن ہو' کیونکہ تم اسلامی طور پر میری بہن ہو۔ اور روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی ایمان دار نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے سارہ کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں لایا گیا۔ ابراہیم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ ظالم بادشاہ کے سامنے گئیں۔ تو اس نے ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا (تو اللہ کی طرف سے) اس کی گرفت ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے' کہ وہ دبوچ لیا گیا۔ اور وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اس نے التجا کی کہ تو میرے لیے اللہ سے دعا کر' میں تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس سے دباؤ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ پکڑنا چاہا۔ تو اسی طرح دباؤ کی زد میں آ گیا یا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس نے التجا کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ حضرت سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس سے گرفت ختم ہو گی۔ اس نے اپنے بعض نوکروں کو بلایا اور ان سے کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے۔ بلکہ تم تو کسی شیطان کو میرے پاس لائے ہو۔ بادشاہ نے انہیں ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ عطا کر دی۔ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کے مکر کو اسی کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ دی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل عرب ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ

تُحيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِى السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِىَ (متفق عليه) 8-2348

شک کا حق رکھتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام نے التجا کی تھی' اے میرے پروردگار مجھے دیکھا کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں' وہ قوت والے اللہ کی پناہ میں تھے۔ اگر میں قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنا عرصہ رہتا' تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت یوسف کی ثابت قدمی کی تعریف فرمائی اور اپنے مرتبہ کا اظہار کرنے کی بجائے نہایت ہی انکساری کا اظہار فرمایا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَّا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُبَرِّءَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِىْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِىْ يَا حَجَرُ ثَوْبِىْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا (متفق عليه) 9-2349

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت شرمیلے اور ستر کا انتہائی زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے جسم کے کسی حصہ کو شرم وحیا کی وجہ سے دیکھنا ناممکن تھا۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انہیں تکلیف دینا چاہی اور کہا کہ موسیٰ جو اس قدر جو جسم کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ یا تو ان کے جسم پر برص ہے۔ یا ان کی جلد میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو ان عیوب سے مبرّا ظاہر کرے۔ چنانچہ ایک دن تنہائی میں تھے۔ غسل کے لیے گئے اور' کپڑے اتار کر تو پتھر پر رکھ دیے۔ پتھر ان کے کپڑوں کو لے بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے تیز تیز بھاگے اور کہہ رہے تھے۔ اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھا تو انہیں اللہ کی مخلوق سے ہر لحاظ سے بہتر پایا۔ اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! پتھر پر ان کی مار کی وجہ سے تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا اَيُّوْبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ

يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ (رواه البخاری) 2350-10

نے فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر رہے تھے۔ کہ ان پر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں۔ تو ایوب علیہ السلام انہیں کپڑے میں ڈالنے لگے۔ ایوب علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے آواز دی۔ اے ایوب! جو چیز تم دیکھ رہے ہو کیا اس سے ہم نے تمہیں مستغنی نہیں کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَالِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهِ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذَالِكَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْ مَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْ مَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَوْبُعِثَ قَبْلِيْ.

وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ (متفق علیه).

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی کا بیان کرتے ہیں۔ ایک مسلمان اور یہودی گالی گلوچ ہو گئے۔ مسلمان نے کہا: اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام لوگوں سے منتخب کیا! یہودی نے کہا۔ اللہ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں سے منتخب کیا۔ اس پر مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ یہودی نبی گرامی ﷺ کے ہاں پہنچ گیا۔ اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے درمیان ہونے والے معاملہ کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مسلمان کو بلوایا اور اس جھگڑے کے بارہ پوچھا۔ تو اس نے آپ کو واقعہ بتایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ جب قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں؟ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ رکھا ہو؟ ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت یہ اس لیے ہوگا' کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کو اس بے ہوشی میں شمار کر لیا جائے گا۔ یا مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے

اللّٰهِ. 11-2351

افضل ہے۔ابو سعید ﷺ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔ایک روایت میں ہے انبیا کرام میں امتیاز یا ان کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّیْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی(متفق علیه).
وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ كَذَبَ. 12-2352

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔(بخاری ومسلم) بخاری کی روایت میں ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔اس نے جھوٹ بولا۔

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے بے شک انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔اور اس بات کا تذکرہ تیسرے پارہ کی پہلی آیت میں فرمایا۔ ہے۔اور یہ حقیقت ہے تمام انبیاء پر محمد ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔جس طرح آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن اس اعزاز پر فخر نہیں کرتا"۔لہٰذا کسی نبی کی فضیلت دوسرے انبیا پر فخریہ بیان کرنا' آپ ﷺ نے اس انداز بیان سے منع فرمایا۔کیونکہ اس سے دوسرے نبی کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔جو ہرگز جائز نہیں۔

وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا لَّوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا(متفق علیه) 13-2353

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا: وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔وہ کافر پیدا ہوا تھا۔اگر وہ زندہ رہتا' تو یقیناً اپنے والدین کو اپنے کفر اور سرکشی سے مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ(متفق علیه) 14-2354

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔حضرت خضر کا نام خضر اس لیے رکھا گیا۔کہ آپ زمین کے سفید ٹکڑے پہ بیٹھے ہوئے تھے۔تو اچانک وہ زمین ان کے پیچھے سے سبزہ کی صورت لہلہانے لگی۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی طرف سے پیغام موت قبول کیجیے 1 آپ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ رسید کر کے اس

فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُکَ مِنْ شَعْرِہٖ فَاِنَّکَ تَعِیْشُ بِھَا سَنَۃً قَالَ ثُمَّ مَہْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃَ الْحَجَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ (متفق علیہ) 15-2355

کی آنکھ نکال دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر عرض کرتا ہے: آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیج دیا' جو موت کو نہیں چاہتا۔ اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ کو صحیح کر دیا اور کہا: میرے بندے سے جا کر کہو۔ کیا آپ مزید زندگی چاہتے ہیں؟۔ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو ایک بیل کی کمر پر ہاتھ رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اتنے سال آپ زندہ رہیں گے۔ کہا پھر کیا ہوگا؟ تو بتایا گیا پھر موت ہی ہے۔ کہا پھر وہ ابھی کیوں نہ ہو' لیکن میری اپنے پروردگار کے حضور التجا ہے۔ کہ رب کریم مجھے ارض مقدسہ سے پتھر پھینکنے کے فاصلے جتنا قریب کر دے۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا' تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں دکھاتا۔ جو ایک راستے کے کنارے سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَاءُ فَاِذَا مُوْسٰی ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ وَرَاَیْتُ جِبْرَائِیْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا دِحْیَۃُ بْنُ خَلِیْفَۃَ (رواہ مسلم) 16-2356

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: انبیائے اکرام میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے آدمی تھے۔ جیسے شنوءہ قبیلے کے آدمیوں میں سے ہیں۔ میں نے عیسیٰ کو دیکھا' وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں مشابہت کے لحاظ سے عروہ بن مسعود سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' وہ مشابہت کے لحاظ سے تمہارے ساتھی یعنی مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے جبرائیل کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے دحیہ بن خلیفہ کے زیادہ قریب تھے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ گندم گوں' دراز قد شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے بال گھنگریالے تھے' گویا وہ

سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرٰهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ (متفق علیه) 2357-17

شنوءۃ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰؑ کو دیکھا وہ درمیانے قد اور سرخ وسفید رنگ کے تھے۔ میں نے دوزخ کے دربان مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں کے ضمن میں تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو دکھایا۔ لہٰذا آپ کو ان کی ملاقات میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِیْتُ بِاِنَائَیْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِیْهِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِیْلَ لِیْ هُدِیْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ (متفق علیه) 2358-18

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ طویل القامت شخص تھے۔ ان کے بال معمولی گھنگریالے تھے گویا وہ شنوء قبیلے کے ہیں۔ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی۔ ان کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ تھا۔ جیسے کہ حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ان کی تمام اولاد سے زیادہ مشابہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا۔ ان دونوں میں سے جس کو آپ چاہیں پکڑ لیں۔ میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ کر پی لیا۔ تب مجھے کہا گیا۔ آپ کو راہ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ یاد رہے! اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالَ وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی فَذَكَرَ مِنْ لَّوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَیْئًا وَاضِعًا اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ لَهٗ جُوَارٌ اِلَی اللّٰهِ بِالتَّلْبِیَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی ثَنِیَّةٍ فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰی اَوْلِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَیْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ ہم نے نبی گرامی ﷺ کی معیت میں مکے اور مدینے کے درمیان سفر کیا۔ ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ ﷺ نے کہا: یہ وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کا کچھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' کہ انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کی طرف لبیک کہتے ہوئے تضرع و آہ وزاری کے ساتھ اس

بِهٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا(رواہ مسلم)5359-19

وادی سے گزر رہے ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں۔اس کے ہم چلے اور ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے۔آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے۔صحابہ ؓ نے کہا ہرشی یا "لفت" ہے۔آپ ﷺ نے بعد ہم فرمایا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔موٹی اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔اونٹنی کی نکیل کھجور کی ہے۔وہ اس وادی سے لبیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ یَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا یَاْكُلُ اِلَّامِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ(رواہ البخاری) 2360-20

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کی گئی تھی۔وہ اپنے چارپایوں کے لیے حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے۔وہ زین کسنے سے پہلے ہی زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔نیز حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کھاتے تھے۔(بخاری)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ كَانَتِ امْرَءَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ قَالَتِ الْاُخْرٰی اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰی دَاوٗدَ فَقَضٰی بِهٖ لِلْكُبْرٰی فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّكِّیْنِ اَشُقُّهٗ بَیْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰی بِهٖ لِلصُّغْرٰی (متفق علیہ) 2361-21

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔دو عورتیں تھیں۔ان دونوں کے پاس اپنا اپنا بیٹا تھا۔ایک بھیڑیا آیا۔وہ ان میں سے ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا۔بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔دوسری کہنے لگی۔وہ تیرے بیٹے کو اٹھا لے گیا ہے۔آخر وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں۔داؤد علیہ السلام نے بیٹے کا فیصلہ بڑی عمر والی عورت کے حق میں دے دیا۔اس کے بعد وہ دونوں سلیمانؑ کے پاس آئیں۔اور انھیں واقعہ بتایا۔سلیمان علیہ السلام نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ۔تاکہ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دوں۔چھوٹی عورت کہنے لگی اللہ آپ پر رحم کرے> ایسے نہ کریں۔یہ اسی کا بیٹا ہے۔چنانچہ سلیمانؑ نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ دے دیا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حقیقتاً بچہ چھوٹی عورت کا تھا۔جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھری سے بچے کو دو ٹکڑے کرنے کی بات کہی۔تو حقیقی ماں بچے کے قتل کرنے کے تصور سے کانپ گئی۔اس نے سوچا اگر مجھے نہیں ملتا تو میری قسمت۔اگر زندہ رہا تو بیٹے کا دیدار کرتی رہونگی۔اس لیئے دوسری کے حق میں دستبردار ہوگئی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً.
وَفِيْ رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ
كُلُّهُنَّ تَاْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ
(متفق علیه)2362-22

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا آج رات میں اپنے نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ مجامعت کروں گا۔ وہ سب ایک ایک شاہ سوار پیدا کریں گے' جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ایک فرشتے نے کہا۔ آپ ان شاء اللہ کہیں۔ انہوں نے یہ نہ کہا اور بھول گئے۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ ان میں صرف ایک حاملہ ہوئی۔ اس کے ہاں بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر سلیمان ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کے راستے جہاد کرنے والے شاہسوار ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک ہی رات اپنی سو بیویوں سے مجامعت کرنا' ان کا جسمانی معجزہ تھا۔ اور معجزہ وہ ہمیشہ معمول کے خلاف ہوا کرتا۔ ہے لہٰذا اس میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ نبی کا معجزہ اس کی ذات سے وابستہ ہو یا اس کے کار نبوت سے اگر سمجھ میں آ جائے تو الحمد للہ اگر فہم وادراک سے بالاتر ہو پھر بھی اس پر خلوص دل سے ایمان لانا چاہیے۔ کیونکہ معجزہ تو ہوتا ہی وہی ہے جو عقل کو عاجز کر دے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند تو صحیح ہے۔ لیکن درایت عقل کے خلاف ہے۔ لہٰذا ہم نہیں مانتے۔ اس کے ساتھ ہی بہانہ تراشتے ہیں کہ حدیث قرآن کے خلاف ہو گی اسے ہم نہیں مانیں گے۔ بھلا کوئی شخص ان سے سوال کرے جناب کوئی ایک ایسی حدیث بتلائیں جو قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اسی حدیث کو ہی لے لیجیے کہ یہ قرآن کس آیت کے خلاف ہے کہ ایک نبی ایک رات میں نوے بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا۔ جب کہ حضرت سلیمان کو بے شمار

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا (رواه مسلم)2363-23

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ الْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیا سوتیلے بھائی ہیں

وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَّلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ (متفق عليه) 24-2364

البتہ ان کی مائیں مختلف ہیں۔ ان کا دین ایک ہے۔ نیز ہم دونوں کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ (متفق عليه) 25-2365

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جب بھی آدم کا کوئی بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ تو شیطان اس کے دونوں پہلو میں چوکہ مارتا ہے۔ لیکن عیسیٰ اس سے محفوظ رہے۔ شیطان نے انہیں بھی مارنا چاہا۔ لیکن وہ صرف پردے میں مار سکا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ (متفق عليه). 26-2366

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ مرد تو بہت سے کامل گزرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کامل تھیں۔ اور تمام عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت ہے۔ جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

اس زمانے میں عرب گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر ایک خاص تکنیک سے کھانا تیار کرتے تھے۔ جو نہایت ہی زود ہضم اور لذیذ ہوتا ہے۔ اسے ثرید کہا جاتا ہے۔

الفصل الثالث

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ (رواه مسلم) 27-2367

تیسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی کو پیدا کیا۔ اتوار کے دن پہاڑ بنائے۔ پیر کے روز درخت اگائے۔ منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں۔ بدھ کے روز روشنی بنائی۔ جمعرات کے روز زمین پر چارپایوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سب سے آخر میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یہ آخری تخلیق دن کے آخری حصے میں عصر اور مغرب کے درمیان عمل لائی گئی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں زمین کے متعلقہ بڑی بڑی چیزوں کی تخلیق اور جس دن وہ پیدا کی گئیں ان کا ذکر پایا جارہا ہے۔ آسمانی اور دیگر مخلوق کا تذکرہ اور آسمان کا تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہ کہ زمین اور آسمان پہلے ہی مادے کی صورت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ ہونے کا حکم دیا۔ قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ زمین و آسمان بیک وقت پیدا کیے گئے۔ البتہ انکے بناؤ سنوار کے مختلف مراحل ہیں۔ تفصیل کے لیے درج ذیل مقامات کی تلاوت اور متعلقہ تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔ پ ۱۷ 'انبیاء ۳۰۔ پ ۲۴' حم سجدہ ۹ تا ۱۲۔ پ ۳۰' الشمس

ایسی چیزیں عطا کی گئی تھیں جوان سے پہلے اور بعد میں کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ آپ ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا نیک کام کرنے سے پہلے بھی انشاء اللہ پڑھنا چاہیے۔ یا بلا دلیل حدیث کی سند کو ضعیف قرار دینا جائز نہیں۔

خلاصہ باب

۱۔ زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

۲۔ کائنات پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنا تھا اور کچھ لوگ کریں گے تحریر فرمادیا تھا۔

۳۔ ملائکہ نور سے' جنات آگ سے اور حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی سال کی عمر میں خود کیا۔

۵۔ جب حضرت سارہ کو جبراً ظالم بادشاہ کے پاس بلوایا گیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی حال میں بھی بے نیاز نہیں ہونا چاہیے۔

۷۔ محشر کے میدان میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئیں گے۔

۸۔ انبیاء کو ایک دوسرے سے نہیں بڑھانا چاہیے۔

۹۔ نبی محترم ﷺ کی شکل وصورت حضرت ابراہیم کے مشابہ تھی۔

۱۰ معجزہ پر ایمان لانا ضروری ہے یا عقل کے مطابق ہو یا آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہو۔

۱۱۔ حدیث کو عقل کے تابع نہیں عقل کو حدیث پاک کے تابع کرنا چاہیے۔

۱۲۔ ہوا' پرندوں اور جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کردیا گیا۔ یہاںتک کہ وہ چیونٹیوں سے بھی گفتگو کیا کرتے تھے۔

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

سید المرسلین کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء اور رسول دنیا میں مبعوث فرمائے > وہ ذہنی' جسمانی' روحانی اور سماجی صفات کے اعتبار سے اپنی قوم میں منفرد اور ممتاز ہوا کرتے تھے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام میں اور آپ کے نسب کو ہر دور میں نمایاں اور ممتاز رکھا گیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے' کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سلسلہ نسب کو ہر دور میں دوسروں سے اعلیٰ اور ممتاز رکھا ہے۔ آپ کی ذات گرامی کو کائنات کے تمام انسانوں میں روحانی' جسمانی' علمی' عملی اور ہر لحاظ سے منفرد وارفع اعزازات سے نوازا گیا' جو ان گنت اور بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

آپ امام الانبیاء اور خاتم المرسلین ہیں۔ آپ کے چاہنے اور ماننے والے تمام امتوں سے زیادہ ہوں گے۔ آپ قیامت کے دن سب سے پہلے جلوہ افروز ہوں گے۔ محشر میں سب سے پہلے آپ ہی کو سفارش کا اعزاز حاصل ہوگا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے ضابطوں کے تحت جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور طلب کریں گے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ حوضِ کوثر کے ساقی ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ جنت کا افتتاح فرمائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ مِنْهُ (رواه البخاری) 1-2368

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کے مختلف ادوار کے بہترین طبقات میں مجھے نسلاً بعد نسل منتقل کیا جاتا رہا' یہاں تک کہ میں اس دور میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی كِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ (رواه مسلم) 2-2369

حضرت واثلہ بن اسقع ﷺ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا' حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر قریش کو کنانہ سے چنا۔ اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند کیا۔ اور پھر میرا انتخاب بنی ہاشم میں سے فرمایا۔

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے' کہ میرا خاندان حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر مجھ تک' نسل در نسل اپنے اپنے دور میں معزز اور محترم رہا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی ہاشم میں مجھے پیدا فرمایا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (رواه مسلم) 2370-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی۔ اولین شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 2371-4

حضرت انس ؓ رسول اکرم ﷺ سے راویت کرتے ہیں میری پیروی کرنے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازہ کو جو سب سے پہلے کھٹکھٹائے گا' وہ میں ہی ہوں گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ (رواه مسلم) 2372-5

حضرت انس ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھولنے کے لیے کہوں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا' آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا' میں محمد ہوں۔ وہ بتائے گا مجھے آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ (رواه مسلم) 2373-6

حضرت انس ؓ ہی کا بیان ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جنت میں' میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا۔ تمام انبیاء میں سے کسی نبی کی تصدیق اتنی نہیں کی گئی ہوگی' جتنی میری تصدیق کی گئی ہے۔ اور انبیا میں سے ایک نبی ایسے بھی ہوں گے' جن کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے اس کی تصدیق کی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ. وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (متفق

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال نہایت ہی اعلیٰ تعمیر شدہ محل کی سی ہے' جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کو دیکھنے والے اس کے اردگرد گھومتے رہے۔ اس عمارت کے حسن کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے۔ ماسوائے اس اینٹ کی خالی جگہ کے۔ چنانچہ میں نے اس اینٹ کے خلا کو پر کر دیا۔ مجھ پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ ہی پر ختم

علیہ)7-2374

ہوا۔ دوسری روایت میں ہے' میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَامِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ(متفق علیه)8-2375

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انبیا علیہم السلام میں سے جو نبی بھی گزرا اس کو جس قدر معجزات دیے گئے اسی قدر اس پر لوگ ایمان لاتے۔ خوش ہو جاؤ جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے' جو مجھ پر نازل کیا گیا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن اس پر سب سے زیادہ ایمان لانے والے ہوں گے (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَ اُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً. (متفق علیه)9-2376

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں' جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں ایسے رعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں جو ایک مہینے کی مسافت سے اثر انداز ہوتا ہے' (۲) میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی چنانچہ میرا ہر امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے' (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں کیا گیا' (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا (۵) میں تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں' جب کہ اس سے پہلے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (رواه مسلم)10-2377

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' مجھے چھ خوبیوں سے دوسرے انبیاء پر برتری حاصل ہے (۱) مجھے جامع گفتگو کا ملکہ دیا گیا۔ (۲) خاص دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی' (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا' (۴) میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی' (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۶) مجھ پر سلسلۂ انبیاء اختتام پذیر ہوا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَانَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ يَدِیْ (متفق عليه) 2378-11

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا' مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی سوتے ہوئے خواب میں میں نے دیکھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھمایا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دشمن کا ایک مہینہ کی مسافت پر آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ کو محسوس کرنے کے معجزہ کا خصوصی طور پر اظہار تبوک کے موقعہ پر ہوا تھا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَازُوِیَ لِیْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّايُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَّنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰی يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (رواه مسلم) 2379-12

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے سامنے سمیٹا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا۔ بلا شبہ جلد ہی میری امت کی سلطنت وہاں تک قائم ہوگی جہاں تک اسے میرے لیے سمیٹا گیا۔ مزید برآں مجھے دو سرخ و سفید خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے اپنی امت کے لیے اپنے مالک سے دعا کی کہ اسے ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرنا اور یہ بھی دعا کی' کہ اس پر ان کے اپنوں کے سوا کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کرنا' جو ان کے منشأ و ماوی پر وقابض ہو جائے (اور ان کی اجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔) ان دعاؤں کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا فرمایا: یا محمد! بلا شبہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلا نہیں جا سکتا۔ اور میں تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں' کہ تیری امت کو قحطِ عام سے تباہ نہیں کروں گا۔ اور نہ ان پر ان کے اپنوں کے سوا کسی دشمن کو مسلط کروں گا' جو ان کے مشأ و ماوی (مرکز) پر قابض ہو جائے خواہ وہ دشمن ان کے چاروں طرف سے مجتمع ہو کر ہی حملہ آور کیوں نہ ہوں۔ البتہ یہ ایک دوسرے کے آپس میں گلے کاٹیں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا بنو معاویہ کی مسجد پر گزر ہوا۔ آپ اس مسجد کے اندر گئے' اس میں دو رکعت

وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَارَبَّهُ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّي ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّايُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّايَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا (رواه مسلم) 13-2380

نماز پڑھی اور ہم نے آپ کی اقتداء کی۔ پھر رخ انور موڑ کر فرمایا' میں نے اپنے رب سے تین باتوں کا سوال کیا۔ اس نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور تیسری کو نہیں مانا۔ میں نے اپنے رب سے یہ مانگا۔ کہ میری امت کو کسی بڑے قحط سے ہلاک نہ کرے یہ مستجاب دعا ہوئی۔ دوسرا سوال تھا' کہ میری امت کو غرقاب نہ کیا جائے! میرا یہ سوال بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ تھا' کہ وہ باہمی لڑائی وافتراق میں مبتلا نہ ہوں۔ لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کی جو دعائیں اس موقعہ پر مقبول ہوئیں۔ ان کی قبولیت کا معنی یہ ہے کہ قحط عامہ اور سیلاب میں آپ کی پوری کی پوری امت تباہ نہ ہوگی۔ جس طرح نوح علیہ السلام کے چند ایماندار ساتھیوں کے سوا باقی سب لوگ غرقاب ہوگئے۔ یہی معنی دشمن کے غلبہ کا لینا چاہیئے' کہ دشمن تمام مسلمانوں پر براہِ راست غلبہ نہیں پاسکے گا۔ البتہ مسلمانوں میں اپنے ایجنٹ پیدا کر کے ایسا کرسکتا ہے گویا کہ مسلمان ہی ایک دوسرے کو کفار کی طرح غلام بنائیں گے' جس سے دشمن کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرٰةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْاٰنِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحَ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا (رواه البخاری) 14-2381

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تورات میں منقول وصف کے متعلق دریافت فرمایا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کیوں نہیں' اللہ کی قسم تورات میں رسول اکرم ﷺ کی بعض صفات تو وہ مذکور ہیں' جو قرآن مجید میں بھی آئی ہیں جیسے "اے نبی! ہم نے تجھے گواہ' خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا" مزید برآں آپ ان پڑھوں کے ماویٰ' میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ نہ بدخو' سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور وغوغا کرنے والے اور نہ ہی۔ برائی کا برائی سے جواب دیتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی روح اللہ

تعالیٰ اس وقت تک قبض نہ کرے گا' جب تک راہ سے بھٹکی ہوئی قوم کو سیدھا نہ کر دیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کلمہ "لا الہ الا اللہ" کو نہ مان لیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے ان کی اندھی آنکھیں بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا خاندان نسلاً بعد نسل ہمیشہ سے معزز رہا ہے۔

۲۔ قیامت کے روز بھی آپ ﷺ سب سے زیادہ معزز اور محترم ہوں گے۔

۳۔ آپ ﷺ پہلے قبر سے اٹھنے والے' پہلے سفارش کرنے والے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔

۴۔ آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔

۵۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لیے' ہر دور اور ہر قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔



بَابُ اَسمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ

نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات

رسول محترم ﷺ مکہ مکرمہ میں ۹ ربیع الاول' عام الفیل کے پہلے سال ۲۰ یا ۲۲ اپریل' ۵۷۸ عیسوی' بروز سوموار' صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان بنی ہاشم اور والد گرامی کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب جبکہ والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وہب تھا۔ اور آپ کی دایہ کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔

حضرت قاضی سلیمان منصور پوریؒ مصنف رحمۃ للعالمین کے الفاظ کے مطابق حضور ﷺ ہی ایسے مقدس ہیں جن کا پیکرِ اطہر عبودیت کے خون سے بنا' جنہوں نے امن کے بطنِ مکہ میں مراحب وجود کو مکمل فرمایا' جن کی تربیت حلم و بردباری کے شیر سے ہوئی۔ کیا ان اسماء کا اجتماع محض اتفاقی ہے؟ نہیں بلکہ قدرت اس مولودِ مسعود کی شانِ رفیع کی آئینہ داری فرما رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ جس بچہ کے پیکر عنصری میں ایسے فضائل کی جامعیت نمودار ہو' ضرور ہے کہ وہ بچہ حقیقۃً محمد (ﷺ) ہو۔ آپ کا خاندانی نام محمد اور کتب آسمانی میں احمد ﷺ ہے۔ پیدائش کے چند روز بعد آپ کے دادا سردار عبدالمطلب آپ کو بیت اللہ میں لے کر آئے تو حاضرین نے سوال کیا' کہ بچے کا نام کیا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے فرمایا: اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے لوگوں نے تعجب سے یہ نام رکھنے کی وجہ پوچھی' کیونکہ محمد کا معنی ہے' جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔ تو بوڑھے سردار نے اس موقعہ پر ایک جملہ استعمال کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا رنگ دے کر رسول محترم ﷺ کے نام اور کام کو شہرت دوام عطا فرمائی۔

رَجَاءَ اَنْ یُّحْمَدَ (امید ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی)

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِى الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ
وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٗ

"اللہ کریم نے اپنے نام کے ساتھ نبی (ﷺ) کے نام کو رکھ لیا ہے۔ کہ جب مؤذن پانچ وقت اذان میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

اور اس نے اپنے نام میں سے اس کے نام کو نکالا' تا کہ اس کو عظمت عطا کرے۔

پس عرش والا محمود ہے اور فرش والا محمد ﷺ ہے۔"

آپ کا الہامی اور آسمانی نام "احمد" ہے' جس کا معنی ہے: بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والا' اسی نام کے حوالہ سے آپ کی نبوت کی اطلاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو دی تھی جس کا قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ (الصف:٦)

"اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی' جو میرے بعد آئے گا' جس کا نام احمد ہوگا۔"

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيَ الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (متفق عليه)2382-1

حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ میں "احمد" (ﷺ) ہوں' میں "ماحی" (مٹانے والا) ہوں' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں "حاشر" (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ لوگ میری پیروی کرتے ہوئے اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور میں عاقب (ﷺ) ہوں۔ اور عاقب سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (رواه مسلم) 2-2383

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان فرماتے ہیں۔ ہمیں رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے بہت سے ناموں سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے بتایا: میں محمد ﷺ ہوں' میں احمد ﷺ ہوں' میں مقفّی ہوں' میں حاشر ہوں' میں نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (ﷺ) (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ (رواه البخاری) 3-8384

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے سبّ و شتم اور لعنت کو کس طرح مجھ سے پھیر دیا۔ وہ "مذمم" کو گالی گلوچ کرتے اور ملعون ٹھہراتے ہیں' جب کہ میں تو محمد (ﷺ) ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيرُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے سامنے کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔ لیکن جب آپ تیل لگا لیتے' تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال گنجان تھے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا آپ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا' نہیں' بلکہ آپ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی مانند روشن اور گول تھا۔ اور میں نے

جَسَدَهُ (رواه مسلم) 4-2385

مہر نبوت آپ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مانند مشاہدہ کی۔ اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ کی طرح تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ ؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَنَا غِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّاٰلِيْلِ (رواه مسلم) 5-2386

حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا' یا ثرید کھایا۔ پھر میں گھوم کر آپ کی پچھلی جانب گیا اور مہر نبوت کی زیارت کی۔ وہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان' بائیں کندھے کی نرم ہڈی کی جانب تھی۔ وہ بند مٹھی کی مانند تھی اور سیاہ اور اس پر مسوں کی طرح کالے تل تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ ؓ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ قَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهُ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهَا (رواه البخاری) 6-2387

حضرت خالد بن سعید ؓ کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں' کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے' جن میں ایک چھوٹی سی رنگ دار چادر بھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو (یعنی مجھے) بلا بھیجا۔ چنانچہ اس کو اٹھا کر لایا گیا۔ پھر آپ نے سیاہ رنگ کی چادر اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور اس کو پہناتے ہوئے دو دفعہ یہ دعا فرمائی' اس کپڑے کو خوب پہنو کہ یہ بوسیدہ ہو جائے' اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے بیل بوٹے تھے۔ آپ نے فرمایا' یا ام خالد "یہ سناہ" ہے اور "سناہ" حبشی زبان کا لفظ ہے' مراد عمدہ اور خوبصورت ہے۔ میں آگے بڑھ کر مہر نبوت سے کھیلنے لگی۔ اس پر میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور کھیلنے دو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی ٹھگنے تھے۔ نہ آپ بالکل سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں۔ نہ آپ کے بال زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں اس کے بعد (تقریبا) دس سال رہے اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ اور آپ

شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ

اور دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی آپ کی صفات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے لوگوں میں درمیانہ قد تھے۔نہ بہت زیادہ لمبے نہ بالکل ہی چھوٹے۔رنگ نہایت ہی چمکدار۔مزید فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں

وَفِیْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ(متفق عليه) .

کے درمیان تک تھے۔ایک اور روایت میں ہے کہ کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچتے تھے۔ (بخاری ومسلم)اور

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

وَفِیْ اُخْرٰى قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ. 7-2388

بخاری کی دوسری روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔نیز بخاری ہی کی ایک روایت ہے کہ آپ کے دونوں پاؤں اور ہتھیلیاں مضبوط اور پر گوشت تھیں۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ (متفق عليه).

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ درمیانہ قد تھے آپ کے کندھے کشادہ تھے آپ کے سر کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ حُلّے میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہیں دیکھا۔(بخاری و مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدَ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ 8-2389

مسلم کی دوسری روایت میں ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی انسان کو سرخ چادر میں ملبوس رسول محترم ﷺ سے زیادہ حسین نہیں پایا۔آپ کے بال آپ کے دونوں کندھوں کو چھوتے تھے۔آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی تھی آپ نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد کے تھے۔(مسلم)

وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَامَنْهُوْسُ

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کھلا تھا۔آپ کی آنکھوں کی سرخی میں سفیدی کی آمیزش تھی۔آپ کی دونوں ایڑیاں ہلکی تھیں۔ حضرت سماک رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا گیا کہ "ضليع الفم" اور "اشكل العينين" سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا

الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ (رواه مسلم) 9-2390

اس مراد کشادہ دہن اور بڑی اور لمبی آنکھیں ہیں "منہوش العقبین" کے بارے بتایا کہ ایسی ایڑھی جس پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا. (رواه مسلم) 10-2391

حضرت ابوالطفیل ﷺ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سرخی مائل سفید اور درمیانہ جسم کے تھے (مسلم)

وَعَنْ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ﷺ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَايَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ (متفق عليه).
وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ. 11-2392

حضرت ثابت ﷺ نے بتایا کہ حضرت انس ﷺ سے رسول کریم ﷺ کے خضاب کے بارے پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب دیا: آپ کے بال مبارک اتنے زیادہ سفید نہ تھے کہ خضاب کی ضرورت پیش آتی۔ اگر میں گننا چاہتا تو آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال گن سکتا تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے' کہ اگر میں آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ بالوں کی سفیدی آپ ڈاڑھی مبارک کے نچلے حصے کن پٹیوں اور تھوڑی سی سر مبارک میں تھی۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ وَمَا مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) 12-2393

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم کا رنگ چمکتا دمکتا تھا۔ آپ کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے۔ جب آپ چلتے تو ذرا آگے کو جھک کر چلتے۔ میں نے کسی دیباج وریشم کو رسول اکرم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا' اور نبی مکرم ﷺ کی خوش بو سے کسی مشک و عنبر کی خوش بو کو سونگھنے میں بہتر نہیں پایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَاأُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی رحمت ﷺ ان کے ہاں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے۔ وہ چمڑے کا گدا بچھاتیں اور آپ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کا پسینہ جمع کر لیا کرتیں اور اس کو دوسری خوشبو میں ملا لیا کرتیں۔

فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَرْجُوْا بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ (متفق علیہ) 13-2394

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا "یہ کیا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے' جسے ہم اپنی خوشبو ملا لیتے ہیں۔ اور آپ کا پسینہ تمام خوشبوؤں سے زیدہ مہک والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ! ہم اس کو اپنے بچوں کے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ ؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّیْ فَوَجَدْتُ لِیَدِہٖ بَرْدًا اَوْرِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ (رواہ مسلم) 14-2395

حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے بتایا کہ ہم نے رسولِ محترم ﷺ کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی' جب آپ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا۔ سامنے چند بچوں نے آپ کا استقبال کیا پس ان میں سے ہر ایک بچے کے گالوں پر ایک ایک کر کے آپ نے میرے گال پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا کہ آپ نے عطار کی ڈبیہ سے اپنا ہاتھ نکالا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّ وَجْھَہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ (متفق علیہ) 15-2396

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' کہ جب رسولِ محترم ﷺ خوش ہوتے' تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح منور ہو جاتا' گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہمارے لیے آپ کی یہ کیفیت' ہم پہچان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ کے کئی اسمائے گرامی ہیں۔ اور آپ اپنے ہر نام کے ساتھ اسم با مسمّٰی ہیں۔

۲۔ صحابہ ؓ صاحب زبان ہونے اور زندگی بھر آپ کی زیارت کا شرف پانے کے باوجود' آپ کا حسن و جمال بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

۳۔ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند سے زیادہ دل ربا اور حسین و جمیل تھا۔

۴۔ آپ درمیانی قدو قامت کے مالک تھے۔

۵۔ آپ کا چہرہ پر انوار سرخ و سفید تھا۔

۶۔ کائنات میں آپ سے زیادہ کوئی چیز خوب صورت نہ تھی۔

بَابُ فِيْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات

رسولِ محترم ﷺ امام الانبیاء اور خاتم النبیین کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ شخصی کردار اور گھریلو ماحول کے حوالے سے بھی دنیا بھر کے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دنیا کے اکثر نامور اور بڑے لوگ اپنے آپ کو ہر مقام اور جگہ پر دوسروں سے منفرد اور ممتاز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا رویہ مافوق الفطرت مخلوق کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے رسولِ کریم ﷺ کے اخلاق اور کردار کا عالم یہ تھا' کہ آپ دو جہانوں کے سردار ہونے اور بے پناہ مصروفیات اور مشکل ترین حالات کے باوجود جب گھر تشریف لاتے تو اہل خانہ کے ساتھ شفقت اور بچوں کے ساتھ اس طرح پیار کرتے' کہ آپ کی ہر بیوی اس قدر اشتیاق سے آپ کا انتظار فرماتی' کہ آپ کب اس کے گھر میں جلوہ افروز ہوں' تاکہ آپ کے ساتھ گھل مل کر کچھ وقت گزارنے کا موقعہ مل سکے۔

بچوں کے ساتھ پیار کی کیفیت یہ تھی کہ آپ کے نواسے اور نواسیاں نماز کی حالت میں بھی آپ کی گود اور کندھوں پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپ کے اپنے جگر گوشوں کے علاوہ جو بچے آپ کو بازار میں دیکھتے وہ بھی بڑے معصومانہ انداز میں آپ کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ آپ ان کے سر پر دست شفقت رکھتے اور ننھے منے بچوں کے گالوں کو تھپکایا کرتے تھے۔

جماعتی اور سماجی زندگی میں آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا' لیکن شریعت کے معاملے میں آپ کے اخلاق کا عالم یہ تھا کہ آپ خلافِ شرع کاموں پر بلا تمیز تعاقب فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ گرفت کی جگہ گرفت فرماتے اور شفقت و مہربانی کے مقام پر انتہا درجہ کی نرمی و مہربانی کرتے تھے۔ اسی بنا پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا' کہ جس نے آپ کے اخلاق کا مشاہدہ کرنا ہو وہ قرآن مجید کے مطالعہ سے کرسکتا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بدلہ نہیں لیا' ایسے ہی آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے کبھی مفاد بھی نہیں اٹھایا۔ آپ ہمیشہ اپنے آرام اور مال کو لوگوں پر قربان کیا کرتے تھے۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (متفق عليه) 2396-1

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی رحمت ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ یا وہ کیوں نہیں کیا؟۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ رحمت ﷺ اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔ ایک دفعہ آپ نے

لَا اَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَاءِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (رواه مسلم) 2-2397

مجھے کسی کام کے لیے بھیجا' تو میں نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے عرض کیا' کہ میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں تھا کہ یہ حکمِ رسول ﷺ ہے اس لیے ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں نکل پڑا۔ اور گلی میں کھیلتے بچوں کے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت رسولِ کریم ﷺ نے میرے پیچھے سے پہنچ کر میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: انس! کیا تو میرے کہنے کے مطابق وہاں جا رہا ہے؟ میں نے عرض گزاری ہاں' یا رسول اللہ! میں ابھی جاتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ فَاَدْرَکَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِیْدَةً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِیَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیه) 3-2398

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' کہ میں رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر گہری حاشیہ دار نجرانی چادر تھی۔ تب ایک دیہاتی سامنے آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ نتیجۃً نبی رحمت ﷺ اس کے سینے کی طرف جھک گئے۔ یہاں تک کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی گردن مبارک کے ایک طرف' چادر کے کنارے کو زور سے کھینچنے کے سبب' رگڑ کا نشان دیکھا۔ پھر دیہاتی نے کہا: یا محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے مجھے بھی کچھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف دیکھا' مسکرائے اور اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَهُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرْیٍ مَا عَلَیْهِ سَرْجٌ وَّفِیْ عُنُقِهٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہلِ مدینہ گھبرا گئے تمام لوگ آواز کی جانب لپکے۔ وہاں انہوں نے نبی معظم ﷺ کو موجود پایا۔ آپ تمام لوگوں سے پہلے آواز کی جانب پہنچ گئے تھے اور آپ فرما رہے تھے ڈرو نہیں' ڈرو نہیں۔ آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے' اس

وَجَدْتُهُ بَحْرًا (متفق علیه) 2399-4

پر زین نہ تھی۔ نیز آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (متفق علیه) 2400-5

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اکرم ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے انکار کیا ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) 2401-6

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی معظم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان والی بکریوں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس کا سوال پورا کر دیا۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ لوگو! اللہ کی قسم! اسلام قبول کر لو۔ بلا شبہ محمد (ﷺ) اتنا زیادہ دیتے ہیں کہ آپ کو کسی فقر وافلاس کا خوف نہیں ہوتا۔ (مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اِضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا (رواہ البخاری) 2402-7

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کے ہمراہ حنین سے لوٹ رہے تھے، تو کچھ دیہاتی آپ سے بری طرح لپٹ گئے اور آپ سے مالِ غنیمت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ حتی کہ آپ کو مجبوراً کیکر کے نیچے آنا پڑا اور آپ کی چادر اس میں الجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے چند لمحے توقف فرمایا اور یوں ارشاد ہوا' مجھے میری چادر واپس دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بھی مویشی ہوتے' تو میں وہ تم میں تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے کنجوس' جھوٹا اور چھوٹے دل والا نہ پاتے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا (رواہ مسلم) 2403-8

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ جب رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کر لیتے' تو مدینہ منورہ کے لونڈی' غلام پانی سے بھرے برتن لے کر پہنچ جاتے۔ جو بھی آتا آپ ﷺ اس کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبوتے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سردی کے موسم میں صبح سویرے پہنچ جاتے اور آپ ﷺ پھر بھی ان کے برتنوں میں ہاتھ ڈبو دیتے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں

تَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَ تْ(رواه البخاری)9-2404

میں سے ایک لونڈی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ امْرَءَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا(رواه مسلم)10-2405

حضرت انس ؓ ہی کا بیان ہے کہ ایک عورت کے دماغ میں کچھ خرابی تھی۔ اس نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ نے فرمایا: یا ام فلاں! کیوں نہیں میں تمہارے لیے جس گلی میں چاہتی ہو جانے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ آپ راستے میں اس کے پاس علیحدہ رکے رہے یہاں تک کہ اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ (رواه البخاری) 11-2406

حضرت انس ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ فحش گو لعنت بھیجنے والے اور گالم گلوچ کرنے والے نہ تھے۔ آپ بوقت عتاب صرف اتنا فرمایا کرتے' اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو! (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواه مسلم)12-2407

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں مشرکین کو بددعا دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا' بلکہ مجھے تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ (متفق عليه)13-2408

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کنواری' باپردہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب کبھی آپ کسی ناپسندیدہ کام کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرہ سے کراہت کو جان جاتے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (رواه البخاری)14-2409

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کو کبھی اس طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا' کہ آپ کے حلق کا اندرونی حصہ نظر آئے بلکہ آپ ہمیشہ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل تیز باتیں نہیں کرتے تھے' بلکہ

حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ (متفق علیه) 15-2410

آپ اس طرح گفتگو فرماتے' کہ اگر کوئی گنتی کرنے والا گننا چاہتا' تو گفتگو کے الفاظ گن سکتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْاَسْوَدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَصْنَعُ فِیْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ يَعْنِیْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ (رواه البخاری) 16-2411

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا' کہ نبی اکرم ﷺ کا گھر میں کیا معمول ہوتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا' کہ آپ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے۔ یعنی اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا (متفق علیه) 17-2412

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ رسولِ کریم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا' تو آپ ہمیشہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے' بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ البتہ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَیْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (رواه مسلم) 18-2413

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نہ کسی جان دار چیز کو نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مارا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا' کہ کسی شخص سے آپ کو تکلیف پہنچی اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو لیکن جب حدود اللہ کو پامال کیا جاتا' تو آپ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ اِبْنُهٗ مُسْتَرْضَعًا فِیْ عَوَالِی الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ

حضرت عمرو بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں' کہ میں نے رسولِ رحمت ﷺ سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ منورہ کی نواحی بستی میں دودھ

فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ (رواہ مسلم) 2414-19

پلایا جاتا تھا۔آپ وہاں جایا کرتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے۔ایک دفعہ آپ ابراہیم کے کمرے میں گئے تو وہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔کیونکہ دودھ پلانے والی عورت کا خاوند لوہار تھا۔چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو اٹھایا' بوسہ لیا پھر واپس لوٹ آئے۔راوی حدیث عمرو رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے' کہ جب ابراہیم وفات پا گیا تو رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: یقیناً میرے بیٹے ابراہیم کے لیے دو دودھ پلانے والی عورتیں مقرر کر دی گئیں ہیں کیونکہ یہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے۔اب وہ اس کی رضاعت کی جنت میں تکمیل کریں گی۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔

۲۔ آپ سب سے زیادہ خوش اخلاق' فیاض اور باحیا تھے۔

۳۔ آپ کی گفتگو میں ٹھہراؤ اور وقار ہوا کرتا تھا۔

۴۔ آپ کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔

۵۔ آپ چھوٹے بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار فرمایا کرتے تھے۔

۶۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔

۷۔ آپ بڑے بہادر اور فیاض تھے۔

۸۔ آپ مسکراتے تھے قہقہے نہیں لگایا کرتے تھے۔



بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ

نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز

آپ ﷺ نے بڑی پاکیزگی کے ساتھ اتالیس سال گزارے۔ زندگی کے چالیسویں سال خوابوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ نیند میں جو کچھ آپ دیکھتے اگلے دن من وعن وہ واقعہ رونما ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ آپ کی طبیعت خلوت پسند ہوتی گئی۔ اس کی وجہ سے آپ کئی کئی دن تک مکہ سے باہر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں زندگی کے انجام لوگوں کے واقعات اور اہلِ مکہ کے حالات پر نہایت دل سوزی سے غور وفکر فرماتے۔ اسی فکر مندی میں ایک دن غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لاتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً (متفق عليه) 2415-1

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً (متفق عليه) 2416-2

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً (متفق عليه) 2417-3

وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ. (رواه مسلم) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد آپ تیرہ سال مکہ معظمہ میں رہے اور آپ کی طرف وحی کی جاتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور دس سال بسر کیے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں پندرہ سال مقیم رہے۔ سات سال جبرائیل کی آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے لیکن اور کچھ نہ دیکھتے تھے۔ آٹھ سال تک آپ کو وحی کی جاتی رہی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور جب وفات پائی اس وقت آپ پینسٹھ برس کے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو ساٹھ سال عمر پوری ہونے پر وفات دی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس ؓ ہی سے روایت ہے کہ نبیِ معظم ﷺ کی روح تریسٹھ برس کی عمر میں قبض کی گئی۔ اسی طرح ابو بکر و عمر ؓ نے بھی تریسٹھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (مسلم) محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ .4-2418

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَاً اِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ. وَهُوَ التَّعَبُّدُ. اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذَالِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَااَنَابِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ

تریسٹھ سال والی روایات کثرت سے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحی کے بارے اس طرح بیان کرتی ہیں۔ رسول محترم ﷺ کو وحی کی ابتدا نیند میں سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی مانند سامنے آجاتا۔ پھر آپ تنہائی پسند ہوگئے اور غارِ حرا میں تنہائی کا وقت گزارنے لگے۔ وہاں اور عبادت میں مشغول رہتے۔ اپنے اہل وعیال کے پاس واپس آنے سے پہلے آپ کئی کئی راتیں وہاں گزارتے۔ اس عرصہ کے لیے سامانِ خورد ونوش ساتھ لے جاتے۔ ختم ہونے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آتے۔ وہ پھر اسی طرح سامان آپ کے ساتھ کر دیتیں۔ حتّٰی کہ غارِ حراہی میں وحی کا نزول شروع ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ''پڑھیئے!'' آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ نے بتایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا دبایا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھیں!''۔ آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے دوسری بار اسی طرح زور سے دبایا اور میں نے سخت تکلیف محسوس کی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھیں''۔ میں نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ لیا اور تیسری بار زور سے دبایا' یہاں تک کہ مجھے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس وحی کے ساتھ واپس لوٹے اور دل گھبرا رہا تھا۔

انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ فَقَالَتْ لَهُ يَاابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا لَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ (متفق عليه) 5-2419

آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے فرمایا: مجھے! کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک آپ سے خوف کی کیفیت دور ہوگئی۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور فرمایا' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ انہوں نے تسلی دی' کہ ہر گز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا (وغمگین) نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' سچی بات کہتے ہیں' دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں' محتاج کی خبر گیری کرتے ہیں' مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے۔ انہوں نے ورقہ سے کہا' اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا معاملہ سنیے۔ چنانچہ ورقہ نے آپ سے دریافت کیا' اے میرے بھتیجے! تجھے کیا نظر آتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا' یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجتا تھا۔ اے کاش! میں تمہارے عہد نبوت میں جوان ہوتا! اور کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا> جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا' ہاں! کیوں کہ جب بھی کسی کو رسالت سے نوازا گیا تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں اس دن تک زندہ رہا' جب لوگ تمہیں نکالیں گے' تو میں تمہاری بھرپور معاونت کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور آپ پر وحی کا سلسلہ (چند روز کے لیے) منقطع رہا۔ (بخاری ومسلم)

وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَاوَ مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ. 6-2420

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ نبی ﷺ پر (نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہونے سے) غم و حزن طاری ہوگیا۔ جس کا ثبوت ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں' کہ غم وحزن کی وجہ سے کئی بار آپ نے یہ ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں۔ لیکن جب بھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ خود کو وہاں سے گرائیں تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور آپ سے کہتے' اے محمد! بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولِ برحق ہیں۔

اس تسلی کی وجہ سے آپ (کے دل) کا اضطراب جاتا رہتا اور آپ مطمئن ہو جاتے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا عَنِ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ (متفق عليه) 2421-7

جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ وحی کے منقطع ہونے کا حال بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ میں چل رہا تھا' میں نے آسمان سے آواز سنی' جب میں نے نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا' وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس (منظر) سے مجھے اتنا خوف لاحق ہوا کہ میں زمین کے ساتھ لگا جا رہا تھا اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ میں نے کہا' مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا دیجیے! مجھے کپڑا دیجیے! پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ پروردگار کی بڑائی بیان کر اور "اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور مخلوق کو ڈرا اور اپنے اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔" اس کے بعد پے در پے اور مسلسل وحی آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا (متفق عليه) 2422-8

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حارث بن ہشام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے۔ اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے' جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے' وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سخت سردی کا دن ہوتا' آپ ﷺ پر وحی اترتی اور جب فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گر رہے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں' کہ جب نبی ﷺ پر وحی

ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْىُ كُرِبَ لِذَالِکَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُ وْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِىَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهٗ (رواه مسلم) 2423-9

نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ مضطرب ہو جاتے اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے آپ کے صحابہ بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے۔ جب وحی ختم ہو جاتی آپ اپنا سر اٹھا لیتے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ" خَرَجَ النَّبِىُّ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِىْ يَابَنِىْ فِهْرٍ يَابَنِىْ عَدِىٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَاهُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَئَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِىْ. تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِىَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّکَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَااَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (متفق عليه) 2424-10

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی "آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں" تو نبی ﷺ نکل پڑے اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے' آپ پکارنے لگے' اے بنو فہر! اے بنو عدی! اسی طرح آپ نے قریش کے تمام قبائل کو مخاطب کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور جو شخص نہ آ سکا تو اس نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کیا معاملہ کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ' اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک لشکر وادی سے نکل رہا ہے۔ وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ ان سب نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ ہم نے تو آپ کے بارے میں ہمیشہ سچائی ہی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' میں تمہیں اس شدید عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہیں پیش آنے والا ہے! یہ سن کر ابولہب کہنے لگا' تو تباہ ہو جائیا' کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔" (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِىْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا

عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ مکرمہ کے قریب نماز ادا کر رہے تھے اور وہاں قریش کا ایک گروہ اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا۔ اچانک ایک شخص نے کہا' کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اٹھ

وَسَلاهَا فَيَجِيئُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلٰثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِوبْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَعُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً (متفق عليه) 2425-11

کر جائے اور فلاں قبیلے میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا ہے وہ اس کی اوجھڑی' اس کا خون اور اس کا پوست اٹھالائے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرے' پھر جب آپ سجدہ میں جائیں تو وہ ان چیزوں کو آپ کے کندھوں کے اوپر رکھ دے تو ان میں سے ایک انتہائی بدبخت انسان کھڑا ہوا۔ (اور یہ چیزیں لے آیا) اور جب آپ سجدہ میں گئے' تو اس نے ان کو آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ لیکن نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں رہے۔ یہ دیکھ کر وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگے' بلکہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایک شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا' وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور دیکھا کہ نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں' تو انہوں نے ان چیزوں کو آپ کے جسم مبارک سے اٹھا پھینکا اور قریش کی جانب متوجہ ہو کر برا بھلا کہنے لگیں۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ نے بدعا کی' اے اللہ! قریش کو ہلاک کر! آپ نے تین بار بدعا کی اور آپ جب بھی دعا کیا کرتے تھے تو اکثر تین بار دعا کرتے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے (کوئی چیز) مانگتے تو تین بار مانگتے۔ (آپ نے بدعاء فرمائی) اے اللہ! عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل)' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف' عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو تباہ و برباد کر دے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں' اللہ کی قسم! میں نے انہیں جنگ بدر کے دن ہلاک پڑے دیکھا۔ بعدازاں ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ان لوگوں پر جو کنویں میں پھینکے گئے ہیں لعنت لازم کر دی گئی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِيَا لِيْلِ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے آپ سے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر جنگ احد سے بھی زیادہ سخت دن آیا ہے؟ آپ نے جواب دیا' تیری قوم کی طرف سے مجھے جو کچھ درپیش آیا' وہ احد کے دن سے زیادہ سخت تھا۔ اور عقبہ کے دن مجھے انتہائی سخت لمحات سے دو چار ہونا پڑا' جب میں ابن عبد یالیل بن کلال کے پاس

اَسْتَفِقْ اِلَّا لِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَابِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْهَا جِبْرَئِیْلُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ وَمَا رَدُّوْا عَلَیْکَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِیْهِمْ قَالَ فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ اَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبُّکَ اِلَیْکَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِکَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَیْهِمُ الْاَخْشَبَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا(متفق علیه) 12-2426

پہنچا' لیکن اس نے میری دعوت کو تسلیم نہ کیا پھر میں چل پڑا اور میں شدید غم میں مبتلا تھا میں بہت پریشان تھا' مجھے کچھ سوجھتا نہیں تھا کہ کدھر جاؤں' یہاں تک ''قرن الثعالب'' مقام میں پہنچ کر میرے حواس قابو میں آئے' میں نے اپنا سر بلند کیا تو اپنے اوپر ایک بادل کو سایہ کیے ہوئے دیکھا۔ پھر اچانک میری نظر بادل کے ٹکڑے میں جبرائیل علیہ السلام پر پڑی' انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا' اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے جو آپ سے آپ کی قوم نے کہا اور جور و عمل آپ کی قوم نے کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب پہاڑوں پر مقرر فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے پہاڑوں پر مقرر فرشتے نے آواز دی' مجھے پر سلام کیا اور کہا' کہ اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اور آپ کے پروردگار نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے' تاکہ آپ مجھے اپنی مرضی سے حکم دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ان پر الٹ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں ان کی ہلاکت نہیں چاہتا' بلکہ میں امید رکھتا ہوں' کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا' جو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کُسِرَتْ رُبَاعِیَتُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ یَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَیَقُوْلُ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِیِّهِمْ وَکَسَرُوْا رُبَاعِیَتَهٗ (رواه مسلم) 13-2427

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی ﷺ کے سامنے کا ایک رباعی دانت ٹوٹ گیا' اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ اپنے سر مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وہ لوگ کیسے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ ڈالا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِیِّهٖ. یُشِیْرُ اِلٰی رُبَاعِیَتِهٖ. اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ(متفق علیه) 14-2428

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قوم پر اللہ سخت ناراض ہے جنہوں نے اپنے نبی سے ایسا سلوک کیا۔ آپ کا اشارہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت کی طرف تھا۔ نیز فرمایا: اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت ترین غضب ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول' جہاد فی سبیل اللہ میں قتل

کر ڈالے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ يَحْيَ بْنِ اَبِیْ كَثِيرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَا اَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذَالِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِیْ قُلْتَ لِیْ فَقَالَ لِیْ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِیْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِیْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِیْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ فَدَثَّرُوْنِیْ وَصَبُّوْا عَلَیَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ يَااَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذَالِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ (متفق عليه) 2429-15

تیسری فصل

یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ؒ سے پوچھا' کہ قرآن پاک کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ "المدثر" ہے۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ "اقرأ" پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابوسلمہ نے کہا: میں نے اس بارے میں جابر سے یہی سوال کیا تھا' تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ اور پھر میں نے بھی انہیں وہی بات کہی' جو تم نے مجھے کہی ہے۔ تو جابر نے مجھے بتایا کہ میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کرتا ہوں' جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا' میں ایک ماہ غار حرا میں تنہائی میں تھا جب میں اپنی خلوت پوری کر چکا تو پہاڑ سے اترا پس۔ مجھے آواز دی گئی' میں نے اپنے دائیں جانب دیکھا مجھے کچھ نظر نہ آیا' میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو وہاں بھی مجھے کچھ نظر نہ آیا' میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو مجھے کچھ دکھائی نہیں آیا' جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو مجھے فرشتہ نظر آیا۔ چنانچہ میں سہم گیا اور خدیجہ رضی اللہ عنھا کے پاس آیا۔ میں نے کہا' مجھے چادر اڑھاؤ۔ انہوں نے مجھے چادر اوڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے "اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرا۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھ۔ اور شرک سے کنارہ کش رہ" (راوی نے بیان کیا ہے کہ) نزول وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

سب سے پہلے اقرأ کی چند آیات نازل ہوئیں۔ اور تقریباً ایک سال بعد سورہ مدثر نازل ہوئی۔ کیونکہ اس سے پہلی روایت میں وضاحت آچکی ہے کہ یہ تو وہی فرشتہ تھا جس کو میں نے غار حرا میں دیکھا تھا۔

خلاصہ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ترپن سال اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔

۳۔ آپ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔

۴۔ نبوت سے پہلے آپ غار حراء میں خلوت نشین ہوا کرتے تھے۔

۵۔ پہلی وحی میں آپ پر سورۂ علق کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تھیں۔

۶۔ پہلی وحی کے وقت آپ کی زوجۂ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کو تسلی دی تھی۔

۷۔ ''آپ نبوت سے پہلے بھی صلۂ رحمی کرنے والے، سچ بولنے والے، دوسروں کی مدد کرنے والے اور محتاجوں کی حاجت روائی فرمانے والے ہیں۔''



بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

نبوت کی علامات

اللہ تعالیٰ جس شخص کو رسول منتخب کرتے ہیں اس میں ظاہری اور باطنی طور پر ایسے اوصاف پیدا فرماتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بچپن سے ہی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ لوگ اسے عقیدت واحترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ چالیس سال کے بعد جب اس شخصیت کو نبوت کے منصب جلیلہ سے سرفراز کیا جاتا ہے' تو روحانی اور الہامی نشانیوں کے ساتھ' ظاہری نشانیاں اور معجزے بھی عطا کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ الہامی تعلیم کے دلائل کے ساتھ نبوت کی ظاہری نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لائیں۔ اس باب میں اکثر انہی نشانیوں کا تذکرہ ہے جو نبوت سے پہلے آپ کی ذات اطہر سے رونما ہوئی تھیں۔

یاد رہے! کہ یہ نشانیاں خواہ نبوت سے پہلے ہوں' یا نبوت کے بعد خود رسول کے اختیار میں نہیں ہوا کرتیں۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہوتا ہے۔ اور کسی کے ذاتی اوصاف اور محنت کا ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت سے پہلے پیغمبر کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جونہی اکتالیسویں سال کا آغاز ہوا ہے تو یکایک جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لا کر انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے کا فریضہ سونپتے تھے۔ قرآن حکیم میں اس بات کو دوٹوک الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ ۴۲ : ۵۲)

اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے۔ تمہیں کچھ پتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔ یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہو۔ نیز فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ. (العنکبوت ۲۹ : ۴۸)

''اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ جاتے۔''

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرَئِیْلُ وَهُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِیْ

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر لٹایا' آپ کے سینے کو دل کے قریب سے چاک کیا اور دل سے گاڑھے

طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَامَهُ وَاَعَادَهُ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ (رواہ مسلم) 1-2430

خون کا ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ ہے۔ بعد ازاں انھوں نے آپ کو درست کیا۔ بچے (یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے اور) دوڑتے ہوئے آپ کی رضائی ماں کے پاس آئے اور کہا کہ محمد کو قتل کر دیا گیا۔ لوگ آپ کے پاس آئے آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ میں سلائی کے نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ (رواہ مسلم) 2-2431

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں ایک ایسے پتھر کو پہچانتا ہوں' جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا۔ بلاشبہ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا (متفق علیہ) 3-2432

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں۔ تو آپ نے انہیں (انگلی کے اشارے سے) چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔ یہاں تک کہ ان کافروں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْهَدُوْا (متفق علیہ) 4-2433

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: کہ رسول معظم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس سے نیچے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب میری نبوت کی گواہی دو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَّاَيْتُهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد (ﷺ) تمھارے سامنے اپنا چہرہ مٹی پر لگاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! ابوجہل کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد ﷺ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ نماز ادا کرنے آئے' تو ابوجہل نے ارادہ کیا کہ آپ کی گردن

وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهُ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَّارٍ وَهَوْلًا وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْدَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا (رواه مسلم)

5-2434

کو روند ڈالے مگر اچانک ابو جہل اپنے الٹے قدموں پر لوٹا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ خود کو (کسی چیز سے) بچا رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟ ابو جہل نے جواب دیا کہ میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق، زبردست خوف اور پر حائل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابو جہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے فوراً اسے اچک لیتے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے (مسلم)

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْاَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْاَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَّقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ

عدی بن حاتم ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ بعد ازاں ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے راہزنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟ پھر فرمایا! اگر تمھاری عمر دراز ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے، کہ ایک تنہا عورت حیرہ سے سفر کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کعبے کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں ہوگا۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے، کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لیے جائیں گے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی ہاتھوں میں لیے نکلے گا۔ مگر اسے کوئی صدقہ کو قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ اور یقیناً تم میں سے ہر ایک ایک شخص کی اللہ تعالیٰ سے (بالمشافہ) ملاقات ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ترجمان نہیں ہوگا جو اس کا حال بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ کیا میں نے تیری جانب پیغمبر نہیں بھیجا تھا۔ جس نے تجھ تک احکام پہنچائے؟ وہ جواب دے گا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے، کیا میں نے تجھے مال و دولت عطا نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل نہیں کیا تھا؟ وہ

لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ (رواه البخاری) 6-2435

جواب دے: گا کیوں نہیں! وہ اپنی دائیں جانب نظر دوڑائے گا تو تب بھی اسے سوائے جہنم کے کچھ دکھائی نہیں دے گا اور اگر وہ اپنی بائیں جانب نظر دوڑائے گا' تو تب بھی اسے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا:) تم صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے۔ عدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا' کہ اونٹنی پر سوار تنہا عورت حیرہ شہر سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ اسے اللہ کے سوا کسی سے کچھ خوف نہیں۔ اور میں ان لوگوں میں خود شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا۔ اور اگر تمھاری زندگیاں طویل ہوئیں تو تم ابوالقاسم ﷺ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھو گے۔ کہ ایک شخص ہاتھوں میں سونا چاندی لیے نکلے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ ﷺ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَلَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ ذَالِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذَالِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (رواه البخاری) 7-2436

حضرت خباب بن ارت ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ہم نے نبی معظم ﷺ سے شکایت کی' جبکہ آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے ان دنوں ہمیں مشرکین سے زبر دست تکالیف پہنچیں تھیں۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے لیے مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ یہ بات سن کر آپ اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا' اسے اس میں گاڑ کر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ لیکن یہ (ظلم بھی) اسے اس کے دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا۔ اور (بعض کو) لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چھیلا جاتا' لیکن یہ سزا بھی اس کو دین سے روک نہیں سکتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سوار ''صنعاء'' سے ''حضر موت'' تک سفر کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا' یا پھر چرواہے کو اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے کا ڈر ہوگا۔ لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور یہ

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ (متفق علیہ) 2437-8

عبادہ بن صامت ؓ کی بیوی تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لائے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا۔ اس کے بعد وہ آپ کے سر سے جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا' کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے' جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے۔ وہ سمندر میں اس طرح محوِ سفر تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔ یا یہ فرمایا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر براجمان ہوں۔ میں نے عرض: کیا اللہ کے رسول! آپ دعا کریں' کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کرے۔ آپ نے ام حرام رضی اللہ عنہا کے لیے دعا فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے پھر تکیے پر سر رکھا اور محوِ خواب ہو گئے۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائی دیے جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے جیسا کہ آپ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے۔ آپ نے فرمایا: تم پہلے لوگوں میں شامل ہو۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ ؓ کے عہدِ امارت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سمندر سے نکل کر باہر آئیں تو اچانک سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ام حرم بنت ملحان رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ إِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آیا۔ اس کا تعلق شنوءہ قبیلہ سے تھا اور وہ جنات وغیرہ کے لیے دم کیا کرتا تھا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کے

مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّي رَاَيْتُ هٰذَاالرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ اِنِّي اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ (رواه مسلم) 2438-9

جاہل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا نعوذ باللہ محمد (ﷺ) دیوانہ ہو گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ سے شفا عنایت کر دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا' کہ میں آسیب کا دم کرتا ہوں کیا آپ چاہتے ہیں (کہ میں آپ کا علاج کروں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام حمد وثنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے' اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس شخص کو اللہ سیدھے راستے سے ہٹا دے تو اس کو کوئی راستے پر نہیں لا سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں' کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے رسول ہے۔ اما بعد! حمد وصلوٰۃ سننے کے بعد ضماد کہنے لگا کہ آپ دوبارہ ان کلمات کو میرے سامنے ارشاد فرمایئے چنانچہ آپ نے ان کلمات کو اس کے سامنے تین بار دہرایا۔ اس نے کہا بلاشبہ میں نے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کے اقوال کو سنا ہے۔ لیکن میں نے آپ کے ان کلمات کے مثل کلام نہیں سنا۔ بلاشبہ یہ کلمات تو فصاحت وبلاغت کا سمندر ہیں۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے اس سے اسلام پر بیعت لی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ وَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' کہ ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے براہ راست یہ بات بیان کی۔ انہوں نے کہا' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے درمیان صلح کی طے شدہ مدت کے دوران سفر کیا۔ اور اس وقت میں شام میں مقیم تھا' جب نبی محترم ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل کو پہنچا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا' کہ اس خط کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ انہوں نے اسے بصریٰ کے امیر کے حوالے کیا بصریٰ کے گورنر نے اسے ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہر

الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِیْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰی هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَیُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ یُّؤْثَرَ عَلَیَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَاقَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ یَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاءُ هُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُ هُمْ قَالَ اَیَزِیْدُوْنَ اَمْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَیْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ یَكُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِیْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِیْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِیْهَا شَیْئًا غَیْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ

قل نے پوچھا کہ اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے' جو اپنے پیغمبر ہونے کا دعوٰی کرتا ہے؟ درباریوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے ہاں پہنچے۔ ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ ہرقل نے پوچھا۔ نبوت کا دعوٰی کرنے والے شخص سے نسب کے لحاظ سے تم میں سے کون قریب تر ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا میں ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا اور اس سے کہا> کہ تم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کروں گا' جو نبوت کا مدّعی ہے۔ اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کی تردید کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا' کہ مجھے جھٹلا دیا جائے گا' تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بعدازاں ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے سوال کرو۔ تم میں اس کا خاندان کیسا ہے؟۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا دعوی نبوت سے پہلے اس نے کبھی ایسی کوئی بات کہی ہے' جس کی وجہ سے تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا اس کے پیروکار اشراف ہیں یا کمزور لوگ ہیں؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو کمزور لوگ ہیں۔ ہرقل نے دریافت کیا: ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: کہ کم نہیں بلکہ بڑھ رہی ہے۔ ہرقل نے پوچھا: کیا ان میں

فِيكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ فِيكُمْ ذُوْحَسَبٍ وَّكَذَا لِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَ سَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاءُ هُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاءُ هُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذَالِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذَالِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ

سے کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھ کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے نفی میں جواب دیا۔ ہرقل نے دریافت: کیا کیا تمھاری اس کے ساتھ کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں لڑائی ہوئی ہے۔ ہرقل نے پوچھا اس سے تمھاری جنگ کیسی رہی؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی مانند تھی کبھی انہوں نے اسے کھینچا کبھی ہم نے اس سے کھینچ لیا۔ ہرقل نے پوچھا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا ''نہیں''۔ اور میں نے کہا کہ حالیہ معاہدے کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! میرے لیے اس کلمہ کے علاوہ ممکن نہ تھا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرتا۔ ہرقل نے دریافت کیا: کیا اس نے اس سے پہلے بھی کبھی اس طرح کی بات کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: کہ اس کے کہو کہ میں نے تم سے اس کے خاندان کے متعلق سوال کیا۔ تم نے کہا کہ وہ تم لوگوں میں شریف خاندان والا ہے۔ اسی طرح پیغمبر اپنی قوم کے شریف خاندان سے ہی بھیجے جاتے ہیں۔ اور میں نے تم سے دریافت کیا کہ اس کے آباء واجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر اس کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اپنے آباء واجداد کی بادشاہت چاہتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیروکار غریب لوگ ہیں یا امیر؟ تو تم نے جواب دیا کہ غریب لوگ ہیں۔ جبکہ پیغمبروں کے

اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهُ (متفق علیه) 2439-10

پیروکار (شروع میں) فقیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے نبوت کے دعوے سے پہلے جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا' کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا' تو اللہ تعالیٰ کو نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے' کہ جب ایمان کی محبت دلوں میں داخل ہو جاتی ہے' تو پھر یہ ہرگز نہیں چھوٹتا۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے' یا وہ کم ہو رہے ہیں؟۔ تو تم نے جواب دیا' کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ایمان کا حال اسی طرح ہوتا ہے (مسلسل بڑھتا رہتا ہے)۔ اور آخر کار ایمان غالب ہو جاتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے۔ تو تم نے جواب دیا کہ تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے اور جنگ تمھارے اور اس کے درمیان ڈول کی مانند رہی کہ اس نے تمھیں نقصان پہنچایا اور تم نے اسے نقصان پہنچایا۔ اور اسی طرح ہی پیغمبروں کی آزمائش ہوتی ہے۔ بعد ازاں (وہی غالب رہتے ہیں) ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا اس نے عہد شکنی کی ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ اس نے عہد شکنی نہیں کی۔ اور پیغمبروں کا کردار اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ اور میں نے پوچھا کہ تم (عربوں میں) ان سے پہلے بھی کسی نے اس طرح کی (دعویٰ نبوت کی) بات کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ نہیں! اور میں نے سمجھا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اسی بات کے پیچھے چل رہا ہے' جو اس سے پہلے کہی گئی تھی۔ پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تمھیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: ہم نے جواب دیا کہ وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اگر تمھاری باتیں درست ہیں تو یقیناً وہ آدمی پیغمبر ہے۔ اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن میرا خیال یہ نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں اس تک پہنچ سکتا ہوں' تو اس سے ملاقات میرے لیے بہت پسندیدہ بات ہوگی۔ اور اگر میں اس کے پاس ہوتا' تو ان کے پاؤں دھوتا۔ اور یقیناً اس کا اقتدار میرے قدموں تک پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول معظم ﷺ کا مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھا۔ (بخاری ومسلم)



بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ

معراج کا بیان

واقعۂ معراج دنیا کے محیر العقول اور انقلابی واقعات میں، سب سے زیادہ انقلابی اور حیران کن واقعہ ہے، جو نبوت کے دسویں ،یا بارہویں سال کے آخر میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ اچانک دو فرشتے آپ ﷺ کو اٹھا کر حرم مکہ میں لے جاتے ہیں، ابھی آپ پر نیند کے آثار باقی تھے، کہ آپ کو حطیم میں لٹا کر آپ کے دل کو آب زمزم سے دھونے کے بعد نور و بصیرت کے ساتھ لبالب کر دیا گیا۔ تا کہ آپ لامتناہی کائناتی سفر کے متحمل اور رب ذوالجلال کے ساتھ ہم کلامی اور شرف ملاقات کے اہل ہو سکیں۔ اس کے بعد آپ کے حضور براق پیش کیا گیا۔ جو برق سے ہے، جس کا معنی ہے بجلی کی طرح تیز رو ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے ہم رکاب ہوئے۔

راستہ میں کئی اہم ترین واقعات پیش آئے۔ بیت المقدس میں آپ نے تمام انبیائے کرام کی امامت کا شرف پایا۔ باہر تشریف لائے تو حضرت جبرئیل آپ کو لے کر مختلف آسمانوں پر چڑھتے چلے گئے۔

آپ کو ساتوں آسمانوں کا مشاہدہ، جنت و دوزخ کا معائنہ اور حضرت آدم' سیدنا ابراہیم' جناب موسیٰ' حضرت عیسیٰ علیہم السلام سمیت دیگر انبیاء سے ملاقات اور گفتگو کا شرف عطا ہوا۔ سب سے آخر میں سدرۃ المنتہیٰ جو خالق اور مخلوق کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، پر آپ کو ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد رب کریم سے ہم کلامی کا شرف اور اعزاز پایا۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

بعد ازاں آپ اسی طریقہ اور راستے سے واپس تشریف لائے۔ اور کئی اہم واقعات پیش آئے جن میں سب سے بڑا واقعہ یہ ہے، کہ کفار نے حسب عادت آپ کی بات کا مذاق اڑانا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضا سے اس طرح پردے ہٹا دیے، کہ آپ براہ راست اپنی آنکھوں سے مسجدِ اقصیٰ کو دیکھ دیکھ کر کفار کے سوالوں کے جواب میں اسکی ایک ایک نشانی بتلائے جا رہے تھے۔ اس طرح سے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

اس سفر کا بنیادی مقصد یہ تھا، کہ آپ کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی قدرتوں' متبرک جگہوں' اہم شخصیتوں' جنت کی نعمتوں کی زیارت اور جہنم کی ہولناکیوں کا معائنہ کروایا جائے۔

واقعۂ معراج کا پیغام یہ ہے کہ اب کے بعد پہلی کتابوں' قیادتوں کے خاتمہ کے ساتھ عنقریب قبلہ بھی تبدیل کر دیا جائے گا گویا کہ اب براہ راست اس امت پر قوموں کی قیادت و امامت کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ اس لیے سورۂ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر صرف ایک آیت میں کرنے کے بعد کلام کا رخ بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہوئے قوموں کے عروج و زوال کے حوالے سے بنیادی قواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ اشارہ ہے کہ اے اہل اسلام اب دنیا کی زمامِ کار تمہارے سپرد کی جا رہی ہے۔ لہذا تمہارا فرض ہے کہ تم بنی اسرائیل کی حرکتوں اور خباثتوں سے بچ کر اپنے آپ کو دنیا کی امامت کے اہل ثابت کرو۔

الفصل الاول

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ ﷺ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شَعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً.

ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا

پہلی فصل

حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس بن مالک ﷺ سے اور وہ مالک بن صعصعہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو اسراء کی رات کے بارے اس طرح بتایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور کبھی یوں فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے یہاں سے یہاں تک۔ یعنی سینے سے لے کر ناف کے نیچے بالوں تک۔ چاک کیا اور میرا دل نکال لیا پھر ایمان سے بھرپور سونے کی طشتری لائی گئی اور میرے دل کو دھویا گیا اور اس میں ایمان بھر دیا گیا۔ پھر دل کو واپس رکھ دیا گیا دوسری روایت میں ہے کہ میرے پیٹ کو آبِ زمزم سے دھویا گیا پھر اس میں ایمان اور حکمتِ ربانی بھری گئی۔ بعد ازاں میرے پاس ایک سفید رنگ کا براق نامی جانور، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا، تھا لایا گیا۔ حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ مجھے لے کر جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے حتی کہ آسمان دنیا آ پہنچا اس کا دروازہ کھولنے کا کہا، تو پوچھا گیا کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا جبریل! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد" (ﷺ) پوچھا گیا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں۔ انہوں نے کہا خوش آمدید آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجیے! میں نے انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ صالح بیٹے اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان پر

فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ

آئے۔ دروازہ کھولنے کا کہا ۔ پوچھا گیا' کون؟ بتایا جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد" (ﷺ) پوچھا گیا' کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا "ہاں"۔ کہا گیا، خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام دونوں خالہ زاد بھائی موجود تھے ۔ حضرت جبرائیلؑ نے بتایا: یہ یحیٰی اور عیسیٰ ہیں' ان کو سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کہا۔ میرے سلام کا ان دونوں نے جواب دیا پھر فرمایا۔ نیک بھائی اور صالح نبی مرحبا! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا' کون؟ بتایا جبرائیل! پھر پوچھا گیا' آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد (ﷺ)" پوچھا گیا' کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں! کہا گیا' خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا ۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ یوسف علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے ۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چوتھے آسمان کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا پوچھا گیا' کون؟ بتایا جبرائیل! پھر پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد" (ﷺ) پوچھا گیا' کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں۔ کہا گیا' خوش آمدید' آنے والے کا آنا مبارک! پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادریس ہیں، انہیں

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ قَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ

سلام کہیے ! میں نے انہیں سلام کیا۔سلام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک۔پھر مجھے لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام پانچویں آسمان کی طرف چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔پوچھا گیا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا''محمد''(ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے۔بتایا ہاں۔کہا گیا مرحبا' آنے والے کا آنا مبارک! اور دروازہ کھول دیا گیا۔جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے۔جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کہیے۔میں نے انہیں سلام کیا' سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک! پھر مجھے لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام چھٹے آسمان کی طرف چڑھے حتیٰ کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔دروازہ کھولنے کا کہا: پوچھا گیا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا''محمد'' ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا' ہاں۔کہا' مرحبا! آنے والے کا آنا مبارک! جب میں داخل ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سامنے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ موسیٰ ہیں' انہیں سلام کیجیے۔میں نے انہیں سلام کہا۔انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا! میرے آگے بڑھنے پر وہ رونے لگے۔پوچھا گیا' آپ کو کس چیز نے رلایا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے اس چیز نے رونے پر مجبور کیا کہ میرے بعد اس نوجوان کو بھیجا گیا اور اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔پوچھا گیا'

اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِکَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلٰوتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِکَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ (متفق علیه) 2440-1

کون؟ بتایا جبرائیل۔ پھر پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد" (ﷺ) پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں! کہا گیا' مرحبا! آنے والے کا آنا مبارک! جب میں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجیے! چنانچہ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا> پھر فرمایا' صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا! پھر مجھے "سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بڑھا دیا گیا۔ اس کے بیر 'ھجر' " کے مٹکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں دو ڈھکی ہوئیں اور دو کھلی۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ دونوں کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ دو ڈھکی دونہریں جنت کی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کیا گیا۔ پھر مجھے پیالوں

میں شراب' دودھ اور شہد پیش کیے گئے۔ چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہی اصل فطرت ہے' جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر یومیہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ واپس لوٹنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھاض آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے یومیہ پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا: آپ کی امت روزانہ پچاس نمازوں کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اللہ کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے زبردست کوششیں کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ چنانچہ میں واپس گیا اور میرے لیے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے حسب سابق فرمایا۔ میں پھر لوٹ کر گیا، تو مجھ سے مزید دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا۔ چنانچہ میں پھر لوٹا تو مزید دس معاف ہو گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے جیسی بات کہی، تو مجھے دس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کی تلقین کی تو میں بارگاہِ رب العزت میں پھر حاضر ہوا۔ تو یومیہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، تو انہوں نے فرمایا: آپ کو کیا حکم

ہوا؟ میں نے بتایا کہ روزانہ پانچ نمازیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی امت روزانہ پانچ نمازوں کی بھی استطاعت نہ رکھے گی۔ بلاشبہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کے حضور جائیے اور اپنی امت کے لیے مزید کمی کا سوال کیجئے۔ آپ نے جواب دیا: میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے ، کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ میں اس فیصلہ پر راضی ہوں اور سرِ اطاعت جھکاتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا، تو ایک منادی نے یہ ندا دی: میں نے اپنا فریضہ عاید کر دیا اور اپنے بندوں کے لئے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَآبَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرَئِيْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِنَ الَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا، جس کا قد لمبا، اور وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم اس کی حدِ نگاہ پر پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس پہنچا۔ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا، جس سے انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر میں باہر نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک شراب اور ایک دودھ کا برتن پیش کیا تو میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے فطرت کو پسند فرمایا۔ پھر بجانب آسمان ہمارا عروج شروع ہوا۔ اس کے بعد حضرت انس ؓ نے سابق حدیث والا مضمون بیان کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تب حضرت آدم علیہ السلام سامنے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا: تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں حسن کا آدھا حصہ عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ساتویں آسمان کے متعلق بتایا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے

فَفَرَضَ عَلَىَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذَالِكَ فَاِنِّىْ بَلَوْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَّرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ فَقُلْتُ يَارَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِىْ فَحَطَّ عَنِّىْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّىْ خَمْسًاقَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذَالِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّىْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذَالِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًاوَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَالَمْ تُكْتَبْ لَهُ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (رواه مسلم) 2441-2

تھا۔ وہ بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جن کی باری پھر کبھی نہیں آتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے جایا گیا۔ اس بیری کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے بیر مٹکوں جیسے تھے۔ جب اس درخت کو بحکم الٰہی کسی ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا، تو اس کی کیفیت بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کوئی بھی اس درخت کی خوب صورتی کو بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو وحی بھیجنی تھی اس وحی کا نزول فرمایا۔ اور مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میری منزل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھی۔ انہوں نے پوچھا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے بتایا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا اور درخواست پیش کی۔ یا رب! میری امت کے لیے کمی کر دے۔ چنانچہ مجھ سے پانچ کم کر دی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹا اور ان کو بتایا کہ پانچ گھٹا دی گئیں۔ انہوں نے فرمایا' آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں، اپنے رب کی طرف جائیں اور ان سے مزید تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح میرا اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف آنا جانا مسلسل جاری رہا حتیٰ کہ مجھے حکم ہوا' یا محمد ﷺ! اب ہر دن رات کی پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز کا اجر دس کے برابر ہے۔ اس طرح یہ (ثواب میں) پچاس نمازیں ہی ہیں۔ جس کسی نے کسی بھلائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کر لیا تو اس کے لیے دس گنا ثواب ہے۔ بصورت دیگر جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا، و راس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اگر عمل کر لیا تو صرف ایک بدی لکھی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر (واپسی کا) نزول شروع

ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہیں تمام احوال بتائے تو انہوں نے فرمایا' اپنے کے پاس جایئے اور مزید کمی کروایئے۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اتنی بار اپنے رب کے حضور حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھے اس سے حیا آتی ہے۔" (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُرِجَ عَنِّىْ سَقْفُ بَيْتِىْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِىْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهُ فِىْ صَدْرِىْ ثُمَّ اَطْبَقَهُ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِىْ فَعَرَجَ بِىْ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ اِفْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِىَ مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِىِّ الصَّالِحِ وَبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِىْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِىْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِى السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر غفاری ؓ بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ معظمہ میں تھا' میرے گھر کی چھت میرے لیے کھولی گئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا۔ پھر اس کو آب زمزم سے دھویا، پھر وہ سونے کی طشتری لائے، جس میں ایمان اور حکمت بھری ہوئی تھی اور اس کو میرے سینے میں انڈیل کر اس کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر مجھے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ جب میں آسمانِ دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا' دروازہ کھول دے۔ اس نے پوچھا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔ داروغہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ بتایا' ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں۔ جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمانِ دنیا پر چڑھ گئے وہاں تو ایک آدمی تشریف فرما تھا۔ اور کچھ لوگ اس کے دائیں طرف اور کچھ لوگ بائیں طرف تھے جب وہ دائیں طرف نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا۔ انہوں نے خیر مقدمی کلمات کہے، کہ صالح نبی اور صالح بیٹے آنا مبارک ہو! ۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آدم (علیہ السلام) اور ان کے دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے دائیں طرف والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف کے لوگ اہل النار ہیں۔ جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب

يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذَالِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذَالِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذَالِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَاهِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ (متفق عليه) 3-2442

بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر ہم نے چڑھنا شروع ہوئے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اس کے داروغہ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا دروازہ کھولو! اس نے بھی جبرائیل علیہ السلام سے پہلے کی طرح گفت و شنید کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر فرمایا۔ لیکن ان کی منازل اور مقامات کے تفصیلی حالات نہیں بتائے۔ صرف حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان دنیا پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب کا کہنا ہے۔ کہ ابن حزم نے انہیں خبر دی، کہ حضرت ابن عباس اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے، کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ حتیٰ کہ بلند ترین مقام پر پہنچا۔ اس مقام پر قلموں کے لکھنے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں۔ حضرت ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ ان کو لے کر میں واپس ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا، تو انہوں نے دریافت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ کی امت پر کیا فرض عائد کیا ہے؟ میں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا، اپنے رب کی طرف واپس جایئے۔ بلاشبہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ایک حصہ کم کر دیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے پھر کہا، اپنے رب کے حضور جایئے، بلاشبہ آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ میں پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اب یہ پانچ ہیں پچاس کے برابر۔ میرے ہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر

روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا۔ اور اس کو مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا۔ ان رنگوں کی ماہیت میں نہیں جانتا۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا اس جنت میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْتَهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ فِرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَیْئًا اَلْمُقْحِمَاتِ (رواہ مسلم) 4-2443

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کے لئے راتوں رات لے جایا گیا، تو آپ ﷺ کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ تھی۔ اور یہ چھٹے آسمان پر واقع ہے۔ جو کچھ زمین سے اوپر لے جایا جاتا ہے، اس کو وہاں روک لیا جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس کے اوپر سے نیچے اتارا جاتا ہے، اسے بھی وہاں روک لیا جاتا ہے۔ پھر حضرت ابن مسعود ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ''اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا، جو کچھ چھا رہا تھا'' انہوں نے وضاحت کی کہ اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں۔ مزید بتایا کہ رسول کریم ﷺ کو تین تحفے عطا کئے گئے۔ (۱) آپ ﷺ کو پانچ نمازیں (۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں (۳) آپ ﷺ کی امت میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اس کے کبیرہ گناہوں کی معافی دی گئی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَیْشٌ یَسْاَلُنِیْ عَنْ مَّسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَکُرِبْتُ کُرْبًا مَّا کُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ مَا یَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ کَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَاِذَا عِیْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَّمْتُهُمْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا' میں حطیم میں موجود تھا، جبکہ قریش مجھ سے میرے مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کے بارے دریافت کر رہے تھے۔ وہ مجھ سے بیت المقدس کی ان چیزوں کی تفصیلات دریافت کر رہے تھے، جو اب میرے ذہن میں محفوظ نہ تھیں۔ میں اس حالت میں ایسے کرب میں مبتلا تھا، کہ قبل ازیں ایسے کرب میں کبھی مبتلا نہ ہوا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میری نظروں کے سامنے کر دیا۔ اب وہ جس چیز کے بارے دریافت کرتے میں اس کی تفصیل بتا دیتا۔ بلا شبہ میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیا میں پایا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں

فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ یَامُحَمَّدُ هٰذَا مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَیْهِ فَبَدَأَنِیْ بِالسَّلَامِ (رواہ مسلم) 5-2444

حالت قیام میں تھے۔ وہ ہلکے لیکن مضبوط جسم کے مالک تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے فرد ہوں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ عروہ بن مسعود ثقفی تمام انسانوں سے زیادہ ان سے مشابہ ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے سب انسانوں سے زیادہ مشابہت تمہارا صاحب ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے امامت کرائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی کہنے والے نے کہا: یہ مالک داروغہ جہنم ہیں، ان کو سلام کیجئے! میں ان کی طرف ملتفت ہوا، لیکن اس نے سلام میں پہل کر لی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ (متفق علیه) 6-2445

تیسری فصل

حضرت جابر ﷛ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب قریش نے (واقعۂ معراج کے متعلق) مجھے جھٹلایا، تو میں حطیم میں کھڑا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے روشن کر دیا۔ میں بیت المقدس کا مشاہدہ کر کے اس کی نشانیاں ان کو بتاتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ نے معراج حالتِ بیداری اور جسمِ اطہر کے ساتھ کیا۔
۲۔ معراج میں جنت، دوزخ اور سات آسمانوں کا معائنہ کروایا گیا۔
۳۔ معراج میں آپ نے بڑے بڑے انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔
۴۔ معراج کے موقع پر مشروبات میں آپ نے شراب اور شہد کی بجائے دودھ پینا پسند فرمایا۔
۵۔ نمازیں ثواب کے اعتبار سے پچاس، لیکن گنتی کے اعتبار سے پانچ ہوئیں۔
۶۔ سفرِ معراج بیت اللہ، تا بیت المقدس براق پر اور آسمانوں پر آپ کو حضرت جبرئیل لے گئے۔
۷۔ معراج کے موقع پر آپ نے تمام انبیا علیہم السلام کی بیت المقدس میں جماعت کروائی۔
۸۔ معراج کے متعلق سوال کا جواب دینے کے لیے آپ کے سامنے بیت المقدس پیش کیا گیا۔
۹۔ معراج کے موقع پر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پایا۔



بَابُ فِي الْمُعْجِزَاتِ

معجزات کے باب میں

معجزہ کا معنیٰ ہے دوسرے کو عاجز کر دینے والی چیز۔ اور شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ایسے واقع کو کہتے ہیں جو کفار کو لاجواب کرنے کے ساتھ ساتھ اہلِ حق کے ایمان کی تقویت کا موجب بنتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی تائید کے لیے انہیں عطا فرماتا ہے۔ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہوا کرتا ہے۔ معجزہ پر پیغمبر کو کوئی خود اختیار نہیں ہوتا' کہ وہ جس وقت چاہے' جیسے اور جس طرح چاہے اس کا مظاہرہ کر سکے۔ اس بات کی تائید میں انبیاء کرام کے حالات زندگی سے بیسوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جن میں سے ایک مثال سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہے۔ ایک وقت تھا جب ان کے لختِ جگر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ہی علاقے کے ایک کنویں میں بڑی بے چارگی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت یعقوب کو کوئی خبر نہ ہو پائی' پھر بیٹا سفر کی ٹھوکریں' غلامی کی صعوبتیں اور جیل کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد مصر کے اقتدار پر براجمان ہوتا ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام دو مرتبہ اپنے بیٹوں کے ذریعے غلہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نہیں جان پاتے' کہ جس بیٹے کے لیے روتے ہوئے میری آنکھیں بینائی سے محروم ہو چکی ہیں' وہ تو عزیز مصر کی حیثیت سے ہمیں غلہ دے رہا ہے۔ لیکن ایک دن یکایک فرمانے لگتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں!۔

یہ ہے معجزے کی حیثیت کہ جب تک اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اپنی جناب سے کوئی خبر یا معجزہ عطا نہیں فرماتے اس وقت تک نبی بھی بے بس اور لاچار ہوا کرتا ہے۔

اکثر معجزات انبیاء علیہم السلام سے اس وقت وقوع پذیر ہوئے جب ان کے مخالفین نے ہر قسم کے دلائل اور شواہد کا نہ صرف انکار کیا' بلکہ تکرار اور اصرار کے ساتھ پر مطالبہ کیا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے' جب تک آپ فلاں کام ہمارے سامنے نہ کر کے دکھائیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کام یعنی معجزہ رونما ہو جاتا تو کافر اس کو جادو قرار دے کر جھٹلا دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تحریک صرف معجزات کی بنیاد پر آگے نہیں بڑھی بلکہ دلائل اور جدوجہد کے ذریعے آگے بڑھا کرتی تھی۔ اس بات میں اہل حق کے لیے یہ سبق مضمر ہے کہ اگر تم اپنی ذات اور معاشرے میں تبدیلی کے خواہاں ہو تو کسی معجزے اور کرامت کا انتظار کرنے کی بجائے اپنے اخلاص اور کاوش میں اضافہ کرتے جاؤ۔ تاکہ تمہیں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی سرخروئی حاصل ہو سکے۔

سب سے زیادہ اور بڑے بڑے معجزات نبی آخر الزماں ﷺ کو عطا کیے گئے۔ مثلاً رات کے مختصر حصہ میں بیت المقدس اور ساتوں آسمان کی سیر کر کے واپس آنا' آپ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے چھوٹنا' لعاب مبارک سے زخم کا ٹھیک ہونا' انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا' حتیٰ کہ آپ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ جن کی تفصیل ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُؤُوْسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهِ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا. (متفق عليه)1-2446

پہلی فصل

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بتایا کہ جب ہم غار ثور میں تھے تو میں نے مشرکین مکہ کے پاؤں اپنے سروں کے اوپر دیکھے تو رسول اللہ ﷺ کو آہستہ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ نبی کریم ﷺ نے باطمینان فرمایا' ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے' جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَ قُلْتُ نَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ وَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِيْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ

براء بن عازب ﷺ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے دریافت فرمایا۔ یا ابوبکر! جب آپ نے رسول اکرم ﷺ کی معیت میں سفر (ہجرت) شروع کیا تو آپ دونوں نے کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بتایا' کہ ہم رات بھر اور اگلے دن دوپہر تک چلتے رہے۔ راستہ خالی تھا' کوئی ذی روح نہیں گزر رہا تھا۔ اور ایک لمبی اٹھی ہوئی چٹان دکھائی۔ اس چٹان کا سایہ تھا اور سورج اس طرف نہیں تھا۔ چنانچہ ہم اس چٹان کے پاس اترے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کے لیٹنے کے لیے جگہ درست کی اور اس پر پوستین بچھا کر عرض کیا' یا رسول اللہ! سو جایئے۔ میں آس پاس پہرہ دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ محوخواب ہو گئے اور میں ماحول کا جائزہ لینے کے لیے اٹھا تو میرا سامنا ایک چرواہے سے ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا: کیا تم کچھ دودھ دوہ دو گے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک برتن تھا' جسے میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا' تا کہ

لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَالَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ. (متفق علیه) 2-2447

آپ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کر سکیں۔ پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا۔ میں نے آپ کو آرام فرمانے دیا حتیٰ کہ آپ خود بیدار ہوئے تب میں نے دودھ میں پانی ملایا اور وہ کافی ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! نوش فرمائیں۔ آپ نے نوش فرمایا اور مجھے خوشی ہوئی۔ آپ نے فرمایا' کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیوں نہیں' حضرت ابوبکر ؓ نے بتاتے ہیں' کہ ہم سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا' تو میں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس کو بددعا دی' تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ وہ عرض کرنے لگا میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے بددعا دی ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں' میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بناتا ہوں' کہ میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس پھیر دوں گا۔ پھر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی' تو اس کو نجات ملی۔ تب جس کسی سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ کہتا۔ بے فکر ہو جاؤ۔ اس طرف کوئی نہیں آیا۔ وہ جس کسی کو ملتا اسے واپس لوٹائے بغیر نہ رہتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ فَمَااَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَّاِذَاسَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ

حضرت انس ؓ کا بیان ہے' کہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق سنا۔ وہ اس وقت کھیتی باڑی کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین باتوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں' جن کو نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ پوچھتا ہے کہ (۱) قیامت کی پہلی نشانی کیا ہوگی؟ (۲) جنت والوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ (۳) اور بچے کی اپنے باپ یا ماں کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان باتوں کے بارے میں ابھی ابھی مجھے خبر دی

الْوَلَدَ وَإِذَاسَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَّاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَاءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ﷺ فِيْكُمْ قَالُوْا اِنَّهُ خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ﷺ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه البخاری)3-2448

ہے۔(۱) قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی' جولوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب اکٹھا کردے گی' (۲) اہل جنت کا پہلا طعام جسے وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا (۳) اور جب آدمی کا نطفہ عورت کے نطفہ پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے۔اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب آجائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔جواب سن کر عبداللہ بن سلام ﷺ پکار اٹھے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔یارسول اللہ! قوم یہود بہتان طراز ہے۔ان کو میرے اسلام کے بارے معلوم نہ ہو۔ورنہ وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے۔چنانچہ یہودی آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' تم میں عبد اللہ بن سلام کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' وہ ہم سب سے بہتر ہیں اور بہترین شخص کے بیٹے ہیں۔ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا' اگر عبد اللہ بن سلام اسلام قبول کرلے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ وہ کہنے لگے: اس بات سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں رکھے۔اس پر عبداللہ بن سلام سامنے آگئے اور اعلان فرمایا' کہ میں گواہی دیتا ہوں' کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔اب یہودی کہنے لگے: یہ ہم میں سے بدترین ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے۔اس طرح انہوں نے عبداللہ بن سلام ﷺ میں نقص نکالے۔عبداللہ بن سلام ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہی بات تھی جس کا مجھے خوف تھا۔(بخاری)

عَنْهُ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُّخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْاَمَرْتَنَا اَنْ نَّضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ

حضرت انس ﷺ ہی سے روایت ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے ابوسفیان کے قافلے کی خبر ملنے پر مشورہ فرمایا' تو حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے کھڑے ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں اپنی سواریوں کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو ہم ان کو سمندر میں بھی داخل کردیں گے۔اور اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے برک الغماد تک لے جائیں' تو ہم یہ بھی کرگزریں گے۔

يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم) 4-2449

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو نکلنے کا حکم دیا' تو وہ روانہ ہوئے' حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ اب رسول محترم ﷺ نے فرمایا' یہ فلاں فلاں کی ہلاکت کی جگہ ہے۔ اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ یہاں اور یہاں اشارہ کیا۔ حضرت انس ﷺ کا بیان ہے کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اکرم ﷺ کے رکھے ہوئے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں مرا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَّوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُکَ عَهْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّکَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ. (رواه البخاری) 5-2450

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی معظم ﷺ بدر کے دن ایک خیمے تھے اور دعا کی اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کو وسیلہ بناتا ہوں۔ اے ہمارے الٰہا! اگر تجھے منظور ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے ۔۔۔ تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے آپ کا ہاتھ تھاما اور عرض کیا یا رسول اللہ! بس کیجیے یہ آپ کے لئے کافی ہے آپ نے آہ وزاری سے اپنے رب کو پکارا ہے۔ پھر آپ زرہ پہنے باہر نکلے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے۔ عنقریب کفار کے گروہ کو شکست کا سامنا ہوگا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ (رواه البخاری) 6-2451

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن فرمایا' یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے اور اس پر سامان حرب ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِکَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِکَ مِنْ

حضرت ابن عباس ﷺ ہی نے بتایا' کہ بدر کے دن ایک مسلمان مشرکین میں سے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے اپنے آگے کوڑے کی ضرب کی آواز سنی 'نیز گھوڑسوار کو یہ کہتے سنا' اے تیز گام! آگے بڑھو۔ پھر اس نے دیکھا تو وہ مشرک اس کے سامنے گرا پڑا ہے۔ دیکھا تو اس کی ناک زخمی اور چہرہ پھٹا ہوا تھا جیسے کوڑے کی ضرب سے ہوتا ہے اور چوٹ والی تمام جگہ سبز ہوگئی تھی۔ اس انصاری نے پلٹ کر رسول اکرم ﷺ سے تمام ماجرا عرض

مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ(رواه مسلم)2452-7

کیا تو آپ نے فرمایا' تو سچ کہتا ہے۔ یہ تیسرے آسمان سے مدد تھی۔ چنانچہ اس روز مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل کیا اور ستر ہی قیدی بنائے۔(مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَیْتُ عَنْ یَّمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَیْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ. (متفق علیه)2453-8

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کا بیان ہے' کہ احد کے دن میں نے رسول اکرم ﷺ کے دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص دیکھے وہ شدید لڑائی کر رہے تھے میں نے ان کو اس سے پہلے یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ رَهْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَتِیْكٍ بَیْتَهٗ لَیْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَوَضَعْتُ السَّیْفَ فِیْ بَطْنِهٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰی انْتَهَیْتُ اِلٰی دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ(رواه البخاری) 2454-9

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند صحابہ ؓ کو بھیجا۔ وہاں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ رات کے اندھیرے میں اس کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار اتار دی جو اس کی کمر سے پار ہو گئی۔ جب مجھے اس کے قتل کا یقین ہو گیا تو دروازے کھول کر سیڑھی پر پہنچا۔ چاندنی رات میں اپنا پاؤں آگے رکھا تو نیچے گر پڑا۔ اس سے میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کو اپنی پگڑی سے اچھی طرح باندھ لیا۔ اور چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ واپس نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا تو آپ سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا' اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا' تو یوں محسوس ہوا گویا میرے پاؤں میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔(بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْیَةٌ شَدِیْدَةٌ فَجَاؤُوا النَّبِیَّ ﷺ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْیَةٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ خندق میں خندق کھود رہے تھے' تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ سب نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا کہ خندق کے

اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَا لنَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ اِلَى اِمْرَأَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. (متفق عليه)2455-10

درمیان ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا' میں (اسے توڑنے کے لیے) آتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا' کیونکہ تین دن سے ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے کینتی اٹھائی اور ایسی ضرب لگائی کہ وہ چٹان بکھر بکھری ریت کی مانند ہو گئی۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ کیونکہ میں نے نبی معظم ﷺ کو سخت بھوک میں مبتلا پایا ہے۔ اس نے ایک تھیلا' نکالا جس میں ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلوگرام) جو تھے اور ہمارے پاس ایک چھوٹا سا دنبہ تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کو ذبح کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے اور گوشت ہنڈیا میں چڑھا دیا۔ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آیا اور یوں سرگوشی کی' یا رسول اللہ! ہم نے اپنا دنبہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں' اس لیے آپ اپنے چند رفقا کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ نبی کریم ﷺ نے بآواز بلند فرمایا' اے اہل خندق! جابر نے ضیافت کا اہتمام کیا ہے۔ فوراً آ جاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی' کہ میرے آنے تک نہ اپنی ہنڈیا اتارنا اور نہ اپنے آٹے کی روٹیاں پکانا۔ آپ کی تشریف آوری پر آپ کی خدمت میں آٹا پیش کر دیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور برکت کی دعا۔ کی پھر آپ ہنڈیا کی طرف آئے اور اس میں لعاب ڈالتے ہوئے برکت کی دعا کی۔ پھر میری بیوی سے فرمایا اپنے ساتھ ایک اور روٹی پکانے والی کو بلاؤ' وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکاتی رہے۔ اور سالن نکالتے رہو لیکن ہنڈیا کو مت اتارنا۔ کھانے والے ایک ہزار تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں' کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا' یہاں تک کہ کھانا بچ گیا۔ اور وہ سب سیر ہو کر پلٹ گئے اور ہماری ہنڈیا جوں کی توں بھری ہوئی اور ہمارا پکایا جانے والا آٹا حسب سابق تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

حضرت ابوقتادہ ؓ نے بیان کیا' کہ خندق کی کھدائی کے

لِعَمَّارٍ ﷺ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (رواه البخاری) 2456-11

دوران رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمار ﷺ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ابن سمیہ! تمہیں سخت تکلیفیں پہنچیں گی اور باغیوں کا ایک گروہ تمہیں قتل کرے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ اَجْلَى الْاَحْزَابَ عَنْهُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ (رواه البخاری) 2457-12

حضرت سلیمان بن صرد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کفار کی فوجوں کو مدینہ منورہ سے منتشر ہونے پر فرمایا' اب ہم ان پر پیش قدمی کریں گے۔ وہ ہم پر چڑھائی نہ کرسکیں گے بلکہ ہم ان کی طرف بڑھیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَيْنَ فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ. (متفق علیه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبِ جِبْرَئِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ. 2458-13

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ جب رسول معظم ﷺ نے خندق کی جنگ سے واپس تشریف لا کر ہتھیار اتار دیے اور غسل فرمایا' تو حضرت جبرائیل اپنے سر سے گردوغبار جھاڑتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے اور فرمایا' آپ نے ہتھیار رکھ بھی دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے نہیں اتارے۔ میں ان کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کن کی طرف؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ بھی ان کی طرف نکل گئے۔ (بخاری ومسلم) بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں حضرت انس ﷺ نے اس طرح بیان کیا' کہ رسول اللہ ﷺ کی بنو قریظہ کی طرف روانگی کے وقت بنی غنم کی گلیوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دستے کا اٹھتا ہوا غبار میری نظروں کے سامنے ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهِ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں: حدیبیہ کے روز لوگوں نے شدت کی پیاس محسوس کی اور رسول محترم ﷺ کے سامنے ایک برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ کرام ﷺ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: کہ ہمارے پاس آپ کے اس برتن میں موجود پانی کے سوا کوئی پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کرسکیں یا پی سکیں چنانچہ نبی مکرم ﷺ

قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً (متفق عليه) 14-2459

نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالا' تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمہ کی مانند ابلنے لگا۔ حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر ﷺ سے پوچھا گیا' (اس وقت) آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا' ہم پندرہ سو تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کرتا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا. (رواه البخاری) 15-2460

حضرت براء بن عازب ﷺ بتاتے ہیں' کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم ﷺ کی معیت میں ہم چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ کے کنویں سے پانی نکالتے رہے کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کنویں پر آئے اس کی منڈھیر پر بیٹھ گئے اور پانی کا برتن منگوایا اور وضو کیا پھر ایک کلی کی اور دعا مانگتے ہوئے کلی والا پانی کنویں میں ڈالا' پھر ہدایت فرمائی کہ کچھ دیر کنویں کو اسی طرح رہنے دو۔ پھر انہوں نے کوچ کرنے تک خود کو اپنی سواریوں کو خوب سیراب کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَوْفٍ ﷺ عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاشْتَكٰى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ أَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً

حضرت عوف' حضرت ابورجا سے وہ عمران بن حصین ﷺ سے نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک سفر کے بارے بتاتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام ﷺ نے آپ سے شدید پیاس کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ اتر پڑے اور ایک آدمی کو بلایا۔ حضرت ابو رجاء ﷺ نے اس کا نام بتایا لیکن حضرت عوف ﷺ اس کا نام بھول گئے۔ نیز آپ نے حضرت علی ﷺ کو بلایا اور ان دونوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے اور ان کو ایک عورت ملی' جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان سوار تھی۔ وہ اس کو لے کر نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسے اس کے اونٹ سے اتارا گیا اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور ان دونوں مشکیزوں سے پانی اس میں انڈیلا۔ اور لوگوں میں منادی کرا دی کہ پانی لے لو۔ چنانچہ سب نے حسب ضرورت پانی لے لیا۔ حضرت ابن

مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئَ. (متفق عليه) 16-2461

عوف ؓ نے بتایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے سیر ہو کر پیا پھر اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لیے۔ اللہ کی قسم! جب لوگ پانی بھر کر واپس پلٹے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس عورت کے مشکیزہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِىْ حَاجَةً فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِىْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ. (رواه مسلم) 17-2462

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے حتی کہ ایک کھلی وادی میں اترے۔ رسول اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ پردہ کے لئے کوئی چیز نہیں تھی البتہ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر یوں فرمایا' اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے ساتھ آ' اور وہ کرو درخت اسی طرح حکم بجالایا جس طرح نکیل والا اونٹ اپنے پر سوار کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری پیروی کرو چنانچہ وہ بھی پہلے درخت کی طرح حکم بجالایا۔ پھر جب آپ ان دونوں کے درمیان آ گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے دونوں میرے اوپر آپس میں مل جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ میرے سامنے تشریف لے آتے ہیں اور دونوں درخت جدا ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے تنے پر قائم ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ ؓ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِىْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ

حضرت یزید بن ابی عبید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کی پنڈلی پر زخم دیکھا' تو میں نے پوچھا۔ ابو مسلم! یہ کیسی چوٹ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خیبر کی جنگ میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ اس کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سلمہ ؓ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پھر میں نبی محترم ﷺ کی

فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. (رواه البخاری) 18-2463

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے زخم پر تین پھونکیں ماریں۔ اس کے بعد آج تک مجھے درد کا احساس نہیں ہوا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِيْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ ﷺ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ. (رواه البخاری) 19-2464

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ نبی محترم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ﷺ کی شہادت کی خبر ملنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا' زید ﷺ نے علم اٹھایا۔ وہ شہید ہو گیا پھر جعفر ﷺ نے جھنڈا اٹھایا۔ تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ ابن رواحہ ﷺ نے علم تھام لیا وہ بھی شہادت پا گئے۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے علم اٹھایا حتٰی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ

حضرت عباس ﷺ بیان کرتے ہیں : جنگ حنین میں جب مسلمان اور کفار آپس میں ٹکرائے' تو مسلمانوں نے پسپائی اختیار کی۔ جبکہ رسول معظم ﷺ کفار کا سامنا کرنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑھی لگا رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھام رکھی تھی۔ میں خچر کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابوسفیان بن الحارث ﷺ رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا' اے عباس! اصحاب السمرۃ کو آواز دو۔ حضرت عباس ﷺ جو کہ بلند آواز تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں نے بآواز بلند پکارا۔ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ حضرت عباس ﷺ فرماتے ہیں' اللہ کی قسم! میری آواز کا سننا تھا' کہ وہ اس طرح پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے۔ اور وہ پکار اٹھے ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! ان کے اور کفار کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور انصار کا نعرہ یہ تھا اے گروہ انصار! اے گروہ انصار! علاوہ

ابنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا. (رواہ مسلم) 20-2465

اس کے بنو حارث بن خزرج کا نعرہ مخصوص تھا۔ رسول اکرم ﷺ اپنے خچر کو تیز چلاتے ہوئے لڑائی کا جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اس وقت میدان خوب گرم ہے۔ پھر آپ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور ان کو کفار کے چہروں پر دے مارا' پھر فرمایا' محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! وہ شکست خوردہ ہوئے۔ اللہ کی قسم! آپ نے ان پر کنکریاں پھینکیں ہی تھیں' کہ ان کی قوت کمزوری میں تبدیل ہونا شروع ہوگئی اور وہ شکست کھا گئے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ (رواہ مسلم) وَ لِلْبُخَارِیِّ مَعْنَاهُ.

ابو اسحٰق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا' ابو عمارہ! کیا تم حنین کی جنگ سے بھاگ گئے تھے؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' اللہ کی قسم! نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قطعاً پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ البتہ چند نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ جن کے پاس (تیراندوزی کے مقابلہ کے زرہ وغیرہ) پورے ہتھیار نہیں تھے۔ اور وہ ایسے لوگوں سے بھڑ گئے تھے جو ایسے تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر نیچے نہیں گرتا تھا۔ انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے جبکہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کو آگے بڑھا رہے تھے۔ چنانچہ آپ نیچے اترے اور مدد طلب کی اور فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں' اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے ان کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم)

وَ فِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ يُحَاذِیْ بِهٖ يَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ. 21-2166

بخاری شریف میں بھی اسی مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ نیز بخاری اور مسلم دونوں کی دوسری حدیث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ہے' کہ اللہ کی قسم! جب (کسی جنگ میں گھمسان کا رن پڑتا' تو ہم آپ کی اوٹ لے کر اپنا دفاع کرتے تھے اور بلاشبہ ہم میں سے بڑا وہ بہادر ہوتا جو نبی کریم ﷺ کے برابر لڑتا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ؓ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (رواہ مسلم) 2467-22

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ حنین لڑی۔ آپ کے صحابہ ؓ پیٹھ پھیر گئے۔ اور کفار نے رسول کریم ﷺ کو گھیر لیا' تو آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور ان کے چہروں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا' کہ چہرے بگڑ جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر کی آنکھوں کو اس مٹھی بھر مٹی سے اللہ تعالیٰ نے بھر دیا اور وہ پیٹھ پھیر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ اور ان کے مالِ غنیمت کو رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِى الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں تھے۔ رسول اللہ (نے اپنے ہمراہی) ایک اسلام کے دعوے دار کے بارے میں فرمایا' کہ یہ دوزخی ہے۔ جب لڑائی ہوئی تو وہ شخص بے جگری سے لڑا اور اس کو کافی زخم لگے۔ چنانچہ ایک صحابی آئے اور اس نے حیرانی سے کہا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے جس شخص کے جہنمی ہونے کی خبر دی' اس نے تو اللہ کے راستے میں زبردست قتال کیا ہے اور اس کو بہت سے زخم لگے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا' سنو! بلاشبہ وہ جہنمی ہے۔ ہوسکتا تھا کہ کچھ مسلمان اس کے بارے شک میں مبتلا ہوتے' لیکن اس شخص نے زخمی حالت میں زخموں کے درد کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اپنے ترکش کی طرف بڑھایا' ایک تیر نکالا اور اس سے اپنا گلا کاٹ لیا۔ چنانچہ چند مسلمان تیزی سے چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بتایا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کہا سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے اپنا گلا کاٹ لیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ پکار اٹھے اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضرت بلال

لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (رواه البخاری) 23-2468

ﷺ کو حکم دیا۔ یابلال! اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کو بعض دفعہ فاسق شخص سے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ فَعَلَ الشَّیْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰی اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِیْ دَعَااللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَاعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَاءَنِیْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجْعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ ابْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِیُّ قَالَ فِيْمَاذَا قَالَ فِیْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِیْ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِلَی الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ. (متفق علیه) 24-2469

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا حتیٰ کہ آپ کو کسی کام کے بارے خیال ہوتا کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے نہ کیا ہوتا۔ پھر ایک دن آپ میرے پاس تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کو پکارا۔ پھر فرمایا' یا عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میں نے جس چیز کی استدعا کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کی طرف سے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے جواب دیا' اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا آپ پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا 'لبید بن اعصم یہودی نے۔ پھر پوچھا کس چیز میں کیا ہے؟ بتایا گیا کہ کنگھی اور کنگھی میں پھنسے ہوئے بالوں اور نر کھجور کے خوشے کی جڑ میں۔ پھر پوچھا' وہ کہاں ہے؟ بتایا' ذی اروان نامی کنویں میں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ چند صحابہ ؓ کے ساتھ اس کنویں پر گئے اور آپ نے فرمایا' یہی وہ کنواں ہے' جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ اور اس کا پانی مہندی کے رنگ کا تھا۔ اور اس کی کھجوریں شیاطین کے سروں کی مانند تھیں۔ پھر آپ نے جادو کی گئی چیزوں کو نکلوایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَّعْدِلُ

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ہماری موجودگی میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم کا ذوالخویصرہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ! عدل کیجیے۔ آپ نے فرمایا تیری بربادی ہو! میں عدل

اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهٖ اِلٰى رُصَافِهٖ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ نَعَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ! اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ اَيَاْمَنُنِي اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَتْلَهٗ فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (متفق علیہ)

24-2470

نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں (بحیثیت نبی کے) عدل نہ کروں تو پھر میں تو ناکام اور خسارہ پانے والا ہوا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا' اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ بلاشک اس کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ہلکا جانو گے' وہ قرآن کی قرأت کریں گے' لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے' جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کی نوک کو دیکھیں اس کے درمیانی حصے اور پروں کو ملاحظہ کریں تو اس پر کوئی چیز لگی نہ پائیں گے' حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزرا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی۔ کہ (ان میں سے) ایک سیاہ رنگ کا شخص ہوگا جس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔ اور وہ (اس دور میں) لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا' میں گواہی دیتا ہو کہ میں نے یہ حدیث رسول محترم ﷺ سے سنی۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا۔ اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مذکورہ بالا شخص کی تلاش کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا' تو میں نے آپ کے بیان کردہ نشانیاں اس شخص میں پائیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک سرمنڈا شخص جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں' پیشانی اوپر اٹھی ہوئی' گھنی ڈاڑھی اور ابھرے ہوئے رخسار تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا' اے محمد! اللہ سے

ڈریے۔ آپ نے فرمایا' اگر میں اللہ کا نافرمان ہوں تو اس کا تابع دار کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مجھے امین قرار دیا ہے' لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔ ایک صحابی ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے منع فرما دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا' تو آپ نے فرمایا' اس شخص کی نسل کے کچھ لوگ ہوں گے' جو قرآن پڑھتے ہوں گے' لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے ۔ اگر وہ میرے زمانے میں ہوئے تو میں انہیں اسی طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَااَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَقَالَ خَیْرًا. (رواه مسلم) 2471-26

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بتاتے ہیں' کہ میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو مجھے اس سے رسول مقبول ﷺ کے بارے ایسی باتیں سننی پڑیں' جو مجھے ناپسند تھیں۔ چنانچہ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے ابو ہریرہ کی ماں کی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی' یا اللہ! ابو ہریرہ ﷺ کی ماں کو ہدایت فرما۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے میں خوش خوش نکلا۔ جب اپنے دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا' ابو ہریرہ ﷺ رک جاؤ۔ اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ چنانچہ میری ماں نے غسل کر کے اپنا لباس پہنا لیکن عجلت میں اپنی اوڑھنی بھول گئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ چنانچہ میں رسول معظم ﷺ کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی' اور کلمات خیر ادا کیے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ كَانَ یَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں' کہ لوگ کہتے ہیں ' کہ ابو ہریرہ نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہوگا۔ درحقیقت میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں کاروبار مصروف رکھتا تھا اور

يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِّسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا لَّنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعَهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَانَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذَالِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا (متفق عليه) 2472-27

میرے انصار بھائیوں کو ان کے کھیتوں کا کام مشغول رکھتا تھا۔ جبکہ میں مسکین آدمی تھا۔ کسی طرح پیٹ کی آگ بجھا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا۔ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے فرمایا' تم میں سے جو بھی میری ان باتوں کے ختم ہونے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا' پھر اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالے گا' تو اسے کبھی میری باتیں نہ بھولیں گی ۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حالانکہ اس کے علاوہ میرے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی باتیں اختتام پذیر ہوئیں۔ پھر میں نے اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالی۔ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا! میں اس واقعہ سے آپ کی کوئی حدیث آج تک آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ وَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا (متفق عليه) 2473-28

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' کیا تو ذوالخلصہ بت کدہ کو توڑ کر مجھے سکون نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا' کیوں نہیں۔ لیکن میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہ سکتا تھا۔ میں نے اسکا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا' تو آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ اس طرح مارا کہ آپ کے ہاتھ کا نشان میں نے اپنے سینے پر پایا۔ پھر دعا فرمائی' اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا دے۔ حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ چنانچہ وہ احمس قبیلہ کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کے بت کدے کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَى الْاَرْضَ

حضرت انس ؓ نے بتایا' کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا' لیکن وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین سے جاملا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین اس کو قبول نہیں کرے گی ۔ پھر ابوطلحہ ؓ نے مجھے بتایا' کہ وہ جس

الَّتِیْ مَاتَ فِیْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَاشَانُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ (متفق علیه) 2474-29

علاقہ میں مرا میں وہاں آیا اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا تو میں نے دریافت کیا۔ اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کرتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ﷛ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا قَالَ یَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا (متفق علیه) 2475-30

حضرت ابوایوب انصاری ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ سورج غروب ہونے پر باہر نکلے تو آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے فرمایا' یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا کَانَ قُرْبَ الْمَدِیْنَةِ هَاجَتْ رِیْحٌ تَکَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاکِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّیْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَاِذَا عَظِیْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَدْمَاتَ (رواه مسلم) 2476-31

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک سفر سے واپس آ رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو اتنی تند و تیز آندھی آئی قریب تھا کہ قافلہ کو دفن کر دے۔ اس پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ آندھی کسی منافق کی موت پر چلائی گئی ہے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق فوت ہوا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَانَحْنُ هٰهُنَا فِیْ شَیْءٍ وَاِنَّ عِیَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَانَاْمَنُ عَلَیْهِمْ فَبَلَغَ ذَالِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَافِی الْمَدِیْنَةِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْهِ مَلَکَانِ یَحْرُسَانِهَا حَتّٰی تَقْدَمُوْا اِلَیْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَوَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِهٖ مَاوَضَعْنَا رِحَالَنَا حِیْنَ دَخَلْنَا الْمَدِیْنَةَ حَتّٰی اَغَارَ عَلَیْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا یُهَیِّجُهُمْ قَبْلَ ذَالِکَ شَیْءٌ. (رواه مسلم) 2477-32

حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں' کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' حتی کہ عسفان پہنچے۔ وہاں چند راتیں قیام کیا تو لوگوں نے کہا۔ ہم یہاں بے کار پڑے ہیں اور ہمارے اہل و عیال ہم سے دور ہیں ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہ باتیں نبی کریم ﷺ تک پہنچیں تو آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ کی کوئی گھاٹی' یا راستہ ایسا نہیں' کہ جس پر دو فرشتے تمہارے وہاں پہنچنے تک پہرہ نہ دیتے رہیں۔ پھر آپ نے کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے' کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابھی ہم سامان بھی اتارنے نہ پائے تھے کہ بنو عبداللہ بن

غطفان نے ہم پر غارت گری کر دی حالانکہ قبل ازیں ان کے حملوں میں اتنی شدید اشتعال انگیزی کبھی نہ آئی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَانَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَاوَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَالِكَ وَمِنَ الْغَدِ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذَالِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَّلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ. (متفق عليه) 2478-33

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ ایک بڑے قحط سے دوچار ہوئے۔ جمعہ کے دن آپ ہمیں خطبہ دے رہے تھے' کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یارسول اللہ ﷺ! ہمارے مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے، کہ پہاڑوں کی طرح گھرے بادل اٹھ آئے' اور ابھی آپ منبر سے نیچے اترے بھی نہ تھے' کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر پڑ رہی تھی۔ چنانچہ بارش اس دن اس سے اگلے دن اور اس سے اگلے دن حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک مسلسل برستی رہی۔ وہ دیہاتی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یارسول اللہ! ہمارے مکانات گرنے لگے' مال مویشی غرق ہونے لگے، ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر نہ ہو! پس آپ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے' مدینہ منورہ حوض کی طرح بھرا ہوا تھا' وادیٔ قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی اور اطراف و جوانب سے آنے والے بارش کی خبر دیتے۔ ایک روایت میں ہے' اے اللہ! ہم پر نہ برسا بلکہ ہمارے اردگرد برسا! ٹیلوں' پہاڑوں' وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا''۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں> کہ آسمان صاف ہو گیا اور ہم باہر نکلے تو دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ دوران خطبہ کھجور کے اس تنے کے ساتھ ٹیک لگاتے، جو مسجد نبوی کا

فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِندَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ. (رواہ البخاری) 2479-34

ایک ستون تھا۔ جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا تنا، جس کے قریب آپ خطبہ دیا کرتے تھے، بلک بلک کر رونے لگا، یوں کہ جیسے وہ پھٹ جائے گا۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ منبر سے اترے۔ اس تنے کو پکڑا' اپنے ساتھ لگایا۔ اس پر وہ تنا اس رونے والے بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے حتّٰی کہ وہ پرسکون ہوگیا۔ آپ نے فرمایا' تنا اس لئے آہ وبکا کر رہا تھا کہ اب وہ اللہ کا ذکر سننے سے محروم ہوگیا۔ (بخاری)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ؓ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِندَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ. (رواہ مسلم) 2480-35

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا' اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے جواب دیا' مجھے استطاعت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے طاقت نہ ہو۔ اس کے کبر وغرور نے اسے حکم ماننے سے روکا۔ حضرت سلمہ ؓ نے بتایا کہ پھر وہ دائیں ہاتھ کو کبھی اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَّكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. (رواہ البخاری) 2481-36

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں، کہ ایک بار اہل مدینہ خوف میں مبتلا تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوطلحہ ؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ گھوڑا سست رفتار اور چلنے میں کمزور تھا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا' ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا کوئی دوڑنے میں مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ ایک روایت میں ہے' اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جا سکا۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهٖ اَنْ يَّاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَرَاكَ

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں' میرے والد وفات پا گئے اور ان کے ذمے قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے عرض کیا، کہ میرے باپ کے قرض کے بدلے میری تمام کھجوریں لے لیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور عرض کیا' آپ کو معلوم ہے،

الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِيْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً (رواہ البخاری) 2482-37

کہ میرے والد غزوۂ احد میں شہادت پاگئے ہیں اور اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے ملیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا' جاؤ کھجور کی ہر قسم کی علیحدہ علیحدہ ڈھیری لگاؤ۔ میں نے آپ کے حسب ارشاد عمل کیا۔ پھر آپ کو بلا بھیجا۔ جونہی قرض خواہوں کی رسول اکرم ﷺ پر نظر پڑی تو وہ میرے خلاف غصہ سے بھر گئے۔ جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ اپنے قرض خواہوں کو میرے پاس بلاؤ۔ ان کے آنے پر آپ پیمانہ بھر بھر کر ان کو دیتے رہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا تمام قرض چکا دیا۔ جبکہ میں تو اس پر بھی راضی تھا، کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کے ذمہ امانت (قرض) سے مجھے سبک دوش کرے اگر چہ میں ایک کھجور بھی اپنی بہنوں کے لیے نہ لے جا سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیر سلامت رکھے، حتیٰ کہ جس ڈھیر پر نبی رحمت ﷺ تشریف فرما تھے' میں نے دیکھا کہ اس سے ایک کھجور کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَازَالَ قَائِمًا (رواہ مسلم) 2483-38

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے، کہ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چمڑے کی کپی میں گھی کا تحفہ بھیجتیں۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کے بچے ان کے پاس آتے اور سالن طلب کرتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس کپی کی طرف جاتی جس میں نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو دیکھتیں اس میں گھی موجود ہے۔ ان کے گھر وہ کپی ہمیشہ سالن کا کام دیتی رہی حتیٰ کہ انہوں نے اس کو نچوڑ کر خالی کر دیا۔ پھر نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا' کیا تو نے اس کو بالکل نچوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا' تو اس میں کچھ باقی چھوڑتی تو گھی ہمیشہ باقی رہتا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ لِاُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں، کہ حضرت ابوطلحہ ﷺ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا، کہ میں نے رسول محترم

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ ؓ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذَالِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

(متفق علیه)

ﷺ کی آواز میں بھوک کی وجہ سے کمزوری محسوس کی۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے چند جو کی روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور روٹیاں اس کے پلو میں باندھیں اور انس ؓ کے ہاتھ میں تھما دیں اور اوڑھنی کے بقیہ حصہ کو بطور پگڑی میرے سر پر باندھ دیا۔ پھر مجھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں آپ کے پاس پہنچا، تو رسول محترم ﷺ صحابہ ؓ کے ساتھ مسجد میں موجود تھے۔ میں نے سب کو سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' کیا تجھے ابوطلحہ ؓ نے بھیجا ہے؟ میں عرض کیا! ہاں۔ آپ نے پوچھا' کھانا دے کر؟ میں نے جواب دیا! جی ہاں۔ پھر آپ نے اپنے تمام موجود صحابہ ؓ کو کھڑے ہونے کی ہدایت کی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے مابین چل رہا تھا۔ حتی کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا۔ میں نے اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ ام سلیم سے مخاطب ہوئے، کہ رسول اللہ ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس ان کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔ رسول اکرم ﷺ ابوطلحہ کے ساتھ اندر آئے اور فرمایا' ام سلیم رضی اللہ عنہا تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ نے روٹیوں کو توڑ کر باریک کرنے کا حکم دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزہ سے ان میں گھی ملایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی جیسا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بلائے گئے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِیْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَهْلُ الْبَیْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِیَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِیْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا. 2484-39

انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور باہر آ گئے۔ آپ نے پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی آئے پیٹ بھر کر کھایا اور نکل گئے۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا اسی طرح دس دس کر کے سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور وہ (۷۰) ستر یا (۸۰) اسی آدمی تھے (ﷺ)۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ اندر آئے، تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ وہ کھانے سے فارغ ہوئے۔ یہاں تک کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا ۔پھر نبی کریم ﷺ اور گھر والوں نے کھانا کھایا اور پھر بھی بچ رہا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ میرے پاس دس آدمی اندر لاؤ۔ یہاں تک آپ نے چالیس گن لیے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا اور میں غور کرنے لگا کہ کیا کھانے میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے بچا ہوا کھانا اکٹھا کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی تو کھانا پہلے جتنا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اسے اٹھا لیجیے۔

وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْزُهَاءَ ثَلٰثَ مِائَةٍ (متفق علیه) 2485-40

حضرت انس ﷺ ہی سے روایت ہے، کہ زوراء جگہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلنے لگا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا آپ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تین سو یا تین سو کے لگ بھگ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کا بیان ہے کہ ہم معجزوں کو برکت تصور کرتے تھے، جبکہ تم لوگ ان کو ڈراوا سمجھتے ہو۔ ایک سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں تھے اور پانی ختم ہو گیا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ تھوڑا سا پانی مہیا کرو۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس ایک برتن لائے، جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالا اور فرمایا۔

رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَيُؤْكَلُ (رواه البخاري) 2486-41

برھو برکت والے پانی کی طرف ۔آیئے اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابلتے دیکھا۔ اور ہم کھانا کھاتے ہوئے' کھانے سے سبحان اللہ سنا کرتے تھے۔(بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَايَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاءَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوْءً دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاءَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ﷺ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْقَتَادَةَ ﷺ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسِنُوْا الْمَلَاَ كُلُّكُمْ

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ اگر تم شروع رات اور آخر رات تک چلتے رہے تو ان شاء اللہ کل پانی تک پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ سب لوگ اس طرح چلتے رہے، کہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ ابوقتادہ ﷺ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم ﷺ اسی طرح آدھی رات تک چلتے رہے ۔ پھر راستہ چھوڑ دیا۔ پھر (آرام کے لیے) سر رکھا اور فرمایا" ہمارے لیے ہماری نمازوں کا خیال رکھنا"۔ چنانچہ سب سے پہلے بیدار ہونے والے رسول کریم ﷺ تھے اور سورج آپ کے پیچھے تھا۔ پھر آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا۔ ہم سوار ہو کر چلتے رہے، حتیٰ کہ جب سورج کافی بلند ہو گیا تو آپ اترے۔ پھر آپ نے وضو والا برتن منگوایا، جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ نے اس سے ہلکا وضو کیا۔ ابوقتادہ ﷺ کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا سا پانی باقی بچ گیا۔ پھر فرمایا: اپنے وضو کے برتن کی ہمارے لیے حفاظت کرنا، عنقریب اس کی خبر بنے گی۔ حضرت بلال ﷺ نے اذان کہی۔ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کی امامت کرائی۔ پھر آپ پھر سوار ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے۔ ہم دوسرے لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب سورج کافی بلند ہو گیا اور ہر چیز تپ اٹھی تھی ۔اور وہ لوگ دہائی دینے لگے یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہو گئے اور ہائے ہم پیاسے ہیں! آپ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ اور وضو والا برتن منگوا کر پانی انڈیلنا شروع کیا اور ابوقتادہ ان

سَیَرْوٰی قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصُبُّ وَاَسْقِیْھِمْ حَتّٰی مَابَقِیَ غَیْرِیْ وَغَیْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِیَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰی تَشْرَبَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَی النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّیْنَ رُوَاءً(رواہ مسلم)ھٰکَذَا فِیْ صَحِیْحِہٖ وَکَذَا فِیْ کِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِی الْمَصَابِیْحِ بَعْدَ قَوْلِہٖ اٰخِرُھُمْ لَفْظَۃَ شُرْبًا.

42-2487

کو پانی پلا رہے تھے۔اور جونہی لوگوں نے اس برتن میں پانی دیکھاتو ٹوٹ پڑے۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرو۔تم سب جلدی سیر ہو جاؤ گے۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تب انہوں نے حسن اخلاق کا ثبوت دیا۔رسولِ اکرم ﷺ پانی انڈیلتے رہے اور میں ان کو پلاتا رہا حتی کہ میرے اور رسول محترم ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔پھر آپ نے پانی انڈیلا اور مجھے پینے کا حکم دیا۔میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ ﷺ نہ پی لیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا' قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر میں نے پیا۔اور آپ نے پیا اور بتایا کہ لوگ پانی پر مکمل اطمینان قلب سے پہنچے۔(مسلم) صحیح مسلم میں بھی یہی الفاظ ہیں اسی طرح حمیدی کی کتاب اور جامع اصول میں بھی۔یہی الفاظ ہیں لیکن المصابیح میں اٰخِرُھُمْ کے بعد اس لفظ شُرْبًا کا اضافہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَۃٌ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُھُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ عَلَیْھَا بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْئُ بِکَفِّ ذُرَّۃٍ وَیَجِیْئُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ وَیَجِیْئُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَۃٍ حَتَّی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ شَیْئٌ یَسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِھِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْہُ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے غزوۂ تبوک کے روز تمام اصحاب رضی اللہ عنہم سخت بھوک میں مبتلا ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں عرض کیا' یارسول اللہ! لوگوں سے ان کے بچے ہوئے سامان سفر طلب فرمائیں، پھر اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔آپ نے فرمایا' ٹھیک ہے۔پھر آپ نے چمڑے کا دستر خوان طلب فرمایا۔اس کو بچھا دیا گیا پھر لوگوں کو باقی ماندہ زادِ راہ لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوئی مٹھی بھر مکئی لایا' کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔حتی کہ دستر خوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا' اپنی خرجیوں کو بھر لو لوگوں نے اپنی اپنی خرجیاں بھرنی شروع کیں حتی کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ رہا جو بھرا نہ گیا ہو۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور بچ بھی

لَایَلْقَی اللّٰہَ بِھِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَیُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّۃِ (رواہ مسلم)2488-43

گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص بھی ان دو چیزوں پر بلاشک وشبہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے ہوگا تو اس کو جنت سے دور نہ رکھا جائے گا۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ عَرُوْسًا بِزَیْنَبَ فَعَمِدَتْ اُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اِلٰی تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَیْسًا فَجَعَلَتْہُ فِیْ تَوْرٍ فَقَالَتْ یَااَنَسُ اذْھَبْ بِھٰذَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْ بَعَثَتْ بِھٰذَا اِلَیْکَ اُمِّیْ وَھِیَ تُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا لَکَ مِنَّا قَلِیْلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذَھَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْہُ ثُمَّ قَالَ اذْھَبْ فَادْعُ لِیْ فُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاھُمْ وَادْعُ مَنْ لَقِیْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰی وَمَنْ لَقِیْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَھْلِہٖ قِیْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُکُمْ کَمْ کَانُوْا قَالَ زُھَاءَ ثَلٰثِمِائَۃٍ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُو عَشَرَۃً عَشَرَۃً یَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَیَقُوْلُ لَھُمْ اذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْہِ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَۃٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَۃٌ حَتّٰی اَکَلُوْا کُلُّھُمْ قَالَ لِیْ یَااَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِیْ حِیْنَ وَضَعْتُ کَانَ اَکْثَرَاَمْ حِیْنَ رَفَعْتُ(متفق علیہ)2489-44

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، تو میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور' گھی اور پنیر لیا، اس سے حلوہ بنا کر ایک برتن میں ڈالا اور کہا' اے انس! اسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ' ان سے عرض کرو، کہ اسے میری ماں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہے۔ اور یہ بھی کہتی ہیں کہ یارسول اللہ! یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے معمولی سا ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں آیا اور سب کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا' اس کو رکھ دو اور جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو نام لے کر بتایا کہ میری طرف سے دعوت دو۔ مزید جس سے بھی ملاقات ہو اس کو بھی دعوت دو۔ چنانچہ میں نے جن لوگوں کا آپ نے نام لیا تھا ان کو دعوت دی اور سب ملنے والوں کو بھی۔ میں جب واپس آیا تو گھر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت انس ؓ سے پوچھا گیا، کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا تقریباً تین سو کے قریب ہوں گے۔ پھر میں نے نبی رحمت کو حلوہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے دعائیہ کلمات ادا کیے۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلاتے رہے۔ آپ ان کو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے اور اپنے سامنے سے کھانا کھانے کی تلقین فرماتے۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں وہ پیٹ بھر کر کھاتے گئے۔ ایک ٹولی نکل جاتی تو دوسری داخل ہوتی۔ حتیٰ کہ سب نے کھالیا تو مجھے حکم دیا کہ اس کو اٹھاؤ۔ چنانچہ میں نے اٹھالیا۔ لیکن میں نہیں سمجھا کہ جب میں نے برتن رکھا تو اس میں کھانا زیادہ تھا، یا جب میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ عَيِيَ فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَالِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهُ فَدَعَالَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ (متفق عليه) 2490-45

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی معیت میں ایک جنگ لڑی اور میں پانی کھینچنے والے اونٹ پر سوار تھا وہ تھک گیا اور اسکا چلنا مشکل تھا۔ نبی محترم ﷺ مجھے پیچھے سے ملے۔ اور انہوں نے پوچھا، تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے بتایا کہ تھک چکا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ پیچھے آئے اور اونٹ کو ہانکا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس اونٹ سے کوئی اونٹ آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا: اب تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے جواب دیا بہت اچھا ہے۔ اسکو آپ سے برکت ملی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا' کیا تو اس اونٹ کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کرے گا چنانچہ میں نے مدینہ تک اس اونٹ پر سوار رہنے کی شرط پر فروخت کر دیا۔ جب رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا، تو میں صبح سویرے ہی آپ کے پاس اونٹ لے گیا۔ آپ نے اس کی قیمت مجھے عطا فرمائی اور اونٹ بھی لوٹا دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِاِمْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهٗ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے لیے رسول اکرم ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ وادی القریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس باغ کی پیداوار کا تخمینہ لگاؤ۔ چنانچہ ہم نے اس کا تخمینہ لگایا۔ اور رسول محترم ﷺ نے بھی اندازہ لگایا اور آپ کا تخمینہ دس وسق کا تھا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا' اس باغ کی پیداوار کو گن رکھنا ان شاء اللہ ہم تمہارے پاس واپس آئیں گے اور ہم روانہ ہو گئے حتیٰ کہ تبوک پہنچ گئے۔ پھر آپ نے پیشین گوئی فرمائی، کہ آج رات تم پر سخت آندھی آئے گی۔ تو کوئی تم میں سے اس میں کھڑا نہ رہے۔ جس کے پاس اونٹ ہے تو وہ اس کا گھٹنا مضبوطی سے باندھے۔ چنانچہ بڑی سخت آندھی آئی۔ اور ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو ہوا نے اٹھا کر بنی طے کے دو پہاڑوں

فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ (متفق علیه) 2491-46

کے درمیان پھینک دیا۔ پھر ہم واپسی پر وادی القریٰ پہنچے تو رسول محترم ﷺ نے اس خاتون سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت فرمایا' کہ اس کی کتنی پیداوار ہوئی۔ اس نے بتایا دس وسق۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْقَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا (رواہ مسلم) 2492-47

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا' تم لوگ جلد ہی مصر فتح کرو گے۔ اس ملک میں قیراط کا سکہ مشہور ہے۔ جب تم اس کو فتح کر لو تو اس کے باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، کیونکہ ان کے لیے ذمہ اور قرابت داری ہے یا آپ نے فرمایا ان کی عزت کے لیے ذمہ ہے۔ اور سسرال کا علاقہ ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک وہاں اینٹ کی جگہ پر آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ حضرت ابوذر ﷺ نے بتایا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کے رکھنے پر آپس میں جھگڑتے دیکھا تو میں وہاں سے چل دیا۔ (مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَفِيْ اُمَّتِيْ.
اِثْنَاعَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَّظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ (رواہ مسلم) وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِيْ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ ﷺ وَحَدِيْثَ جَابِرٍ ﷺ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِيْ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. 2493-48

حضرت حذیفہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' کہ میرے اصحاب میں' ایک روایت میں میری امت میں' بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور وہ جنت کی خوش بو بھی نہ پائیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزرے۔ ان میں آٹھ تو پھوڑا نکلنے سے مریں گے۔ آگ کا ایک گولہ ان کے کندھوں سے ظاہر ہوگا اور سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ہم عنقریب سہل بن سعد کی حدیث جس میں ہے کہ میں کل جھنڈا دوں گا، مناقب علی کے باب میں اور حضرت جابر کی حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ کون گھاٹی پر چڑھے گا' کا ذکر ان شاء اللہ باب المناقب میں کریں گے۔

الفصل الثالث

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ فِیْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْمَعُوْا لِیْ مَنْ کَانَ هٰهُنَا مِنَ الْیَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَبُوْکُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ کَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْکُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنْ کَذَبْنَاکَ عَرَفْتَ کَمَا عَرَفْتَهٗ فِیْ اَبِیْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَکُوْنُ فِیْهَا یَسِیْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِیْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُکُمْ فِیْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِیْحَ مِنْکَ وَاِنْ کُنْتَ صَادِقًا لَمْ یَضُرَّکَ (رواہ البخاری) 2494-49

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہیں کہ جب فتح خیبر ہوئی تو رسول معظم ﷺ کو ایک بکری جس میں زہر ملا ہوا تھا بطور ہدیۂ دی گئی۔ رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔ انہیں آپ کے پاس اکٹھا کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا' میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، کیا تم اس کے بارے میں مجھے سچ سچ بتادو گے۔ انہوں نے جواب دیا' ہاں یا ابا القاسم! رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا' تمہارا باپ کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا' فلاں۔ آپ نے فرمایا' تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں تھا۔ انہوں نے کہا' آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے پوچھا' اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس کے متعلق سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا' ابو القاسم! ہاں۔ اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ جان جائیں گے جیسا آپ کو ہمارے باپ کے بارے معلوم ہو گیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا' جہنمی کون ہوں گے؟ انہوں نے بتایا' ہم اس میں تھوڑی مدت رہیں گے پھر تم لوگ ہمارے بعد جہنم میں جاؤ گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہی جہنم میں ذلیل وخوار ہو گے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہاری جگہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ پھر آپ نے ان سے استفسار فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے بارے دریافت کروں تو کیا تم مجھے سچ سچ بتادو گے؟ انہوں نے کہا ہاں' یا ابا القاسم! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا' تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے مجبور کیا؟ انہوں نے جواب دیا' ہم نے یہ سوچا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھٹکارہ پا جائیں گے اور اگر آپ سچے ہوئے تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (بخاری)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ ؓ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا الْفَجْرَ

حضرت عمرو بن اخطب انصاری ؓ فرماتے ہیں' کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر

وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا. (رواه مسلم)2495-50

تشریف فرما کر ہمیں خطاب کیا حتّٰی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ منبر سے اترے ہمیں نماز پڑھائی اور خطاب کیا حتّٰی کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا آپ پھر اترے نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ نما ہوئے حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ آپ نے ہمیں قیامت تک پیش آنے والے واقعات سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ ہم میں سے سب سے زیادہ معلومات اس آدمی کے پاس ہیں جس کا حافظہ ہم میں سے سب سے زیادہ ہے۔(مسلم)

وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ اَبِىْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِىَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوْا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْكَ يَعْنِىْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. (متفق عليه)2496-51

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ سے یہ کہتے سنا کہ اس نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ جس رات جنّوں نے قرآن سنا تھا تو کس نے نبی کریم ﷺ کو جنوں کے بارے میں بتایا تھا؟ اس نے جواب دیا مجھے تمہارے والد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک درخت نے آپ ﷺ کو جنوں کے متعلق بتایا تھا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهُ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَّزْعَمُ اَنَّهُ رَاٰهُ غَيْرِىْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِىْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ وَيَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِىْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُوا الْحُدُوْدَ لَّتِىْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجُعِلُوْا فِىْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تھے۔ ہم سب نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن میں تیز نظر والا تھا اس لیے میں نے چاند دیکھ لیا مگر میرے علاوہ چاند دیکھنے کا کوئی مدعی نہ ہوا۔ اس پر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنا شروع کیا کیا آپ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا؟ تو انہوں نے کوشش کی لیکن وہ چاند نہ دیکھ سکے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں جلد ہی اپنے بستر پر لیٹے لیٹے چاند دیکھ لوں گا۔ پھر انہوں نے ہمیں اہل بدر کے بارے بتانا شروع کر دیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں مقتولان بدر کی ہلاکت گاہوں کو ایک دن پہلے ہی دکھا دیا تھا اور آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی اور ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ

فَقَالَ يَافُلَانَ بْنَ فُلَانَ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْوَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَيْئًا. (رواه مسلم 2497-52)

ہو گی۔ حضرت عمر ﷛ نے بتایا' اس ذات کی قسم جس نے رسول کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! وہ رسول اکرم ﷺ کے نشان زدہ مقامات سے ذرا بھی ادھر ادھر ہلاک نہ ہوئے۔ مزید بتایا کہ ان کو ایک کنویں میں ایک دوسرے پر پھینک دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل کر ان تک گئے اور یوں خطاب فرمایا' اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں! کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو سچ پالیا؟ حقیقتاً میں نے تو اس وعدہ کو سچا پایا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ اس پر حضرت عمر ﷛ بول اٹھے' یا رسول اللہ! آپ بے روح جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں' اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن یہ بات ہے کہ وہ میری کسی بات کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهٗ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهٗ فَاَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَازَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهٗ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰی كَالَهٗ فَفَنِیَ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ. (رواه مسلم 2498-53)

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی رسول معظم ﷺ کے پاس آ کر غلہ مانگتا ہے۔ آپ نے اسے آدھا وسق جو دیے۔ وہ شخص' اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان اسے کھاتے رہے۔ جب اس شخص نے اسے ماپ لیا تب جو ختم ہو گئے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اسے نہ ماپتے' تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔ (مسلم)



بَابُ الْكَرَامَاتِ

باب الکرامات

کرامت کا لغوی معنی عزت افزائی یا "تعظیم" کرنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں خرقِ عادت کام کو کرامت کہا جاتا ہے۔ معجزہ اور کرامت کا فرق یہ ہے کہ خلاف فطرت کام کسی نبی کی ذات اطہر کے حوالے سے صادر ہوا' تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کے مستند ہونے میں شک کرنا کفر کے مترادف ہے۔ لیکن کرامت کسی صحابی یا عام آدمی نیک سے سرزد ہو اور سننے والا اگر اس کا انکار کر دے تو اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ کسی سے کرامت کے ظہور ہونے کے لیے اس کا دوسروں سے زیادہ نیک ہونا ضروری نہیں نیز کرامت کو منبر و محراب پر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح صاحب کرامت آدمی کی عقیدت کے بارے میں غلو اور اکثر اوقات اس سے شرکیہ نظریات جنم لیتے ہیں۔

لوگوں کو گرویدہ بنانے اور دوکانداری کے لیے کرامت بیان کرنا پرلے درجے کا دینی اور اخلاقی جرم ہے۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کی کرامات کا سرِ عام ذکر کرتے ہیں اس کے پیچھے اکثر مالی مفادات اور اپنی روحانی حیثیت منوانے کے سوا کوئی چیز کار فرما نہیں ہوتی۔

یاد رہے! کہ یہ دین کرامات کا محتاج نہیں۔ اور کسی شخص کے خرق عادت کام کو اس وقت تک کرامت نہیں کہا جاسکتا جب تک وہ قرآن وسنت کے نظریہ کے مطابق نہ ہو۔ بصورتِ دیگر بڑے سے بڑے غیر معمولی اور خلاف فطرت کام کو کرشمہ سازی اور شعبدہ بازی ہی تصور کیا جائے گا۔

یاد رکھیے! صاحب کرامت کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہونا لازمی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهُ (رواه البخاری) 2499-1

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں' کہ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی کسی ضرورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی رات بیت گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ پھر جب دونوں آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کا عصا دونوں کے لیے روشنی دینے لگا۔ حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب ان کے راستے جدا جدا ہو گئے' تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔

چنانچہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچنے تک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتے رہے۔(بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَّدَفَنْتُهٗ مَعَ اٰخَرَ فِيْ قَبْرٍ (رواه البخاری) 2-2500

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے۔ جب (اگلے دن) جنگ احد کا معرکہ ہونا تھا' تو میرے باپ نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں اصحابِ رسول میں اول شہید ہونے والوں میں سے ہوں گا۔ تم مجھے اپنے پیچھے رہ جانے والوں میں' رسول اکرم ﷺ کے بعد' سب سے عزیز ہو۔ اور میرے ذمے قرض ہے' اس کو چکا دینا۔ نیز تیری بہنوں کے بارے میں تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں ۔ پھر جب صبح ہوئی تو پیش گوئی کے مطابق میرے والد سب سے پہلے شہید تھے۔ اور میں نے انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ وَّاِنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَاشَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَاحَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوَ مَاعَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطٰنِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ اس لیے نبی معظم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے۔ اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا ساتھ لے جائے۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق ﷺ تین کو ساتھ لے گئے۔ اور نبی کریم ﷺ دس کو ساتھ لے گئے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے رات کا کھانا نبی کریم ﷺ کے ہاں کھایا۔ پھر عشاء کی نماز تک وہیں رک گئے ۔ پھر واپس آئے اور عشاء کے بعد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ اس طرح کافی رات گئے واپس گھر لوٹے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: آپ کس وجہ سے اپنے مہمانوں سے بچھڑ گئے؟ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا: انہوں نے آپ کے آنے تک کھانا نہ کھانے پر مصر رہے۔ اس پر حضرت ابوبکر

فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَأَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُكِرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا (متفق عليه)

3-2501

ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا' اللہ کی قسم! میں کھانا کبھی نہیں کھاؤں گا۔اسی طرح ان کی بیوی نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔اور مہمانوں بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا، یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے مہمانو ں کے ساتھ کھانا کھایا۔

جب وہ ایک لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے پہلا کھانا بڑھ جاتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے حیرت سے پوچھا۔ بنو فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب یہ کھانا پہلے سے تین گنا ہو گیا ہے پس۔ ان سب نے کھانا کھایا اور نبی کریم ﷺ کے ہاں بھی بھیجا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ أَرْوٰى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اللّٰهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ

تیسری فصل

حضرت عروہ بن زبیر کا بیان ہے' کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ﷺ کا اروی بنت اوس سے جھگڑا ہو گیا۔ اور وہ اس معاملے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعوی تھا کہ حضرت سعید ﷺ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی ہے۔ پس حضرت سعید ﷺ جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ کا بیان سننے کے بعد وہ کیسے اس زمین پر قبضہ کر سکتا ہے؟ مروان نے پوچھا آپ نے رسول اکرم سے کیا سنا تھا۔ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے ظلم کے ساتھ ایک بالشت زمین ہتھیالی' اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے کہا' میں اس کے بعد آپ سے کسی واضح ثبوت کو طلب نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت سعید ﷺ نے بد دعا دی۔ یا اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے' تو اس کی بصارت اچک لے اور اس کو اسی زمین میں موت دے' جس کا اس نے دعوی کیا ہے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس عورت کی بصارت جاتی رہی اور وہ اپنی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا. 4-2502

زمین پر چلتے ہوئے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ (مسلم و بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت آئی ہے' کہ محمد بن زید نے اس عورت کو اس حالت میں دیکھا' کہ وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواروں کو ٹٹول کر چلتی اور کہا کرتی تھی: مجھے سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔ اور وہ اسی گھر کے اندر ایک کنویں میں گر پڑی' جس گھر کا اس نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔

خلاصہ باب

۱۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن بشر کی لاٹھیاں روشن ہو گئیں۔
۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اپنے بارے میں شہادت کی پیش گوئی پوری ہوئی۔
۳۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت سے کھانا دوگنا ہوا۔
۴۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بددعا سے جھوٹی عورت کی بینائی جاتی رہی۔ اور متنازعہ فیہ گھر کا کنواں اس کے لیے قبر ثابت ہوا۔



بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی وفات کا تذکرہ

مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ نے 53 سال گزارے۔ آپ ﷺ نبوت سے 40 سال پہلے بھی نہایت پاکیزہ' بااخلاق' دیانت وامانت کے پیکر' ہمدردی اور غم خواری کے سراپا' شرم وحیا کے پتلے' صاحب کردار اور نہایت ہی خوش گفتار تھے۔ لوگ آپ کو صادق وامین کے القاب سے یاد کرتے۔ آپ کی بات اور ذات نمونہ تھی۔ لیکن نبوت کے اعلان کے بعد یکسر حالات تبدیل ہوئے۔ آپ کو کوئی قسم کے الزامات دھر دیے گئے اور آپ کو ہر قسم کی گستاخیوں اور زیادتیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ پامردی اور جواں مردی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے۔ آخر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ مدینہ میں آپ کا شاندار اور پرتپاک استقبال ہوا۔ بعد ازاں اگرچہ بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' عرب وعجم کے ساتھ خونریز معرکے ہوئے۔ لیکن ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت وحمایت کے ساتھ آپ کو کامیاب فرمایا۔ یہاں تک کہ عرب سرنگوں اور عجم نے آپ ﷺ کی عظمت وجلالت کا سکہ تسلیم کیا۔

آپ ﷺ نے ایک فلاحی مملکت کا قیام اور عملاً اللہ کے دین کو نافذ فرمایا۔ جب مسلمانوں کی شوکت اور اسلام کی عظمت کا پھریرا بلند ہو رہا تھا' تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے پیغام اجل آن پہنچا۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اور پھر مدینہ منورہ واپس آ کر اس سانحہ کی صحابہ کرام ؓ کو اشارات کے ذریعے اطلاع فرمادی تھی۔ تاکہ وہ اس صدمہ عظیمہ اور آئندہ ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لیے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہو سکیں۔ اس طرح آپ نے تریسٹھ سال' چار دن دنیا میں حیاتِ مستعار گزارے۔ اور پیر کے روز انتقال فرمایا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس ؓ فرمایا کرتے تھے کہ اہل مدینہ کے لیے دو ایام سے بڑھ کر اہم اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں ورود فرمایا تو وہ ہمارے لیے انتہائی خوشی کا تاریخی دن تھا۔ جبکہ رحلت کا دن غمِ بیکراں کا دن تصور کیا جاتا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ

پہلی فصل

حضرت براء ؓ فرماتے ہیں' کہ اصحابِ رسول میں سے سب سے پہلے جس نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا' وہ حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم تھے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن حکیم پڑھاتے۔ اس کے بعد عمار ؓ' بلال ؓ اور سعد ؓ آئے' پھر حضرت عمر بن خطاب ؓ دوسرے بیس صحابہ ؓ کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے بعد

الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ(رواه البخاری)2503-1

نبی رحمت کی تشریف آوری ہوئی۔ حضرت براء ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات پر اتنی خوشیاں مناتے نہیں دیکھا' جتنا وہ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ لونڈیاں اور بچے بھی نعرے لگا رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول تشریف لائے ہیں۔ اور میں آپ کی آمد سے قبل ہی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی جیسی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زُهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَالَهُ فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَيَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا(متفق علیه)2504-2

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کا بیان ہے' کہ رسول اکرم ﷺ اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا' کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت لے لے' یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس نعمتیں ہیں انہیں اختیار کر لے' تو اس بندہ نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اس کو اختیار کر لیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ رونے لگے۔ اور فرمایا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان! اس پر ہم سب متعجب ہوئے اور لوگ کہنے لگے کہ بوڑھے کو دیکھئے' رسول محترم ﷺ نے تو ایک بندہ کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' میں سے ایک کو چننے کا اختیار دیا اور یہ کہہ رہے ہیں، ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان! اصل بات یہ ہے کہ جن کو اختیار دیا گیا وہ خود ﷺ رسول تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ

حضرت عتبہ بن عامر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ' آٹھ سال بعد' اس طرح ادا کی کہ گویا آپ ﷺ زندوں اور مرنے والوں سے بچھڑنے والے ہیں۔ پھر اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: تم میں میری حیثیت پیشگی منتظم کی ہے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ بلاشبہ ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا۔ اور میں اس جگہ بیٹھ کر حو

مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا. وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (متفق عليه) 3-2505

ض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں۔ اور مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے' کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا داری میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جاؤ گے۔ اور بعض روایوں نے یہ اضافہ کیا کہ تم ایک دوسرے سے قتال کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَّاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَّعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَّعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ (رواه البخاری) 4-2506

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر بے پناہ انعامات میں سے ایک یہ ہے' کہ رسولِ اکرم میرے گھر میں' میری باری کے دن' میرے سینے اور حلق کے درمیان فوت کیے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے قریب میرے لعاب دہن اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرمایا (اور وہ اس طرح کہ) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر میرے پاس اندر آئے اور اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں نے رسول اکرم کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف متوجہ ہیں۔ میں جان گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کے لیئے مسواک لوں۔ آپ نے اثبات میں سر سے اشارہ کیا۔ اور میں نے وہ مسواک آپ کو پکڑا دی۔ چنانچہ آپ نے مسواک کرنا شروع کیا لیکن وہ آپ کے لئے سخت تھی۔ پھر میں نے پوچھا' کیا میں اسے آپ کے لئے نرم کردوں؟ آپ نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے مسواک کو آپ کے لئے نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو (دانتوں پر) پھیرا۔ اور آپ کے ہاتھوں کے درمیان پانی کا برتن تھا۔ آپ پانی میں اپنے ہاتھ ڈالتے اور اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ ملتے رہے۔ اور کہنے لگے' لَا اِلٰهَ اِلَّا الله۔ بلاشبہ سکراتِ موت برحق ہیں۔ پھر اپنا ہاتھ بلند کیا اور رفیقِ اعلیٰ کی دعا کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ اور آپ کا دستِ مبارک جھک گیا!!۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قبل ازیں) رسول محترم

مَـامِنْ نَبِـيٍّ يَمْـرَضُ اِلَّا خُيِّـرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِـرَةِ وَكَـانَ فِـيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْـعَـمْـتَ عَـلَيْهِـمْ مِـنَ الـنَّبِيّٖـنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَـدَاءِ وَالـصّٰـالِـحِيْـنَ فَـعَـلِـمْـتُ اَنَّـهٗ خُيِّرَ (متفق عليه) 5-2507

ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا' جس کو مرض الموت میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کو پسند کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو' اور وہ بیماری جس میں آپ کی روح مبارک قبض کی گئی یہ تھی کہ آپ ﷺ زبردست ہچکی میں مبتلا ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا' مجھے ان لوگوں کی معیت نصیب فرما جن پر تو نے انعام فرمایا' یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں۔ اس سے میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَـالَ لَـمَّـا ثَقُلَ النَّبِيُّ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ . فَـقَالَتْ فَاطِمَةُ وَ كَرْبَ اَبَاهُ! فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَـاتَ قَـالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَااَبَتَاهُ مِنْ جَنَّـتِ الْـفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ. يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَـنْـعَـاهُ فَـلَـمَّـا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ التُّرَابَ (رواه البخاری) 6-2508

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شدید بیمار ہوئے اور آپ ﷺ پر بیماری کی وجہ سے غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکار اٹھیں' ہائے ابو جان کی تکلیف! چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا' آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ہائے ابا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔ ابا جان! جنت آپ کا مقام ہے۔ اے ابو جان ہم جبرائیل کو آپ ﷺ کی موت پر مطلع کرتے ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یا انس! تم نے رسول پر مٹی ڈالنے پر اپنے آپ کو کیسے آمادہ کیا؟ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ كَـانَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُـرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُـمَّ الـرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَّا يَخْتَارُنَا قَـالَـتْ وَعَـرَفْـتُ اَنَّـهُ الْـحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے بحالت صحت فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو جنت میں اس کے قیام کی جگہ کو دکھا نہیں دیا جاتا' پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی' تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپ پر غشی غالب ہوئی۔ پھر آپ

يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (متفق عليه) 2509-7

ہوش میں آ گئے۔ پھر آپ نے نگاہیں چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا' اے اللہ! رفیق اعلیٰ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ میں نے سمجھ لیا، کہ آپ اب ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے اور جان لیا کہ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں کیا کرتے تھے، کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو اس کے جنت میں مقام کا مشاہدہ نہ کرا دیا جائے پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آخری بات جو آپ ﷺ نے فرمائی یہ تھی۔ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَاعَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذَالِكَ السَّمِّ (رواه البخاری) 2510-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض الوفات میں فرمایا' عائشہ! میں خیبر میں کھائے گئے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر کے اثر سے میری شریان پھٹ رہی ہے۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَالِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ پر سکرات موت طاری ہوئی، تو گھر میں بہت سے لوگ تھے۔ ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آؤ میں تمہیں ایک وصیت لکھ دوں، کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ پر بیماری کا سخت غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن مجید ہے اور اللہ کی کتاب تمہاری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ گھر والوں نے اس پر اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں کچھ کی رائے تھی' (قلم دوات) رسول اکرم ﷺ کے قریب لاؤ تا کہ آپ تمہارے لئے تحریر کروا دیں۔ اور کچھ کی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق تھی۔ جب شور اور اختلاف شدت اختیار کر گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔ عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، کہ

وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَاابْنَ عَبَّاسٍ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَاشَانُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَافِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِمَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ (متفق عليه) 10-2511

یہ انتہائی سخت پریشان کن امر تھا کہ صحابہ کرام ؓ کا اختلاف اور شور وشغب حائل ہو گیا۔ دوسری روایت میں حضرت سلیمان بن ابی مسلم احوال نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ جمعرات کا دن کیسا سخت دن ہے؟ پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ زمین کی کنکریاں گیلی ہونے لگیں۔ سلیمان نے حضرت ابن عباس سے مخاطب ہو کر پوچھا، جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے جواب اس دن رسول کی بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا، میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ کہ میں تمہیں تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ لیکن لوگ جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کریم کے قریب جھگڑنا ان کے شایان شان نہ تھا۔ بعض صحابہ ؓ کے کہا کہ رسول کا حال کیا ہے؟ آپ کو تنہا چھوڑ دیں۔ دوسروں نے کہا: آپکی بات سمجھنی چاہیے۔ چنانچہ بعض صحابہ آپ کے قریب آئے، لیکن آپ نے فرمایا، مجھے تنہا چھوڑ دو۔ مجھے میرے حال پر رہنے دو۔ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ آپ نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا۔ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا اور بیرونی وفود کا اسی طرح خیال رکھنا جیسا میں رکھا کرتا تھا۔ سلیمان بن مسلم نے تیسری بات سے خاموشی اختیار کی، یا یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتائی، لیکن وہ بھول گئے۔ سفیان کا کہنا ہے کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَاعِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ آیئے ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ آپ کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کا جو مقام ہے وہ بہت بہتر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے رونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مقام کو

مَعَهَا(رواہ مسلم)2512-10

بہت بہتر نہیں سمجھتی، بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں، کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہوگیا ہے۔اس پر وہ دونوں بھی رونا ضبط نہ کر سکے اور ام ایمن کے ساتھ رونے لگے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضى اللّٰه عنها اَنَّهَاقَالَتْ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاکِ لَوْکَانَ وَاَنَاحَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُلَکِ وَاَدْعُوْلَکِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُکْلَیَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ تُحِبُّ مَوْتِیْ فَلَوْکَانَ ذَالِکَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ یَوْمِکَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَاَنْ یَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ یَتَمَنَّی الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ یَاْبَی اللّٰهُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْیَدْفَعُ اللّٰهُ وَیَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ(رواہ البخاری) 2513-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ وہ سر درد کے باعث کہہ اٹھیں، ہائے میرا سر! اس پر رسول اکرم نے فرمایا، اگر تجھے موت آجائے اور میں زندہ ہوں تو تیری لیے مغفرت طلب کروں گا۔اور تیرے لئے دعا کروں گا چنانچہ حضرت عائشہ پکار اٹھیں، ہائے میں مرجاؤں، اللہ کی قسم! میرا یہ خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں، اگر ایسا ہو تو آپ ﷺ اسی دن اپنی کسی دوسری بیوی سے صحبت کریں گے۔چنانچہ نبی کریم ﷺ فرمایا نہیں بلکہ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔اور میرا قصد یا ارادہ ہے، کہ میں ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کروں، تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے۔ اور کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے۔پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مومنین مدافعت کریں گے یا اللہ تعالیٰ مدافعت کریں گے۔اور مومنین انکار کردیں گے۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ مدینہ طیبہ کی تاریخ میں رسول محترم ﷺ کی تشریف آوری آمد بہار تھی۔
۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی رسول محترم کی وفات کو بھانپ چکے تھے۔
۳۔ رسول محترم ﷺ نے آٹھ سال بعد احد کے جاں نثاروں کے لیے الوداعی دعا فرمائی۔
۴۔ آپ ﷺ کا فرمان! اے میرے صحابہ میں تم میں دنیا داری پیدا ہونے کا اندیشہ محسوس کرتا ہوں۔
۵۔ رسول محترم ﷺ نے آخری وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی چبائی ہوئی مسواک کی۔
۶۔ ہر نبی کی موت سے پہلے اسے جنت میں اس کا مقام دکھلایا جاتا ہے۔
۷۔ خیبر کے وقت زہر آلود لقمے کا آپ نے آخری وقت وقت تک اثر محسوس فرمایا۔
۸۔ غشی کی حالت میں، تحریر لکھوانے کا حکم دینے کے تین دن بعد تک آپ اس دنیا میں جلوہ گر رہے۔
۹۔ میرے بعد غیر ملکی وفود کا احترام کرنا اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔
۱۰۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح طور پر اشارے فرمائے۔

بَابُ الْمِيْرَاثِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی اکرم کی میراث

انبیاء کرام کے بے شمار اوران گنت اوصاف میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے، کہ وہ عوامی اور دینی خدمت کے بدلے میں کسی سے ایک روپیہ تک لینے کے روادار نہیں ہوتے۔ وہ زندگی بھر ہر قسم کی خدمات بوجہ اللہ سرانجام دیا کرتے ہیں۔ کار نبوت کے بعد جو وقت انہیں میسر ہوتا ہے اس میں وہ اپنے لئے محنت و مشقت فرمایا کرتے تھے۔ اوران کا مال متروکہ کسی وارث کا حصہ نہیں بن سکتا، بلکہ وہ صدقہ ہو جاتا ہے چنانچہ آپ نے وفات کے وقت اپنی بچی کھچی پونجی بیت المال کے حوالے کردی۔ اسی کی روشنی میں وفات سے ایک دن پہلے اتوار کے دن نبی محترم ﷺ نے اپنے غلاموں کو آزاد فرمایا اور جو سات دینار گھر میں موجود تھے وہ صدقہ کئے اور اپنا ذاتی جنگی اسلحہ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروایا۔ حالانکہ گھر کی حالت یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ نے دیا جلانے کے لئے اپنی پڑوسن سے تیل ادھار لیا۔

جہاں تک باغ فدک کا معاملہ ہے، جو خیبر کی فتح کے وقت آپ کے حصہ میں آیا تھا تو وہ اہل خانہ کے اخراجات کے لئے باقی چھوڑا۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باغ فدک میں اپنی وراثت کا حصہ طلب کیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنایا، کہ انبیاء کی جائیداد کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ یہ سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مطمئن ہو گئیں۔ اور جب آپ ﷺ کی ازواج مطہرات یکے بعد دیگرے دنیا سے چل بسیں تو باغ فدک مسلمانوں کے عام بیت المال میں شامل کرلیا گیا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ (رواه مسلم) 1-2514

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ترکے میں نہ درہم نہ دینار نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔ اور (اسی لئے) نہ ہی کوئی وصیت کی۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً (رواه البخاری) 2-2515

حضرت عمرو رضی اللہ عنہا بن الحارث جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی موت کے وقت دینار، درہم، غلام لونڈی یا اور کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی۔ ماسوائے ایک سفید خچر، کچھ ہتھیار اور زمین کے جس کو آپ ﷺ نے وقف کردیا تھا۔

(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَ مَؤُوْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ (متفق علیه) 3-2516

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ میرے ورثاء میرے بعد دینار تقسیم نہیں کریں گے۔ بلکہ میری بیویوں کے اخراجات اور میرے نائب کی ضروریات کے بعد جو بچے گا وہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ (متفق علیه) 4-2517

حضرت ابوبکر ﷺ رسول معظم ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم ورثہ نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِیَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَکَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِیُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَکَهَا وَهُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَیْهِ بِهَلَکَتِهَا حِیْنَ کَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ (رواه مسلم) 5-2518

حضرت ابوموسی اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، بلا شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جماعت پر رحمت کا ارادہ فرماتے، تو ان کے نبی کو ان سے پہلے موت سے ہم کنار کرتا اور اسے ان کے لئے پیشگی انتظام کرنے والا اور آگے جانے والا بنا دیتا۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کو اس کے نبی کی زندگی ہی میں اسکی آنکھوں کے سامنے عذاب میں مبتلا کر دیتا اور ان کی ہلاکت سے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کیونکہ وہ اس کو جھٹلاتے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَلَا یَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ یَرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ (رواه مسلم) 6-2519

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، تم پر ایسا دور آنے والا ہے کہ تم مجھے نہیں دیکھو گے۔ پھر یہ کہ کوئی مجھے دیکھے اسے اس کے اہل وعیال اور مال واسباب سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ انبیاء اپنے پیچھلے دنیا کا مال نہیں چھوڑا کرتے۔

۲۔ انبیاء کا ترکہ امت کا مال ہوتا ہے۔

بَابُ مُنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

باب مناقبِ قریش وذ کرالقبائل

ہرقوم کی کچھ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ قوموں میں ممتاز اور منفرد مقام حاصل کرتی ہیں۔ دنیا میں عرب اپنی عادات اور خصائل کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتے ہیں اور عربوں میں قریش زمانۂ جاہلیت میں بھی فیاض، بہادر، مہمان نواز اور قوتِ گویائی میں منفرد تھے۔ پھر بیت اللہ کی تولیت کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں مذہبی پیشوا اور رہنما سمجھے جاتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ تعلق اور ناتہ جوڑنا اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔

اس وجہ سے قریش مذہبی اور سیاسی قیادت کے منصب پر فائز تھے۔ آپ ﷺ نے اسی امتیاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر مسلم قریش کفار میں اور مسلمان قریش صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک خاص مقام کے حامل ہیں۔ یہ بات بھی خبر کے طور پر ارشاد فرمائی کہ قریش میں بارہ خلفا ایسے ہوں گے کہ جن کی وجہ سے لوگ امن وسکون محسوس کریں گے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ معنیٰ نہیں کہ پوری دنیا میں صرف قریش کو ہی حکمرانی کا حق حاصل ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات اور ان کے سیاق وسباق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں صلاحیتوں کے اعتبار سے قریش ہی ایسی قوم تھی جو عرب کی قیادت کرسکتی تھی۔ بعض اہلِ علم نے آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ شرعی طور پر قیادت کا حق صرف قریش کو حاصل ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی تاریخ اس بات کی تائید نہیں کرتی اور نہ ہی محدثین نے اس نقطۂ نظر کی تائید کی۔

الفصل الاوّل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِیْ هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ (متفق عليه) 1-2520

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا 'قریش کا معاملہ ایسا ہے کہ سب لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں قریش کے مسلمانوں کی دوسرے مسلمان پیروی کرتے ہیں۔ اور قریش کے کافروں کے تابعداری کافر قریش کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رواه مسلم) 2-2521

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ تمام عرب خیر وشر میں قریش کے پیروکار ہیں۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَيْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ (متفق عليه) 3-2522

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا، یہ معاملہ خلافت کا ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جب تک ان میں سے دو بھی (اسلام پر) باقی ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِىْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ (رواه البخاری) 4-2523

حضرت معاویہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا' بلا شبہ یہ معاملہ خلافت قریش میں رہے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ ان سے دشمنی کرنے والے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرادے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنَىْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ يَكُوْنَ عَلَيْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ (متفق علیه) 5-2524

حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ، بارہ خلیفوں تک اسلام غالب رہے گا اور وہ سب قریشی ہوں گے اور دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا۔ جب تک ان پر بارہ خلیفے ہوں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے قیامت قائم ہونے تک دین اسلام قائم رہے گا یا جب تک ان پر بارہ قریشی خلفا حکومت نہ کرلیں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (متفق علیه) 6-2525

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اسلم قبیلہ کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ! اس نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاَشْجَعُ مَوَالِىَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (متفق علیه) 7-2526

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ، قریش ، انصار ، جہینہ ، مزینہ ، اسلم ، غفار اور اشجع میرے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِىْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِىْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ مِنْ بَنِىْ اَسَدٍ وَغَطَفَانَ (متفق علیه) 8-2527

حضرت ابو بکرہ ؓ نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قبائل اسلم ، غفار ، مزینہ اور جہینہ قبائل بنو تمیم ، بنو عامر اور ان کے دو حلیف قبائل بنو اسد اور بنو غطفان سے کہیں بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِىْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں میں بنو تمیم سے اس وقت سے محبوب رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ

يَقُولُ فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ (متفق عليه) 2528-9

ﷺ سے ان کی تین خوبیاں بیان فرماتے ہوئے سنا۔ میں رسول اکرم ﷺ کو ان کے بارے یہ فرماتے سنا' یہ کہ میری امت میں سے دجال پر بہت سخت ہوں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے صدقات آئے تو رسول ﷺ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں' نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنو تمیم کی ایک عورت لونڈی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا' عائشہ اس کو آزاد کر دے بتحقیق یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم) 2529-10

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے سنا' آج کے دن سے لے کر قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کے آج کے دن سے یوم قیامت تک قتل نہ کیا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سُوْءٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَاُمَّةُ خَيْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهٗ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ

حضرت ابو نوفل' معاویہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عقبۃ المدینہ پر جہاں سے قریش اور دوسرے لوگوں کا گزر تھا' لٹکا دیکھا۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی لاش کے قریب سے گزرے تو وہاں رک گئے اور تین دفعہ فرمایا، ابو خبیب! السلام علیکم، اللہ کی قسم! میں اس سے تجھے منع کیا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے تو بہت زیادہ روزے رکھنے والا' بہت زیادہ رات کو قیام کرنے والا' بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ اللہ کی قسم! سن لو، وہ گروہ جو تجھے برا سمجھتا ہے وہ خود بدترین ہے دوسری روایت میں ہے کیا یہ لوگ اچھے ہو سکتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے۔ حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے وہاں ٹھہرنے اور فرمان کی اطلاع حجاج تک پہنچی تو اس

فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأُلْقِيَ فِي قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَأْتِيَنِّيْ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا آتِيْكَ حَتّٰى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِيْ بِقُرُوْنِيْ قَالَ فَقَالَ أَرُوْنِيْ سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِيْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَقُوْلُ لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ بِهِ أَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَامَ أَبِيْ بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ أَمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ يُرَاجِعْهَا (رواہ مسلم) 2530-11

نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جس تنے سے لٹکایا تھا اتار کر یہود کی قبروں میں پھنکوا دیا۔ پھر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا' پھر اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ تجھے ہر حال میں میرے پاس آنا ہوگا بصورت دیگر میں ایسے اشخاص تیرے پاس بھیجوں گا جو تجھے سر کے بالوں سے گھسیٹ کر لائیں گے۔ ابونوفل نے بتایا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا' اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو ایسے لوگ نہ بھیجے جو مجھے میری چوٹیوں سے گھسیٹ کر لے جائیں۔ نوفل کا بیان ہے کہ حجاج نے کہا، میرا جوتا لاؤ۔ وہ جوتا پہن کر اور تیز تیز چلتے ہوئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا، تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں سمجھتی ہوں کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت تباہ کر دی۔ مجھے تمہاری یہ بات معلوم ہے کہ تو اسے دو کمر بند والی کا بیٹا کہہ کر پکارتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ذات النطاقین ہوں۔ ہاں ان میں سے ایک میں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کا کھانا باندھ کر مویشیوں کے ذریعے بھیجتی تھی اور دوسرے کو بطور پیٹی باندھتی تھی جس سے کسی عورت ذات کو مفر نہیں۔ البتہ سن لو! کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔ جہاں تک جھوٹے کا تعلق ہے وہ ہم نے دیکھ لیا اور رہا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ ابونوفل کہتے ہیں کہ حجاج کھڑا ہوا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ (مسلم)

وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ أَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ

حضرت نافع ﷺ نے بتایا کہ دو آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت ابن زبیر کے خروج کے متعلق بات کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے کہا کہ لوگوں کے کام

اللّٰہِ ﷺ فَمَا یَمْنَعُکَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ یَمْنَعُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیَّ دَمَ اَخِیَ الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَمْ تَکُنْ فِتْنَۃٌ وَّالدِّیْنُ لِلّٰہِ وَاَنْتُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِغَیْرِ اللّٰہِ (رواہ البخاری) 12-2531

آپ نے دیکھ لیے آپ حضرت عمر ؓ کے صاحب زادے اور نبی محترم ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ کیوں نہیں باہر نکلتے۔ تمہیں کس بات نے روکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا، مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے مسلمان بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے جواب دیا، بلاشبہ ہم فتنہ کے خاتمہ تک قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب ہوگیا اور دین اسلام کے لئے ہوگیا۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہ لڑیں تا کہ فتنہ ابھرائے اور دین اللہ کے علاوہ کسی غیر کا ہوجائے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ جَاءَ الطُّفَیْلُ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ ھَلَکَتْ وَعَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰہَ عَلَیْھِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّہٗ یَدْعُوْا عَلَیْھِمْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّاْتِ بِھِمْ (متفق علیہ) 13-2532

حضرت ابو ہریرہ ؓ کے بتایا کہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسی ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ قبیلۂ دوس ہلاک ہوگیا۔ اس نے نافرمانی کی اور انکار کیا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں بد دعا فرمائیے۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ ان کے لیے بددعا کریں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔ بار الٰہا! قبیلۂ دوس کو ہدایت دے اور ان کو دین کی طرف لے آ۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قریش کفر اور اسلام میں رہنما تھے۔
۲۔ بارہ خلفا قریشی ہوں گے۔
۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی حوصلہ مند اور بہادر عورت تھیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ ﷺ اَجْمَعِیْنَ

فضائلِ صحابہ

دنیا جن حقائق کو متفقہ طور پر تسلیم کرتی ہے ان میں ایک نمایاں حقیقت یہ ہے کہ انسان کائنات میں سب مخلوقات سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور پھر پوری انسانیت میں شرف کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ افراد انبیائے کرام علیہم السلام ہیں اور انبیاء کے بعد ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ ہر دور کے نیک اور ہر نبی کے ساتھیوں میں رسول محترم ﷺ کے رفقاء صحابہ کرام کا مقام منفرد اور جداگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایمان کو رہتی دنیا تک کسوٹی اور صحابہ کرام ؓ کی مخالفت کرنے والوں کو احمق اور مخالفت برائے مخالفت کرنے والا قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام ؓ کا مقام بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرے صحابہ آسمان رشد و ہدایت پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔

صحابہ کے اخلاص کی وجہ سے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بعد کے لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر صدقہ کریں تو وہ اخلاص اور ثواب کے طور پر میرے صحابی کے ایک کلوگرام صدقہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام وہ عظیم المرتبت اور سعادت مند لوگ ہیں، جنہوں نے براہ راست آفتاب نبوت کی ضیا پاشیوں سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ اور انہیں یہ سعادت عظمیٰ بھی حاصل ہوئی، کہ وہ میدان جہاد میں نبی آخر الزماں کے یمین و یسار بنے اور انہوں نے رسول معظم ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین کے لئے وہ پر خلوص بے مثال اور لازوال قربانیاں پیش کیں، جن کی نظیر قیامت تک انسانی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے انہیں اس تمغہ اور لقب سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا اور وہ اپنے رب پر خوش ہوئے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ (متفق علیه) 2533-1

پہلی فصل

حضرت ابو سعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو تم برا بھلا مت کہو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام ؓ کے مد (نصف کلوگرام تقریبا) اور آدھے مد (چوتھائی کلوگرام) کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ ؓ قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیُّ ﷺ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِیْرًا مِمَّا یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی

حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؓ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ فرمایا، ستارے آسمان کے لیے امن کی ضمانت

السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَاذَهَبْتُ اَنَا اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ(رواه مسلم)2534-2

ہیں۔ جب آسمان کے ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان کے لیے (پھٹ جانے کے) وعدے کا وقت آ جائے گا۔ اور میں اپنے اصحاب ﷺ کے لیے باعث امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب ان آزمائشوں سے دو چار ہوں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن کا سبب ہیں۔ اور جب میرے صحابہ اٹھ جائیں گے تو میری امت بتائے گئے فتنوں سے دوچار ہوگی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ(متفق علیه).

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کا بیان ہے: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا، کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی کرے گا۔ یہ جہاد کرنے والے پوچھیں گے، کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول اللہ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟۔ وہ جواب دیں گے۔ ہاں چنانچہ اس صحابی کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر مسلمانوں پر ایسا وقت آ پڑے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ پوچھا جائے گا' کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو اصحاب رسول کی صحبت حاصل ہوئی (یعنی تابعی ہے)؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آئے گا، کہ ان کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کرے گی۔ پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو کسی اصحاب رسول کے (یعنی تابعی) کی صحبت میسر آئی (یعنی تبع تابعی ہے)؟ بتایا جائے گا، ہاں۔ تو وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِیْكُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْهِمْ مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ مَنْ رَّاٰی مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَیُقَالُ انْظُرُوْاهَلْ تَرَوْنَ

مسلم کی دوسری روایت ہے۔ مسلمانوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ کہیں گے دیکھو تم میں کوئی صحابی رسول ہے؟ چنانچہ وہ ایک صحابی پائیں گے تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ دریافت کریں گے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی رسول کو پایا ہو؟ چنانچہ ان کو کامیابی حاصل ہوگی۔ پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ

فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ. 3-2535

پوچھیں گے کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو جو صحابی رسول کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو؟ وہ ایسا شخص پائیں گے اور وہ فتح یاب ہوں گے۔ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم میں صحابہ کرام کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ تو وہ ایسا شخص دیکھیں گے۔ تو وہ فتح سے ہمکنار ہوں گے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ إِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ (متفق عليه).
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ. 4-2536

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میرے دور کے لوگ (صحابہ) سب سے بہتر ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور وہ امین نہیں ہوں گے۔ وہ نذر مانیں گے لیکن انہیں پورا نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا آجائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے۔

خلاصہ باب

۱۔ اخلاص کی وجہ سے صحابہ ﷺ کا آدھا مد صدقہ لوگوں کے احد پہاڑ کے برابر صدقہ سے افضل و بہتر ہے۔
۲۔ رسولِ کریم ﷺ صحابہ ﷺ کے لیے رحمت مجسم اور صحابہ ﷺ لوگوں کے لیے امن کے ذریعہ تھے۔
۳۔ صحابہ ﷺ کے بعد تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ بھی باعث برکت لوگ تھے۔
۴۔ دنیا میں آپ ﷺ صحابہ ﷺ اور تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور سب سے بہتر ہیں۔



بَابُ مُنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ

باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

قوموں اور جماعتوں کا نظام اس وقت تک ہی صحیح سمت پر استوار رہ سکتا ہے جب تک ان کو چلانے کے لیے صحیح قیادت کا صحیح طریقے سے انتخاب کیا جائے۔ ہر دور کا رسول اپنی قوم بالخصوص اپنے ماننے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب قائد ہوا کرتا تھا۔ اور ان کے مشن کو آگے چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ ہر نبی کے بعد اس کی تائید وحمایت کے لیے رسول بھیجا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ رسول محترم نبی آخر الزماں ﷺ ہیں اور آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ ﷺ اس نظام کو چلانے کے لیے اپنے بعد ایسی قیادت مہیا فرماتے جس سے نظام اور قیادت کا تسلسل جاری رہتا۔ لیکن دوسری طرف شائد آپ ﷺ نے لوگوں کے جمہوری حق کو برقرار رکھنا تھا۔ رسول محترم ﷺ نے اپنے بعد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارات دیے لیکن بالکل نامزدگی کا انداز اختیار نہیں فرمایا۔

تاہم قرآن مجید کے ارشادات کی روشنی میں آپ ﷺ نے کردار' اخلاص اور ایمان کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درجہ بندی فرمائی۔ مردوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے تھے۔ اور وہ اخلاص خدمات اور آپ ﷺ کے ساتھ ذاتی تعلق کی بناء پر بھی سب سے آگے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کو اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے اس بات پر اطمینان کا اظہار فرمایا کہ میرے بعد لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جب ثقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے، لوگوں کو ان کی خلافت کی طرف متوجہ کیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سنتے ہی لوگ یکبارگی ان کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بیعت عام کا اہتمام بھی فرمایا۔ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے پیش آمدہ مسائل اور بحرانوں پر اس طرح بردباری' سمجھداری اور منصوبہ بندی سے قابو پایا کہ صحابہ پکار اٹھے کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے تو یہ امت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں خلفا کی حقیقی درجہ بندی یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ اس ترتیب اور درجہ بندی پر شیعہ حضرات کے سوا پوری امت ہر دور میں متفق رہی ہے۔ اور تا قیام قیامت اس درجہ بندی میں کوئی تقدم وتاخیر نہیں کر سکتا اور جو شخص اس ترتیب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ حقیقتاً رسول محترم ﷺ کے انتخاب پر اعتراض کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی سوچ ہی نہیں ایمان بھی محل نظر ہے، اسے اپنی سوچ اور اعتقاد پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذاتی اوصاف

پر جمال چہرہ، روشن اور کشادہ پیشانی، دراز قامت، دبلا جسم، مفکرانہ چال ڈھال، صداقت اور شرافت کا مجسمہ، فیاضی اور دریا دلی کا پتلا، عزم واستقلال کے حامل، زندگی کی ابتدا اور انتہا تک کبیرہ گناہوں سے بچنے والے، حبیب کردگار کے سفر وحضر اور قبر وحشر کے ساتھی، سب سے زیادہ آپ ﷺ کے فدا کار اور جانثار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق اور کنیت از اسلام، ور اسلام لانے کے بعد صدیق لقب پایا۔ والد گرامی کا نام ابو قحافہ عثمان تھا۔

ان کا شرف عظیم یہ ہے کہ پورے کا پورا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا۔ دو سال تین ماہ دس دن خلیفۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف پایا۔ ۱۳ ہجری ۲۱ جمادی الاولی بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء پیر کے دن مغرب کے قریب رسول اللہ ﷺ جتنی تریسٹھ (۶۳) سال عمر گزار کر آپ ﷺ کے پہلوئے قبر کی آغوش میں آسودہ حال ہوئے۔ اور انہوں نے خلافت کی بنیادیں اس قدر گہری اور مضبوط کیں کہ آگے چل کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام کو دنیا میں چار سو پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ.
وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقَيَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَكْرٍ.
وَفِیْ رِوَايَةٍ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا (متفق عليه)

1-2537

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگوں سے رفاقت اور مالی لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجھ پر زیادہ احسان ہیں۔ اور بخاری شریف میں ابابکر رضی اللہ عنہ (نصبی حالت) منقول ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مؤدت کافی ہے۔ مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا (رواه مسلم)

2-2538

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ (مسلم)

عربی میں خلیل اس دلی دوست کو کہتے ہیں۔ جس سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہ ہو۔ پیغمبر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے لہٰذا ابوبکر میرے ساتھی اور بھائی ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ، اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ (رواه مسلم) 3-2539

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا، کہ اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو میرے پاس بلاؤ۔ تاکہ میں انہیں تحریر لکھوا دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ (خلافت کی) تمنا کرنے والے تمنا کریں گے اور کہنے والا کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی نہیں۔ جب کہ اللہ اور تمام مومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَابَكْرٍ (متفق علیه) 4-2540

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک عورت نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور اس نے کسی کام کے بارے آپ سے عرض کیا تو آپ نے اسے پھر آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا کہ اس کا اشارہ آپ کی وفات کی طرف تھا آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ (متفق علیه) 5-2541

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں نبی معظم ﷺ نے ذات السلاسل کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ کو انسانوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا عائشہ۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا! عمر۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ اور لوگوں کے نام گنوائے۔ میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں نہ رکھ دیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے

اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَانَ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ (رواه البخاری) 6-2542

اپنے والد سے پوچھا کہ لوگوں میں سے نبی کریم ﷺ کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔انہوں نے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ۔میں نے پوچھا، پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ،محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے،اس لیے دریافت فرمایا، پھر آپ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِاَبِیْ بَکْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُکُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَیْنَھُمْ (رواه البخاری) 7-2543

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد ہم اصحاب نبی ﷺ کو یکساں سمجھتے تھے۔(بخاری)

فہم الحدیث

یہ تو صحابہ کا اپنا خیال ہے۔معلوم ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں پہنچا تھا ورنہ وہ یہ بات نہ فرماتے۔کیوں کہ آپ ﷺ نے واضح طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چوتھا مقام بیان فرمایا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا بھائی اور ساتھی ہے۔

۲۔ رسولِ محترم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے واضح اشارے فرمائے۔

۳۔ رسولِ معظم ﷺ اپنے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ سمجھتے تھے۔

۴۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امت میں پہلا درجہ ہے۔

۵۔ امت میں پہلا درجہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تیسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور چوتھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔



بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل

سروقامت، مجمع میں کھڑے ہوں تو ابھرتا ہوا سراپا، سرخ وسفید رنگت، چہرہ پر جلال اور جمال، بھرپور خوشنما داڑھی، گفتگو میں دبدبہ، چال چلن میں اعتماد اور وقار، غیرت وخودداری کے پیکر، ہمالیہ کا سا بلند حوصلہ، معاملہ فہمی میں کمال، مذہبی سیاسی اور فوجداری امور کے ماہر، بین الاقوامی سفارت کے حامل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر تھے۔ خلیفہ دوم کی حیثیت سے تریسٹھ سال کی عمر میں پیر کے دن فوت ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام گاہ پائی۔

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا درجہ قرار دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں الہامی شخصیت، خصوصی اوصاف اور خصائل حمیدہ جو نبی ہونے کیلئے ایک شخص کے ذاتی اوصاف ہونے چاہئیں کے حامل تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میں خاتم المرسلین ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں یہ شرف بڑا نمایاں ہے کہ ان کے قبول اسلام کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی۔ جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو یکدم مسلمانوں میں اس قدر قوت پیدا ہوئی کہ مسلمان بیت اللہ میں سرعام نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم دو مرتبہ اپنے خواب بیان کرتے ہوئے ان کی تعبیر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات اور خدمات قرار دیا۔ ان بشارتوں اور خوبیوں کی بنا پر ہی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد فرمایا۔ خلیفہ بنتے ہی انہوں نے جس جاں سوزی اور جانفشانی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی، تاقیام قیامت کوئی حکمران ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں عدل قائم ہوا۔ اسلام کا پرچم بلند ہوا۔ اور دنیا کو ایک ایسی فلاحی اور جمہوری مملکت کا عملی نمونہ پیش فرمایا، جو پوری امت کے لئے قابل فخر نمونہ اور اغیار کے لئے قابل تقلید ماٹو ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهُ عُمَرُ (متفق عليه) 2544-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں سے پہلی امتوں میں محدثون (الہامی) لوگ ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمْنَهٗ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شرف باریابی چاہی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قریش کی

وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيْهِ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (متفق علیه) 2-2545

خواتین آپ ﷺ کے سامنے (نفقہ کے معاملہ میں) اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر ؓ نے اذن باریابی چاہا تو وہ اُٹھ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر ؓ داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا، اللہ جناب کو ہمیشہ مسکراتا رکھے! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے پاس موجود ان عورتوں کے رویہ پر متعجب ہوں کہ انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردہ کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت عمر ؓ نے عورتوں سے کہا، اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے خوف زدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی تمہیں ہیبت نہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں۔ آپ تند خو اور سخت مزاج ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابن خطاب جانے دیجیے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جب کبھی شیطان کا سر راہ تم سے سامنا ہوتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ (متفق علیه) 3-2546

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا، جب میں جنت میں داخل ہوا، تو حضرت ابوطلحہ ؓ کی بیوی رمیصاء کا سامنا ہوا۔ اور پھر میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا یہ بلال ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک محل دیکھا، جس کے آنگن میں ایک دوشیزہ تھی۔ میں نے دریافت کیا، یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا، کہ یہ عمر بن خطاب ؓ کا ہے۔ چنانچہ میں نے اس میں داخل ہونا چاہا، لیکن تمہاری غیرت کا خیال آ گیا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ پہ غیرت کرتا؟ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول رحمت

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذَالِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ (متفق علیہ) 4-2547

ﷺ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ دورانِ خواب میں نے دیکھا، کہ کچھ لوگ قمیصیں زیب تن کئے میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں۔ ان میں سے کسی کی قمیص سینے تک تھی اور کسی کی ذرا نیچے تک۔ پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو اس حال میں پیش کیا گیا، کہ اپنی قمیص گھسیٹ رہے تھے۔ اصحاب رسول نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں؟ تو فرمایا، "دینداری"۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْعِلْمَ (متفق علیہ) 5-2548

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسولِ محترم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ خواب کی حالت میں میرے پاس دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے اتنا پیا کہ اس کی طراوت میں نے اپنے ناخنوں میں محسوس کی۔ پھر اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، "دین کا علم"۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ. (متفق علیہ) 6-2549

حضرت ابوہریرہ ﷺ نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، کہ دورانِ خواب میں نے اپنے آپ کو ایسے کنویں پر پایا جس کی منڈیر نہیں تھی۔ اس میں ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنویں سے جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے ڈول کھینچے۔ پھر اس ڈول کو ابن قحافہ نے تھام لیا۔ انہوں نے اس کنویں سے ایک یا دو ڈول کھینچے، لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ اور اس کو ابن خطاب نے پکڑ لیا۔ میں نے انسانوں میں کوئی مضبوط، طاقتور شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح ڈول کھینچتا ہو۔ اس نے اتنے ڈول کھینچے کہ سب لوگ جانوروں اور زمین سمیت سیراب ہو گئے۔ حضرت ابن عمر ﷺ سے دوسری روایت میں ہے، کہ پھر حضرت ابوبکر ﷺ کے ہاتھ سے ڈول حضرت عمر ابن خطاب ﷺ نے

لے لیا اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول کی جسامت بہت بڑی ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ میں نے کسی مضبوط ترین انسان کو ان جیسی قوت کے ساتھ کھینچتے نہیں پایا۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے اور انہوں نے تالاب بھی بھر لیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابوبکر کی اس کمزوری سے مراد ایمان اور کوشش میں کمزوری نہیں بلکہ جسمانی کمزوری ہے کیونکہ خلافت کے وقت اکسٹھ سال کے بزرگ تھے۔

الفصل الثالث

عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ عُمَرَ ؓ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ (متفق عليه) 2550-7

تیسری فصل

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تین معاملات میں اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا، کاش ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناتے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمادیا۔ "تم مقام ابراہیم کو مستقل جائے نماز بنالو"۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی بیویوں کے پاس آپ کے گھر بھلے اور برے لوگ آتے ہیں، کاش آپ انہیں حجاب کا حکم دیں! اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمادی۔ اور جب کچھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سوتنوں کے جھگڑے میں آپ ﷺ پر اکٹھ کیا تو میں نے ان سے یوں کہا تھا، "بعید نہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ تم سب کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے گا جو تم سے بہتر ہوں"۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمادیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت کی پہلی بات مقام ابراہیم کے بارے میں دوسری پردے کے متعلق اور تیسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَسْلَمَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ سَاَلَنِي ابْنُ عُمَرَ ؓ بَعْضَ شَأْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عمر کے غلام اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عمرؓ کی کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے انہیں

ﷺ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ (رواه البخاری) 8-2551

بتایا۔ اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے بعد، جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے، کبھی کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اور ان سے زیادہ دریادل انسان نہیں دیکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلُّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ (رواه البخاری) 9-2552

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو وہ سخت درد محسوس کرنے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی تکلیف کو سمجھتے ہوئے کہا، یا امیر المؤمنین! آپ افسوس نہ کریں۔ بلاشبہ آپ نے رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے اور آپ کی رفاقت بہت اچھی تھی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل رہی اور آپ نے ان کی بہت اچھی مصاحبت کی اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جدا ہوئے وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں کے ساتھی رہے اور ان کا ساتھ بھی آپ نے اچھی طرح نبھایا اب اگر آپ ان سے جدا ہو رہے ہیں تو یقیناً اس جدائی کے موقع پر وہ بھی آپ سے راضی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جہاں تک تمہاری بیان کردہ باتوں کا نبی کریم ﷺ کی صحبت اور ان کی خوشنودی سے تعلق ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، جو اللہ نے مجھ پر فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اور خوش ہونے کا معاملہ ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے جو اس نے مجھ پہ کیا۔ اور یہ جو آپ میری گھبراہٹ دیکھ رہے ہو، تو وہ تمہاری اور تمہارے کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا، تو میں اللہ کے عذاب کو محسوس کرنے سے پہلے ہی بطور فدیہ دے دیتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آخری دور میں امت کی زمام کار کے بارے میں فکرمند رہتے تھے۔ انہیں کوئی شخصیت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ جو ان کے بعد امت اور بین الاقوامی معاملات کو کما حقہ نبھا سکے۔ جس کی وجہ سے وہ آخری وقت، فکر آخرت کے ساتھ

ساتھ اس غم میں بھی مبتلا تھے جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا۔

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عمرؓ الہامی شخصیت تھے۔

۲۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیا کرتا تھا۔

۳۔ رسول محترم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی غیرت کا احترام فرمایا۔

۴۔ اشاعت دین میں حضرت عمرؓ سب سے آگے تھے۔

۵۔ حضرت عمرؓ سب سے زیادہ جدوجہد کرنے والے تھے۔



بَابُ مَنَاقِبِ أَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

باب مناقب ابی ابکر وعمر رضی اللہ عنہما

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَّسُوْقُ بَقَرَۃً اِذْاَعْیٰی فَرَکِبَھَا فَقَالَتْ اِنَّالَمْ نُخْلَقْ لِھٰذَااِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَۃِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ بَقَرَۃٌ تَکَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِہٖ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ ﷛ وَّعُمَرُ ﷛ وَمَاھُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَہٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰی شَاۃٍ مِّنْھَا فَاَخَذَھَا فَاَدْرَکَھَا صَاحِبُھَا فَاسْتَنْقَذَھَا فَقَالَ لَہُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّھَا یَوْمَ السَّبُعِ یَوْمَ لَا رَاعِیَ لَھَا غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِہٖ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ ﷛ وَعُمَرَ ﷛ وَمَاھُمَا ثَمَّ (متفق علیہ) 2553-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷛ کا بیان ہے، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص گائے کو ہانک رہا تھا۔ جب وہ تھک گیا تو اس گائے پر سوار ہوگیا۔ گائے بولی: ہم سواری کے لئے پیدا نہیں کیے گئے، بلکہ ہمیں تو زمین میں کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ متعجب ہو کر بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا گائے باتیں کرتی ہے؟ تب رسول محترم ﷺ نے فرمایا، میں ابوبکر ﷛ اور عمر ﷛ اس واقعہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں موجود نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا، کہ اچانک ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور بکری اٹھا لی۔ اس کے مالک نے اس کا پیچھا کیا اور اس بکری کو چھڑا لیا۔ تو وہ بھیڑیا کہنے لگا: درندوں کے دن جبکہ میرے علاوہ اس کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ اس کا محافظ کون ہوگا؟ لوگ تعجب سے بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا، میں ابوبکر ﷛ وعمر ﷛ اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ جب کہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے حضرت ابوبکر ﷛ اور حضرت عمر ﷛ پر رسول محترم ﷺ کے اعتماد اور شیخین کے آپ ﷺ پر بے پناہ ایمان کا اندازہ ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰہَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِہٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اِنِّیْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عمر ﷛ کو چارپائی پر رکھا گیا تو میں چند لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ حضرت عمر ﷛ کے لئے دعا مانگ رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور یوں کہنے لگا،

لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ (متفق علیه) 2554-2

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں رفیقوں کے ساتھ ملائے گا۔ کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اکثر فرماتے سنا، میں اور ابوبکرؓ، عمرؓ اکٹھے تھے، میں نے اور ابوبکرؓ وعمرؓ نے یہ کام کیا، میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ روانہ ہوئے، میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے اور میں، ابوبکرؓ وعمرؓ نکلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کلمات ادا کرنے والے حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یہ واقعہ اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے، کہ حضرت علیؓ ان بزرگوں کے بارے میں کتنے عمدہ اور مثبت خیالات رکھتے تھے۔ اور نبی محترم ﷺ کو ان کے ساتھ کتنا لگاؤ اور تعلق تھا۔

خلاصہ باب

۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی غیر حاضری میں ان کے ایمان وتصدیق کی تائید فرمائی۔

۲۔ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو رسول کریم ﷺ کے رفیق خاص سمجھتے تھے۔



بَابُ مُنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ

درمیانی قامت، سرخ وسفید چہرہ، دلربا اور پرکشش ماتھا، نسبتاً گنجان اور پروقار داڑھی، چوڑا سینہ اور سڈول جسم، شرم وحیا کے مجسمے، فیاضی اور دریا دلی کے سرخیل، حلم اور بردباری کے سمندر، حوصلہ اور رواداری کے پہاڑ، مدبرانہ گفتگو کرنے والے قائد، مخالف کو قائل کرلینے کے ماہر، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے تصور سے ترساں ولرزاں رہنے والے یہ ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے خلافت کیلئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی۔ اور اس کمیٹی میں صرف ان لوگوں کو شامل فرمایا جن کو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیکر جنت کی بشارت دی تھی۔ جنھیں امت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان میں سے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ ساتویں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد اور بہنوئی تھے قرابتداری کی وجہ سے آپ نے انھیں خلافت کمیٹی میں شامل نہیں فرمایا۔ اور لوگوں کے اصرار کے باوجود اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل نہیں کیا۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کمیٹی کو ہدایات جاری فرماتے ہوئے حکم دیا کہ فیصلہ جلدی کرنے کے ساتھ کمیٹی کی کارروائی کو خفیہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگوں میں غلط فہمیاں نہ پیدا ہو سکیں۔

خلیفہ دوم کی شہادت کے بعد ان چھ آدمیوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار دیا، کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو خلیفہ نامزد کر سکتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مدینہ کے تمام طبقات، بشمول امہات المؤمنین سے رائے لینے کے بعد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ جن کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے بیعت کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی۔ ان کے دور خلافت کے آخر میں ان کی نرمی اور بردباری سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے مصر اور کوفہ کے چند لوگوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے ایسا تانا بانا تیار کیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ حضرت عثمان نے اپنی ذات کی خاطر کشت وخون بہانا پسند نہیں کیا۔ تاریخ عالم میں یہ بھی منفرد مثال ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا فرمانبردار اپنی ذات کی خاطر خون بہانے سے اجتناب کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی کہ اتنی بڑی قربانی کے باوجود حالات صحیح سمت پر استوار نہ ہو سکے۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیاداری اور فیاضی کے اعتبار سے اس قدر آگے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عثمان آج کے بعد کوئی بھی (نفلی) عمل نہ کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو شرف ایسے حاصل ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے کردار کے دامن میں نہیں پائے جاتے۔ ایک صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

دوسرا شرف یہ کہ یکے بعد دیگرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیٹیوں کا عقد ان کے ساتھ فرمایا، جس کی وجہ سے انہیں ذوالنورین کے محترم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

الفصل الاول

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْسَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ ﷛ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذَالِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ (رواه مسلم) 2555-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ میرے گھر میں استراحت فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ کی رانوں یا پنڈلیوں پر کپڑا نہ تھا۔ حضرت ابوبکر ﷛ نے اذن باریابی چاہا، تو ان کو بلالیا گیا اور آپ ﷺ اسی حالت میں ان سے گفتگو کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عمر ﷛ نے اجازت چاہی، تو ان کو بھی بلالیا اور آپ اسی طرح ہی ان سے بھی باتیں کرتے رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالیے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ابوبکر داخل ہوئے تو آپ نے حرکت نہ فرمائی اور نہ آپ ان سے محتاط ہوئے؟ اسی طرح عمر ﷛ داخل ہوئے تو آپ ﷺ حرکت تک نہ کی اور نہ ان سے محتاط ہوئے لیکن جب عثمان ﷛ داخل ہوئے تو آپ ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کرلیے؟ آپ نے جواب دیا، کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دوسری روایت میں ہے۔ بلا شبہ عثمان ﷛ بہت حیادار ہے۔ اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا، کہ اگر ان کو اسی حالت میں اندر بلالیا تو وہ اپنا مدعا مجھ سے بیان نہیں کرسکے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ ﷛ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ

تیسری فصل

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب ﷛ بیان کرتے ہیں، کہ اہل مصر میں سے ایک شخص حج کے ارادہ سے آیا، اس نے کچھ لوگوں کو ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا، تو وہ پوچھتا ہے، کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عمر

عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ. (رواه البخاری) 2556-2

سے عرض کیا، میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھتا ہوں مجھے آپ ان کا جواب دیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد سے بھاگے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ پھر ان سے پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب تھے اور اس میں موجود نہ تھے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور وہاں حاضر نہ تھے؟ آپ نے جواب دیا، ہاں۔ اس شخص نے تعجب سے اللہ اکبر کہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آیئے، میں آپ کو اصل حقیقت بیان کروں۔ جہاں تک احد کے دن کے فرار کا قصہ ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کیف اس لغزش کو معاف کر دیا ہے۔ (بحوالہ: ال عمران: ۴۔۱۵۵) جہاں تک بدر سے ان کی غیر حاضری کا تعلق ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا، کہ تمہیں جنگ بدر میں شامل شخص کے برابر ثواب اور مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا۔ اور جہاں تک بیعت رضوان سے ان کے غائب ہونے کا تعلق ہے، تو اگر مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اثر ورسوخ والا ہوتا، تو آپ اس کو بھیجتے پس رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور بیعت رضوان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور اس کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا، کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس وضاحت کو اپنے ساتھ لے کر واپس جاؤ۔

خلاصہ باب

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ باحیا تھے۔ ۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ ۳۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ ۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تحفظ کے لئے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی۔ ۵۔ حضرت عثمان نے مسلمانوں میں خون ریزی سے بچنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا۔

بَابُ مُنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةِ رضی اللہ عنہم

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے مناقب

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ (رواه البخاری) 2557-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ کانپنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں اس پر مارتے ہوئے فرمایا، احد ٹھہر جاؤ! کیونکہ تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (متفق علیه) 2558-2

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کی استدعا کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میں نے ان کو خوشخبری دی۔ اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی دروازہ کھولنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اس کو بھی جنت کی خوش خبری دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے میں نے انہیں نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مطلع فرمایا تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے بھی جنت کی بشارت دو البتہ انہیں بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا۔ دروازہ کھولنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خوش خبری دی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکرانے کے بعد فرمایا، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)



بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

خوشنما اور رعب دار چہرہ' کھلا سینہ' گھنی ڈاڑھی' فکر و تدبر کے بادشاہ' میدان کارزار کے سربراہ' عقاب و شاہین کی جھپٹ کے مالک' دشمن پر ہیبت و خوف طاری کر دینے والے جرنیل' عام لوگوں کی نسبت کوتاہ قامت' شیر کی للکار اور چیتے کی یلغار کے حامل' مرد میدان' پر پیچ اور الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھانے والے قانون دان' شریعت کے رموز و اسرار جاننے والے دانشور۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ درجہ بندی کے مطابق سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امت میں چوتھا درجہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ درجہ کسی قرابتداری کی وجہ سے نہیں۔ اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقعہ پر انہیں مدینے میں چھوڑتے ہوئے' حضرت ہارون علیہ السلام کا ہم مرتبہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہادری اور دانشمندی کے حوالے سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں جلیل الشان حیثیت کے حامل تھے۔ ان کی شجاعت زمانے میں ضرب المثل اور ان کے فیصلے عدل کی دنیا میں قندیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے۔ ان کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ جب امت کے باہمی انتشار کی وجہ سے مملکت اسلامیہ دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ بہادر اور عظیم دانشور ہونے کے باوجود اپنے ساتھیوں کی بے وفائی کی وجہ سے مزید آگے نہ بڑھ سکے۔

آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہونے کے ساتھ داماد ہونے کی عظیم نسبت بھی حاصل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی محبت اور پیار سے ایک مرتبہ انہیں ابو تراب کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور غزوۂ خیبر کے موقع پر ان کی جرات و شجاعت پر خراج تحسین عطا کرتے ہوئے اپنا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قرار دیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محسن چچا (عبدالرحمٰن بن ملجم نامی خارجی) کے صاحبزادے، حیدر کرار کا لقب پانے والے ایک سازشی کے ہاتھوں صبح کی نماز کے وقت ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہونے سے، پہلے شہادت کا لباس پہن کر جنت الفردوس کے راہی بنے۔

الفصل الاول

عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (متفق علیه). 1-2559

پہلی فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا، میرے نزدیک تیرا مقام وہی ہے، جو ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ

زر بن حبیش رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ (رواه مسلم) 2560-2

انہوں نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور ہر جان دار چیز کو پیدا فرمایا، کہ نبی امی ﷺ نے مجھ سے تاکیداً کہا تھا، کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق کے سوا اور کوئی مجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ (متفق عليه) 2561-3

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ جنگ خیبر میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، کل میں یہ پرچم ایک ایسے شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ صبح صحابہ رضی اللہ عنہم نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک امید لگائے ہوئے تھا کہ وہ علم اسے عطا کیا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی اس کو بلا بھیجو۔ انہیں لایا گیا۔ اور رسول رحمت ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا تو وہ ایسے تندرست ہو گئے کہ جیسے ان کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو علم عطا فرمایا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میں ان سے لڑوں، حتیٰ کہ وہ ہم جیسے مسلمان ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی نرمی سے چلتے ہوئے ان کے علاقے میں جانا۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو باخبر کرنا۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل قرار دیا۔ ۲۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ میں آخر الزماں نبی ہوں۔ ۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کے فضائل

سرورِ دو عالم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں امت کا اس بات پر ایمان اور اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین کے بعد ان چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ممتاز ہے جن کو رسولِ محترم ﷺ نے نام لے کر دنیا میں جنت کی بشارت دی ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ مقام و مرتبہ اور بشارتیں کسی قرابت داری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی لاتعداد ذاتی اوصاف کی وجہ سے یہ مقام و مرتبے دئیے گئے۔

آئیے اب ان عالی مرتبت اور گرامی قدر شخصیات کی خدمات کا نہایت ہی مختصر خلاصہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے امتیاز کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ کنیت، پھرتیلا جسم، لمبا قد اور رنگ گندم گوں تھا۔ حواریِ رسول ﷺ کا لقب پایا۔ والد کا نام عوام۔ انکی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں نورِ ایمان سے آراستہ ہوئے۔ غزوۂ بدر سے لے کر تمام غزوات میں بے مثال جرأت اور بہادری کے جوہر دکھلائے۔ چونسٹھ برس کی عمر پائی اور ۳۶ ہجری میں شہید ہوئے۔ آپ کو وادیِ سباع میں سپرد خاک کیا گیا۔ جرأت و بہادری اور سخاوت میں بڑے نمایاں تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

ابومحمد کنیت، والد کا نام عبیداللہ۔ اور والدہ کا اسم گرامی صعبہ تھا۔ قامت پستی مائل، سینہ کشادہ، جسم نہایت مضبوط، گٹھا ہوا، سرخ وسفید چہرہ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ غزوۂ احد سے لے کر تمام غزوات میں بھرپور شرکت فرمائی۔ احد میں اس قدر جانثاری کا مظاہرہ کیا، کہ سرورِ کائنات ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور جسم مبارک پر ستر سے زیادہ زخم آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا جہاں کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ چونسٹھ سال کی عمر میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

ابومحمد کنیت، والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفاء تھا۔ رسول کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رکھا۔ تیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بدر سے لے کر ہر غزوہ میں شمولیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت کے ساتھ دنیا کی کشادگی اور سخاوت کا بے پناہ حوصلہ عنایت فرمایا تھا۔ ایک ہی نشست میں لاکھوں روپے جہاد فی سبیل اللہ اور مساکین پر خرچ کرتے۔ دنیا سے رخصت ہوئے تو کئی مکانات، زمینیں اور لاکھوں روپیہ ترکہ میں چھوڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی

شہادت کے وقت جو خلافت کمیٹی بنائی تھی اس سے از خود اپنا نام واپس لیا۔ کمیٹی نے اخلاص اور سیاسی بصیرت کے پیش نظر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے اختیار دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شب و روز کی محنت کے بعد کثرت رائے کا خیال رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات اور اہلِ بیت نے اتفاق فرمایا۔ تقریباً تہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں اپنے رفقائے گرامی کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کنیت ابو اسحاق۔ نام سعد۔ والد کی کنیت ابو وقاص۔ نام مالک بن اھیب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہالی خاندان بنو زہرہ سے تھے اسی لیئے آپ انہیں اپنا ماموں کہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان۔ گویا بنو امیہ آپ کے نہال تھے تیر اندازی و نیزہ بازی کے ماہر خوبصورت اور سرخ و سپید یہ سترہ سالہ نوجوان اپنی ماں کی فرمانبرداری و احترام کے لحاظ سے مکہ میں ضرب المثل بن چکے تھے۔ طلوع آفتاب نبوت کے ساتھ ہی آپ نور ایمان سے منور ہو گئے تو دوسری طرف والدہ کی طرف سے سخت مخالفت ان کے لیے بڑی آزمائش بن گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدم رہے اور سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۵ کا سبب نزول بن گئے۔

کفر و اسلام کے مابین ہونے والے تمام معرکوں میں شامل رہے۔ اور خصوصاً جنگ احد کے بحران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دس صحابہ کے گروہ میں آپ بھی شامل تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برے ارادے سے بڑھنے والے سورماؤں کو تاک تاک کر تیروں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والہانہ فرمایا تھا۔ سعد! تیر چلاتے رہو۔ تم پر میرے ماں باپ قربان جائیں!

پھر جنگ قادسیہ میں رستم کی قیادت میں مجوسیوں کے بے پناہ مغرور سپاہ کو فیصلہ کن شکست سے دوچار کرنے والے عساکر اسلامی کی آپ ہی قیادت فرما رہے تھے۔ پھر ایرانیوں کا دارالحکومت مدائن فتح کر کے قصر ابیض میں نماز پڑھائی اور مغرور کسریٰ کے خزانے اکٹھے کر کے نہایت دیانتداری سے مدینہ روانہ فرمائے۔ بعد ازیں کوفہ و عراق کے گورنر رہے لیکن میدان جنگ کا یہ شیر دل جرنیل کوفہ کی شریر سیاست کا مقابلہ نہ کر سکا جیسے کہ باب گزر چکا ہے

اور تین بد عائیں دیتے ہوئے واپس مدینہ چلے آئے اور ان کی جگہ پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر کوفہ مقرر کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ چھ رکنی خلافت کمیٹی میں آپ کا نام بھی شامل تھا لیکن آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کی خانہ جنگی میں بالکل خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی ۵۸ ھ کو چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے اور سب سے لمبی عمر پائی۔

وفات کے وقت اپنے گھر سے ایک پرانا، بوسیدہ جبہ منگوایا اور فرمایا مجھے اس میں کفن دینا۔ میں نے بدر کی جنگ اسے پہنے

ہوئے لڑی تھی۔اور میں نے اسے آج کے دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا!!!

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

کنیت ابوعبیدہ۔لقب امین الامۃ۔نام عامر۔والد کا نام عبداللہ بن الجراح۔خوب صورت دراز قامت،اکہد بدن،انتہائی حیا دار تھے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص حضرت ابوبکر،حضرت عثمان اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم قریش میں حسن و جمال،حیاداری اور حسن خلق میں ممتاز تھے۔

اسلام قبول کیا ھجرت حبشہ و ھجرت مدینہ کی دوہری سعادت کے ساتھ ساتھ کفر و اسلام کے مابین بپا ہونے والے تمام معرکوں میں شرکت فرمائی۔اور ہر مشکل مرحلے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جنگ بدر میں اپنے مشرک باپ کو جہنم واصل کیا۔جنگ احد کے بحران کے دوران نبوت کے چاند کے گرد ہالہ بنے ہوئے دس جانثاروں میں آپ بھی شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں دھنسی ہوئی خود کی کڑیاں آپ ہی نے نکالیں جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔جس سے قدرتی طور پر حسن میں مزید اضافہ ہو!

طاعون عمواس میں ۱۸ھ کو اردن شام میں ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔اور آپ کے نائب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

کنیت ابوالاعور۔نام سعید۔والد زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ۔آپ کے دادا عمرو اور حضرت عمرؓ کے والد خطّاب سگے بھائی تھے۔
والدہ کا نام فاطمہ ہے۔آپ کی بیوی کا نام بھی فاطمہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں۔آپ کے والد زید ظہور اسلام سے پہلے ہی شرک سے بیزار ہو کر متلاشی حق تھے۔وہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔قریش سے قسم کھا کر کہا کرتے کہ میرے سوا تم میں دین ابراہیم پر کوئی نہیں کبھی آسمان کی طرف التجا بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہتے : یا اللہ! اگر مجھے علم ہو کہ تجھے کس طرح سے عبادت پسند ہے تو میں تیری اس طرح عبادت کرنے کو تیار ہوں۔آپ نے فرمایا:

نَعَمْ! اِنَّهُ يُبْعَثُ اُمَّةً وَّاحِدَةً.

ہاں! وہ اکیلا ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

بدر کے موقع پر رسول اللہ کے حکم سے شام گئے ہوئے تھے اس لیے آپ نے غنیمت سے حصہ بھی دیا اور اجر کی نوید بھی۔شام میں یرموک کے مقام پر عیسائیوں کے خلاف فیصلہ کن معرکہ میں آپ نے ناقابل فراموش جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔فتح دمشق کے بعد دمشق کے گورنر مقرر رہوئے۔

آپ نے ستر سال سے زائد عمر پائی اور ۵۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عقیق میں اپنی زمین میں فوت ہوئے اور مدینہ میں مدفون ہوئے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا ﷺ وَعُثْمَانَ ﷺ وَالزُّبَيْرَ ﷺ وَطَلْحَةَ ﷺ وَسَعْدًا ﷺ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ ﷺ. (رواه البخاری) 1-2562

حضرت عمر ﷺ نے فرمایا، ان لوگوں سے جن پر رسول اللہ ﷺ بوقتِ وفات خوش تھے، کوئی دوسرا خلافت کا زیادہ حق دار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ نام گنوائے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن ﷺ۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ ﷺ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ (رواہُ البخاری) 2-2563

حضرت قیس بن ابی حازم ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت طلحہ ﷺ کا ہاتھ شل دیکھا کیونکہ وہ اس ہاتھ سے جنگِ احد میں نبی کریم ﷺ کو بچاتے رہے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ ﷺ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ﷺ (متفق علیه) 3-2564

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے، کہ نبی معظم ﷺ نے جنگ احزاب کے موقعہ پر فرمایا: مجھے دشمنوں کے متعلق کون معلومات لا کر دے گا۔ حضرت زبیر ﷺ نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

غزوہ خندق کے ایام میں بے پناہ سردی اور شدید خطرات تھے۔ خاص کر جس رات آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون کفار کے بارے میں مجھے معلومات فراہم کرے گا اس رات ہولناک طوفان اور سخت سردی تھی کہ کوئی شخص باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ طوفان کفار پر عذاب بن کر نازل ہوا اور ان کے خیمے اڑ اڑ کر دور دور تک گر رہے تھے۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا، کہ کون ان کی خبر لائے گا۔ کسی میں جرات نہ ہوئی صرف حضرت زبیر ﷺ اٹھے اور اپنی جان انتہائی خطرے میں ڈال کر معلومات لائے۔ تب آپ ﷺ نے انہیں اپنے حواری ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ (متفق علیه) 4-2565

حضرت زبیر ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون بنو قریظہ کے ہاں جا کر ان کے حالات معلوم کر کے مجھے باخبر کرے گا۔ حضرت زبیر کہتے ہیں، کہ میں گیا۔ اور جب میں واپس آیا، تو رسول اکرم ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔ یعنی آپ ﷺ نے

فرمایا' میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِبْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ (متفق عليه) 5-2566

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع فرماتے نہیں سنا۔ جنگ احد میں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا، یا سعد! تیر چلاتے رہو۔ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (متفق عليه) 6-2567

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے، کہ عربوں میں، میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَاجَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجِئْتُ اَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ (متفق عليه) 7-2568

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دور میں، رسول اکرم ﷺ فرمایا! کاش کوئی صالح آدمی میری حفاظت کرتا۔ اسی وقت ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا' میں سعد ہوں۔ آپ نے پوچھا کس مقصد کے لیے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوف پیدا ہوا، چنانچہ میں آپ کی حفاظت کے لیے آ گیا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے ان کو دعا دی اور سو گئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (متفق عليه) 8-2569

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرَ قِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. (رواه مسلم) 9-2570

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا، جب ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اکرم ﷺ کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تو کس کو بناتے؟ انہوں نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر پوچھا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد؟ تو فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا، حضرت عمر کے بعد کس کو؟ تو انہوں نے بتایا، ابوعبیدہ بن

جراح ﷺ کو۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ عَلٰی حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَکْرٍ ﷺ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ ﷺ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَةُ ﷺ وَالزُّبَیْرُ ﷺ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اهْدَأْ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ ﷺ أَوْصِدِّیْقٌ اَوْشَهِیْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَلَمْ یَذْکُرْ عَلِیًّا (رواه مسلم) 10-2571

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر ﷺ بھی تھے۔ چٹان حرکت کرنے لگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا، تھم جا۔ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اور بعض راویوں نے حضرت سعد بن وقاص ﷺ کا نام لیا ہے اور حضرت علی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَبْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَرَاَیْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْاَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِیْ وَکَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰی عُمَرَ قَالُوْا لَایُحْسِنُ یُصَلِّیْ (متفق علیه) 11-2572

حضرت قیس بن ابی حازم ﷺ نے حضرت سعد بن وقاص ﷺ کو یہ فرماتے سنا، میں عربوں میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس حال میں جنگ کیا کرتے تھے، کہ ہمارے کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیوں کے پھل اور درختوں کے پتے ہوا کرتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی رفع حاجت کرتا تو اس کا پاخانہ بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتا، جس میں اور کسی چیز کی آمیزش نہ ہوتی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ قبیلہ بنو اسد کے لوگ مجھ پر اسلام کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں؟ (اگر مجھے نماز بھی صحیح پڑھانا نہیں آتی) تب تو میں ناکام ہو گیا اور میرے مساعی رائیگاں گئیں۔ اور انہوں (دراصل کوفہ کے بعض منافقوں) نے حضرت عمر ﷺ سے یہ کہتے ہوئے ان کی چغلی کھائی تھی کہ یہ شخص نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ (بخاری مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَیْتُنِیْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ وَمَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ (رواه البخاری) 12-2573

حضرت سعد ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں معلوم ہے کہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں تیسرا آدمی ہوں۔ اور جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن اور کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ اور بلاشبہ سات دن اس حال میں گذرے کہ میں

اسلام میں تیسرا آدمی تھا۔(بخاری)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ (متفق عليه)

13-2574

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں، جب اہلِ نجران رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں تشریف لائے تو انہوں نے درخواست کی، یا رسول اللہ! کسی امین کو ہمارے لیے مقرر فرمائیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے لیے ایسے شخص کو بھیجوں گا، جو حقیقت میں امین ہوگا۔صحابہ کرام ﷺ نے اس شرف کی خواہش کی۔حضرت حذیفہ ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح ﷺ کو بھیجا۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عمر ﷺ صرف عشرہ مبشرہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کی جنگ احد میں حفاظت کرتے ہوئے حضرت طلحہ ﷺ کا ہاتھ شل ہوگیا۔

۳۔ حضرت زبیر ﷺ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے حواری تھے۔

۴۔ اس امت کے امین حضرت عبیدہ بن الجراح ﷺ ہیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل

اہل بیت کے بارے میں بعض لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی وجہ سے امت میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ لوگ ایک حدیث کا بہانہ بنا کر اہلِ بیت سے ازواجِ مطہرات کو خارج کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں اہل بیت کے لفظ کا سب سے پہلے اطلاق بیوی پر ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌO (هود ١١ :٧٣)

''فرشتے کہنے لگے: کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے (ابراہیم ؑ) کے گھرانے والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں''۔ نیز فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ O (القصص٢٨ :١٢)

''اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں۔ اس لڑکی نے ان سے کہا: میں تمہیں ایسے اہل بیت کا پتا بتاؤں، جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں''۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاO(الاحزاب ٣٣:٣٣)

''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہلِ بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے''۔

۹ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقعہ پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے اہل بیت قرار دیا۔ جن روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اہلِ بیت سے الگ کرنے کا ذکر ہے اس کا یہی معنی ہے کہ ازواج تو قرآن حکیم کے ارشادات کے مطابق پہلے سے ہی اہلِ بیت میں شامل تھیں۔ جہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالعاص کی بیویوں جو رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹیاں تھیں انہیں اس خصوصی موقعہ پر شامل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۸ ہجری۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ ہجری۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ہجری میں اس وفد کی آمد سے پہلے انتقال کر چکی تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تیس سال کی تھی تو شادی کے پانچ سال بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع

سے زینب کا نکاح ہوا۔ہجرت کے وقت مکہ میں اپنے سسرال کے پاس تھیں۔ بدر میں ابو العاص رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے آئے اور گرفتار ہوئے۔ان کی رہائی کے لیے فدیہ کے طور حضرت زینب نے وہ ہار بھیجا، جو شادی کے وقت ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔ جوں ہی وہ ہار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات اور وفا شعاریاں یاد آئیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے۔صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے بعد وہ ہار واپس کر دیا اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوائیں گے۔

اس سعادت مند انسان نے عہد کی پاس داری کرتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوانے کا انتظام کیا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لیے مکہ سے باہر نکلی تو ھبار بن اسود نے نیزہ مارا۔آپ رضی اللہ عنہا اس وقت امید سے تھیں سواری سے نیچے گر پڑیں، حمل ساقط ہو گیا۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں بڑی تکلیف اٹھائی اور مدینے پہنچیں۔ٹھیک پانچ سال بعد جناب ابو العاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو تجدیدِ نکاح ہوا۔۸ ہجری اکتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔زینب کے ہاں علی رضی اللہ عنہ اور امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ یرموک میں شہادت پائی اور امامہ رضی اللہ عنہا صاحب اولاد ہو کر بڑی عمر میں فوت ہوئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں۔نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئی۔رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت تینتیس سال تھی۔پہلی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوئی، جس نے ابولہب کے کہنے پر طلاق دے دی۔ بعض مؤرخین کے نزدیک نسبت پر ہی یہ رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔اور رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بعد ازیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ فرمائی۔کچھ عرصے کے بعد مکہ واپسی ہوئی۔لیکن مکہ کے حالات پہلے سے زیادہ دگرگوں تھے اس لیے دوبارہ حبشہ کی طرف یہ مبارک جوڑا ہجرت کرنے پر مجبور ہوا۔

ان کی ہجرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرنے والا یہ پہلا جوڑا ہے۔۲ ہجری کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اسی دن فوت ہوئیں، جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر بدر کی فتح کا پیغام دیا۔اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کی وجہ سے بدر میں غیر حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی۔رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔بدر سے واپسی کے بعد ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور زار و قطار روتے ہوئے ان کے لیے دعائیں کیں۔حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس نے چھ سال کی عمر میں وفات پائی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی بیٹے کی نسبت سے ابو عبداللہ کنیت رکھتے تھے۔

حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا

رسول کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ دوسری اولاد کی طرح آپ ﷺ ان کے ساتھ نہایت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ ان کی بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ۳ ہجری ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں چھ سال تک زندہ رہیں شعبان ۹ ہجری میں تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر دیر تک رسولِ محترم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ رسولِ کریم ﷺ نہایت ہی آزردہ طبیعت کے ساتھ ان کی قبر پر مٹی ڈالتے رہے۔

امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رسولِ محترم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ سب سے چھوٹا ہونے اور بالخصوص جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تینوں بہنیں یکے بعد دیگرے فوت ہوگئیں، تو رسول ﷺ ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت فرمانے لگے۔ ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں مدینہ پہنچنے کے دوسرے سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا عقد ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی دوسری بہنوں کی طرح عادات و خصائل کے اعتبار سے اپنے والد گرامی ﷺ کی ہر ادا اور سنت کو اپنانا اپنے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا خزینہ سمجھتی تھیں۔

رسولِ محترم ﷺ نے جن چار عورتوں کو سب سے ممتاز قرار دیا ہے، ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسمِ گرامی بھی شامل ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رسول گرامی ﷺ کی وفات کے چھ مہینے بعد، انتیس سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا، آپ ﷺ کے ہاں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ محسن اور زینب رضی اللہ عنہما بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا سلسلہ نسب جاری رہا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، شکل وصورت اور چال ڈھال کے حوالے سے رسولِ معظم ﷺ کا عکس دکھائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ لب ولہجہ اور مسکراتے وقت بھی اپنے عظیم باپ کے انداز کو اختیار کیا کرتی تھیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

ابو محمد کنیت۔ والدِ گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حسن کے چہرہ مبارک کے خدوخال اپنے نانا محترم رسولِ معظم ﷺ کے چہرۂ پرانوار کے ساتھ غیر معمولی مشابہ تھے۔ گویا کہ حسن وجمال کے اعتبار سے سرورِ گرامی ﷺ کا عکس تصور ہوتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ ان کے ساتھ انتہائی پیار اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ طبعی اور فطری طور پر اختلافات اور باہمی جنگ وجدل سے غیر معمولی طور پر اجتناب کرنے والے تھے۔ حالات کی مجبوری کی وجہ سے جب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف جنگ جمل میں نبرد آزما ہونے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کیا، کہ ہمیں لڑنے کی بجائے واپس پلٹ جانا چاہیے۔ (حوالہ اخبار الطّوال)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی زمامِ کار سنبھالی، تو انہوں نے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اور نہایت خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ ان کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور بڑے حوصلے کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی زبان درازی کو برداشت فرمایا۔ اس طرح ان کے نانائے گرامی، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان حرف بہ حرف پورا ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی ایک ناعاقبت اندیش بیوی نے زہر دیا، جس کی وجہ سے ۵۰ ہجری ربیع الاول ۴۸ سال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدینہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہما

ابو عبداللہ کنیت۔ والدۂ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴ ہجری شعبان میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح نہایت ہی خوب رو، حسن و جمال کے پیکر، بچپن ہی سے ان کا چہرۂ مبارک جلال اور جمال کا بے مثال امتزاج رکھتا تھا۔ اور چہرے کے نقش و نگار اپنے عظیم نانا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ گرامی کا عکس پیش کرتے تھے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس چھوٹے نواسے کے ساتھ بے حد و حساب شفقت و پیار کیا کرتے تھے۔ ان کی بچگانہ شوخیاں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میری زندگی کے مہکتے ہوئے دو پھول ہیں، جن کی خوشبو سے میرے دل کو سرور اور ان کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو سکون ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں کو کبھی کندھوں پر اٹھایا کرتے اور کبھی سینہ پر انوار سے چمٹا کر پیار کرتے۔ اور بسا اوقات یہ ننھے منے خطبہ جمعہ اور نماز کے دوران اچھلتے کودتے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لپٹ جاتے۔ حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے عظیم اور رحیم نانا کے ساتھ غیر معمولی پیار تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید مملکتِ اسلامیہ کا فرماں روا بنا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفے والوں کے بار بار اصرار کی بنا پر یزید کے خلاف خروج کا اعلان کیا۔ اور کربلا کے مقام پر یزید کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کی فوج کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تصادم سے بچنے کے لئے تین شرائط پیش فرمائی۔

لیکن عبداللہ بن زیاد فوری بیعت پر اصرار کرتا رہا۔ جس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ بالآخر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر مبارک اڑسٹھ (۶۸) سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ

یہ تینوں حضرات عمر میں چھوٹے تھے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت داری ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ان کا اکثر آنا جانا تھا۔ جس کی وجہ سے محدثین کرام نے ان کو بھی اہل بیت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چھوٹا ہونے کے ساتھ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے بیٹے آپ کے بھتیجے لگتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ سے آپ ﷺ باپ جیسی محبت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے منہ بولا بیٹا قرار دیا تھا۔ لوگ ان کو زید بن محمد ﷺ کہا کرتے تھے تا آنکہ قرآن مجید نے اس بات سے منع فرماتے ہوئے حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے اصل باپ کے نام سے پکارا کرو۔ جناب زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اس لیے بیٹا قرار دیا تھا۔ کہ جب یہ بکتے بکاتے مکہ آئے اور ان کے چچا ان کو واپس لینے کے لیے آئے تو انہوں نے اپنے والدین پر رسول محترم ﷺ کو مقدم جانا تھا۔ اور آپ کی محبت پر اپنے والدین کی محبت کو قربان کیا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جس کی وجہ سے آپ ان کے ساتھ خاص الخاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں ان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا تھا۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ (رواه مسلم) 1-2575

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کا نزول ہوا۔ "ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ.........." تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور دعا کی۔ یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رواه مسلم) 2-2576

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ ایک صبح نبی کریم ﷺ سیاہ بالوں کی بنی ہوئی نقش ونگار والی چادر اوڑھے نکلے۔ تو حسن رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چادر میں آگئے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ نے اسے بھی چادر میں لے لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا اور فرمایا، اے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔ (مسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم کی وفات پر

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ (رواه البخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔(بخاری)

3-2577

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهُ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهُ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ازواج نبی رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کی چال رسول اکرم ﷺ کی چال کے مشابہ تھی۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا، میں اپنی بیٹی کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ نے ان کو بٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے کوئی راز کی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ جب آپ نے ان کا حزن وملال دیکھا، تو دوبارہ سرگوشی کی، تو فاطمہ ہنسنے لگیں۔ پھر جب رسول کریم ﷺ اٹھ کر چلے گئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت فرمایا، کہ رسول محترم ﷺ نے تجھ سے کیا راز بات کی ہی؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہ کروں گی۔ پھر جب رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میں تجھے اس حق (کہ میں تمہاری ماں ہوں) کا واسطہ دیتی ہوں، جو میرا تجھ پر ہے، کہ اب مجھے بتادے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں اب بتاؤں گی۔ جب آپ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے مطلع کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دوبار دور کیا ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا۔ میں تیرے لیے بہترین آگے جانے والا ثابت ہوں گا۔ اس پر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے غمگین پایا، تو آپ نے دوسری بار سرگوشی کی اور فرمایا' فاطمہ! کیا تو اس بات پر خوش نہیں، کہ تو تمام جنتی یا اھل ایمان عورتوں کی سردار ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرگوشی میں یہ راز کی بات

4-2578

مجھے بتائی، کہ آپ اس مرض میں وفات پا جائیں گے۔ تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے سرگوشی کی کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے پیچھے آنے والی میں ہوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا (متفق عليه) 5-2579

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ دوسری روایت ہے، جس بات سے اسے رنج پہنچتا ہے وہ مجھے رنجیدہ کر دیتی ہے۔ جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہ میرے لیے بھی باعث اذیت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواه مسلم) 6-2580

حضرت زید بن ارقم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان خم نامی پانی کے چشمے پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ لوگو! آگاہ رہو۔ یہ حقیقت ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ جلدی میرے رب کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اس کو قبول کرلوں۔ اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو تھام لو اور اس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ چنانچہ آپ نے کتاب اللہ کی حفاظت پر زور دیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا، دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے، جو اس پر چلے گا وہ ہدایت پر رہے گا۔ اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ اِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ (رواه البخارى) 7-2581

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں، کہ جب کبھی وہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے تو کہتے: ذوالجناحین کے بیٹے! تجھ پر سلام۔ (بخاری)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ عَلٰى عَاتِقِهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ (متفق عليه) 8-2582

حضرت براء ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا اور آپ نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اسے محبوب فرما۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ (متفق عليه) 9-2583

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ فرمایا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ فوراً دوڑتے ہوئے آگئے۔ پھر ان میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے گلے ملا۔ اور دونوں یعنی نبی کریم ﷺ اور حسن ﷺ گلے ملتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ہمارے پروردگار! بلاشبہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو لوگ اس سے محبت کریں تو بھی ان سے محبت فرمانا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (رواه البخاری) 10-2584

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن بن علی ﷺ ان کے پہلو میں ہیں۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف رخ فرماتے اور کبھی حسن ﷺ کی طرف۔ اور فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ نُعْمٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِيْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هُمَا رَيْحَانَيَّ مِنَ الدُّنْيَا. (رواه البخاری) 11-2585

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اس نے سنا، جب ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم کے بارے میں دریافت کیا حضرت شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے اس نے پوچھا تھا کہ کیا وہ مکھی مار سکتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اہل عراق مجھ سے مکھی کے مارنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جگر گوشے کو

شہید کر دیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا دنیا میں یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ؓ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ ؓ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه البخاری) 12-2586

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن علی ؓ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ اس طرح حضرت حسین ؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (البخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ (رواه البخاری) 13-2587

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے چمٹاتے ہوئے یہ دعا فرمائی، یا اللہ! اسے دین کی حکمت کا علم عطا فرما۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کا علم عطا فرما۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (متفق عليه) 14-2588

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں، کہ نبی محترم ﷺ بیت الخلا میں گئے، تو میں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو فرمایا، یہ کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی، بارِ الٰہا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ ؓ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا (رواه البخاری) 15-2589

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ اسے اور حضرت حسن ؓ کو اٹھاتے اور فرماتے۔ اے ہمارے اللہ! ان دونوں کو محبوب فرما! بے شک مجھے یہ دونوں محبوب ہیں۔ ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑتے اور اپنی ران پر بٹھاتے۔ اور حضرت حسن بن علی ؓ کو پکڑتے اور اسے دوسری ران پر بٹھاتے پھر دونوں کو (سینے سے) ملاتے ہوئے دعا کرتے۔ یا اللہ! ان دونوں پر رحم فرما بے شک میں ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ بعض لوگ ان کی امارت پر

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ (متفق عليه) (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ). 16-2590

معترض ہوئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو، جبکہ تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! بلاشبہ وہ امارت کے لائق تھا۔ بلا شک وشبہ زید مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ اسامہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (بخاری ومسلم) (اور مسلم کی ایک روایت میں اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے میں تم کو اسامہ بن زید کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ وہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ﷜ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (الاحزاب ۳۳۔۵) (متفق عليه) 16-2591

حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ ہی بیان کرتے، کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ﷜ کو ہم لوگ زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ ”تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ (احزاب ۳۳۔۵)“ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ﷜ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ ﷜ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ ﷜ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ قَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ ﷜ وَعَلِيٌّ ﷜ يَضْحَكُ (رواه البخاری) 17-2592

حضرت عقبہ بن حارث ﷜ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ابوبکر ﷜ نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت علی ﷜ کے ساتھ چلتے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے حضرت حسن ﷜ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا۔ حضرت ابوبکر ﷜ نے حسن ﷜ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور فرمایا، میرا باپ تم پر قربان! تمہاری مشابہت نبی کریم ﷺ سے ہے، علی سے نہیں۔ اور حضرت علی ﷜ ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ اُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا قَالَ اَنَسٌ ﷜ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ (رواه البخاری) 19-2593

حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر ایک برتن میں رکھ کر لایا گیا۔ تو ابن زیاد نے چھڑی لگاتے ہوئے ان کے حسن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔ انس ﷜ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ نبی گرامی ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت حسین ﷜ کے بال خضاب کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مناقب ازواج النبی رضی اللہ عنہن

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ (متفق عليه). وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. 2594-1

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی سب عورتوں سے بہتر تھیں اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب کہتے ہیں حضرت وکیع نے آسمان وزمین کی طرف اشارہ کیا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ (متفق عليه) 2595-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن، یا کھانا، ہے جب وہ آپ کے پاس پہنچیں تو انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے۔ اور انہیں جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیجیے، جس میں کوئی شور شرابہ نہ ہوگا اور نہ وہاں مشقت اٹھانی پڑے گی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةَ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ (متفق عليه) 2596-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رشک نہیں آیا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ ﷺ بکری ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ہدیۃً بھیجتے۔ بعض دفعہ میں آپ سے عرض کرتی، گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ فرماتے: وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں (یعنی ان کے اوصاف اور وفاؤں کا تذکرہ فرماتے) اور فرماتے کہ میری اس سے اولاد ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یَقْرِئُکِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَیَرٰی مَالَا اَرٰی (متفق علیه) 4-2597

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ مجھے فرمایا: یا عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ وہ تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو"۔ انہوں نے بتایا، آپ جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ میں تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یَجِیْئُ بِکِ الْمَلَکُ فِیْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِیْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذِهٖ اِمْرَاَتُکَ فَکَشَفْتُ عَنْ وَجْهِکِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِیَ فَقُلْتُ اِنْ یَّکُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهٖ (متفق علیه) 5-2598

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ تین راتیں تم مجھے خواب میں دکھائی گئی۔ فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر تیری تصویر لاتا رہا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ پھر جب میں نے تیرے چہرے سے نقاب اٹھایا تو یہ تو تھی۔ پس میں نے سوچا اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے مجھے ملا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَتَحَرَّوْنَ بِهَدَایَاهُمْ یَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها یَبْتَغُوْنَ بِذٰلِکَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِیَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَکَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا کَلِّمِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُکَلِّمُ النَّاسَ فَیَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْیُهْدِهٖ اِلَیْهِ حَیْثُ کَانَ فَکَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ یَاْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اَذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ لوگ عائشہ کی باری کے دن ہدیے وغیرہ بھیجنے کا زیادہ خیال کرتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی خوشی چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دو حصوں میں تھیں۔ ایک طرف عائشہ، حفصہ، صفیہ، اور سودہ تھیں اور دوسری جانب ام سلمہ اور باقی ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ امّ سلمہ کی ہم خیال ازواج نے ان سے کہا، کہ تم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرو، کہ جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہیں، ان کو ہدایت فرمائیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں، وہ آپ کی جانب ہدیہ بھیج دیا کریں۔ چنانچہ امّ سلمہ نے آپ ﷺ سے گفتگو فرمائی تو آپ ﷺ نے اسے جواب دیا، مجھے عائشہ کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ

فَاطِمَةَ فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَأَحِبِّيْ هٰذِهِ (متفق علیه) 6-2599

اور کسی کی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو ایذا رسانی پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا۔ بیٹا! کیا تمہیں اس سے محبت نہیں، جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت مریمؑ اپنے دور میں اور حضرت خدیجہؓ اپنے زمانے میں تمام عورتوں سے افضل تھیں

۲۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کو جبریل امینؑ نے سلام پیش کیا۔

۳۔ فوت شدہ بیوی کا ذکر خیر اور مرحومہ کی خدمات کا اعتراف کرنا سنت ہے۔



بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

باب جامع المناقب

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَانَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (متفق علیه) 2600-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا' کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے۔ جنت میں جس جگہ جانے کی خواہش کرتا ہوں یہ اڑا کر مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا' تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا، بلاشبہ تمہارا بھائی صالح انسان ہے۔ یا بلاشبہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّ سَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا (رواه البخاری) 2601-2

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ اخلاق، سیرت اور نیکی کے لحاظ سے' سب انسانوں سے زیادہ رسول کریم ﷺ سے مشابہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی یہ کیفیت گھر سے نکلنے سے لے کر اپنے گھر لوٹنے تک رہتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں' تو کیا کرتے تھے۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (متفق علیه) 2602-3

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ ہم مدینہ میں قیام کے دوران ایک عرصہ تک یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ کیونکہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کو اکثر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْتَقْرِءُوْا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید چار اشخاص سے پڑھا کرو' حضرت عبداللہ بن مسعود (۲) سالم مولیٰ ابی حذیفہ

كَعْبٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (متفق عليه)2603-4

(۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل ؓ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلْقَمَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا اَبُو الدَّرْدَآءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ بْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ (رواه البخاری)2604-5

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں شام پہنچا تو میں نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی: اے اللہ! مجھے کسی صالح مرد کی صحبت عطا فرما۔ اس کے بعد میں لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تو ایک بزرگ میرے پہلو میں آ کر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداء ؓ ہیں۔ میں نے بتایا، میں نے کسی مرد صالح کی صحبت کی اللہ سے دعا کی تھی۔ چنانچہ مجھے آپ کی صحبت اللہ تعالیٰ نے میسر فرما دی۔ حضرت ابو درداء ؓ نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ میں نے بتایا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کا جوتا، تکیہ اور وضو کا برتن اٹھانے والے یعنی عبداللہ بن مسعود ؓ نہیں ہیں؟ اور کیا تم میں وہ شخصیت نہیں جس کو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے شیطان سے اللہ کی پناہ میں دیا تھا۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر ؓ؟ اور کیا تم میں راز دان رسول ﷺ نہیں جس کے علاوہ وہ راز کسی کو معلوم نہیں، یعنی حضرت حذیفہ بن یمان ؓ۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ. (رواه مسلم) 6-2605

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے جنت دکھائی گئی، تو میں نے ابوطلحہ ؓ کی بیوی کو دیکھا۔ اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی تو وہ بلال ؓ تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ ؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ

حضرت سعد ؓ بیان کرتے ہیں، کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں چھ آدمی تھے۔ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا، کہ ان آدمیوں کو دور کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر جرأت کریں۔ حضرت سعد ؓ نے بتایا، میرے علاوہ حضرت ابن مسعود اور قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو مزید شخص تھے میں ان کے نام نہیں لے رہا۔ رسول معظم

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (رواه مسلم) 7-2606

ﷺ کے دل میں، جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا، ان کو اپنے سے دور رکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت نازل کردی۔ ان لوگوں کو اپنے سے مت دور کیجیے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے خواہاں ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ (متفق علیه) 8-2607

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نبی محترم ﷺ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ابوموسیٰ! بے شک تجھے آل داؤد کی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَرْبَعَةٌ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَّنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ (متفق علیه) 9-2608

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول معظم ﷺ کے عہد مبارک میں چار صحابیوں نے پورا قرآن جمع کیا تھا۔ وہ حضرات ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابوزید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِیْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰی لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ شَهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰی رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا (متفق علیه) 10-2609

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بتایا، کہ ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔ ہم میں سے کچھ اس حال میں گزر گئے، کہ انہوں نے دنیا کا کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں، جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کو دفنانے کے لیے ایک چادر کے سوا اور کچھ میسر نہ ہوا۔ جب ہم اس کا سر ڈھانپتے تو اس کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس چادر سے اس کا سر ڈھک دو اور ان کے پاؤں پر گھاس رکھ دو۔ اور ہم سے بعض ایسے تھے جن کی کمائی کا پھل پکا اور وہ اس سے مستفید ہوتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش کانپ اٹھا۔ ایک روایت میں ہے

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (متفق علیہ) 2610-11

کہ سعد بن معاذ ﷛ کی وفات پر رحمٰن کا عرش کانپ اٹھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷛ قَالَ اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُلَّۃُ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَمَسُّوْنَھَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِیْنِھَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ ھٰذِہٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنْھَا وَاَلْیَنُ (متفق علیہ) 2611-12

حضرت براء بن عازب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو ایک ریشمی حلّہ تحفہ دیا گیا۔ صحابہ کرام ﷡ اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم لوگ اس کی نرمی پر حیران ہوتے ہو؟ حالانکہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ ﷛ کے رومال بھی اس سے اچھے اور نرم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ ﷞ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُکَ اُدْعُ اللّٰہَ لَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ اَلْیَوْمَ (متفق علیہ) 2612-13

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی، کہ انس آپ ﷺ کے خادم ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو مال اور اولاد میں برکت دے۔ اور اس پر اپنی عطا کو بابرکت بنا دے۔ حضرت انس ﷛ کا کہنا ہے، اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور میری اولاد کی تعداد آج پوتوں، تو اس سمیت سو سے زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ (متفق علیہ) 2613-14

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن سلام ﷛ کے علاوہ سطح زمین پر چلنے والے کسی شخص کے بارے میں یہ فرماتے نہیں سنا، کہ وہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ ﷛ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ

حضرت قیس بن عباد ﷛ بتاتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی ایک مسجد میں بیٹھا تھا، کہ ایک شخص آیا، جس کے چہرے سے خشوع و خضوع عیاں تھا۔ وہ مسجد میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو ہلکی رکعتیں ادا کیں پھر وہ باہر نکلا میں اس کے پیچھے ہو لیا اور دریافت کیا، جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے کہا، کہ یہ جنتی

لِاَحَدٍاَنْ يَّقُوْلَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَمِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا فِيْ وَسْطِهَا عَمُوْدٌمِّنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ' اِرْقَهْ فَقُلْتُ لَااَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ' اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذَالِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَالِكَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ (متفق عليه) 15-2614

شخص ہے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! کسی شخص کو زیبا نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہیں۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسے کس لیے (کہا گیا) ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے عہد رسالت میں ایک خواب دیکھا اور اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ پھر ابن سلام نے اس باغ کی وسعت اور سرسبز وشادابی کے بارے میں بتایا۔ اس باغ کے وسط میں لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا سرا زمین میں اور اوپر کا سرا آسمان میں ہے۔ ستون کے اوپر والے سرے پر ایک حلقہ ہے۔ مجھے اس پر چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا، مجھ میں چڑھنے کی طاقت نہیں۔ پھر میرے پاس ایک خادم آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اٹھایا۔ چنانچہ میں اس ستون کی بلندی پر پہنچ گیا۔ اور میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ مجھے اس حلقہ کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت کی گئی اور میں بیدار رہوا۔ تو گویا کہ حلقہ میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب نبی ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا، اس باغ سے مراد اسلام ہے، ستون سے مراد اسلام کا مضبوط کڑا (یعنی شریعت) ہے تم وفات تک اسلام پر قائم رہو گے اور یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام ؓ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَاَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَلَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن شماس ؓ انصار میں بلند آواز تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو........ الخ" (الحجرات ۴۹-۲)۔ تو حضرت ثابت ؓ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور خود کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روک کے رکھا۔ اس پر نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ سے حضرت ثابت ؓ کے متعلق دریافت فرمایا کہ کیا وہ بیمار ہے؟ چنانچہ حضرت سعد

اَنِّیْ مِنْ اَرْفَعِکُمْ صَوْتًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاَنَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَذَکَرَ ذَالِکَ سَعْدٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَلْ ھُوَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ(رواہ مسلم)2615-16

ﷺان کے پاس تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے پوچھنے کے متعلق انہیں آگاہ کیا۔حضرت ثابت ﷺ نے وضاحت کی کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں میری آواز آپ سب لوگوں کی آواز سے اونچی ہوتی ہے۔اس بنا پر میں جہنمی ہوں۔اس کے اس خیال کو حضرت سعد ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا،نہیں بلکہ وہ جنتی ہے!

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَۃُالْجُمُعَۃِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالُوْامَنْ ھٰؤُلَاءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ.(متفق علیہ)2616-17

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ جب سورۃ الجمعہ نازل ہوئی' تو ہم نبی معظم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔اس آیت کے نزول پر''اوران دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں''الجمعۃ۔صحابہ کرام ﷺ نے دریافت فرمایا، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی ﷺ بھی تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا،اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہوگا تو ان سے لوگ وہاں سے اسے حاصل کرلیں گے۔(البخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا یَعْنِیْ اَبَاھُرَیْرَۃَ وَاُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْھِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ(رواہ مسلم)2617-18

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی ، بار الٰہا! اپنے اس بندے یعنی ابو ہریرہ ﷺ اور اس کی والدہ کو مومنین کا محبوب بنا اور مومنین کو ان کا محبوب بنا۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِذِبْنِ عَمْرٍو ﷺ اَنَّ اَبَاسُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُھَیْبٍ وَبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَااَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰہِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّاللّٰہِ مَاْخَذَھَافَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ ھٰذَالِشَیْخِ قُرَیْشٍ وَسَیِّدِھِمْ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ یَااَبَا بَکْرٍ لَعَلَّکَ اَغْضَبْتَھُمْ لَئِنْ کُنْتَ

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان (قبل از ایمان) سلمان فارسی، صہیب اور بلال ﷺ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا' کہ اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن مارنے میں حق ادا نہیں کیا ہے۔حضرت ابوبکر ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم قریش کے بزرگ اور سردار کے متعلق یہ بات کہہ رہے ہو؟ چنانچہ وہ نبی کریم

اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّکَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ یَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُکُمْ قَالُوْا لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکَ یَا اَخِیْ. (رواہ مسلم) 2618-19

ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس بات سے باخبر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا، تو اپنے رب کو ضرور ناراض کیا ہے۔ چنانچہ ابوبکر ان کے پاس گئے اور کہا، میرے بھائیو! کیا میں نے آپ کو ناراض تو نہیں کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ ہمارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے!۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اٰیَةُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ (متفق علیه) 2619-20

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض منافقت کی علامت ہے۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لِلْاَنْصَارِ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ (متفق علیه) 2620-21

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، صرف ایمان والے ہی انصار سے محبت رکھتے ہیں اور کسی منافق کے سوا کوئی ان سے بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے! اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِیْنَ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَآءَ فَطَفِقَ یُعْطِیْ رِجَالًا مِّنْ قُرَیْشٍ، اَلْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ، فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِیْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ وَلَمْ یَدَعْ مَعَهُمْ اَحَدًا غَیْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُ هُمْ اَمَّا ذَوُوْ رَاْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِیْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انصار کے کچھ حضرات نے بیان کیا: جب اللہ تعالیٰ نے بنو ہوازن کا مال بطور غنیمت رسول اللہ ﷺ کو عطا فرما دیا، تو آپ ﷺ قریش کے لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے۔ تو کچھ انصار نے کہا، اللہ رسول اللہ کی مغفرت فرمائے! آپ ﷺ قریش کو عطا کرتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں؟! حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!! چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو ان کی باتوں سے آگاہ کیا گیا، تو آپ ﷺ نے انصار (کے سرکردہ لوگوں) کو بلا بھیجا۔ اور ان کو سرخ چمڑے کے خیمے میں اکٹھا کیا گیا۔ اور ان کے علاوہ کسی غیر کو نہ بلایا گیا۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے، تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا، مجھے

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَضِيْنَا (متفق عليه) 22-2621

تمہاری طرف سے کئی طرح کی باتیں پہنچیں ہیں۔ان کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہم میں سے صاحب الرائے لوگوں نے کوئی بات نہیں کی' البتہ ہم میں سے نوجوانوں نے یہ کہا ہے' کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے' آپ قریش کو عطا کرتے ہیں اور انصار کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے (ھوازن و غطفان یا قریش کے) خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!

اس پر رسول محترم ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو تالیف قلب کے لیے عطا کرتا ہوں' کیوں کہ یہ ابھی کفر سے نکلے ہیں۔کیا تم اس بات سے خوش نہیں' کہ لوگ مال مویشی لے کر جائیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر گھر لوٹو؟! انہوں نے بے ساختہ جواب دیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا' الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ (رواه البخاری) 23-2622

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اگر میں نے فی سبیل اللہ ہجرت نہ کی ہوتی' تو میں انصاری ہوتا۔اگر عام لوگ کسی وادی کو عبور کر رہے ہوں اور انصار دوسری وادی میں چلتے اور کوئی دوسری گھاٹی کو عبور کر رہے ہوں' تو میں انصار ہی کی وادی اور گھاٹی میں چلنا پسند کرتا۔ انصار ہماری پہچان ہیں۔اور دوسرے لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔ اگر میرے بعد تمہیں کوئی مصیبت اٹھانی پڑے تو صبر کرنا یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے آملو۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ فتح مکہ کے دن ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا، جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امان پا گیا' جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ بھی مامون ہوگا۔اس پر بعض انصار نے کہا کہ آپ ﷺ اپنے رشتے داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔اسی دوران رسول کریم ﷺ پر

اللّٰهِ وَ اِلَيْكُمْ، اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَاقُلْنَا اِلَّاضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ (رواه مسلم)2623-24

وحی کا نزول ہوا اور آپ ﷺ نے یہ باتیں کہنے والوں سے دریافت فرمایا، کیا تم لوگوں نے یہ کہا ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور ہوا ہوں؟ ہرگز نہیں، یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی ہے۔ میری زندگی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔ انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا، اللہ کی قسم! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی معیت حاصل کرنے کے لیے یہ بات کی تھی اس پر آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی صِبْيَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ، اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ يَعْنِی الْاَنْصَارَ (متفق عليه)2624-25

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ بچوں اور عورتوں کو کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو نبی اکرم ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا، تم (یعنی انصار) مجھے لوگوں سے زیادہ عزیز ہو پھر دعا کی۔ اے اللہ! یہ لوگ (یعنی انصار) مجھے لوگوں میں سے محبوب ہیں۔ آپ نے اس دعا کو دہرایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ يَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِذَالِکَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَالِکَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَيْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَيْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ (رواه البخاری) 2625-26

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر اور عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شدت علالت پر رو رہے تھے۔ دونوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، ہمیں نبی رحمت ﷺ کے ساتھ اپنی مجلس یاد آگئی ہے۔ ان دونوں حضرات میں سے ایک نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور تمام حالات سے آپ کو آگاہ فرمایا تو نبی اکرم ﷺ اپنے سر پر کپڑا باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر نشیں ہوئے اور اس دن کے بعد کبھی منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ بلاشک وہ میرے غم خوار اور راز دار ہیں۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کر دیں لیکن ان کے حقوق ابھی واجب الادا ہیں۔ ان کے نیکوں کار لوگوں کے عذر قبول کرنا اور ان کے خطا کاروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا۔ (البخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَّلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ (رواه البخاری) 2626-27

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی مرض الموت میں باہر نکلے' یہاں تک کہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، لوگوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ جبکہ انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ عام لوگوں کے مقابلے میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔ تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے والے کسی منصب پر فائز ہو' تو اسے انصار کے بھلے لوگوں کی معذرت قبول کر لینی چاہیے اور ان کے خطا کار لوگوں سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی محترم کا عمر بھر میں ساتھ دیا۔ یہ ایسا اعزاز نہیں کہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہے۔ جیسے ہمارے ہاں برادری کے طور پر یہ نام جاری ہے۔ انصار کی وہ نسل جس نے رسول کریم ﷺ کی زیارت اور رفاقت نہیں پائی وہ اصلاً نہیں رسماً انصار کہلواتے تھے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ (رواه مسلم) 2627-28

حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں' کہ رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! انصار کی اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ (متفق علیه) 2628-29

حضرت ابو اسید ؓ بیان کرتے ہیں' کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، انصار میں بنو نجار کا قبیلہ بہترین ہے۔ اس کے بعد بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج اور اس کے بعد بنو ساعدہ۔ اور انصار کے ہر قبیلے میں خیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ.

فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَّمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں' کہ مجھے' حضرت زبیر ؓ اور مقداد اور دوسری روایت میں مقداد کی بجائے ابو مرثد ؓ ہے۔ رسول محترم ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بھیجتے ہوئے فرمایا، روانہ ہو جاؤ! جب روضۂ خاخ پہنچو گے تو تمہیں اونٹ کے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس

يَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِيْ الْكِتَابَ قَالَتْ مَامَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْلَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا حَاطِبُ مَاهٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذَالِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَايُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ (متفق عليه)

30-2629

ایک خط ہے، وہ اس سے حاصل کر لینا۔ چنانچہ ہم چل پڑے اور ہمارے گھوڑے ایک دوسرے سے سبقت لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے حتیٰ کہ ہم روضہ خاخ پہنچ گئے۔ وہاں اونٹ کے ہودج میں سوار عورت موجود تھی۔ ہم نے اسے حکم دیا، وہ خط نکالو۔ اس نے کہا، میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اسے ڈانٹا کہ خط نکال دو، ورنہ تلاشی کے لیے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے سر کے بالوں سے خط نکال دیا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے۔ اس خط میں لکھا تھا ''حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے سرداران مشرکین کی طرف۔ وہ رسول ﷺ کے بعض امور سے مشرکین مکہ کو مطلع کرتا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے حاطب سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے اس معاملے میں عجلت نہ فرمائیں۔ میں نے قریش میں باہر سے آ کر سکونت اختیار کی ہے اور میری ان سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر مہاجرین کے مکہ میں رشتہ دار و اہل قبیلہ موجود ہیں، جو ان کے اموال اور اہل و عیال کی حمایت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہ چاہا کہ ان پر اس طرح احسان کروں کہ وہ میرے اہل و عیال کا لحاظ کریں۔ اور میں نے کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی بنا پر، یا اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو کر یہ کام نہیں کیا ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ حاطب نے تمہارے سامنے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں رسول رحمت ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر اپنی رحمت نچھاور کی ہو اور ان کے حق میں فرمایا ہو، تم جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔ اور دوسری روایت ہے کہ

میں نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ﷺ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًامِّنَ الْمَلٰئِكَةِ (رواه البخاری) 2630-31

حضرت رفاعہ بن رافع نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا، آپ ﷺ کا اہل بدر کے بارے میں کیا گمان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ یا اسی طرح کی بات فرمائی۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، اسی طرح بدر میں شامل ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَرْجُوْااَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَاِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا (رواه مسلم) 2631-32

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، مجھے امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں حصہ لینے والا کوئی شخص بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' میں نے سوال کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے ''تم میں ہر شخص کا جہنم پر گزر ہوگا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ''پھر ہم ڈرنے والوں کو نجات دے دیں گے؟ دوسری روایت میں ہے کہ ان شاء اللہ اصحاب الشجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ اصحاب الشجرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ (متفق عليه) 2632-33

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں' کہ حدیبیہ کے دن ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ہمارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کے دن تم سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَاحُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌلَّهُ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ

حضرت جابر ﷺ ہی کا بیان ہے' کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا' تو اس کے گناہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی طرح جھڑ جائیں گے۔ اور جو سب سے پہلے ہم میں سے اس چوٹی پر چڑھے وہ بنوخزرج کے گھڑ سوار تھے۔ پھر دوسرے لوگ چڑھے۔ تب رسول اللہ

فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَلِيْ صَاحِبُكُمْ (رواه مسلم) 2633-34

ﷺ نے فرمایا، سرخ اونٹ والے کے علاوہ سبھی کو معاف کردیا گیا ہے! پس اس کے پاس آئے اور اسے کہا۔ آؤ تاکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ اس نے کہا، مجھے اپنی گم شدہ اونٹنی کا ملنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارا صاحب میرے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ جدّ بن قیس نامی اعرابی تھا جو انفاق سے وہاں اپنے گم شدہ جانور تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًالِحَاطِبٍ رضی اللہ عنہ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُوْا حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ (رواه مسلم) 2634-35

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حاطب کا غلام نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر حاطب کے بارے کہنے لگا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تو جھوٹا ہے وہ دوزخ نہیں جائے گا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ کی جنگ میں شامل تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا (رواه البخاری) 2635-36

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ (رواه البخاری) 2636-37

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے اپنے لیے رکھیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے خریدا تھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کے لیے چھوڑ دیجیے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَاءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذَالِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَالِكَ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں بتایا، کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کرتا ہے، میں سخت حاجت مند ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو پیغام بھیجا۔ اس نے جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میرے پاس ماسوا۔ ئے پانی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّضِيْفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ وَنَوِّمِيْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ فَقُوْمِيْ اِلَى السِّرَاجِ كَيْ تُصْلِحِيْهِ فَاَطْفِيْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ مِّثْلُهُ وَلَمْ يُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ وَفِيْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (متفق عليه) 38-2637

کے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری کی طرف پیغام بھیجا تو اس کا بھی وہی جواب تھا۔ اور آخر ان سب ازواج مطہرات کا ایک ہی جواب تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا، اس کو کون مہمان بنائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے گا؟ انصار میں سے ابوطلحہ ؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں مہمان بناؤں گا۔ چنانچہ وہ اس کو۔ لے کر اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا' کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا، کچھ نہیں' سوائے بچوں کے کھانے کے۔ ابوطلحہ ؓ نے بیوی سے فرمایا۔ ان کو کسی چیز سے بہلا کر سلا دو۔ پھر جب ہمارا مہمان آئے تو ایسا کرنا کہ وہ سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ اور جب وہ کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اٹھ کر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ابو طلحہ ؓ بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھالیا۔ اور انہوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح کے وقت وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ فلاں مرد اور فلاں عورت سے خوش ہو گیا۔ یا فرمایا اللہ تعالیٰ مسکرایا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اسی طرح آیا ہے' لیکن اس میں حضرت ابوطلحہ ؓ کا نام نہیں لیا گیا۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وہ اپنی بجائے دوسروں پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں"۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ (رواه البخاری) 39-2638

حضرت زید بن ارقم ؓ کا بیان ہے' کہ نبی کریم سے انصار نے عرض کیا، ہر نبی کے اطاعت گزار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم میں سے ہمارے جان نشین بنائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے بعد میں آنے والوں کے حق میں دعا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ اَحْيَاءِ

حضرت قتادہ ؓ بتاتے ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں کہ قیامت

الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِىْ بَكْرٍ ﷺ سَبْعُوْنَ (رواه البخاری) 2639-40

کے دن عرب قبائل میں سے کسی قبیلے کے شہدا کی تعداد انصار سے زیادہ ہو اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہوں۔ حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس ﷺ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جنگ احد میں انصار کے ستر شہید ہوئے۔ اور بئر معونہ کی جنگ میں بھی انصار کے ستر شہید تھے۔ اسی طرح یمامہ کی جنگ میں جو کہ حضرت ابوبکر ﷺ کے دورِ خلافت میں ہوئی ستر انصار شہید ہوئے۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ ﷺ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ آلَافٍ، خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ ﷺ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ (رواه البخاری) 2640-41

حضرت قیس بن ابی حازم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں) بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت قیس ﷺ نے بتایا کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ میں بدری صحابہ کو ان کے بعد آنے والوں پر ضرور ترجیح دوں گا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد کہ عبداللہ بن عمرؓ نیک جوان ہے۔
۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خلق میں آپ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔
۳۔ تلاوت قرآن کے سب سے زیادہ ماہر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سالمؓ حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل ﷺ ہیں۔
۴۔ آدمی کو سفر میں بھی نیک ساتھی کی رفاقت تلاش کرنی چاہیے۔
۵۔ کسی بڑے کو خوش کرنے کے لیے غریب صالح شخص کو اپنے سے دور نہیں کرنا چاہیے۔



تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ الْبَدْرِ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام صحیح البخاری میں

حق و باطل کے معرکوں میں سب سے اہم اور افضل ترین معرکہ معرکۂ بدر ہے۔ یہ غزوہ ایسے حالات اور انداز میں پیش آیا کہ ایک نوزائیدہ مملکت جس کے خدوخال بھی اب تک واضح نہیں ہوئے تھے جس کا دفاع کرنے والے نہایت کمزور اور ان کی اکثریت بے خانماں اور لٹے پٹے لوگوں پر مشتمل تھی۔ معرکہ بدر اس طرح اچانک پیش آیا، کہ مسلمان ذہنی اور حربی طور پر اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت یہ تھی کہ حق و باطل کا یہ معرکہ برپا ہو کر رہے اس کی تفصیل دسویں پارے کی ابتدا میں بیان ہوئی ہے۔

غزوہ اچانک ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس دلیری اور بے جگری کے ساتھ لڑے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ اہل مکہ کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ جن میں ان کا کمانڈر ابوجہل بھی تھا۔ اور اتنی تعداد میں ہی ان کے نامور لوگ گرفتار ہوئے۔ اس معرکے سے دور دور تک مسلمانوں کی ہمت و شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوم الفرقان قرار دیا۔

غزوۂ بدر کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے، کہ بدر کے میدان میں باپ بیٹے کے مقابلے میں بھائی بھائی کے خلاف معرکہ آرا ہوا اس لئے اسلام کی تاریخ میں اصحاب بدر کو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنے کا اعلان فرمایا۔

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ ﷺ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى ابْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبِ الْهَاشِمِيُّ، اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ، بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ اَبِيْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفٌ لِقُرَيْشٍ، اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرُّبَيِّعِ الْاَنْصَارِيُّ، قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ

(۱) نبی معظم حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ (۲) حضرت ابوبکر صدیق قریشی (۳) عمر بن خطاب العدوی (۴) عثمان بن عفان قرشی۔ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑا تھا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا (۵) علی بن ابی طالب الہاشمی (۶) ایاس بن بکیر (۷) بلال بن رباح یہ حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (۸) حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی (۹) حاطب بن ابی بلتعہ، یہ قریش کے حلیف تھے (۱۰) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) حارثہ بن ربیع انصاری یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں۔ وہ عینی شاہد

سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ، خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ اَبُوْ لَبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ، اَلزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ، اَبُوْ زَيْدٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ نِ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ، سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ نِ الْقُرَشِيُّ، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ، ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ نِ الْهُذَلِيُّ، عُتْبَةُ بْنِ مَسْعُوْدٍ نِ الْهُذَلِيُّ، عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ، عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيُّ، عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ، مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْهُ، مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ، مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ نِ الْاَنْصَارِيُّ، مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو نِ الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ، هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ. 1-2641

تھے۔(۱۲)خبیب بن عدی انصاری (۱۳)خنیس بن حذیفہ سہمی (۱۴) رفاعہ بن رافع انصاری(۱۵) رفاعہ بن عبدالمنذر رلبابہ انصاری(۱۶) زبیر بن العوام القرشی(۱۷) زید بن سہل ابوطلحہ انصاری(۱۸) ابوزید انصاری(۱۹) سعد بن مالک زہری(۲۰) سعد بن خولۃ القرشی (۲۱) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی (۲۲) سہل بن حنیف الانصاری، (۲۳)ظہیر بن رافع انصاری (۲۴) اور اس کے بھائی (۲۵) عبداللہ بن مسعود الہذلی، (۲۶) اور ان کے بھائی، (۲۷) عبدالرحمٰن بن عوف الزہری، (۲۸) عبیدہ بن الحارث القرشی(۲۹) عبادۃ بن صامت انصاری، (۳۰) عمرو بن عوف، عتبہ بن مسعود ھذلی یہ بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے۔(۳۱) عقبہ بن عمرو انصاری، عامر بن ربعیہ العنزی، (۳۲) عاصم بن ثابت انصاری، (۳۳) عویم بن ساعدہ انصاری، (۳۴) عتبان بن مالک انصاری، (۳۵) قدامۃ بن مظعون، قتادۃ بن النعمان انصاری، (۳۶) معاذ بن عمر بن جموع۔(۳۷)معوذ بن عفرا(۳۸) اور اس کے بھائی معاذ، (۳۹) مالک بن ربیعہ ابو اسید انصاری، (۴۰) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبدمناف، مرارہ بن ربیع انصاری، (۴۱) معن بن عدی انصاری، (۴۲) مقداد بن عمرو الکندی یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔(۴۳) ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

فہم الحدیث

غزوہ بدر تاریخ اسلام کا سب س اہم وقعہ ہے۔لیکن یہ کسی طے شدہ منصوبے کے بغیر اچانک پیش آیا جیسے کہ قرآن مجید سورۃ الانفال اور صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ گویا کہ جس طرح مکہ سے روانہ ہوتے وقت مشرکین کے لشکر کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کتنی بڑی تاریخی ذلت سے دوچار ہونے جارہے ہیں۔اسی طرح مدینہ سے نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ کے رفقائکو بھی معلوم نہ تھا کہ ساحل سمندر سے اچانک ان کا رخ بدر کیطرف ہوجائے گا اور وہاں وہ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم کی سب سے اہم فتح کی سعادت سے ہمکنار ہوکر سب کے سب غازی اور شہداء جنت کے وارث بننے والے ہیں

بخاری میں اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوتؑ کے برابر تین سو دس سے کچھ زیادہ (۳۱۳) بتائی گئی ہے۔ مذکورہ فہرست میں نبی ﷺ سمیت ان میں سے صرف تینتالیس (۴۳) کا ذکر کیا گیا ہے۔تو دراصل یہ صرف ان اصحاب بدر کے اسماء گرامی ہیں جن کا صحیح بخاری میں کسی نا کسی حوالہ سے تو امام بخاری نے یہ کاوش فرمائی کہ یہاں انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے یکجا ذکر کردیا ہے۔رسول اللہ کا نام مبارک حروف تہجی کی ترتیب سے چالیسویں نمبر پر آتا تھا لیکن امام بخاری نے احترام رسول کے پیش نظر آپ کے نام کی بجائے مقام نبوت کے **لحاظ سے آپ** کا اندراج کیا تو آپ کا نام النبی سب سے پہلے **لکھا** جانا قرار پایا۔اس رح سے محبت کی نیت کے ساتھ ساتھ **اصول کا بھی بھرم** رہ گیا

اسی طرح سے صاحب مشکوہ نے یا کسی بعد والے نے خلفاء راشدین کے اسمائے گرامی درمیان سے اٹھا کر زمانی ترتیب کے لحاظ سے رسول اللہ کے نام گرامی کے بعد درج کردیے ہیں۔حضرت ابوبکر کا عام طور پر نام عتیق بتایا جاتا ہے۔لیکن امام بخاری نے عبداللہ درج کیا ہے۔جو زیادہ صحیح ہے(واللہ اعلم)



بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقَرْنِيِّ

یمن، شام اور اویس قرنی کا تذکرہ

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَى اللّٰهَ فَاَذْهَبَهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (رواه مسلم) 2642-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ﷺ فرماتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، یمن سے اویس نامی ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو چھوڑ کر نہیں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے جسم سے ایک دینار یا درہم کے برابر داغ کے سوا سارے داغ مٹ گئے ہوئے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی اس سے ملے اسے چاہیے کہ اس سے تم سب کی مغفرت کی دعا کرائے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کی ماں ہوگی اور اس کا جسم برص سے سفیدی کا نشان ہوگا۔ اس کے پاس جا کر اپنے لئے مغفرت کی دعا کرانا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْيَنُ قُلُوْبًا اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَّالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ (متفق عليه) 2643-2

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ وہ رقیق القلب اور قبول حق کے لئے نرم دل ہیں۔ ایمان یمن میں ہے۔ اور حکمت اطاعت بھی یمنیوں میں ہے۔ اور فخر و غرور اونٹ والوں میں ہے۔ اور سکینت اور وقار بھیڑ بکریوں والوں میں ہے۔ (البخاری والمسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ (متفق عليه) 2644-3

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی کا بیان ہے، کہ رسول ﷺ نے فرمایا، کفر کا منبع مشرق کی طرف ہے، فخر و غرور اونٹ اور گھوڑوں والوں اور بالوں کے خیموں میں رہنے والے متکبر خانہ بدوشوں میں ہے۔ اور نرمی و سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ (متفق علیه) 4-2645

حضرت ابو مسعود انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، فتنے مشرق سے اٹھیں گے۔ جور و جفا اور دلوں کی سختی بالوں کے خیموں میں رہنے والے کریہ الصوت بادیہ نشینوں یعنی قبائل ربیعہ اور مضر میں ہے جو اونٹوں اور بیلوں کی دم سے چمٹے رہنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاِیْمَانُ فِیْ اَهْلِ الْحِجَازِ (رواہ مسلم) 5-2646

حضرت جابر ﷺ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، دلوں کی سختی اور جور و جفا اہل مشرق میں ہوگی۔ اور ایمان اہل حجاز شیوہ ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ (رواہ البخاری) 6-2647

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنادے۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے یمن کو برکت سے بھر دے۔ صحابہ کرام ﷺ نے کہا، یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے بارے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنادے! اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما دے! انہوں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے نجد کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا خیال ہے تیسری بار آپ نے فرمایا، اس طرف سے زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔ (بخاری)



بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

امت مسلمہ کے ثواب کا بیان

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰی كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ (رواه البخاری)

پہلی فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت عمر، تم سے پہلے لوگوں کی مدت عمر کے مقابلے میں اس قدر ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے کا وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا۔ اس نے مزدوروں سے کہا ایک ایک قراط پر میرے لیے کون دو پہر تک مزدوری کرے گا؟ تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون شخص عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ جان لو تم ہی ہو جو عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک کام کر رہے ہو اور تمہارا ثواب دوگنا ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کام زیادہ ہے۔ اور ہمیں مزدوری کم ملی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا میں نے تمہاری مزدوری سے کم دیا ہے؟ انہوں نے اعتراف کیا۔ بالکل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا انعام ہے، میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ (بخاری)

1-2648

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَكُوْنُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم نے فرمایا: میری امت سے میرے ساتھ بہت زیادہ محبت کرنے والے وہ

بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ(رواه مسلم)2649-2

لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد ہوں گے۔ وہ آرزو کریں گے۔ کاش! وہ اپنے اہل اور مال قربان کر کے صرف مجھے دیکھ ہی لیں۔ (مسلم)

وَعَنْ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِکَ(متفق علیه) 3-2650

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم رکھے گی۔ جو شخص ان کی مدد کرنا چھوڑے گا' یا ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں انہیں موت آئے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

احادیث کی دوسری کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے' کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ پوچھا گیا: یہ کون خوش قسمت ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ

جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں

دشمن دین انہیں نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کریں گے۔ لیکن ان کو دین خالص سے نہیں پھیر سکیں گے۔ اور یہ جماعت قیامت تک اپنا کام کرتی رہے گی



تعارف ابوہریرہؓ اکیڈمی

دانشوران قوم اور دینی طلبہ کا مدت سے مطالبہ تھا کہ درس نظامی کے نصاب میں تبدیلی اور ایسے ادارے معرض وجود میں لائے جائیں جن میں گریجویٹ، جید علماء تیار کیے جائیں جو عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں قرآن سنت کا انقلاب برپا کر سکیں۔ ہم نے مقامی وسائل سے 1997ء میں ابوہریرہ اکیڈمی کی صورت میں کامیاب تعلیمی منصوبہ کی ابتدا کی ہے۔ ملک کا باشعور طبقہ اور علماء اکرام جانتے ہیں کہ شاید ہی کسی مسلک کا ایسا ادارہ ہو جہاں درس نظامی کے ساتھ باقاعدہ ایف اے بی اے ایم اے کروایا جاتا ہو۔ اس لحاظ سے ابوہریرہؓ اکیڈمی ہی واحد ادارہ ہے جہاں علوم اسلامیہ اور کالج کی تعلیم یکساں طور پر دی جا رہی ہے۔

داخلہ

☆ علوم اسلامیہ معہ بی اے ایم اے صرف چار سال میں ☆ مختصر آسان اور جدید سلیبس ☆ داخلہ میٹرک کے امتحان کے بعد تاہم فیل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔

مصنف کا مختصر تعارف

میاں محمد جمیل 1947ء کو گوہڑ چک 8 ضلع قصور، ارائیں فیملی میاں محمد ابراہیمؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں پنجاب میں علمی و دینی تبلیغی لحاظ سے بڑے بڑے علماء اور قومی رہنماؤں کا مرکز رہا ہے۔

تعلیم و تربیت

سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد میاں صاحب نے اپنے گاؤں میں قرآن پاک حفظ کیا پھر جامعہ اسلامیہ سے ایم۔اے اسلامیات، فاضل اردو اور وفاق المدارس کی ڈگریاں حاصل کیں اور اب لاہور میں کاروبار کے ساتھ جامع مسجد ابوہریرہؓ میں خطابت اور فری ابوہریرہؓ اکیڈمی کی نظامت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

۱۔ دین تو آسان ہے
۲۔ برکاتِ رمضان
۳۔ آپ ﷺ کا حج
۴۔ انبیاءؑ کا طریقہ دعا
۵۔ سیرتِ ابراہیم علیہ السلام
۶۔ زکوٰۃ کے مسائل وفوائد
۷۔ اتحادِ امت اور نظم جماعت
۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن
۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل
۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ ان کا شرعی علاج
۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز، قیام وسجود کی عملی تصاویر

منفرد تفسیر

فہمُ القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی و دیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی، احسن، معارف، تدبر، تیسیر و تفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل، جدید و قدیم علوم کا سنگھم۔ جس میں لفظی ترجمہ حل لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔ پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اوّل رمضان 2006 میں دستیاب ہوگی انشاءاللہ